57

انور

S.B.P. Nigam
14-2-61

انور

[illegible]

گلستان مترجم

انوار حکایات دلنشین و غنچہائے مرتبۂ مضامین مجمع ضو

لاجواب دستور العمل مواعظ و پند مطبوع سخن سنجان پایۂ بلند ادب آموز جہان اعنی کتاب

از نتائج افکار قدوۃ الابرار عمدۃ عرفائے اہل اللہ روزگار مجلی ضمائر جادو بیانی و اعجاز طرازی

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

[illegible]

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ [illegible]

جملہ حقوق ترجمہ محفوظ ہیں — باہتمام ٹی۔ این۔ دھیر مینیجر — قیمت ؁

۱۸

مقدمہ گلستان مترجم

ایک روز جب ایک علمی صحبت میں بہت سے علم دوست حضرات جمع تھے میں نے ایک بزرگ کے آدمی کی زبان سے یہ سنا۔ کہ سعدی کسی آدمی کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک انجمن کا نام ہے جو کسیوقت شیراز میں قائم تھی۔ میرے تعجب کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ اور آخر میرے سوال ور ان حضرات کے جواب سے یہ بات صاف ہو گئی۔ کہ وہ ہستی جو آج سعدی کے نام سے یاد کی جاتی ہے دنیا کے علم و ہنر فضل و کمال ہی کا مجموعہ نہیں تھی بلکہ انواع واقسام کے تجربات زندگی کا مخزن اور منبع تھی۔ یہ بات اُسوقت بالکل صاف ہو جاتی ہے جب نظر ڈالنے والا گلستان اور بوستاں پر ایک گہرائی نظر ڈالتا ہے۔ یہ بات فرط طوالت کلام چاہتی ہے اور اسی چیز کو واضح طور پر بیان کرنا ہے۔ مگر اسکے پہلے ہم شیخ سعدیؒ کے حالات و سوانح جات پر غایرانہ نہیں بلکہ ایک طائرانہ نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

اصول سوانح نگاری کے مطابق یہ ضروری بات ہے کہ جس کے حالات لکھے جائیں اسکے سنہ ولادت اور وفات کا بھی اظہار کیا جائے۔ مگر دشواری یہ ہے کہ شیخ کے سنہ ولادت کی صحیح تحقیق نہیں ہو سکی۔ اس لئے کہ انکی عمر میں بھی اختلاف ہے۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ اُنھوں نے ۱۰۲ برس کی عمر پائی اور بعض کے نزدیک ۱۱۰ یا ایکسو بیس سال وہ زندہ رہے۔ مولانا حالی نے حیات سعدی میں لکھا ہے کہ اگر اُنکی عمر کم سے کم مانی جائے تو ولادت ۵۸۹ میں قرار پائے گی لیکن اسمیں ایک خرابی واقع ہوتی ہے کہ ابوالفرج بن جوزی رحمہ اللہ جو شیخ کے استاد تھے وہ یقینی طور پر ۵۹۷ھ میں فوت ہوئے اس لحاظ سے شیخ کی عمر صرف ۹ برس کی قرار پاتی ہے۔ اور یہ کچھ قرین قیاس نہیں ہے کہ شیخ نے ۹ برس کی عمر میں بغداد کا سفر کیا ہو اور وہاں کے مدرسہ میں داخل ہو کر درس نظامیہ میں شریک ہوئے ہوں کیونکہ اُن کے بعض بیان کئے ہوئے واقعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اُن کا بچپن شیراز میں ان کے باپ کے ساتھ گزرا۔ کیونکہ وہ اس قابل اپنے والد کے حین حیات میں ہو گئے تھے کہ۔ رات کو شب بیداری کرتے کبھی روزہ رکھتے۔ اور اپنے باپ کے ساتھ عیدگاہ تک جاتے تھے۔ اس واسطے ماننا پڑے گا کہ ان کا سال ولادت یہ نہ ہوگا اور اُن کی عمر ۱۰۲ برس سے زیادہ ہوگی۔ اور وہ ۱۱۵ انتہائی ۱۲۰ تک قرار پائے گی جیساکہ بعض تذکرہ نویس لکھ گئے ہیں۔ مگر اس اختلاف ولادت کے برخلاف سنہ وفات میں کوئی اختلاف

نہیں وہ ۶۹۱ھ ہے اور کسی شاعر نے لفظ خاص سے اُنکا مادۂ تاریخ نکالا ہے ؎

زخاصاں بود زاں تاریخ شد خاص

اُن کا نام و نسب

"شیخ کا اصل نام شرف الدین اور مصلح خطاب سعدی تخلص تھا بعض لوگ مصلح الدین ان کا نام بتاتے ہیں مگر یہ بات پایۂ تحقیق سے دور ہے - شیخ کے والد کا نام عبد اللہ تھا - اور وہ سعد بن زنگی کے دربار میں کسی خدمت پر مامور تھے - شیخ کا بچپن اُنھیں کے سایۂ عاطفت میں گزرا اور اُنھیں کے دور میں وہ نماز روزے وغیرہ کے پابند بھی ہو گئے تھے - جیسا کہ بوستاں اور گلستان کی بعض حکایتوں سے معلوم ہوتا ہے اُن کے والد نہ صرف عابد و زاہد اور متقی و متورع تھے بلکہ وہ ممتاز زمانہ کے گرم و سرد فراز و نشیب سے باخبر تھے اسی بنا پر انھوں نے شیخ کی تعلیم و تربیت اور نگہداشت اس حد تک کی جتنی کہ ایک شریف آدمی کے بچے یا ایک امیرزادے کی ہونا چاہیئے - اُنھوں نے نہایت ناز و نعم کیساتھ پرورش پائی اپنے والد کے ساتھ وہ عبادت گزار بھی رہے اور میلوں تماشوں وغیرہ کی سیر بھی کرتے رہے مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو کم سنی میں یتیمی کا داغ اٹھانا پڑا - جسکا اُنھیں ہمیشہ افسوس رہا اور باپ کی آغوش سے جدا ہونے کو وہ تازندگی محسوس کرتے رہے - جیسا کہ بوستاں میں اُنھوں نے خود فرمایا ہے ؎

مرا باشد از درد طفلاں خبر کہ در طفلی از سر برفتم پدر

البتہ انھیں کے اقوال سے یہ ضرور ثابت ہے کہ انکی والدہ ماجدہ اُن کے عہد جوانی تک زندہ ہیں اور جب ایسا ہے تو ہو سکتا ہے کہ باپ کے بعد ماں نے انکی تعلیم و تربیت میں کافی حصہ لیا ہو - مولانا حالی نے حیات سعدی میں بعض تذکروں کے بیان کے مطابق لکھا ہے کہ علامہ قطب الدین شیرازی جو ہلاکو خاں کے مصاحب اور محقق طوسی کے شاگرد رشید تھے وہ شیخ کے ماموں یا قریبی عزیز تھے - پھر یہ بھی کہا ہے کہ بعض تذکرہ نویس کہتے ہیں کہ علامہ موصوف اور شیخ میں باہم ہنسی مذاق بھی ہوتا تھا -

چونکہ شیخ کے اوائل شباب میں شیراز اطمینان و آسایش کی جگہ نہ تھی - بلکہ اسوجہ سے کہ سعد بن زنگی جو اسوقت حکمراں تھا وہ نہایت بلند ہمت واقع ہوا تھا - اور دوسرے ممالک پر ہمیشہ حملے کرتا رہتا تھا - اور اپنے ممالک محروسے سے بے خبر ہو جاتا تھا اسی وجہ سے دشمن خود شیراز کو اپنے حملوں کی جولاں گاہ بنا لیا کرتے تھے بنا بریں وہ آسایش و اطمیناں وہاں باقی نہ رہتا تھا جو ہونا چاہیئے - دوسرے یہ بھی ہے کہ وطن میں رہ کر

طبیعت خاطر سے بطریق کلی علم کی طرف مائل نہ ہونا۔ شیخ ایسے کثیر الاحباب آدمی کے بس کی بات بھی نہ تھی اپنے گھر کے جھگڑے دوں۔ دوستوں کی ملاقاتوں میں وقت صرف کرنے اہل وطن کی بعض رہی بے اعتنائیوں اور بے سروسامانیوں کی وجہ سے اُن کو یہی مناسب معلوم ہوا کہ مدرسہ عضدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بجائے بغداد کی طرف رخ کرنا چاہئے۔ یا پھر وطن میں وہ ضرورتیں پوری نہ ہو سکتی تھیں جو تحصیل علم میں ہونا چاہئے چنانچہ انھوں نے کہا ہے ؎

دلم از صحبت شیراز بہ کلی بگرفت وقت آنست کہ پرسی خبر از بغدادم
سعدیا حب وطن گرچہ حدیثے است صحیح نتواں مرد بہ سختی کہ من اینجا زادم

شیخ بغداد پہنچے اور اس مدرسہ نظامیہ میں جسے ۴۵۹ھ میں نظام الملک طوسی نے بنوایا تھا۔ اور دو اِن کے زمانہ تک بدستور جاری تھا داخل ہوئے۔ یہ حسن اتفاق تھا کہ شیخ ابو اسحاق شیرازی ابتداءً میں یہاں کا متولی تھا اس لئے اہل شیراز کو اس مدرسے سے ایک خاص لگاؤ تھا۔

مدرسہ میں داخل ہو کر شیخ کے ضروریات زندگی کے لئے کچھ وظیفہ بھی مقرر ہو گیا اور انھوں نے ابو الفرج عبد الرحمن جوزی ملقب بہ جمال الدین سے تعلیم حاصل کی۔ یہ علم حدیث اور تفسیر میں اپنے وقت کے مستند اساتذہ بلکہ اماموں میں شمار ہوتے تھے۔ اور ان کا تبحر مسلّم تھا۔ علوم کے حاصل کرنے میں شیخ نے اس درجہ ترقی حاصل کی کہ اُنکے معاصر انپر رشک کرنے لگے۔ مگر باایں ہمہ تصوف کا چسکا اُن کو ایسا پڑ گیا تھا کہ باوجود حدیث و تفسیر کے مطالعہ اور تاثیر و تاثر کے بھی وہ سماع وغیرہ کی رنگینیوں سے غافل نہ رہتے تھے اگرچہ اُن کے اُستاد اُن کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ گلستاں میں انھوں نے ایک جگہ اس کا ذکر کیا ہے۔ جس وقت کہ شیخ بغداد میں مشغول تحصیل علوم تھے اس زمانے میں مستعصم باللہ سریر آرائے خلافت تھا جسکے حکم سے بغداد میں جابجا عیش و عشرت امن و فراغت اور فیوض غیر متناہی کا سمندر موجیں مار رہا تھا جسے ہلاکو خان کے طوفانی حملے نے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیا اور شیخ کو مجبوراً یہ تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھکر اتنا متاثر ہونا پڑا کہ انھوں نے خلیفہ مستعصم باللہ کے زوال و تباہی کا ایک نہایت دردناک مرثیہ کہا ہے جو ان کے کلیات میں موجود ہے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد شیخ نے سیر و سیاحت اختیار کی۔ ایشیا۔ افریقہ۔ ایشیائے کوچک بربر حبش۔ مصر۔ شام۔ فلسطین۔ آرمینیا۔ عرب۔ ممالک وغیرہ سب کو انھوں نے دیکھا اور نہ صرف دیکھا بلکہ بعض بعض جگہ وہ مدتوں مقیم رہے۔ اُن کے متعلق بعض انگریز محققین نے لکھا ہے کہ وہ چار مرتبہ ہندوستان آئے۔ مولانا

حالی کے نزدیک وہ قابل اعتبار نہیں ہے مگر شیخ کی زبان سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ سورت تک آئے۔ اگرچہ یہاں کے زمانہ قیام میں جو واقعات انھوں نے بیان کئے ہیں وہ ذرا بعید از اور کم سمجھ میں آنے والے ہیں۔

شیخ کے زمانہ سیاحت میں ہزارہا ایسے واقعات پیش آئے جو ایک تجربہ کار اور کامل سیاح کے لئے پیش آنا ضروری ہوتے ہیں اسکے جستہ جستہ واقعات گلستان اور بوستان میں ملتے ہیں مگر وہ بھی بہت ہیں اُن پر عشرت۔ غربت۔ ناداری۔ دولتمندی۔ خوشحالی۔ کے مختلف دور گزرے اور وہ سب میں ثابت قدم ثابت ہوئے۔ نہ دولت و ثروت پاکر اُن کا دماغ خراب ہوا اور نہ غربت اور ناداری نے کبھی انکی مردانہ عادات آزادہ روی۔ حق پسندی اور استقلال میں کوئی خامی پیدا کی یہ واقعات بھی بوستان اور گلستان میں موجود ہیں۔ اُنھوں نے اسی عالم سیر و سفر میں قید فرنگ کی تکالیف بھی اٹھائیں۔ اور اسی دنیائے غربت میں بدمزاج بیوی سے نباہ بھی کیا۔

شیخ ایک زمانہ دراز تک وطن سے دور رہے یہانتک کہ سعد زنگی جو چھٹی صدی کے آخر میں مسند آرائے حکومت ہوا اور ۶۲۳ھ میں فوت ہوا۔ اُسکے زمانہ میں شیخ نے شیراز کو الوداع کہا اور غالبًا اسکے حین حیات تک وطن کی طرف مراجعت نہین کی۔ اسکے بعد سعد بن زنگی کا بیٹا قتلغ خان تخت نشین ہوا۔ اور اس بادشاہ کی صفات حمیدہ مین مصنفین نے مبالغہ بھی کیا ہے مگر پھر بھی انھون نے ادھر کا رُخ نہیں کیا۔ مگر جب یہ دور بھی گزر گیا اور وہ بدامنی اور قتل و غارت ختم ہو گئی جو وطن سے جاتے ہوے انھوں نے اپنی آنکھ سے دیکھی تھی اور ابوبکر سعد تخت نشین ہوا۔ ملک بھر میں امن و اماں اور عیش و فرحت کی لہر دوڑ گئی اُسوقت شیخ کو وطن کی واپسی کا خیال ہوا۔ اور وہ شیراز واپس آئے۔ یہان یہ بتانا بیحد ضروری ہے کہ ابوبکر سعد نہایت اچھا بادشاہ تھا اور اُسکے صفات حمیدہ بہت کچھ تھے مگر قاعدہ ہے کہ ہر انسان مین خوبیوں کے ساتھ ساتھ کچھ کمزوریاں بھی ہوتی ہیں وہ بھی اس سے خالی نہ تھا۔ اور یہ بات اسکی عادت میں داخل ہو گئی تھی کہ علما و فضلا سے وہ کچھ زیادہ خوش عقیدہ بھی نہ تھا۔ بلکہ اُن سے اکثر بدگمان رہتا تھا اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ ان کے مقابلے پر وہ عوام فقرا اور جاہل صوفیا کا عقیدتمند اور مداح تھا۔ اسی لئے یہاں پہنچکر شیخ کو بھی اپنا علم و فضل بالائے طاق رکھکر ایک مصلح شاعر اور ادیب کی صورت میں زندگی گزارنا پڑی۔ ابوبکر شیخ کا نہایت عقیدتمند تھا۔ اسی کے نام پر گلستان کو معنون کیا ہے۔ اور اس کو نہایت خلوص اور نہایت صفائی کے ساتھ وہ نصیحتین بھی کی گئی ہیں جو بہ آسانی ایسے بادشاہوں کو نہیں کیجا سکتین

اور نہ صرف ابوبکر سعد ہی کو اخلاقی فرائض بتانے میں وہ بیباک تھے بلکہ اپنے زمانے کے بہت سے بادشاہوں اور بہت سے اُمرا کو بڑی آزادی کے ساتھ وہ سب کچھ کہتے رہے ہیں جو اُن کے لئے انہیں کہنا چاہئے تھا اسکے یہ معنی نہیں کہ یہ لوگ شیخ کے معتقد اور ارادتمند تھے اس واسطے اُن کی تلخ باتوں کو سن لیتے تھے ۔ بلکہ یہ شیخ کا کمال مانا جائے گا کہ وہ نصیحت اسطرح کرتے تھے کہ بڑے بڑے جابر بھی اس کو سر جھکا کر سنتے اور تسلیم کرتے تھے ۔

شیخ کی عمر کے بارہ میں محققین نے اختلاف کیا ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ صرف ۱۰۲ ایک سو دو برس تک دنیا میں رہے ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک سو دس برس اور بعض ایک سو بیس برس انکی مدت حیات کے قایل ہیں ۔ مگر آخری قول پر زیادہ اجماع ہے اور بوجوہات اسی کو زیادہ صحیح مانا ہے بہر حال ۶۹۱ھ میں اُن کا انتقال ہوا ۔ چنانچہ لفظ خاص سے اُن کا مادہ تاریخ نکلتا ہے ۔ اور شیراز کے مقام دلکشا سے ایک میل جانب شرق پہاڑ کے نیچے ایک بہت بڑے سنگین عمارت میں مدفون ہیں ۔ مسٹر گوراوسلی نے جو ۱۸۱۱ء میں فارس کا سفر کر کے شیخ کے مزار کی زیارت کی تھی لکھا ہے کہ انکی قبر کا طول چھ فٹ اور عرض ڈہائی فٹ ہے اور قدیم خط میں شیخ کے حالات اور اُن کی تصانیف کا تذکرہ اُن کی قبر پر لکھا ہوا ہے ۔

شیخ نے ابتدائی عمر بے فکری اور لاابالی پن کی حالت میں گزاری ۔ بعد تحصیل علوم اور سیر و سفر میں عمر کا معتد بہ حصہ صرف کیا لیکن دور آخر میں وہ وطن واپس آئے ۔ صاحب دیوان علاء الدین نے ایک مرتبہ اُن کو پچاس ہزار اشرفیاں دیں اور شیخ کے انکار کے باوجود اُنکے قبول کرنے میں اصرار کیا چنانچہ اسی روپیے سے ایک بہت بڑا مدرسہ یا خانقاہ تیار ہوا اور شیخ آخر عمر تک وہیں گوشہ نشین ہو شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف رہا ۔ اور وہیں انکے معتقدین اور ضرورتمند انسے ملتے رہے آخر عمر میں اپنے زہد و تقویٰ اور ریاضت شاقہ کے سبب سے وہ صوفیہ کبار میں شمار کئے جاتے تھے چونکہ شیخ کے سوانح حیات مستقل طور پر لکھے گئے ہیں اس لئے تفصیل انھیں کتابوں میں دیکھنا چاہیے ۔

گلستان بوستان

آج شیخ سعدی کے نام سے جو دنیا واقف ہے ممکن ہے کہ اس شہرت عام کے وجوہات میں شیخ کی شاعری بھی شریک ہو لیکن زیادہ تر انکی شہرت عظیم کی بنیاد انھیں دونوں کتابوں کے اوپر قایم ہے

یہ کہنا ایک بہت بڑا دعوی ہے کہ اِن دونوں کتابوں کے محاسن بیان نہیں کیے جا سکتے لیکن مختصر طور پر اتنا تو کہدینا ہی پڑے گا کہ شیخ کے زمانے سے لیکر آج تک کم لوگ ایسے ہونگے جو اِن کتابوں کے نام سے واقف نہوں اور شکل سے کچھ لوگ ایسے ہونگے جن کے ذہن میں گلستاں کے بعض فقرے محفوظ نہوں۔ مگر چونکہ ہمکو اس وقت صرف گلستاں ہی کے متعلق کچھ کہنا ہے لہذا بوستان کا ذکر کسی دوسرے وقت کیلئے اٹھا رکھتے ہیں۔ اور صرف گلستاں کے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں۔

گلستاں نام ہے سعدی کے اُن گوناگوں تجربات زندگی کا جو اُن کو اپنی زندگی اپنے تحصیل علوم اور سیر و سیاحت۔ اپنی گوشہ نشینی اپنی رنگین صحبتوں۔ اپنے بچپن اپنے شباب و پیری کے زمانے میں پیش آئے اور انھیں جمع کر دیا۔ اسکے ساتھ دوسروں کے ایسے ملتے جلتے واقعات جو اُن تجربات سے مماثل تھے اسمیں شامل کر دئے اور اس لحاظ سے وہ ایک تجربہ کی دنیا۔ پند و نصایح کا ایسا ذخار دریا۔ ایسا غیر محدود خزانہ ہے جس کا جواب نہیں ہے ایران۔ ہندوستان۔ ترکستان افغانستان میں یہ کتابیں بطور درس چھ سات سو برس سے پڑھائی جاتی رہی ہیں مگر دوسرے ممالک میں بھی انکی اتنی نہیں تو بہت زیادہ قدر ہوتی رہی ہے اور در حقیقت غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ رزم۔ بزم۔ پند۔ وعظ۔ تجربات۔ واقعات۔ کہانیاں۔ سنجیدگی مزاج۔ طرز انشا۔ طرز گفتگو تمدن۔ طرز معاشرت۔ بنی نوع انسان کی باہمی ہمدردی کی تاکیدیں۔ اخلاقی نکات۔ ریاکاری کے نمونے۔ رندان خرابات کی ہو حق۔ عشاق دلرفتہ کی وارداتیں۔ بادشاہوں اور درویشوں کے اخلاق و سیر معشوقوں کی کرشمہ سنجیاں۔ طریقہ تسلیم۔ تصوف و معارف حقیقی غرض کہ تمام چیزیں موجود ہیں اور یہی سبب ہے کہ غیر ملکوں اور دنیا کی بہت سے بہتر زبانوں میں قابل سے قابل اور فاضل سے فاضل ادیبوں نے اسکو پسند ہی نہیں بلکہ اس کا ترجمہ کر کے اپنے اپنے ملکوں کے خوش مذاقوں کو اس چشمۂ فیض سے سیراب کیا۔ اور خود بھی اس خدمت عظیم کے سلسلہ میں مشہور زمانہ ہوئے اسی طرح ہندوستانی زبان۔ یا اُردو میں بھی اُسکے مختلف ترجمے ہوتے رہے اور زمانے اور وقت کے لحاظ وہ مقبول و مشہور بھی ہوئے۔ چنانچہ خود مطبع نولکشور سے جو مترجم گلستاں شایع ہو کر فروخت ہوتی رہی اس کی مقبولیت بھی کچھ کم نہ تھی اور برابر اسکی مانگ اور اسکی خواہش ضرور تمند اور اہل ذوق میں موجود تھی۔ مگر چونکہ اردو زبان کے قدیم الفاظ اور طرز تحریر میں اسوقت تک ایک تغیر عظیم واقع ہو چکا ہے اور اب وہ تحت اللفظ ترجمہ پڑھنے والوں کو الجھن میں ڈالدیتا ہے۔ لہذا مطبع نے نئے سرے

زمانۂ حال کے مطابق ایسے ترجمہ کی ضرورت سمجھی جو بامحاورہ بھی ہو اور تحت اللفظ بھی۔ اور موجودہ زمانے کے لحاظ سے نہایت صاف ہو چنانچہ یہ کام مصور درد مولوی عبدالباری صاحب آسی کے سپرد کیا اور انھوں نے مطبع کی جانب سے نہایت محنت کے ساتھ اس دلچسپ اور کارآمد ضروری خدمت کو انجام دیا۔ ممکن ہے کہ طبع اول میں کچھ ایسی باتیں رہ گئی ہوں جس پر نظر ثانی کی ضرورت ہو مگر آئندہ اس پر پھر ایک غائر نگاہ کر کے طبع ثانی میں اس کا پورا لحاظ کیا جائے گا اور جہاں تک خیال ہے شاید یہ ترجمہ بھی ایسا ہو کہ اس سے پہلے کا اس سے بہتر کوئی ترجمہ نظر نہ آئے۔ امید کہ اہل نظر اور اہل ذوق اس محنت و جانکاہی کی داد دیتے اور خریداری فرماتے ہوئے آئندہ کے لئے بھی مطبع کو ایسے ہی دوسرے مفید کاموں کے انجام دینے پر آمادہ کریں گے۔ فقط

نیاز

منیجر (راجہ) رام کمار پریس بک ڈپو لکھنؤ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مِنّت مر خدائے را عزّ وجلّ کہ طاعتش موجب قربت[1] است وبہ شکر

احسان خاص اس بزرگ اور برتر خدا کے لئے ہے جسکی عبادت (اوسکی) نزدیکی کا سبب ہے اور اسکے شکر

اندرش مزید نعمت - ہر نفسی کہ فرو مے رود مُمِدِّ[2] حیات است

مین نعمت کی زیادتی ہے جو سانس کہ نیچے جاتی ہے وہ زندگی کی بڑھانے والی ہے

وچون بر می آید مفرّح[3] ذات - پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است

اور وہی سانس جب اوپر آتی ہے وہ ذات کو تفریح پہنچانے والی ہے - تو ہر سانس میں دو نعمتیں موجود ہیں -

وبر ہر نعمتے شکرے واجب - بیت

اور ہر نعمت پر ایک شکر واجب ہے

از دست وزبان کہ بر آید کسکے ہاتھ اور زبان سے یہ بات ممکن ہوسکتی ہے	**کز عہدۂ شکرش بدر آید** کہ اوس کے شکر کی ذمہ داری پوری کرسکے

قطعہ اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ۚ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ

اے داؤد کی اولاد تم شکر کرو کہ میرے تھوڑے بندے شکر گزار ہیں -

[1] یعنی خدا کی عبادت خدا سے نزدیک کرتی ہے جیسا کہ حکم ہوا ہے واسجد واقترب [2] آدمی رات دن میں ۲۴ ہزار سانس لیتا ہے - اور اندر جانے والے سانس کو جسقدر روک رکھے اسیقدر عمر دراز ہوتی - چونکہ اندر جانیوالا دم ٹھنڈی ہوا روح وقلب کے لئے فراہم کرتا ہے اس واسطے اسکو زندگی کا معاون بتایا گیا [3] چونکہ ہوائے گرم اور انجرات وغیرہ کو قلب سے خارج کرتا ہے [4] اس آیت کا ذکر اسی واسطے کیا گیا کہ مصنف نے اول میں شکر کا ذکر کیا گیا ہے - عبدالباری آسی

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش
بندہ وہی اچھا ہے جو اپنی خطا کا
ورنہ سزاوار خداوندیش
نہیں تو اسکی خداوندی کی لایق

عذر بہ درگاہ خدا آورد
خدا کی درگاہ میں عذر کرتا رہے
کس نتواند کہ بجا آورد
کوئی شکر بجا نہین لا سکتا

باران رحمت بیحسابش ہمہ جا رسیدہ - وخوان نعمت بے دریغش ہمہ
اسکی رحمت کی بے حساب بارش سب جگہ پہنچی ہوئی ہے اور اس کی بے دریغ نعمت کا دسترخوان سب
جا کشیدہ پردہ ناموس بندگان بہ گناہ فاحش نہ دَرَد و وظیفہ
جگہ بچھا ہوا ہے بندوں کی شرم وغیرت کا پردہ بہت بڑے گناہ کی وجہ سے چاک نہین کرتا اور روزی کا مقررہ
روزی خواران بہ خطائے منکر نہ بُرّد ٭ قطعہ
روزینہ زبردست خطا پر موقوف نہیں کرتا -

اے کریمے کہ از خزانہ غیب
اے اپنے بخشش کرنے والے کہ غیب کے خزانے سے
دوستان را کجا کنی محروم
دوستوں کو توکب محروم کرے گا

گبر و ترسا وظیفہ خور داری
تو کافر بت پرست اور نصاریٰ کو روزی پہنچاتا رہتا ہے
تو کہ با دشمنان نظر داری
جب دشمنون کا خیال رکھتا ہے

فراش باد صبا را فرمودتا فرش زمردین بگسترد و دایہ ابر بہار را گفت
باد صبا کے فراش سے فرمایا کہ سبز رنگ کا فرش بچھا دے اور بہار کی گھٹا کی دایہ سے کہا
تا بنات نبات را در مہد زمین بپرورد درختان را بہ خلعت
کہ روئیدگی کی لڑکیوں کو زمین کے گہوارے میں پرورش کرے درختوں کو نوروز کے خلعت
نوروزی قبائے سبز ورق در بر کشیدہ و اطفال شاخ را بہ
کی جگہ ہرے پتّوں کی قبا بدن پر پہنائی اور شاخوں کو جو بچوں کی طرح

۱ یعنی خدا کی نعمتوں کو کوئی نہ شمار کر سکتا ہو نہ اُنکا شمار ممکن ہے - پھر جب یہ نہین تو شکر کا ادا کرنا بھی ممکن نہین ہے ۲ یعنی گناہ کرنے سے بندونکی روزی بند نہیں کر دیتا ۳ نظر داری یعنی نظر پرورش - اور نظر عنایت ۴ روئیدگی کو استعارہ کیا ہے لڑکیوں سے اور بنات اور نبات میں تجنیس ہے ۵ مہد - گہوارہ جسکو اُردو مین پالنا کہتے ہیں ۶ نوروز فارس کے نجومیوں کے نزدیک وہ دن ہوتا ہے جبکہ آفتاب برج حمل میں آتا ہے یعنی فروردین مہینے کا پہلا دن ہے جس سے سال شروع ہوتا ہے اور وہ قریب قریب چیت کے مہینے کے وسط میں واقع ہوتا ہے بادشاہان سابق اس دن میں جشن کرتے اور امرائے دولت اور ملازمین کو نئے نئے خلعت دیتے تھے مطلب یہ ہے کہ خدائے جلشانہ نے خلعت کی جگہ درختوں کو ہرے ہرے پتے عطا فرمائے اور جب نوروز ہوتا ہے اسیوقت سے بہار کا زمانہ شروع ہوتا ہے ٭

به قدوم موسم ربیع کلاه شگوفه بر سر نهاده - عصارهٔ[1] نخلی

ہیں موسم بہار کے آنے کی وجہ سے کلی کی ٹوپی سر پر پہنائی نچوڑا ہوا مٹھا کھجی کا

بقدرت او شهد فایق شده - و تخم خرمائی به تربیت او نخل باسق گشته

اُس کی قدرت سے اعلےٰ درجہ کا شہد بنا اور چھوارے کی گٹھلی اُس کی پرورش سے ایک لمبا پودھا بن گئی

قطعه

ابر و باد و مه و خورشید و فلک در کارند
گھٹا اور ہوا اور چاند اور سورج اور آسمان سب کام میں لگے ہوئے ہیں
تا تو نانے به کف آری و به غفلت نخوری
اسلئے کہ تو اپنی خوراک حاصل کرے اور غفلت کے ساتھ اوسے نہ کھائے
همه از بهر تو سرگشته و فرمان بردار
سب تیرے لئے پریشان ہیں اور تیرا حکم مانتے ہیں
شرط انصاف نباشد که تو فرمان نبری
یہ کچھ انصاف کی بات نہیں ہے کہ تو خدا کا حکم نہ مانے

در خبر است از سرور[2] کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیان

حدیث شریف میں سردار دنیا اور باعث فخر عالم رحمت جہان

وصفوت آدمیان - و تتمهٔ دور زمان

اور بہت مقبول زمرہ آدمیاں اور خاتمہ دور زمانہ سے منقول ہے

بیت

شفیع[3] مطاع نبی کریم
شفاعت کرنے والے اطاعت کئے گئے نبی سخی
قسیم جسیم نسیم وسیم
تقسیم کرنے والے بزرگ جسم والے پاکیزہ اور حسین

قطعه

بلغ العلیٰ بکماله
بلند مرتبہ پر پہنچے اپنے کمال کے سبب سے
کشف الدجیٰ[4] بجماله
تاریکی کو روشن کیا اپنے جمال پاک سے
حسنت جمیع خصاله
آپ کی تمام خصلتیں اچھی ہیں
صلوا علیه و آله
اُن پر درود بھیجو اور اُن کے متبعین پر

ا عصارہ نخلی سے مراد وہ رس ہے جو شہد کی مکھیاں درختوں سے چوستی ہیں۔ ۲ سرور کائنات سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہیں باقی فقرہ میں جو الفاظ ہیں وہ آپ کی تعریف میں استعمال کئے ہیں ۳ شفیع سے مراد یہ کہ رسول اللہ قیامت کے دن گنہ گاروں کی شفاعت فرمائینگے۔ مطاع سے مراد یہ کہ سب آپ کے مطیع ہیں۔ قسیم کے معنے خوبصورت کے بھی آئے ہیں اور چونکہ آپ روز قیامت کو شر کے جام بھی تقسیم فرمائیں گے اسلیے قسیم کہا گیا۔
۴ یعنی جہل کی تاریکی کو دور کیا۔ عبد الباری آسی

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چون تو پشتیبان[۱]

اُمت کی دیوار کو کیا فکر ہے جب تجھ سا محافظ موجود ہے

چہ باک از موجِ بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

دریا کی موج کا اسکو کیا ڈر جسکا کھیوا نوح پیمبر ہو

ہرگاہ کہ یکے از بندگان گنہگار پریشان روزگار دست انابت

جسوقت کہ بندون میں سے کوئی ایک گنہ گار پریشان رُوزگار توبہ کا ہاتھ

بامید اجابت بدرگاہ خداوند جلّ وعلا بردارد۔ ایزد تعالےٰ

قبولیت کی امید پر خدائے بزرگ و برتر کی درگاہ میں اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ

درو نظر نہ کند بازش بخواند بار دیگر اعراض فرماید بازش

اسپر نظر نہیں کرتا بندہ پھر اُس کو پکارتا ہے تو دوسری مرتبہ بھی خدا بے توجہی فرماتا ہے بندہ پھر اُسکو

بہ تضرع و زاری بخواند حق سبحانہ تعالیٰ گوید یا مَلٰئِکَتِی قَدِ اسْتَحْیَیْتُ

گڑگڑا کر اور رو کر پکارتا ہے تو حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو البتہ مجھے اپنے بندے

مِنْ عَبْدِی وَلَیْسَ لَہٗ غَیْرِی۔ دعوتش را اجابت کردم و امیدش را

سے شرم آتی ہے اور اس کا میرے سوائے کوئی دوسرا نہیں ہے۔ میں نے اسکی دعا کو قبول کیا اور اس کی امید کو

برآوردم کہ از بسیاری دعا و گریۂ بندہ ہمی شرم دارم بیت

پورا کیا کیونکہ بندہ کی بہت زیادہ دعا اور رونے سے مجھے شرم آتی ہے۔

کرم بین و لطفِ خداوندگار دیکھ خدا کی مہربانی اور بخشش کو	گنہ بندہ کردست و او شرمسار کہ بندہ نے خطا کی اور وہ شرمندہ ہے

عاکفان کعبۂ جلالش بہ تقصیر عبادت معترف کہ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ

اُسکے جلال کے کعبے میں اعتکاف[۲] کرنے والے عبادت کی کمی کا یون اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے کماحقہ تیرا حق

عِبَادَتِکَ دو اصفان حلیہ جمالش بہ تحیر منسوب کہ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ

بندگی ادا نہیں کیا اور اس کی جمال کی صورت کے مداح حیرت سے منسوب ہو کر کہتے ہیں کہ ہم نے تجھے اتنا نہیں پہچانا جتنا پہچاننا چاہیے

[۱] پشتی بان۔ اُس لکڑی کو کہتے ہیں جو دیوار کی مضبوطی کے لئے اوسمین لگا دیتے ہیں اس کو اڑانا بھی کہتے ہیں

[۲] اعتکاف گوشہ مین بیٹھنا۔ گوشہ میں بیٹھ کر عبادت کرنا۔

قطعہ

اگر کسے وصف او زمن پرسد	بیدل از بے نشان چہ گوید باز
اگر کوئی اسکی تعریف مجھ سے پوچھے	تو بیدل بے نشان کے متعلق کیا کہہ سکے
عاشقان کشتگان معشوقند	بر نیاید ز کشتگان آواز
عاشق معشوق کے مارے ہوئے ہیں	اور مرے ہوؤں کی آواز نہیں نکلتی

یکے از صاحبدلاں سر بجیب مراقبہ فرو بردہ بود و در بحر مکاشفہ
اہل دل میں سے ایک شخص مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا اور حالت کشف میں
مستغرق شدہ - حالے کہ ازاں معاملت باز آمد یکے از مجان
ڈوبا ہوا تھا جب اس حالت سے واپس آیا تو دوستوں میں سے ایک شخص نے
گفت ازیں بوستاں کہ بودی مرا چہ تحفہ کرامت کردی
کہا - جس باغ میں تو ابھی کہ تھا وہاں سے میرے لئے کیا تحفہ لایا ہے -
اصحاب را گفت بخاطر داشتم کہ چوں بہ درخت گل برسم
تو دوستوں کو اُسنے جواب دیا میرے دل میں تھا کہ جب میں پھول کے درخت
دامنے پر کنم ہدیہ اصحاب را - چوں برسیدم بوئے گل چناں مم
کے پاس پہونچوں گا تو دوستوں کی نذر کے لئے دامن بھر لوں گا - مگر جب میں وہاں پہنچا تو پھولوں کی خوشبو نے مجھے
مست کرد کہ دامنم از دست رفت -
ایسا مست کیا کہ دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ پڑا -

قطعہ

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز		کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد
اے بلبل محبت کرنا پروانہ سے سیکھ		کہ اس دل جلے کی جان گئی اور آواز نہیں آئی
این مدعیاں در طلبش بیخبر انند	رباعی	کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد
اسکی طلب کے دعوے دار بے خبر ہیں		کیونکہ جسکو خبر ہو جاتی ہے اسکی خبر پھر نہیں آتی
اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم		وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
اے وہ ذات کہ خیال اور قیاس اور وہم سے تو زیادہ بلند ہے		اور جو کچھ لوگوں نے بیان کیا اور ہم نے سنا اور پڑھا اس سے بھی زیادہ بلند ہے

لہ یعنی میں بیدل ہوں - اور وہ بے نشاں ہے ۲ے باز - یہاں پر زائد معلوم ہوتا ہے ۳ے مراقبہ گردن جھکانا -

دفتر[1] تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر	ماہمچناں در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم
دفتر تمام ہوگیا اور عمر آخر ہونے کو آئی	اور ہم تیری تعریف کے ابتدائی حصے ہی میں پڑے ہوئے ہیں

ذکر محامد بادشاہ اسلام اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی نور اللہ[2] تربتہ

بادشاہ اسلام اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی نور اللہ تربتہ کی خوبیوں کا بیان

ذکر جمیل سعدی کہ در افواہ عوام اوفتادہ است وصیت سخنش در
سعدی کا ذکر خیر جو دنیا کی زبانوں پر جاری ہے اور اسکی شاعری کا شہرہ وسعت

بسیط زمین رفتہ وقصب الجیب[3] حدیثش کہ ہمچو شکر میخورند
زمین پر پھیلا ہے اسکی باتوں کا قصب الجیب جسے لوگ شکر کی طرح کھاتے ہیں

ورقعۂ منشآتش ہمچو کاغذ زر میبرند۔ بر کمال فضل وبلاغت او حمل
اور اسکی تصنیفات کے کاغذ کو نوٹ کی طرح لیجاتے ہیں اس سب کو سعدی کی بزرگی اور بلاغت

نتواں کرد بلکہ خداوند جہاں وقطب دائرۂ زماں قایم مقام
نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ مالک جہان اور زمانہ کے دائرے کے قطب کے قایم مقام

سلیماں ناصر اہل ایمان اتابک[4] اعظم مظفر الدنیا والدین ابوبکر بن
سلمان کے اہل ایمان کے مددگار اتابک اعظم دینا اور دین کے فتح کرنے والے ابوبکر

سعد زنگی ظِلُّ اللہِ تعالیٰ فِیْ اَرْضِہٖ۔ رَبِّ ارْضِ عَنْہُ وَاَرْضِہٖ بہ عین عنایت
سعد زنگی کے بیٹے (خدائے تعالیٰ کا سایہ اُسکی بادشاہت میں ہے ایخدا تو اس سے خوش ہو اور اسکو راضی کر) نے چشم عنایت سے

نظر کردہ است وتحسین بلیغ فرمودہ وارادت صادق نمودہ
نظر فرمائی ہے اور بہت زیادہ تعریف فرمائی ہے اور اعتقاد سچا کیا ہے

ا۔ دفتر سے مراد یہاں کتاب مدح ہے ٢۔ خدا اسکی قبر کو نورانی کرے ٣۔ قصب الجیب کے معنے میں اختلاف ہے بعض شارح کہتے ہیں کہ اول دوم حرف پر فتح اور جیم پر حرکت کسرہ ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ کانس کی جڑ ہے جو کچھ شیریں ہوتی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اسکی ادنےٰ باتوں کی بھی بڑے قدر ہوتی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ وہ قصب الجیب ہے۔ بجائے حطی دیائے تحتانی۔ وبائے موحدہ اور نیشکر کے معنے لئے ہیں یعنی گنا۔ مگر گنا تو شیریں ہوتا ہی ہے کچھ اس سے تعریف نہیں نکلتی۔ حالانکہ مصنف مرحوم کی مراد یہ ہے کہ اسکی ادنےٰ باتوں کی بھی قدر کیجاتی ہے ٤۔ اتابک بضم با اتالیق کو کہتے ہیں۔ چونکہ سعد بن زنگی سلطان سنجر کا اتالیق تھا۔ اس بادشاہ نے اسکو فارس کا حاکم مقرر کیا۔ اور سنجر کے فوت ہونے کے بعد بھی اُسنے اپنے نام کے ساتھ لفظ اتابک کو برقرار رکھا۔

لاجرم کافۂ انام خاصہ وعوام بہ محبت او گرائیدہ اند والناس

مجبوراً تمام دنیا خاص اور عام نے اس کی محبت کی طرف میل کیا ہے اور آدمی اپنے

علیٰ دِینِ مُلوکِھِم

بادشاہ کے مذہب پر چلتے ہیں

قطعہ

زانکہ ترا بر من مسکین نظر است

جب سے تیری مجھ غریب پر نظر ہے

آثارم از آفتاب مشہور تر است

میرے نشانیاں آفتاب سے زیادہ مشہور ہین

گر خود ہمہ عیبہا بدین بندہ درست

اگر سب عیب ہی عیب اس بندہ میں ہیں

ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است

تو جس عیب کو بادشاہ پسند کرے وہ ہنر ہے

قطعہ

گِلے خوش بوئے در حمام روزے

ایک خوشبودار مٹی حمام میں ایک دن

رسید از دستِ محبوبے بدستم

ایک محبوب کے ہاتھ سے مجھکو ملی

بدو گفتم کہ مُشکی یا عبیری

میں نے اس سے کہا کہ تو مشک ہے یا عبیر ہے

کہ از بوئے دلآویز تو مستم

کہ تیری دلکش خوشبو سے میں مست ہو گیا ہون

بگفتا من گِلے ناچیز بودم

تو اُسنے کہا کہ مین ایک ناچیز مٹی تھی

ولیکن مدتے باگل نشستم

لگر مدت تک پھول کے ساتھ میری صحبت رہی

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد

تو میرے ہمنشین کی خوبصورتی نے مجھ میں اثر کیا

وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

نہیں تو میں تو وہی خاک ہوں جیسی کہ پہلے تھی

اَللّٰھُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ حَیٰوتِہٖ وَضَاعِفْ ثَوَابَ جَمِیْلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ وَارْفَعْ دَرَجٰتِ

اے اللہ مسلمانوں کو اُسکی درازی عمر سے فائدہ پہنچا اور اُسکے خوبی کے ثواب اور نیکیونکے اجر کو دونا کر دے اور اُسکے دوستوں

اَوِدَّائِہٖ وَوُلَاتِہٖ وَدَمِّرْ عَلٰی اَعْدَائِہٖ وَشُنَاتِہٖ بِمَا تُلِیَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ اٰیَاتِہٖ

کے اور نوکروں کے درجے بلند کر اور اُسکے دشمنوں اور بُرا چیتنے والونکو ہلاک کر ببرکت قرآن شریف کی اُن آیتونکے جنکی تلاوت

وَاٰمِنْ بَلَدَہٗ وَاحْفَظْ وَلَدَہٗ

کیجاتی ہے اور اُسکے شہر کو امن میں رکھ اور اسکی اولاد کو پناہ میں رکھ

قطعہ

لہ اس حکایت کے بیان سے مصنف کا مقصد یہ ہے کہ صحبت کا اثر ہوتا ہے اور اچھی بُری صحبت سے اچھے اور بُرے نتیجے پیدا ہوتے ہین ۲ہ مُشک بضم میم وکسر میم دونوں طرح درست ہے ۳ہ عبیر ایک مرکب خوشبو کا نام ہے جو صندل گلاب مشک زعفران وغیرہ سے تیار ہو۔

لَقَدْ سَعِدَ الدُّنْیَا بِہٖ دَامَ سَعْدُہٗ البتہ دنیا اوسکی وجہ سے نیک بخت ہوئی خدا اسکی نیکی کو ہمیشہ رکھے کَذَالِکَ تَنْشَاءُ لِیْنَۃٌ ھُوَ عِرْقُھَا جیسا پرورش پاتا ہے درخت ویسی ہی اسکی شاخیں ہوتی ہیں	وَ اَیَّدَہُ الْمَوْلٰی بِاَلْوِیَۃِ النَّصْرِ اور مدد کرے اسکی لئے مولا فتح کے جھنڈوں سے وَ حُسْنُ نَبَاتِ الْاَرْضِ مِنْ کَرَمِ الْبَذْرِ اور خوبی زمین کی روئیدگی کی اسکے بیج کی وجہ سے ہے

ایزد تعالیٰ تقدس خطہ[ل] پاک شیراز را از ہیبت حاکمان عادل و ہمت عالمان عامل تا زمان قیامت در امان سلامت نگہدارد قطعہ

اللہ بزرگ و پاک و برتر شیراز کی پاک زمین کو انصاف کرنے والے حاکموں اور عمل کرنے والے عالموں کی برکت سے قیامت کے زمانے تک محفوظ اور سلامت رکھے۔

اقلیم پارس را غم از آسیب دہر نیست فارس کی ولایت کو زمانہ کے حوادث کا غم نہیں ہے امروز کس نشان ندہد در بسیط خاک آج زمین کے فرش پر کوئی شخص پتا نہیں دیتا بر تست پاس خاطر بیچارگان و شکر تیرے اوپر غریبوں کے دل کی حفاظت فرض ہے یارب ز باد فتنہ نگہدار خاک پارس اے خدا فتنہ کی ہوا سے فارس کی خاک کو محفوظ رکھ	تا بر سرش بود چو توئے سایۂ خدا جبتک اسکے سر پر اے ظل اللہ تجھ سا حاکم موجود ہے مانند آستان درت مامن رضا کسی آرام کی جگہ کا تیرے آستان در کی مانند بر ما و بر خدائے جہان آفرین جزا اور ہمپر شکر کرنا لازم ہے اور جہان کے پیدا کرنیوالے پر اسکا بدلا دینا چندانکہ خاک را بود و باد را بقا جتنا کہ خاک کو اور ہوا کو بقا ہو

در سبب تالیف کتاب

کتاب کے تالیف کرنے کا سبب

یک شب تامل ایام گزشتہ میکردم و بر عمر تلف کردہ تاسف میخوردم

ایک رات میں گزرے ہوئے زمانہ کا خیال اور کھوئی ہوئی عمر پر افسوس کر رہا تھا

و سنگ سراچہ دل بالماس آب دیدہ مے سفتم و این بیتہا مناسب حال خود می گفتم

اور اپنے حجرہ کے فرش میں آنسوؤں کے ہیرے سے چھید کر رہا تھا اور یہ شعر اپنے حسب حال پڑھ رہا تھا

[ل] خطہ وہ مقام جو شہر کے گرداگرد بنا یا گیا ہو۔

مثنوی

ہر دم از عمر مے رود نفسے
ہر دم عمر سے ایک سانس جاتا ہے
چون نگہ مے کنم نماند بسے
جب میں دیکھتا ہوں تو بہت باقی نہیں رہی ہے

اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی
اے وہ شخص کہ پچاس برس گزر گئے اور تو غافل ہے
مگر این پنجروز دریابی
یہ تھوڑے دن جو باقی ہیں ان کی قدر کر

خجل آنکس کہ رفت و کار نساخت
اسکو بڑے شرمندگی ہوتی ہے جو چلا جاتا ہے اور کوئی کام نہیں کرتا
کوس رحلت زدند و بار نساخت
کوچ کا نقارہ بج جاتا ہے اور اپنا بوجھ نہیں لادتا

خواب نوشین بامداد رحیل
میٹھی نیند کوچ کے دن کی صبح کی
باز دارد پیادہ را ز سبیل
پیادہ کو راستہ چلنے سے باز رکھتی ہے

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت
جو کوئی آیا اُسنے نئی عمارت بنائی
رفت و منزل بدیگرے پرداخت
وہ چلا گیا تو عمارت دوسرے کے واسطے خالی کر گیا

وان دگر پخت ہمچنین ہوسے
اور اس دوسرے نے بھی ایسی ہی حرص شروع کی،
وین عمارت بسر نبرد کسے
اور اس عمارت کو کوئی تمام نہیں کر سکا

یار ناپائدار دوست مدار
یار ناپائدار دوست پسند نہ کر
دوستی را نشاید این غدار
دوستی کے لئے یہ عہد شکن نہیں چاہیے

مایۂ عیش آدمی شکم است
آدمی کی زندگی کی اصلی پونجی پیٹ ہے
تا بہ تدریج مے رود چہ غم است
جب تک یہ معتدل طور سے کام کر رہا ہے کچھ غم نہیں

گر بہ بندد چنانکہ نکشاید
اگر یہ ایسا بند ہو جائے کہ نہ کھلے
گو دل از غم بری کن و شاید
تو پھر اگر دل غم سے بھر جائے تو درست ہے

ور کشاید چنانکہ نتوان بست
اور اگر یہ ایسا کھل جائے کہ بند نہ ہو سکے
گو بشو از حیات و نیا دست
تو بھی اس سے کہہ دینا چاہیے کہ زندگی سے ہاتھ دھولے

ل دریافتن - حاصل کرنا - فائدہ اٹھانا *
لا بار نساخت یعنی سامان سفر درست نہ کیا *

چار[۱] طبع مخالف و سرکش
چار عنصر مخالف اور سرکش
گر یکے زیں چہار شد غالب
اور اگر ان چاروں میں سے ایک غالب ہو گیا
لاجرم مرد عارف و کامل
مجبوراً جاننے والا اور کامل آدمی
نیک و بد چوں ہمی بباید مرد
نیکی اور بدی کرکے جب مرنا ضرور ہے
برگ عیشے بہ گورِ خویش فرست
عیش کا سامان اپنی قبر میں بھیجدے
عمر برف است و آفتاب تموز
عمر برف اور گرمی کے مہینے کی دھوپ کی طرح ہے
اے تہیدست رفتہ در بازار
اے وہ شخص کہ تو خالی ہاتھ بازار میں جاتا ہے
ہر کہ مزروع خود خورد بہ خوید
جو کوئی اپنی کھیتی خود ہی کچے زمانے میں کھائے گا
پند سعدی بہ گوش دل بشنو
سعدی کی نصیحت دل کے کان سے سن

چند روزے بوند باہم خوش
تھوڑے دنوں تک آپس میں ملکر رہتے ہیں
جان شیریں برآید از قالب
تو جان شیریں جسم سے نکل جاتی ہے
نہ نہد بر حیات دنیا دل
دنیا کی زندگی پر بھروسہ نہیں کرتا
خنک آنکس کہ گوئے نیکی برد
تو وہ اچھا جو نیکی میں سبقت لے گیا
کس نیارد ز پس تو پیش فرست
کوئی پیچھے نہیں لائے گا تو پہلے ہی بھیجدے
اندکے ماند و خواجہ[۲] غرہ ہنوز
تھوڑی سی باقی رہی ہے اور خواجہ ابتک مغرور ہے
ترسمت باز ناوری[۳] دستار
مجھے ڈر ہے کہ تو پگڑی سلامت نہ لائے گا
وقت خرمنش خوشہ باید چید
تو اسکو کھلیان اٹھاتے وقت بالیاں چننا پڑیں گی
رہ چنیں است مرد باش و برو
راستہ ایسا ہی ہے مرد بن اور چلا جا

بعد از تامل بسیار مصلحت آں دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم ۔ و دامن
بہت سوچنے کے بعد میں نے یہی مصلحت دیکھی کہ گوشۂ تنہائی میں بیٹھوں اور
صحبت فراہم چینم و دفتر از گفتہائے پریشاں بہ شویم و من
صحبت احباب کو ختم کروں اور فضول باتیں کرنا بند کردوں اور اس کے

۱ چار طبع سے مراد چار عنصر۔ خاک۔ پانی۔ ہوا۔ آگ۔ یا حرارت۔ برودت۔ یبوست۔ رطوبت۔
۲ خواجہ صاحب قدر۔ سردار۔ اور بڑے آدمی کے معنے میں مستعمل ہے لیکن یہاں بطریق مزاح اور تمسخر کے لایا گیا ہے
۳ باز ناوری دستار سے مراد بے عزتی ہے ۔ یا یہ کہ تیرے پلے میں کچھ نہیں ہے تو تیری پگڑی چھن جائے گی۔

من بعد پریشان نہ گویم بیت

بعد ہٰذ بغیر ضرورت بات نہ کروں۔

زبان بریدہ بہ کنجے نشستہ صم بکم — **بہ از کسے کہ زبانش نہ باشد اندر حکم**

جسکی زبان کٹی ہو اور گوشے میں بہرا گونگا بنا بیٹھا ہو — وہ اس شخص سے اچھا ہے جسکی زبان اسکے کہنے میں نہ ہو

تا یکے از دوستاں کہ در کجاوہ ہمنشین من بودے و در حجرہ جلیس برسم

یہاں تک کہ ایک میرے دوستوں میں جو کجاوے میں میرے ساتھ بیٹھتا تھا اور گھر میں میرا ہمنشیں رہتا تھا حسب معمول

قدیم از در در آمد۔ چندانکہ نشاط و ملاعبت کردہ و بساط مداعبت گسترد

قدیم کی موافق دروازے سے آیا۔ جسقدر خوشی اور کھیل کود کی باتیں کیں اور کھیل کود کے ڈھنگ والے

جوابش نہ گفتم و سر از زانوئے تعبد بر نگرفتم رنجیدہ نگہ کرد و گفت قطعہ

میںنے اس کا جواب نہیں دیا اور زانوئے عبادت سے سر نہیں اُٹھایا خفا ہو کر دیکھا اور کہا۔

کنونت کہ امکانِ گفتار ہست — **بگو اے برادر بہ لطف و خوشی**

اب کہ تجھ میں بولنے کی طاقت ہے — اے بھائی مہربانی اور خوشی سے باتیں کر

کہ فردا کہ پیک اجل در رسد — **بہ حکم ضرورت زبان در کشی**

کیونکہ کل جب موت کا قاصد پہونچ جائے گا — تو مجبوراً تجھے خود ہی زبان بند کرنی پڑے گی

کسے از متعلقان منش بر حسبِ واقعہ مطلع گردانید کہ فلاں عزم کردہ است

کسی نے میرے گھر والوں میں سے اسکو اصل واقعہ بتایا کہ ایسا ایسا ارادہ کیا ہے

و نیت جزم کہ بقیت عمر معتکف نشیند و خاموشی گزیند تو نیز

اور یہی نیت کرلی ہے کہ باقی عمر گوشہ نشین رہیگا اور خاموشی زندگی بسر کرے گا تجھسے

اگر توانی سر خویش گیر۔ و مجانبت در پیش گفتا بہ عزت عظیم و

بھی ہو سکے تو جا اپنا کام کر اور یکسوئی اختیار کر وہ بولا کہ خدائے بزرگ کی

صحبت قدیم کہ دم بر نیارم و قدم بر نہ دارم مگر انگہ کہ سخن

عزت کی اور دوستی قدیم کی قسم کہ میں جبتک نہ بولوں گا اور قدم نہ اٹھاؤں گا مگر اسوقت جبکہ

گفتہ شود بعادت مالوف و طریق معروف کہ آزردن دل دوستان

قدیم عادت اور طریقہ معلوم کی طرح بات کہی جائے کیونکہ دوستوں کا دل دکھانا

جہلست وکفارت ہمیں سہل - خلاف راے صواب است وعکس

جہالت ہے اور قسم کا بدلہ اور کفارہ دینا آسان ہے اور عقل صحیح اور عقلمندوں کی رائے

راے اولوالالباب ذوالفقار علی[۱] درنیام وزبان سعدی درکام قطعہ

کے یہ بات خلاف ہے کہ علی کی ذوالفقار میان میں رہے اور سعدی کی زبان تالو میں -

زباں در دہان خردمند چیست	کلید در گنج صاحب ہنر
زبان عقلمند کے منھ میں کیا ہے	ہنرمند کے خزانہ کے دروازہ کی کنجی
چو در بستہ باشد چہ داند کسے	کہ جوہر فروش است یا پیلہ ور
جب دروازہ بند ہو تو کوئی کیا جانے	کہ موتی بیچنے والا ہے یا بساطی ہے

ایضاً

اگرچہ پیش خردمند خامشی ادب است	بوقت مصلحت آن بہ کہ در سخن کوشی
اگرچہ عقلمند کے آگے چپ رہنا ادب ہے	مگر ضرورت کے وقت یہی اچھا کہ تو بات کہنے کی کوشش کرے
دو چیز طیرہ عقل است دم فرو بستن	بوقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی
دو چیزیں عقل کے ہلکاپن کی دلیل ہیں - خاموشی	کہنے کے وقت اور بولنا چپ رہنے کے وقت

فی الجملہ زبان از مکالمت او درکشیدن قوت نداشتم و روے از

قصہ کوتاہ اس سے بات نہ کرنے کی طاقت مجھ میں نہ تھی اور باتیں کرنے سے

محادثت بگردانیدن مروت ندانستم کہ یار موافق بود و دوست صادق

چشم پوشی کچھ مروت نہ معلوم ہوئی کیونکہ وہ مخلص اور سچا دوست تھا

بیت

چو جنگ آوری باکسے در ستیز	کہ از وے گزیرت بود یا گریز
جب تو لڑے تو اس سے لڑ	کہ اس سے تجھکو چارہ کار یا گریز کی گنجایش ہو

بحکم ضرورت سخن گفتم وتفرج کنان بیرون رفتم در فصل ربیعیکہ

مجبوراً ویسے بات کرنا شروع کی اور ٹہلتا ہوا باہر گیا ربیع کا زمانہ تھا

[۱] ذوالفقار - حضرت علی کی تلوار کا نام ہے - کیونکہ فقار کمر کی جوڑوان ہڈیوں کا نام ہے جنھیں ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے جوکہ دن سے کمر تک ہے - یہ تلوار بھی اسی طرح کٹاؤ دار تھی - اسلئے اسکو ذوالفقار بفتح فا کہا گیا -

صولت بردو آرمیده بود و آوان دور ورسیده **قطعہ**

سردی کی شدت کم ہوگئی تھی گلاب کے کھلنے کا زمانہ تھا۔

اوّل اُردی بہشت ماہ جلالی

شروع اُردی بہشت کے مہینہ کا سنہ جلالی مین

برگل سرخ از نم اوفتادہ لآلی

گلاب کے پھولون پر شبنم کے قطرے اونکے موتی بکھرے ہوئے تھے

بلبل گوینده بر منابر قضبان

بلبل شاخون کے منبروں پر چہک رہی تھی

ہمچو عرق بر عذار شاہد غضبان

اور ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے حالت غصہ مین معشوق کے رخسار پر پسینہ

شب را بہ بوستان بایکے از دوستان اتفاق مبیت افتاد

رات کو دوستون مین سے ایک دوست کے ساتھ باغ مین شب باشی کا اتفاق ہوا

موضعے خوش و خورم و درختان درہم گفتی کہ خردۂ مینا بر خاکش

ایک عمدہ جگہ تر و تازہ اور درختون کے کنج مین گویا کہ کانچ کے ٹکڑے اُس کی خاک پر

ریختہ و عقد ثریا از تاکش آویختہ قطعہ

بکھرے ہوئے تھے اور عقد ثریا اوسکی انگورون کی بیل مین لٹکے ہوئے تھے۔

روضۃ ماءُ نہرِھا سلسالٌ

ایسا ایک باغ جسکی نہرون کا پانی جاری تھا

آن پُر از لالہ ہائے رنگارنگ

وہ رنگارنگ لالون سے بھرا تھا

باد در سایۂ درختانش

ہوانے اوسکے درختوں کے سایہ مین

دوحۃ سجعُ طیرِھا موزونٌ

درخت جسپر کے پرندونکی بولیان موزون تھین

وین پُر از میوہ ہائے گوناگون

اور یہ درخت طرح طرح کے میوون سے پرتھا

گسترانیدہ فرش بوقلمون

رنگ برنگ کا فرش بچھا رکھا تھا

بامدادان کہ خاطر باز آمدن بر رائے نشستن غالب آمد دیدمش دامنے

صبح کے وقت جب ٹھرنے کے ارادہ پر واپسی کی رائے غالب آئی تو مینے اپنے دوست کو دیکھا

گل و ریحان و سنبل و ضمیران فراہم آوردہ و آہنگ رجوع کردہ

کہ ریحان اور سنبل اور ضیمران کے پھولون کو جمع کرکے دامن بھر لیا ہے اور اسی صورت میں واپسی کا ارادہ ہے

سلہ اُردی بہشت فارسی شمسی مہینون مین سے ایک مہینہ کا نام ہے جو آخر بیساکھ کے مطابق پڑتا ہے اور وہ آفتاب کے برج ثور مین رہنے کا زمانہ ہے سلہ جلالی تاریخ سال شمسی کا نام ہے جو جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کی طرف منسوب ہے اور یہی تاریخ زمانہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ میں بہ لحاظ سنہ رائج تھی ہر سال جلالی ۳۶۵ دن اور ۴۹ دقیقہ کا شمار ہوتا ہے۔

گفتم گل بوستان را چنانکہ دانی بقائے وعہد گلستان را وفائے
میں نے کہا جیسا کہ ظاہر ہے باغ کے پھولوں کو بقا نہیں ہوتی اور بہار کا زمانہ وفا نہیں رکھتا اور
نہ باشد وحکیمان گفتہ اند ہرچہ نپاید دل بستگی را نشاید۔ گفتا
حکیموں کا قول ہے جو چیز پائدار نہ ہو وہ دل لگانے کے قابل نہیں اُسنے
طریق چیست۔ گفتم برائے نزہت ناظران وفسحت حاضران
کہا کہ پھر کیا کیا جاوے میں نے کہا کہ دیکھنے والوں کی تازگی اور موجودہ لوگوں کی کشادگی کے
کتاب گلستان توانم تصنیف کردن کہ باد خزان را بر ورق او
لئے میں کتاب گلستان تصنیف کر سکتا ہوں جسکے ورق پر باد خزان کی لوٹ کا
دست تطاول نباشد۔ وگردش زمان عیش ربیع را بہ طیش
قابو نہ چل سکے اور زمانہ کی گردش اوسکی ربیع کی فصل (بہار) کو خریف
خریف مبدل نکند۔ نظم
(خزان) کے غصہ سے تبدیل نہ کرے۔

بچہ کار آیدت زگل طبقے
پھولوں کا بھرا ہوا ایک طبق تیرے کس کام آئے گا
گل ہمین پنج روز وشش باشد
پھول یہی پانچ چھ دن رہ سکتا ہے

از گلستان من ببر ورقے
میری گلستان سے ایک ورق لے جا
وین گلستان ہمیشہ خوش باشد
اور یہ گلستان ہمیشہ تروتازہ رہے گی

حالیکہ من این سخن بہ گفتم۔ دامن گل بریخت ودر دامنم آویخت۔
جوں ہی کہ میں نے یہ بات کہی پھولوں کا دامن بکھیر دیا۔ اور میرے دامن سے لپٹ گیا کہ
الکریم اذا وعد وفا فصلے دو ہمان روز اتفاق بیاض افتادہ
سخی جب وعدہ کرتا ہے پورا کرتا ہے دو فصلیں اوسیدن لکھنے کا اتفاق ہوا
در حسن معاشرت وآداب محاورت در لباسے کہ متکلمان
اچھی طرح زندگی بسر کرنے میں اور بول چال کے آداب میں ایسی عبارت میں کہ بات کرنے
را بہ کار آید ومترسلان را بلاغت افزاید فی الجملہ ہنوز از گل
والوں کے کام میں اسکے اور خط کتابت کرنے والوں کی بلاغت بڑھائے قصہ کوتاہ ابھی کچھ

گلستان بقیتے ماندہ بود کہ کتاب گلستان تمام شد۔
کچھ فصل بہار باقی تھی کہ کتاب گلستان ختم ہو گئی۔

ذکر پادشاہزادۂ جہان سعد بن ابی بکر بن سعد نوّر اللہ قبرہٗ

ذکر بادشاہزادۂ جہان سعد بیٹے ابی بکر بیٹے سعد کا خدا اسکی قبر کو نورانی کرے

تمام آنگہ شود بہ حقیقت کہ پسندیدہ آید در بارگاہ جہان پناہ سایۂ
اور تمام تو اصل میں جب ہوگی جبکہ پسند کی جائے بارگاہ میں جہان پناہ خدا کے
کردگار پرتوِ لطف پروردگار و ذخر زمان وکہف امان
سائے اور خدا کی مہربانی کے سائے اور ذخیرہ زمانہ اور امن کے ٹھکانے
المؤیَّد مِن السَّماءِ المنصُور علی الاَعداءِ عضدُ الدَّولۃِ القاھرۃِ
آسمانی تائید سے مؤید دشمنوں پر فتحمند دولت غالب کے قوت بازو
سِراجُ المِلّۃِ الباھِرۃِ جمالُ الاَنامِ مفخرُ الاسلام سعدُ بنُ الاتابکِ
مذہب روشن کے چراغ دنیا کی خوبی اور اسلام کی جائے فخر سعد بیٹے اتابک
الاعظم شھنشاہ المعظّم مالکِ رِقابِ الاُمَم مولیٰ مُلوکِ العربِ
بڑے کے بڑے بادشاہوں کے بادشاہ امتوں کی گردنوں کے مالک سردار عرب
والعجمِ سُلطانُ البَرِّ والبحرِ وارثُ مُلکِ سُلیمانَ مُظفّرُ الدّین
اور عجم کے بادشاہوں کے جنگل اور دریا کے بادشاہ سلیمان علیہ السلام کے ملک کے وارث دین
ابوبکرِ بنُ سعدِ بنِ زنگی اَدامَ اللہُ اقبالَھُما وضاعفَ اجلالَھُما
کے فتحمند ابو بکر بیٹے سعد کے بیٹے زنگی کے خدا اُن دونوں کے اقبال کو ہمیشہ رکھے اور انکی بزرگی کو دونا کرے
واجعل الیٰ کُلِّ خیرٍ مآلَھُما بکرشمہ لطفِ خداوندی مطالعہ فرماید قطعہ
اور تمام نیکیوں کی طرف انکی بازگشت کرے اپنی مالکانہ مہربانی کے ساتھ مطالعہ فرمائے۔

گر التفاتِ خداوندیش بیاراید	نگار خانۂ چینی و نقش ارژنگیست
اگر توجہ خداوندانہ اوسکو سنوارے	تو وہ (گلستان) چین کا نگارخانہ اور ارژنگ کا نقش ہے
امید ہست کہ روے ملال درنہ کشد	ازین سخن کہ گلستان نہ جائے دلتنگیست
امید ہے کہ اس سے رو گردانی نہ کرے گا	اسوجہ سے کہ گلستان رنجیدگی کی جگہ نہیں ہوتی

علی الخصوص که دیباچهٔ همایونش خاص کر جب کہ اُس کا مُبارک دیباچہ	بنام سعد ابوبکر سعد بن زنگیست سعد ابو بکر سعد بن زنگی کے نام سے ہے

ذکر امیر کبیر فخر الدین ابی بکر بن ابی نصر اطال اللہ عمرہٗ

ذکر امیر کبیر فخر الدین بیٹے ابی بکر بن ابی نصر کا خدا اسکی عمر دراز کرے

دیگر عروس فکر من از بے جمالی سر بر نمی آرد و دیدهٔ یاس
دوسری بات یہ ہے کہ میری فکر کی دلھن خوبصورت نہ ہونے کی وجہ سے سر نہین اٹھا سکتی اور میری

از پشت پائے خجالت بر ندارد و در زمرهٔ صاحب نظران متجلی
ناامیدی کی آنکھ شرمندگی کے پشت پا سے نہین اٹھ سکتی اور اہل نظر کے گروہ مین روشن اور

نه شود مگر آن که متحلی گردد به زیور قبول امیر کبیر عالم عادل
ظاہر نہین ہو سکتی مگر جب کہ زیور پہن لے قبولیت امیر کبیر عالم عادل

مظفر و منصور ظهیر سریر سلطنت مشیر تدبیر مملکت کهف الفقرا
مظفر اور منصور مددگار تخت سلطنت مشیر تدبیر مملکت جائے پناہ فقرا

ملاذ الغربا مربی الفضلا محب الاتقیا افتخار آل فارس یمین الملک
ٹھکانے غربا فاضلون کے مربی نیک لوگون کے دوست اہل فارس کے فخر قوت ملک

ملک الخواص باربک فخر الدوله والدین غیاث الاسلام والمسلمین
فرشتہ خاصیت عرض بیگی فخر دولت اور دین کے فریادرس اسلام اور مسلمانون کے

عمدة الملوک والسلاطین ابی بکر بن ابی نصر اطال الله عمره و اجل قدره
سردار بڑے بادشاہوں اور سلطانوں کا ابی بکر بن ابی نصر خدا انکی عمر کو دراز کرے اور ان کی قدر کو

و شرح صدره و ضاعف اجره که ممدوح اکابر آفاقست و مجمع
بزرگ کرے اور انکے دل مین کشادگی پیدا کرے اور انکا اجر دوتا کرے کہ دنیا کے بڑے لوگون کے ممدوح ہین اور

مکارم اخلاق
اخلاق خوب ان کے مجمع ہین

شعر

گنهش طاعتست و دشمن دوست اُسکے گناہ اسکی عبادت ہین اور اسکے دشمن اُسکے دوست ہین	هر که در سایهٔ عنایت اوست جو کوئی ان کی مہربانی کے سائے مین ہے

بر ہر یک از بندگان و حواشی خدمتے معین است کہ اگر در ادائے
ہر ایک کے ذمہ غلاموں اور پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک خدمت مقرر ہے کہ اگر اسکے ادا کرنے میں
برخے ازان تہاون و تکاسل روا دارند در معرض خطاب آیند
تھوڑی سی اس سے ڈھیل اور سستی جائز رکھیں تو انسے جواب طلب ہو جائے
و در محل عتاب مگر بر آن طایفہ درویشان کہ شکر نعمت بزرگان
اور ان پر شاہی عتاب ہو مگر اس فقیروں کے گروہ پر کہ بڑے لوگوں کی نعمت کا شکر
واجب است و ذکر جمیل و دعائے خیر و ادائے چنین خدمتے در حد
ادا کرنا لازم ہے اور بہتر ذکر اور اچھی دعا اور ایسی خدمت کا ادا کرنا حالت
غیبت اولیٰ تر ست کہ در حضور آن بہ تصنع نزدیک است
غیبت میں بہت اچھا ہے کیونکہ سامنے رہ کردہ بات بناوٹ سے زیادہ قریب ہے
و این از تکلف دور با جابت مقرون باد
اور یہ تکلف سے دور ہے قبولیت سے نزدیک ہو

قطعہ

پشت دوتائے فلک راست شد از خرمی
آسمان کی ٹیڑھی کمر خوشی سے سیدھی ہو گئی
حکمت محض است گر لطف جہان آفرین
یہ بات محض حکمت کے رو سے ہے اگر خدا کی مہربانی
دولت جاوید یافت ہر کہ نکونام زیست
اسنے بے زوال دولت پائی جو نیکنام رہ کر زندہ رہا
وصف ترا گر کنند ور نہ کند اہل فضل
اگر اہل فضل تیری تعریف کریں یا نہ کریں

تا چو تو فرزند زاد مادر ایام را
جب سے کہ مادر ایام کے یہاں تجھ سا لڑکا پیدا ہوا ہے
خاص کند بندۂ مصلحت عام را
کسی بندہ کو عوام کی مصلحتوں کے لئے خاص کرے
کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را
کیونکہ اسکے بعد اس کا ذکر نیکی نام کو زندہ کرتا ہے
حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را
خوبصورت چہرے کے لئے آرایش دینے والی عورت کی ضرورت نہیں

ذکر تقصیر خدمت و موجب اختیار عزلت

خدمت کی کمی اور گوشہ نشینی اختیار کرنے کا بیان

تقصیر و تقاعدیکہ در مواظبت خدمت بارگاہ خداوندی میرود بنابر
قصور اور باز رہنا دربار آقا کی مدامی حاضری سے اس واسطے ہے

آن ست که طایفه از حکمائے ہندوستان در فضایل بزرجمہر سخن میگفتند

کہ ایک گروہ ہندوستان کے عقلمندون میں سے بزرجمہر کی بزرگیون کا ذکر کر رہا تھا

باآخر جز این عیبش نہ دانستند کہ در سخن گفتن بطی ست یعنی درنگ

آخر مین اس بات کے سوائے اُسمین کوئی خرابی نہ معلوم ہوئی کہ بات کہنے مین بہت سست ہے یعنی بہت دیر مین

بسیار مے کند و مستمع را بسے منتظر مے باید بود تا وے تقریر سخنے کند

کلام کرتا ہے اور سننے والے کو بہت انتظار دیکھنا پڑتا ہے جب کبھی وہ کسی مسئلہ مین تقریر کرتا ہے

بزرجمہر بشنید و گفت اندیشہ کردن کہ چہ گویم بہ از پشیمانی خوردن

بزرجمہر نے یہ بات سنی اور جواب دیا کہ یہ سوچنا کہ مین کیا کہون اس پشیمانی سے اچھا ہے

کہ چرا گفتم

کہ مینے کیون کہا

نظم

سخندان پرورده پیر کهن
بات کا جاننے والا تجربہ کار اور پرانا بڈھا

بیندیشد آنگه بگوید سخن
پہلے سوچ لیتا ہے اُسوقت بات کرتا ہے

مزن بے تأمل بہ گفتار دم
بے غور کئے بات کہنا شروع نہ کر

نکو گوئے گر دیر گوئی چہ غم
بات اچھی کہہ دیر مین کہنے تو کوئی پروا نہین

بیندیش وانگہ برآور نفس
سوچ لے اور اسوقت بات منہ سے نکال

وزان پیش بس کن کہ گویند بس
اور اس سے پہلے بات ختم کردے کہ لوگ کہین کہ ختم کرو

بہ نطق آدمی بہترست از دواب
بولنے کی وجہ سے آدمی چوپایون سے بہتر ہے

دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب
اگر تو اچھی بات نہ کہے تو تجھ سے چوپائے بہتر ہین

فکیف در نظر اعیان حضرت خداوندی عزّ نصرہ کہ مجمع اہل دلست و

پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے اگر سرداران بارگاہ خداوندی کے سامنے (کہ خدا کرے اسکی فتح غالب رہے) جہان اہل دل کا مجمع

مرکز علمائے متبحر اگر در سیاقت سخن دلیری کنم شوخی کردہ باشم و

ہے اور عالمان دانشمند کا مرکز ہے اگر بات کرنے کی گویائی مین مین دلیری کرتا رہون تو گویا بے ادبی کا

بضاعت مزجات بحضرت عزیز آوردہ کہ شبہ[1] در بازار جوہریان

مرتکب ہونگا اور کھوٹی پونجی کا بڑے دربار مین لانے والا مانا جاؤنگا کیونکہ پوت جوہریون کے بازار مین ادنے

[1] پوتھ ایک بہت کم قیمت چینی یا شیشے کی چیز ہے ۱۲

جوے نیرزد و چراغ پیش آفتاب پرتوے نہ دارد - و منارۂ بلند
قیمت نہیں پاتی ہے اور چراغ آفتاب کے سامنے کوئی روشنی نہیں رکھتا - اور ایک منارہ الوند
بر دامن کوہ الوند پست نماید
پہاڑ کے دامن میں بہت ہی پست معلوم ہوتا ہے

مثنوی

ہر کہ گردن بہ دعوے افرازد
جو شخص مدعی بن کر گردن بلند کرتا ہے
خویشتن را بہ گردن اندازد
وہ گویا اپنے آپ کو گردن کے بل گراتا ہے
سعدی افتادہ است و آزادہ
سعدی ایک آزاد آدمی واقع ہوا ہے
کس نیاید بہ جنگ افتادہ
اور گرے ہوئے سے لڑنے کے لیے کوئی نہیں آتا
اول اندیش وانگہی گفتار
پہلے سوچ لے اور اسوقت بات کر
پاے پیش آمدست و پس دیوار
پہلے نیو رکھتے ہیں پھر دیوار بناتے ہیں
نخل بندم و لے نہ در بستان
میں بوٹا لگانا جانتا ہوں مگر نہ کہ باغ میں
شاہدے ام و لے نہ در کنعان
میں شاہد ضرور ہوں مگر نہ کہ کنعان میں

لقمان را گفتند حکمت از کہ آموختی گفت از نابینایان کہ تاجاے
لقمان سے لوگوں نے کہا - تونے دانائی کس سے سیکھی - اُسنے جواب دیا اندھوں سے - کیونکہ وہ جب تک جگہ
نہ بینند پاے نہ نہند قَدِّمِ الخُرُوجَ قَبلَ الوُلُوجِ

مصرع

نہیں دیکھ لیتے پانوں نہیں رکھتے نکلنے کی فکر کو داخل ہونے کی فکر پر مقدم کر

مردیت بیازما وانگہ زن کن

قطعہ

پہلے اپنی قوت مردانگی کا تجربہ کر اسوقت شادی کر

گرچہ شاطر بود خروس بہ جنگ
اگرچہ مرغ لڑائی میں چالاک ہوتا ہے
چہ زند پیش باز روئین چنگ
مگر کانسی کے چنگل والے باز کا کیا مقابلہ کرسکتا ہے
گربہ شیر است در گرفتن موش
بلی چوہے کے پکڑنے میں شیر ہوتی ہے
لیک موش است در مصافِ پلنگ
مگر تیندوے کی لڑائی میں چوہے کی طرح ہے

امّا بہ اعتماد وسعت اخلاق بزرگان کہ چشم از عوائب زیردستان بہ
لیکن بہ سبب بزرگوں کی وسعت اخلاق کے بھروسے کے کہ عاجزوں کے عیبوں سے چشم پوشی

ـــــــــــــــــــــــــــــ
لہ الوند ایک پہاڑ کا نام ہے جو بہت بلند ہے اور شہر ہمدان کے نواحی میں واقع ہے -

به پوشند و در افشای جرائم کهتران نه کوشند کلمهٔ چند بطریق اختصار از
کرتے ہیں اور چھوٹے لوگوں کی خطاؤں کے ظاہر کرنے میں کوشش نہیں کرتے چند کلمے مختصر طور پر
نوادر و امثال و شعر و حکایات و سیر ملوک ماضی رحمهم الله درین کتاب
نادر باتوں اور مثالوں اور شعروں و قصوں اور گزرے ہوئے بادشاہوں (کہ خدا انپر رحم کرے) تاریخ سے
درج کردیم و برخے از عمر گرانمایه بروخرج - موجب تصنیف
اس کتاب میں ہم نے لکھے ہیں اور تھوڑی سی قیمتی عمر اسپر صرف کی ہے اس کتاب کی تصنیف
کتاب این بود قطعه
کا سبب یہی تھا

به ماند سالها این نظم و ترتیب
یہ نظم اور ترتیب برسوں رہیگی
زما هر ذره خاک افتاده جائے
اور ہمارے خاک کا ایک ایک ذرہ جگہ جگہ پڑا ہوگا
غرض نقشے است کز ما یاد ماند
غرض یہ ایک نقش ہے جو ہماری یادگار رہے
که هستی را نمی بینم بقائے
کیونکہ زندگی میں ہمکو کوئی پائداری نہیں معلوم ہوتی
مگر صاحبدلے روزے برحمت
شاید کوئی بزرگ کسی دن رحم کرکے
کند در کار این مسکین دعائے
اس غریب کے حق میں کوئی دعا کرے

امعان نظر در ترتیب کتاب و تهذیب ابواب ایجاز سخن را مصلحت دید
نظر کی گہرائی نے کتاب کی ترتیب اور بابوں کی تہذیب میں اختصار سخن کو مصلحت سمجھا یہانتک
تا مرا این روضهٔ غنا و حدیقهٔ غلبا را چون بهشت به هشت باب
کہ خاص اس گنجان باغ اور گھنے گلزار کے بہشت کی طرح آٹھ دروازوں (باب)
اتفاق افتاد این مختصر آمد تا به ملالت نه انجامد
کا اتفاق پڑا اور اسی سبب سے یہ مختصر ہے تاکہ کدورت نہ پیدا ہو۔

باب اول در سیرت بادشاهان
پہلا باب بادشاہوں کی عادت میں ہے
باب دوم در اخلاق درویشان
دوسرا باب درویشوں کے عادات میں ہے
باب سوم در فضیلت قناعت
تیسرا باب قناعت کی بزرگیوں میں ہے
باب چهارم در فضیلت خاموشی
چوتھا باب چپ رہنے کی افضلیت میں

باب پنجم در عشق و جوانی -
پانچوان باب جوانی اور عشق کے بیان مین

باب ششم در ضعف و پیری
چھٹا باب ضعیفی اور بڑھاپے کے بیان مین

باب هفتم در تاثیر تربیت
ساتوان باب تعلیم کے اثرات کے بیان مین

باب هشتم در آداب صحبت
آٹھوان باب صحبت کے آداب کے بیان مین

مثنوی

1258 A.D.

دران مدت که ما را وقت خوش بود
جس زمانہ مین کہ ہمکو فراغت حاصل تھی

ز هجرت ششصد و پنجاه و شش بود
سنہ ہجری چھ سو چھپن تھے

مراد ما نصیحت بود گفتیم
ہمارا مقصد صرف نصیحت کرنا تھا جو ہم نے کردی

حوالت با خدا کردیم و رفتیم
اور خدا کو سونپ کر خود ہم رخصت ہو گئے

باب اوّل در سیرت پادشاهان
پہلا باب بادشاہون کی عادات کے بیان مین

حکایت - بادشاہے را شنیدم که بکشتن اسیرے اشارت کرد بیچاره
مینے ایک بادشاہ کے متعلق سنا ہے کہ اُسنے ایک قیدی کے قتل کرنے کا حکم دیا اس بیچارے

دران حالت نومیدی ملک را دشنام دادن گرفت و سقط گفتن که گفته
قیدی نے اس نا امیدی کی حالت مین بادشاہ کو گالیان دینا اور سخت سُست کہنا شروع کیا

اند هر که دست از جان بشوید هرچه در دل آید بگوید بیت
کیونکہ بزرگون کا مقولہ ہے جو کوئی جان سے ہاتھ دھو لیتا ہے تو جو کچھ جی مین آتا ہے کہہ گزرتا ہے

وقت ضرورت چو نماند گریز
ضرورت کے وقت جب بھاگنے کا موقع نہین رہتا

دست بگیرد سر شمشیر تیز
تو ہاتھ تیز تلوار کا قبضہ تھام لیتا ہے

اِذَا يَئِسَ الْاِنْسَانُ طَالَ لِسَانُهٗ
جب آدمی مایوس ہو جاتا ہے تو زبان دراز ہو جاتی ہے

كَسِنَّوْرٍ مَغْلُوْبٍ يَصُوْلُ عَلَى الْكَلْبِ
جیسے دبی ہوئی بلی کتے پر حملہ کرتی ہے

ملک پرسید که چه می گوید - یکے از وزرا نیک محضر گفت اے خداوند
بادشاہ نے دریافت کیا کہ یہ قیدی کیا کہتا ہے وزیرون مین سے ایک نیک ذات وزیر نے عرض کیا کہ اے آقائے نعمت

همی گوید وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ملک را رحمت آمد و از سر خون
وہ یہ کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ بڑے اچھے ہین جو غصہ کو ضبط کرتے اور لوگون کو معاف فرما دیتے ہین بادشاہ کو رحم آگیا اور اُسکے قتل کا

او در گذشت وزیر دیگر که ضد او بود گفت ابنائے جنس ما را نه شاید

خیال چھوڑ دیا دوسرا وزیر جو اس وزیر کا مخالف تھا اُسنے کہا کہ ہمارے عہدے کے لوگون

در حضرت بادشاہان جز براستی سخن گفتن این ملک را دشنام داد

بادشاہون کے دربار میں سچ کے سوائے بات نہ کہنا چاہیے اُسنے بادشاہ کو گالی دی اور

و ناسزا گفت - ملک روئے ازین سخن درہم کشید و گفت - آن دروغ

نالایق کہا بادشاہ نے یہ بات سنکر غصہ سے منھ پھیر لیا اور کہا کہ جو جھوٹ اُسنے بولا

کہ وے گفت پسندیدہ تر آمد مرا ازین راست کہ تو گفتی - کہ روے

ہے وہ مجھے تیرے اس سچ سے زیادہ پسند آیا کیونکہ اِس کا رُخ

آن در مصلحتے بود - و بنائے این بر خبثے و خردمندان گفته اند

ایک نیکی کی طرف تھا اور اس تیرے سچ کی بنا بدی پر ہے اور عقلمندوں کا یہ مقولہ ہے

دروغ مصلحت آمیز به از راستی فتنه انگیز شعر

کہ وہ جھوٹ جسمین مصلحت شامل ہو فتنہ اُٹھانے والے سچ سے اچھا ہوتا ہے۔

ہر کہ شاہ آن کند کہ او گوید جو شخص ایسا ہے کہ بادشاہ اس کا کہنا کرتا ہے	حیف باشد کہ جز نکو گوید بڑے افسوس کی بات ہے اگر وہ شخص نیکی کے سوائے بات کہے

لطیفہ برطاق ایوان فریدون[1] نوشتہ بود مثنوی

فریدون بادشاہ کے محل کے دروازہ پر لکھا تھا

جہان اے برادر نماند بکس کہ اے بھائی دنیا کسی کے ساتھ نہین رہیگی	دل اندر جہان آفرین بند و بس دل خدا سے لگانا چاہیے باقی کچھ نہین
مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت دنیا کے ملک پر بھروسہ نہ کر اور اسکے سہارے نرہ	کہ بسیار کس چون تو پرورد و کشت کیونکہ دنیا نے بہت سے تجھ جیسے آدمی پرورش کرکے مار ڈالے
چو آہنگ رفتن کند جان پاک جب پاک جان جانے کا ارادہ کرے	چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک تو خاک اور تخت پر مرنا دونون برابر ہین

حکایت یکے از ملوک خراسان سلطان محمود سبکتگین را بخواب دید

خراسان کے بادشاہون میں سے کسی نے سلطان محمود سبکتگین کو خواب میں

[1] فریدون ایران کے ایک قدیم بادشاہ کا نام ہے جسنے ضحاک کو شکست دی اور ایران توران شام و روم پر قابض ہوکر نہایت عدل و انصاف کے

که جمله وجود او بریخته بود و خاک شده مگر چشمانش که همچنان در چشم خانه
کہ اسکے جسم کے تمام حصے بکھر گئے تھے اور خاک ہو گئے تھے مگر اسکی آنکھین اسی طرح آنکھون کے حلقو مین
میگردیدند - و نظر میکردند - سایر حکماء از تاویل آن فرو ماندند
گردش کر رہی تھین اور دیکھ رہی تھین تمام عقلمند اس خواب کی تعبیر تبانے سے عاجز ہو گئے
مگر درویشے که بجا آورد و گفت - هنوز نگرانست که ملکش با دگران -
مگر ایک فقیر تھا جسنے تعبیر بتائی اور کہا کہ اس کی آنکھین ابھی دیکھ رہی ہین کہ اس کا ملک دوسروں کے قبضے مین ہے

قطعہ

بس نامور بزیر زمین دفن کرده اند
بہت سے نامور لوگ زمین کے نیچے دفن کئے ہین
کز هستیش بروی زمین یک نشان نماند
کہ انکی ہستی کا اب زمین پر کوئی نشان باقی نہین رہا

آن پیر لاشه را که سپردند زیر خاک
اس بڈھی کی لاش کو جو خاک کے نیچے دفن کیا
خاک چنان بخورد کزو استخوان نماند
خاک نے اسکو ایسا کھایا کہ اسکی ہڈی بھی نرہی

زنده است نام فرخ نوشیروان لہ بعدل
نوشیروان کا مبارک نام عدل کی وجہ سے زندہ ہے
گرچه بسے گزشت که نوشیروان نماند
اگرچہ بہت زمانہ گزر گیا کہ نوشیروان نہین رہا

خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
اے فلان شخص کوئی نیکی کر اور عمر کو غنیمت جان
زان پیشتر که بانگ بر آید فلان نماند
اُس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ آج فلاں مرگیا

حکایت ملکزاده را شنیدم که کوتاه بود و حقیر - و دیگر برادرانش
مینے ایک بادشاہزادے کے متعلق سنا ہے کہ پستہ قد تھا اور دبلا و کمزور) اور اسکے دوسرے بھائی
بلند بالا و خوبروئے بارے پدر به کراهت و استحقار درو مے نظر
قد آور اور خوبصورت تھے ایک دفعہ باپ کراہت اور حقارت کے ساتھ اسکو دیکھ رہا
می کرد پسر به فراست و استبصار بجائے آورد و گفت اے پدر کوتاه
تھا لڑکے نے ہوشیاری اور دانائی سے اس بات کو سمجھ لیا اور کہا اے باپ ٹھنگنا
خردمند به از نادان بلند - نه هرچه بقامت کهتر بقیمت مهتر -
عقلمند لمبے بیوقوف سے اچھا ہوتا ہے کیا یہ بات نہین ہے کہ جو چیز قد مین چھوٹی ہوتی ہے قیمت مین بہتر ہوتی ہے

لہ نوشیروان ایک عادل بادشاہ کا نام ہے - سعدی کے زمانے مین اسکو گزرے ہوے سات سو برس ہوئے تھے -

شعر
اَلشَّاۃُ نَظِیْفَۃٌ وَ الْفِیْلُ جِیْفَۃٌ
بکری پاک اور حلال ہے اور ہاتھی مردار ہے

اَقَلُّ جِبَالِ الْاَرْضِ طُوْرٌ وَ اِنَّہٗ بہت چھوٹا دنیا کے پہاڑوں میں طور ہے اور یقینًا	لَاَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ قَدْرًا وَّ مَنْزِلًا وہ خدا کے نزدیک قدر و منزلت میں بہت بڑا ہے

قطعہ

آن شنیدی کہ لاغرے دانا تونے وہ بات سنی ہے کہ ایک دُبلے عقلمند نے اسپ تازی اگر ضعیف بود عربی گھوڑا اگر کمزور ہو	گفت بارے بابلہے فربہ ایک مرتبہ ایک موٹے بیوقوف سے کہا ہمچنان از طویلہ خر بہ پھر بھی گدھوں کے طویلے سے بہتر ہو

پدر بخندید - و ارکان دولت بپسندیدند - و برادران بجان رنجیدند قطعہ
باپ ہنسا اور امرا و وزرائے یہ بات پسند کی اور بھائیوں کو دلی صدمہ پہنچا -

تا مرد سخن نگفتہ باشد جب تک آدمی نے بات نہ کہی ہو ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست ہر جنگل کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ خالی ہے	عیب و ہنرش نہفتہ باشد اس کا عیب اور ہنر چھپا ہوا ہوتا ہے شاید کہ پلنگ خفتہ باشد شاید کہ تیندوا سو رہا ہو

شنیدم کہ دران قرب ملک را دشمنے صعب روئے نمود - چون لشکر
مینے سنا ہے کہ اُسی ستقبل قریب میں بادشاہ کو ایک سخت دشمن نے حملہ کیا جب دونون
از ہر دو طرف روئے درہم آوردند و قصد مبارزت کردند - اول
طرف کی فوجیں آمنے سامنے ہوئیں اور لڑائی پر تل گئیں - تو پہلے پہل
کسیکہ بہ میدان در آمد آن پسر بود و گفت - قطعہ
جو شخص میدان میں آیا وہی لڑکا تھا آیا اور اُسنے کہا

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من میں وہ نہیں ہوں کہ لڑائی کے دن تو میری پشت دیکھے	آن منم کاندرمیان خاک و خون بینی سرے میں وہ ہوں کہ خاک اور خون میں تو ایک سر دیکھے گا

لہ بکری حلال ہے یعنی اس کا دودھ پینا اور گوشت کھانا حلال ہے اور ہاتھی مردار ہے ۱۲ ؎ طویلہ میں یائے معروف ہے یائے مجہول سے پڑھنا غلطی ہے - مجازاً اصطبل کو کہتے ہیں - ورنہ دراصل اس رسی کا نام ہے جسمین ایک ایک پاؤں چند گھوڑوں یا گدھوں کا باندھتے ہیں

کانکہ جنگ آرد بخون خویش بازی میکند کیونکہ جو کوئی لڑنے کیلئے آتا ہے تو وہ اپنے خون سے کھیلتا ہے	**روز میدان وانکہ بگریزد بخون لشکرے** اور لڑائی کے دن جو بھاگتا ہے وہ ایک فوج کے خونکو کھیل سمجھتا ہے

این بگفت و بر سپاہ دشمن زد تنے چند مردان کاری را بہ کشت چون پیش

یہ کہا اور دشمن کی فوج پر حملہ کیا کتنے ہی تجربہ کار سپاہیوں کو مار ڈالا اور جب

پدر آمد زمین خدمت بہ بوسید و گفت قطعہ

باپ سے ملا تو زمین کو چوما اور کہا۔

اے کہ شخص منت حقیر نمود اے جناب آپ کو میرا جسم لاغر معلوم ہوا	**تا درشتی ہنر نہ پنداری** آپنے میرے ہنر کی سختی کا خیال نہین کیا
اسپ لاغر میان بہ کار آید کمزور پتلی کمر والا گھوڑا	**روز میدان نہ گاو پرواری**[۱] لڑائی کے دن کام آتا ہے نہ کہ پردار کا بیل

آوردہ اند کہ سپاہ دشمن بسیار بود و اینان اندک۔ جماعتے آہنگ

بیان کیا گیا ہے کہ دشمن کی فوج زیادہ تھی اور یہ لوگ کم تھے انکی ایک دستے نے بھاگنے کا

گریز کردند پسر نعرہ بزد و گفت اے مردان بہ کوشید تا جامۂ زنان

قصد کیا لڑکے نے نعرہ مارا اور کہا کہ اے مردو کوشش کرو ہرگز عورتوں کا ڈھنگ نہ

نہ پوشید۔ سواران را بگفتن او تہور زیادہ گشت و بہ یکبار حملہ کردند

اختیار کرو سواروں کی اسکے کہنے سے دلیری بڑھ گئی اور ایک بارگی حملہ کر دیا

شنیدم کہ ہمدران روز بر دشمن ظفر یافتند پدر سر و چشمش بہ بوسید و در

سننے میں آیا ہے کہ اسی دن دشمن پر فتح پائی۔ باپ نے اسکے سر اور آنکھوں پر بوسہ دیا

کنار گرفت و ہر روز نظر بیش کرد تا ولیعہد خویش گردانید۔ برادرانش

اور گود میں اٹھا لیا اور روز بروز زیادہ توجہ کی یہاں تک کہ اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اسکے بھائی

حسد بردند و زہر در طعامش کردند خواہرش از غرفہ بدید و دریچہ برہم

حسد کرنے لگے اور اسکے کھانے مین زہر ملا دیا اسکی بہن نے کھڑکی میں سے یہ حرکت دیکھ لی اور کھڑکی کو زور سے کھٹکھٹایا

[۱] پرواراس گھر کو کہتے ہین جو گرمی کے زمانے میں بیل وغیرہ چرانے والے گائے بیلوں وغیرہ کو آرام دینے کے لئے سایہ دار اور ٹھنڈی جگہ میں بنا لیتے ہیں ۱۲-

پسر دریافت دست از طعام باز کشید۔ وگفت محالست کہ ہنرمندان
لڑکا سمجھ گیا اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہنرمند
بمیرند و بے ہنران جائے ایشان گیرند۔ شعر
مرجائیں اور نکھٹو ان کی جگہ لیں

کس نیاید بزیر سایۂ بوم	درہما از جہان شود معدوم
الو کے سایہ میں کوئی نہ آئیگا	چاہے ہما کا جہان میں نشان بھی نہ رہے

پدر را ازین حال آگہی دادند۔ برادرانش را بخواند وگوشمال بواجب داد
باپ کو اس حال کی خبر کی اُسکے بھائیوں کو بلایا اور واجبی گوشمالی کی پھر
پس ہر یکے را از اطراف بلاد حصۂ مرضی معین کرد۔ تا فتنہ فرو نشست
ہر ایک کا مختلف طرف کے شہروں میں سے مرضی کے مطابق حصہ مقرر کردیا یہان تک کہ فتنہ و فساد جاتا رہا۔
ونزاع برخاست کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔
اور جھگڑا ختم ہوگیا کیونکہ دس فقیر ایک کملی میں سو سکتے ہیں اور دو بادشاہون کا ایک ولایت مین گذارہ نہین ہوتا۔

نیم نانے گر خورد مرد خدا	بذل درویشان کند نیمے دگر
اگر درویش آدھی روٹی کھائے گا	تو دوسری آدھی روٹی فقیروں کو دیدے گا
ملک اقلیمے بگیرد بادشاہ	ہمچنان در بند اقلیمے دگر
اگر بادشاہ ایک اقلیم بھی لے لیگا	تو ویسے ہی ایسے دوسرے اقلیم کی فکر ہوگی

حکایت

طایفۂ دزدان عرب بر سر کوہے نشستہ بودند۔ ومنفذ
چوروں کا ایک گروہ پہاڑ کی ایک چوٹی پر رہنے لگا تھا اور قافلہ
کاروانیان بستہ۔ ورعیت بلدان از مکاید ایشان مرعوب ولشکر
والوں کا رستہ بند کردیا تھا اور شہروں کی رعیت اونکی مکروں سے ڈرتی تھی اور بادشاہ
سلطان مغلوب۔ بحکم آنکہ ملاذے منیع از قلۂ کوہے گرفتہ بودند وملجا
کا لشکر دبا ہوا تھا کیونکہ اونھون نے رہنے کی جگہ ایک پہاڑ کی مضبوط چوٹی پر بنائی تھی اور اسکو اپنا
وماواے خود کردہ۔ مدبران ممالک آن طرف در دفع مضرت ایشان
جائے پناہ اور بود و باش کا مقام مقرر کیا تھا۔ اُن ملکون کے عقلمندون نے اُن کے نقصانات کے دفع کرنے کے لیے

مشاورت کردند کہ اگر این طایفہ ہمبرین نسق روزگارے مداومت
مشورہ کیا کہ اگر یہ گروہ اسیطور پر ایک مدت تک یہاں ٹھیرا رہے گا تو مقابلہ
نمایند مقاومت ممتنع گردد مثنوی
محال ہوجائے گا

درختے کہ اکنون گرفت است پائے	بہ نیروے شخصے برآید زجائے
جو درخت ابھی اُگا ہے	تو ایک شخص کے زور کرنے سے اپنی جگہ سے اکھڑ آئیگا
وگر ہمچنان روزگارے ہلی	بہ گردونش[ا] ازبیخ برنگسلی
اور اگر اوسکو ویسے ہی ایک مدت چھوڑ دیا جائے	تو گردوں کے ساتھ بھی اس کو جڑ سے نہیں اکھاڑ سکتے
سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل	چو پر شد نہ شاید گزشتن بہ پیل
چشمہ کا سوراخ اس وقت بند کرنا چاہیے جب ایک سلائی سے بند ہوسکے	اور جب چشمہ بھر گیا اسوقت ہاتھی پر چڑھکر بھی گزر محال ہے

سخن برین مقرر شد کہ یکے را بہ تجسس ایشان گماشتند و فرصت نگاہ می داشتند
یہی صلاح ٹھر گئی کہ ایک شخص کو انکی سراغ رسانی کے لئے مقرر کیا اور فرصت و موقع کا انتظار کرتے رہے
تا وقتیکہ بر سر قومے راندہ بودند و مقام خالی ماندہ۔ تنے چند مردان واقع
یہانتک کہ ایک وقت مین چور ایک قوم پر چڑھ کر گئے تھے اور انکی جگہ خالی رہ گئی تھی تھوڑے سے آزمودہ کار اور
دیدہ و جنگ آزمودہ را بفرستادند تا در شعب جبل پنہان شدند شبانگاہے
تجربہ کار آدمیوں کو بھیجا تو وہ پہاڑ کی گھاٹیوں مین چھپ گئے رات کے وقت جب کہ
کہ دزدان باز آمدند۔ سفر کردہ۔ و غارت آوردہ سلاح از تن بکشادند
چور واپس آئے سفر کئے ہوئے اور لوٹ کا سامان ساتھ آتے ہی بدن سے ہتھیار کھول ڈالے
و رخت غنیمت بنہادند۔ نخستین دشمنے کہ بر سر ایشان تاخت آورد
اور لوٹ کا اسباب رکھدیا۔ اب وہ دشمن جسنے سب سے پہلے اُنپر حملہ کیا
خواب بود۔ چندان کہ پاسے از شب گذشت شعر
نیند تھی یہانتک کہ ایک پہر رات گزر گئی

[ا] گردون گاڑی کے معنی میں لایا گیا ہے۔ یہ لفظ جر ثقیل کی چرخی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ عبد الباری آسی۔

قرص خورشید در سیاہی شد سورج کی ٹکیہ سیاہی مین چلی گئی	یونس اندر دہان ماہی شد اور یونس مچھلی کے پیٹ میں چلا گیا

مردان دلاور از کمینگاہ بدر جستند۔ و دست یگان یگان بر کتف بستند
دلیر لوگ اپنی گھاتون کی جگہ سے باہر آئے اور ایک ایک کے ہاتھ مڈھون پر باندھ دے
بامدادان بدرگاہ ملک حاضر آوردند۔ ہمہ را بہ کشتن فرمود۔ اتفاقاً در آن
صبح کے وقت بادشاہ کے دربار مین حاضر کیا۔ سب کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا اتفاقاً اُن سب مین
میان جوانے بود کہ میوہ عنفوان شبابش نو رسیدہ و سبزہ گلستان
ایک جوان تھا کہ اُس کی جوانی کی شروعات کا میوہ بالکل تازہ تھا اور اسکے رخساروں کے باغ کا سبزہ
عذارش نو دمیدہ۔ یکے از وزیران پائے تخت ملک را بوسہ داد
نیا نیا اگا تھا وزیرون مین سے ایک وزیر نے بادشاہ کے تخت کے نیچے کی زمین چومی اور
و روئے بہ شفاعت بر زمین نہاد و گفت این پسر ہمچنان از باغ
سفارش کے لئے منھ زمین پر رکھدیا اور کہنے لگا کہ اِس لڑکے نے ابھی جوانی کے باغ
زندگانی برنخوردہ است۔ و از ریعان جوانی تمتع نیافتہ توقع بہ کرم
کا پھل نہین کھایا ہے اور جوانی کی بڑھوار سے فائدہ نہین اوٹھایا ہے آپ کے اگلانہ کرم اور
اخلاق خداوندی آنست کہ بہ بخشیدن خون او بر بندہ منت نہند
اخلاق سے امید یہ ہے کہ اِس کی جان بخشی فرماکر بندہ کو ممنون منت بنرمایئں
ملک روئے ازین سخن درہم آورد۔ و موافق رائے بلندش نیامد و گفت
بادشاہ نے یہ بات سنکر ناک بھون سمیٹی اور اسکی رائے بلند کو یہ بات پسند نہ آئی اور جواب دیا

لہ یونسؑ ایک پیغمبر کا نام ہے جو اس خوف سے کہ شاید میری قوم میری تکذیب کرے قوم کے دریاں سے نکلکر چلے گئے اور ایک کشتی میں سوار ہوئے تین روز کشتی میں چلتے رہے اتفاقاً ایک بڑی مچھلی نے دریا مین سے سر نکالا اور کشتی کو روک لیا ملاحوں نے کہا کہ اس کشتی مین کوئی گنہ گار ہے جب تک اسکو ہم مچھلی کے حوالے نکردینگے کشتی نہ چلے گی۔ آپ نے فرمایا کہ مین گنہ گار ہوں مجھے مچھلی کو دیدو۔ بہت رد و قدح کے بعد آپکو مچھلی کے سامنے ڈالا اور مچھلی آپ کو نگل گئی اُسوقت آپکو تین قسم کی تاریکیوں سے سابقہ ہوا۔ رات۔ دریا کی تاریکی۔ مچھلی کے پیٹ کی تاریکی۔ چالیس رُوز کے بعد مچھلی نے پھر آپکو اُگل کر دریا کے کنارے پر ڈالدیا مفصل قصہ کتب سیر میں مرقوم ہے ۱۲۔ عبد الباری آسی

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست	تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است
جسکی بنیاد بُری ہے وہ نیکوں کے عادات قبول نہیں کرتا	نااہل کو تعلیم دینا ایسا ہے جیسے گنبد پر اخروٹ لڑھکایا جائے

نسل و بنیاد اینان منقطع کردن اولے تر است کہ آتش کشتن و اخگر گذاشتن

ان کی نسل اور بنیاد کو قطع کرنا بہت مناسب ہے کیونکہ آگ بجھانا اور چنگاری چھوڑ دینا اور سانپ کو مارنا

و افعی کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کار خردمندان نیست قطعہ

اور اسکے بچہ کو حفاظت سے رکھنا عقلمندون کا کام نہیں ہے

ابر گر آب زندگی بارد	ہرگز از شاخ بید بر نخوری
اگر ابر آب حیات برسائے	تو بھی بید کی شاخ کا تو پھل نہیں کھا سکتا
با فرومایہ روزگار مبر	کز نئے بوریا شکر نخوری
کمینے کے ساتھ اپنی زندگی کا زمانہ ضائع نہ کر	کیونکہ بورئے کی نرکل سے شکر تو نہیں کھا سکتا

وزیر این سخن بشنید۔ وطوعاً و کرہاً بپسندید و بر حسن رائے ملک آفرین

وزیر نے یہ بات سنی اور خوشی و ناخوشی کے طور پر مانی اور بادشاہ کی بہترین رائے کی تعریف

خواند و گفت آنچہ خداوند دام ملکہٗ فرمود عین حقیقت است اگر در صحبت

کی اور کہا جو کچھ کہ آقائے نعمت دام ملکہ نے فرمایا ہے یہ بالکل صحیح ہے اگر اُن بدون کی صحبت

آن بدان تربیت یافتے طینت ایشان بگرفتے و یکے از ایشان

مین یہ تعلیم پاتا اور انکی عادات اسمین اثر کرتین تو یہ بھی انھین میں سے ایک فرد

شدے اما بندہ امیدوار بود کہ بصحبت صالحان تربیت پذیرد و

ہو جاتا مگر غلام کو امید ہے کہ نیکوں کی صحبت مین تعلیم پائے گا تو

خوے خردمندان گیرد کہ ہنوز طفل است۔ و سیرت بغی و عناد آن

عقلمندون کے عادات اسمین پیدا ہونگے کیونکہ ابھی بچہ ہے اور اس قوم کی بغاوت

قوم در نہاد او متمکن نشدہ و در حدیث است۔ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ

اور دشمنی کی عادتین ابھی اسکی ذات مین موثر نہیں ہوئی ہین اور حدیث مین ہے کہ ہر بچہ

عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ

اسلام کی فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے اور اسکے ماں باپ اسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہین۔

قطعہ

پسر نوح[۱] با بدان بنشست	خاندان نبوتش گم شد
حضرت نوح کا لڑکا بدوں کے ساتھ بیٹھا	اسکا نبوت کے خاندان سے سلسلہ ختم ہوگیا
سگ اصحاب کہف[۲] روزے چند	پئے نیکان گرفت مردم شد
اصحاب کہف کا کتا تھوڑے دنوں تک	نیکوں کے ساتھ ساتھ رہا آدمی ہوگیا

تا ملک از سر آزار او در گذشت۔ وگفت بخشیدم اگرچہ مصلحت نہ دیدم

یہانتک کہ بادشاہ نے اسکے قتل کا ارادہ چھوڑ دیا اور کہا میں نے جان بخشی کر دی اگرچہ یہ بات مجھے مصلحت نہیں معلوم ہوتی

	رباعی	
دانی کہ چہ گفت زال[۳] با رستم گرد		دشمن نہ توان حقیر و بیچارہ شمرد
تجھے معلوم ہے کہ زال نے رستم پہلوان کو کیا نصیحت کی تھی		کہ دشمن کو کمزور اور غریب نہ سمجھنا چاہیے
دیدیم بسے کہ آب سرچشمہ خرد		چون بیشتر آمد شتر و بار بہ برد
ہم نے بہت سی مرتبہ دیکھا ہے کہ چھوٹے چشمہ کا پانی		جب زیادہ ہوگیا تو اونٹ اور بوجھ کو بہالے گیا

فی الجملہ پسر را بہ ناز و نعمت برآوردند و استاد ادیب را بہ تربیت او

قصہ کوتاہ لڑکے کو ناز و نعمت کے ساتھ پرورش کیا اور ادب سکھانے والے استاد کو اسکی تعلیم کے لئے

نصب کردند تا حسن خطاب و رد جواب و آداب خدمت ملوکش

مقرر کیا یہانتک عمدہ طور سے بات کرنا اور بات کا جواب دینا اور بادشاہوں کی خدمت کے آداب اسکو

درآموختند و در نظر ہمگنان پسند آمد بارے وزیر از شمائل او در حضرت

سکھائے اور سب لوگ اس کو پسند کرنے لگے ایک بار وزیر کچھ اسکی اچھی عادات کا ذکر

سلطان شمہ میگفت کہ تربیت عاقلان در دا اثر کردہ است و جہل قدیم

بادشاہ کے سامنے کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ عقلمندوں کی تعلیم نے اس میں اثر کیا ہے اور قدیم جہالت

---

۱ نوح ایک پیغمبر کا نام ہے جنکے زمانے مین ایک زبردست طوفان آیا اور اُن کا بیٹا کنعان بھی اُن سے علیحدہ رہا اور دشمنوں کے ساتھ مخالفت کرتا رہا۔

۲ اصحاب کہف سات آدمی تھے۔ جو ایک بادشاہ ظالم مشرک کے خوف سے شہر سے نکلکر ایک غار مین جاکر سوگئے تھے اور اُن کے ساتھ ایک کتا تھا جسکو قطمیر کہا جاتا تھا اُن سب کا مکمل قصہ کتب سیر میں مرقوم ہے ۱۲۔

۳ زال رستم کے باپ کا نام تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اُسکے تمام جسم پر سفید بال تھے۔ اور اسی وجہ سے اسکا نام رکھا گیا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ اسکو ایک سیمرغ نے پالا تھا ۱۲۔ عبدالباری آسی

از جبلت او بدر برده ملک را ازین سخن تبسم آمد و گفت ۔ بیت
اسکی عادت سے دور کر دی ہے بادشاہ کو اس بات سے ہنسی آئی اور کہنے لگا

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود
آخرکار بھیڑیے کا بچہ بھیڑیا ہوگا	گرچہ آدمیوں کے ساتھ رہتے رہتے بڑھا ہو جائے

سال دو برین برآمد۔ طایفہ اوباش محلت در وپیوستند و عقد موافقت
مدبرس اس بات کو گذر گئے محلے کے بدمعاش اس سے رل گئے اور دوستی کا عہد ہو گیا
بستند تا بوقت فرصت وزیر و ہر دو پسرش را بکشت و نعمت بے قیاس
یہانتک کہ موقع پا کر وزیر اور اُسکے دونوں بیٹوں کو مار ڈالا اور بہت سا مال اُٹھا لے گیا
برداشت و در مغارۂ دزدان بجائے پدر نشست و عاصی شد
اور باپ کی جگہ چوروں کی گھاٹی میں رہنے لگا اور باغی ہو گیا
ملک دست تحسر بدندان گرفت و گفت قطعہ
بادشاہ نے حسرت سے انگلی دانتوں میں دبائی اور کہا

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے	قطعہ	ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس
اچھی تلوار بُرے لوہے سے کوئی کیسے بنا سکتا ہے		اے عقلمند نالایق تعلیم دینے سے لایق نہیں ہو سکتا
باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست		در باغ لالہ روید و در شورہ بوم[1] خس
بارش کہ جسکی طبیعت کے لطیف ہونے میں کسیکو خلاف نہیں ہے		وہ باغ میں لالہ اگاتی ہے اور اوسر زمین میں گھاس پھونس
زمین شور سنبل[2] بر نیارد		در وتخم عمل ضایع مگردان
اوسر زمین سنبل پیدا نہیں کر سکتی		اُسمیں کوشش کا تخم ضایع نہ کر
نکوئی با بدان کردن چنانست		کہ بد کردن بجائے نیک مردان
نیکی بدوں کے ساتھ کرنا ایسی ہے		جیسے نیکوں کے ساتھ بدی کرنا

حکایت

سرہنگ[3] زادۂ را دیدم بر در سرائے اغلمش[4] کہ عقل و کیاست
میں نے ایک سپاہی زادہ کو اغلمش کے محل کے دروازے پر دیکھا کہ عقل اور دانائی

۱ شورہ بوم وہ زمین جسمیں زراعت نہ ہو سکے۔ وہ زمین جسمیں کھار زیادہ ہو۔ اور اسکو اوسر یا بنجر کہتے ہیں۔ ۲ سنبل بعض کے نزدیک بالچھڑ اور بعض کے نزدیک ایک نیلگون تیز بو پھول کا درخت ہے ۱۲ ۳ سرہنگ سردار لشکر نقیب۔ چوبدار ۴ اغلمش بضم الف۔ ترکی لفظ ہے ایک بادشاہ کا نام تھا ۱۲

وفہم وفراست زایدالوصف داشت ہم از عہد خردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا فرد
اور سمجھ بوجھ بیان سے زیادہ اس مین تھی کمسنی ہی کے زمانہ سے بزرگی کی نشانیان اسکی پیشانی پر ظاہر ہو رہی تھین۔

بالاے سرش ز ہوشمندی — اسکے سر کے اوپر عقلمندی کی وجہ سے
می تافت ستارۂ بلندی — بلندی مرتبہ کا ستارہ چمک رہا تھا

فی الجملہ مقبول نظر سلطان آمد۔ کہ جمال صورت ومعنی داشت و خردمندان
حاصل کلام یہ کہ بادشاہ کی نظر میں مقبول ہوگیا کیونکہ ظاہر وباطن کی خوبصورتی اس میں تھی اور عقلمندون کا
گفتہ اند۔ تونگری[لہ] بہ ہنر است نہ بہ مال وبزرگی بہ عقل است نہ بہ سال ابنائے
قول ہے کہ مالداری ہنر پر موقوف ہوتی ہے نہ کہ مال پر اور بزرگی عقل پر منحصر ہے نہ کہ عمر پر اسی قسم
جنس او بر منصب او حسد بردند وبخیانتے متہم کردند ودر کشتن او سعی
کے دوسرے لوگ اسکے عہدے سے جلنے لگے اور ایک بددیانتی کی اسکو تہمت لگائی اور اسکے مار ڈالنے
بیفائدہ نمودند ع دشمن چہ زند چو مہربان باشد دوست۔
کی بیفائدہ کوشش کی مگر دشمن کیا مار سکتا ہے جب دوست مہربان ہو
ملک پرسید کہ موجب خصمی ایشان در حق تو چیست۔ گفت در سایۂ
بادشاہ نے پوچھا کہ تجھ سے اُن کے دشمنی کرنے کی کیا وجہ ہے جواب دیا میں نے آقائے
دولت خداوندی دام ملکہ ہمگنان را راضی کردم بجز حسودان
نعمت دام ملکہ (اسکا ملک ہمیشہ رہے) کے سایہ مین کرم کرکے سبکو راضی کیا مگر حاسد لوگ ہیں جو کہ
کہ راضی نمی شوند الا بزوال نعمت من اقبال ودولت خداوند جاوید باد قطعہ
راضی نہین ہوتے وہ میری نعمت کے جانے پر ہی پھر راضی ہونگے اور خدا کرے آقائے نعمت کا اقبال و دولت ہمیشہ رہے

توانم اینکہ نیازارم اندرون کسے — میں یہ کر سکتا ہون کہ کسی کے دل کو نہ دکھاؤن
بمیر تا برہی اے حسود کین رنجے است — اے حاسد مرجا کہ یہ ایک ایسا دکھ ہے
حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست — مگر حاسد کو کیا کرون کیونکہ وہ آپ ہی آپ رنجیدہ ہے
کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست — کہ اسکی تکلیف سے سوائے موت کے چھٹکارا نہین ہو سکتا

لہ یعنی اصل مالدار وہ ہے جو کچھ ہنر جانتا ہے۔ اکثر نسخون مین تونگری بدل است لکھا ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ تونگری ہمت پر موقوف ہے ۱۲ — عبد الباری آسی

قطعہ

شور بختان بہ آرزو خواہند
بدنصیب لوگ آرزو کے ساتھ
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
اگر دن کو چمگادڑ نہ دیکھ سکے
راست خواہی ہزار چشم چنان
اگر سچ پوچھتا ہے تو ایسی ہزار آنکھیں

مقبلان را زوال نعمت و جاہ
نصیبہ وروں کے مرتبہ اور دولت کا زوال چاہتے ہیں
چشمۂ آفتاب[ل] را چہ گناہ
تو اس میں آفتاب کے چشمہ کا کیا قصور ہے
کور بہتر کہ آفتاب سیاہ
اندھی بہتر ہیں اس بات سے کہ آفتاب سیاہ ہو جائے

حکایت یکے را از ملوک عجم[ت] حکایت کنند کہ دست تطاول بر مال
عجم کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے متعلق قصہ بیان کرتے ہیں کہ اُسنے رعیت کے مال
رعیّت دراز کردہ بود و جور و اذیت آغاز۔ تا بجائیکہ خلق از مکاید فعلش
پر دست ستم دراز کیا تھا اور ظلم اور ایذا رسانی شروع کر رکھی تھی اس حد تک کہ مخلوق اسکے ظلم کی بداندیشی
بجہان برفتند و از کربت جورش راہ غربت گرفتند چون رعیّت کم شد
سے اور جگہ چلی گئی اور اسکے ظلم کے رنج کی وجہ سے مسافرت کا رستہ اختیار کیا جب رعیت کم ہو گئی
ارتفاع ولایت نقصان پذیرفت و خزینہ تہی ماندہ دشمنان طمع
تو ملک کی آمدنی و محصول میں کمی واقع ہوئی اور خزانہ خالی رہ گیا دشمنوں کو لالچ پیدا ہوا
کردند و زور آوردند
اور چڑھائی کر دی

قطعہ

ہر کہ فریاد رس روز مصیبت خواہد
جو کوئی مصیبت کے روز فریادرس کا آرزومند ہو
بندۂ حلقہ بگوش[ت] از ننوازی برود
حلقہ بگوش غلام اگر تو مہربانی نہ کرے گا تو وہ چلا جائے گا

گو در ایام سلامت بہ جوانمردی کوش
اس سے کہدو کہ سلامتی کے زمانے میں سخاوت کی کوشش کر زیادہ
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش
مہربانی کر مہربانی کہ غیر بھی غلام ہو جائے

ل آفتاب کے ساتھ چشمہ کا لفظ اسواسطے لایا جاتا ہے کہ وہ روشنی کا منبع ہے ۱۲ ت عجم ایران و توران - اور بعض کے نزدیک علاوہ عرب کے تمام ملک عجم ہے ۱۲ ت حلقہ بگوش سے مراد مطیع اور فرمان بردار ہے - پہلے زمانے میں رسم تھی کہ ایران میں جب غلام خریدتے تھے تو اُسکے کان میں کوئی حلقہ وغیرہ ڈالدیتے تھے اور یہ غلامی کا نشان تھا ۱۲ -

بارے در مجلس او کتاب شاہنامہ[1] میخواندند در زوال مملکت ضحاک[2]
ایکبارہ اُسکی مجلس میں کتاب شاہنامہ پڑھ رہے تھے اور ضحاک کی بادشاہت کے زوال اور
و عہد فریدون[3] - وزیر ملک را پرسید کہ ہیچ توان دانستن کہ فریدین
فریدون کے غلبہ کا ذکر تھا وزیر نے بادشاہ سے پوچھا کہ کچھ معلوم ہے کہ فریدون جسکے پاس
کہ گنج و حشم نداشت چگونہ مملکت برو مقرر شد گفتا چنان کہ شنیدی
خزانہ اور لشکر کچھ نہ تھا فرمانروائی اسکو کیسے مل گئی بادشاہ نے کہا یونہی جیسا کہ آپ نے سنا ہے
خلقے برو بہ تعصب گرد آمدند و تقویت کردند بادشاہی یافت
ایک مخلوق اسکی حمایت کے لئے اُسکے پاس جمع ہوگئی اور مدد کی بادشاہی مل گئی
گفت اے ملک چون گرد آمدن خلقے موجب پادشاہی است تو خلق
وزیر بولا کہ بادشاہ سلامت جب خلقت کا جمع ہونا بادشاہی کا سبب ہے تو مخلوق
را برائے چہ پریشان میکنی مگر سر پادشاہی کردن نہ داری فرد
کو آپ کیون پریشان کرتے ہین شاید آپ کا بادشاہی کرنے کا خیال نہیں ہے

ہمان بہ کہ لشکر بہ جان پروری بہتر بات یہی ہے کہ لشکر کو جان کی برابر تو پرورش کرے	کہ سلطان بہ لشکر کند سروری کیونکہ بادشاہ لشکر سے سرداری کر سکتا ہے

ملک گفت موجب گرد آمدن سپاہ و رعیت و لشکر چہ باشد - گفت بادشاہ را
بادشاہ نے کہا سپاہ اور رعیت کے مجتمع ہونے کا کیا طریقہ ہے وزیر نے کہا بادشاہ کو
کرم باید تا برو گرد آیند و رحمت تا در پناہ دولتش ایمن نشینند و ترا
بخشش کرنا چاہیے تاکہ لوگ اسکے پاس جمع ہوجائین اور رحم کرنا چاہیئے تاکہ اسکی دولت کی پناہ مین بے خوف زندگی بسر کرین اور
این ہر دو نیست مثنوی
تجھ مین یہ دونون باتین نہیں ہین

چہ کند جور پیشہ سلطانی جسکا پیشہ ظلم ہو وہ بادشاہت کیا کر سکتا ہے	کہ نیاید ز گرگ چوپانی کیونکہ بھیڑیے سے چرواہے کا کام نہیں ہو سکتا

[1] شاہنامہ ایک کتاب ہے جو فردوسی طوسی کی تصنیف ہے، اور اسمین ایران کے قدیم بادشاہون کا حال درج ہے [2] ضحاک ایران کے ایک ظالم بادشاہ کا نام جو جمشید کی مملکت پر قابض ہوا [3] فریدون ایک عادل اور منتظم بادشاہ تھا جسنے ضحاک کو شکست دی اور سلطنت پر متصرف ہوا - کاوہ آہنگر اس کا ممد و معاون تھا - ۱۲ - عبدالباری آسی

پادشاہے کہ طرح ظلم فگند	پائے دیوار ملک خویش بکند
جس بادشاہ نے کہ ظلم کی نبیاد ڈالی	اُسنے اپنے ملک کی دیوار کی نیو کھود ڈالی

ملک راپند وزیر ناصح موافق طبع مخالف نیامد وروئے از سخنش درہم کشید

نصیحت کرنیوالے وزیر کی نصیحت بادشاہ کی مخالف طبیعت کو اچھی نہ معلوم ہوئی اور اسکی باتین سنکر منھ موڑ لیا

وبزندان فرستاد بسے بر نیامد کہ بنی عمان سلطان بہ منازعت برخاستند

اور قید خانے مین بھیجدیا بہت زمانہ نہین گزرا تھا کہ بادشاہ کے چچا کے لڑکے جھگڑنے کے لئے اُٹھے

وبمقاومت لشکر آراستند۔ و ملک پدر خواستند۔ قومے کہ از دست تطاول

اور مقابلے کے لئے لشکر درست کیا اور باپ کا ملک مانگا جو قوم کہ اس کے ظلم کے ہاتھوں جان سے

این بجان رسیدہ بودند و پریشان شدہ برایشان گرد آمدند و تقویت

عاجز تھی اور آوارہ پھر رہی تھی وہ اُن لوگون کے پاس جمع ہوگئی اور مدد کی

کردند۔ تا ملک از تصرف این بدر رفت و برآنان مقرر شد مثنوی

یہانتک کہ ملک اسکے قبضہ سے نکل گیا اور اُن کے قبضہ مین آگیا

بادشاہے کو روادارد ستم بر زیردست	دوستدارش روز سختی دشمن زور آور است
جو بادشاہ کمزور پر ظلم کرنا جائز رکھتا ہے	اُس کا دوست سختی کے دن زبردست دشمن ہوجاتا ہے
با رعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشین	زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر است
رعیت سے صلح کر اور دشمن کی لڑائی سے بیخوف ہوکر بیٹھ	اس سبب سے کہ بادشاہ عادل کی رعیت ہی لشکر ہوتی ہے
فرد غم زیردستان بخور زنہار	بترس از زبردستی روزگار
کمزورون کا یقینی خیال رکھ	اور زمانے کی زبردستی سے ڈرتا رہ

حکایت

بادشاہے با غلامے عجمی در کشتی نشستہ بود و غلام دیگر بار

ایک بادشاہ ایک عجمی غلام کے ساتھ کشتی مین بیٹھا تھا - اور غلام نے پہلے

دریا راندیدہ بود و محنت کشتی نیازمودہ گریہ و زاری آغاز نہاد و لرزہ براندامش افتاد

دریا نہ دیکھا تھا اور نہ غلام نے کشتی کی تکلیف اٹھائی تھی رونا دھونا شروع کیا اور اس کا جسم کانپنے لگا بادشاہ

ملک را عیش ازو منغص بود۔ کہ از طبع نازک تحمل امثال این صورت نہ بندد چارہ ندانستند

کا عیش اسکی وجہ سے کرکرا ہورہا تھا کیونکہ نازک طبیعتون سے ایسی باتوں کی برداشت نہین ہوسکتی کچھ چارہ کار معلوم نہ ہوسکا

حکیمے دران کشتی بود - ملک را گفت اگر فرمان دہی من اورا بہ طریقے خاموش

ایک عقلمند اس کشتی مین تھا - بادشاہ سے اُسنے کہا کہ اگر حکم دیجئے تو میں ایک ترکیب سے اوسکو چپ

گردانم گفت غایت لطف و کرم باشد - بفرمود تا غلام را بہ دریا انداختند

کردون کہا بڑی عنایت و مہربانی ہوگی حکیم نے حکم دیا کہ غلام کو دریا میں لٹکا دیا جائے۔

چند نوبت غوطہ خورد - ازان پس مویش گرفتند - و پیش کشتی آوردند - و

کئی دفعہ غلام نے غوطے کھائے اسکے بعد اسکے بال پکڑ لئے اور کشتی کے آگے لائے - اور

بدودست در سکانِ[۱] کشتی آویخت - چون برآمد بہ گوشۂ بہ نشست - و

دونون ہاتھ باندھ کر کشتی کے سُکّان مین لٹکا دیا جب کشتی پر چڑھا تو ایک کونے مین بیٹھ گیا

قرار یافت - ملک را عجب آمد پرسید - کہ چہ حکمت بود - گفت از

اور رونا دھونا موقوف ہوگیا بادشاہ کو تعجب آیا پوچھا کہ کیا حکمت تھی حکیم نے کہا کہ پہلے

اوّل محنت غرقہ شدن ندیدہ بود و قدر سلامت کشتی ندانستہ و

سے ڈوبنے کی تکلیف نہین دیکھی تھی اور کشتی مین رہکر سلامت رہنے کی قدر نہین جانتا تھا اور

ہمچنین قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید

اسیطرح عافیت کی قدر وہ جانتا ہے جو کسی مصیبت مین گرفتار ہو

قطعہ

اے سیر ترا نانِ جوین خوش نماید

اے پیٹ بھرے ہوئے آدمی تجھکو جو کی روٹی اچھی نہیں معلوم ہوتی

معشوق من ست آنکہ بہ نزدیک تو زشت ست

اور جو تیرے نزدیک بُری چیز ہے وہ مجھے مرغوب ہے

حورانِ بہشتی را دوزخ بود اعراف[۲]

بہشت کی حورون کو اعراف دوزخ معلوم ہوتا ہے

از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت ست

دوزخیوں سے پوچھ کہ اعراف بہشت ہے

شعر

فرق است میانِ آنکہ یارش در بر

فرق ہے اس شخص مین جسکا معشوق بغل میں ہو

با آنکہ دو چشم انتظارش بر در

اُس شخص سے جسکی انتظار کی آنکھین دروازے پر لگی ہون

حکایت

یکے از ملوک عجم رنجور بود در حالت پیری امید زندگانی

عجم کے بادشاہوںمین سے ایک بادشاہ بیمار تھا بڑھاپے کا زمانہ تھا زندگی کی آس

[۱] سُکان کشتی یا جہاز کی ایک لکڑی - بعض کے نزدیک اسکو دنبالہ کہتے ہین [۲] اعراف بفتح اول - ایک مقام کا نام جو دوزخ اور بہشت کے درمیان مین ہے - وہان کے رہنے والوں کو کبھی دوزخ کی تکلیف کا سابقہ ہوتا ہے اور کبھی جنت کی ہوائیں کھاتے ہین - اسی سبب سے اُن کو اعراف یعنی پہچاننے والے کہا جاتا ہے - اور مقام کا نام بہ سبیل مجاز رکھا گیا ۱۲ -

قطع کردہ کہ سوارے از در در آمد و بشارت داد کہ فلان قلعہ را بدولت

چھوڑ دی تھی کہ اتنے میں دروازے سے ایک سوار آیا اور اُسنے خوشخبری دی کہ فلان قلعہ کو آپ کے اقبال سے

خداوند بہ کشادیم - و دشمنان اسیر آمدند و سپاہ و رعیت آن طرف بہ جملگی

ہمنے فتح کرلیا اور دشمن قید ہوگئے اور اُس طرف کی فوج اور رعایا پورے طور پر حکم

مطیع فرمان گشتند - ملک نفسے سرد برآورد و گفت این مژدہ مرا نیست

کی مطیع ہوگئی بادشاہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا یہ خوشخبری میرے لئے نہیں ہے

بلکہ دشمنانم راست - یعنی وارثان مملکت

بلکہ میرے دشمنوں کے لئے ہے - یعنی بادشاہت کے وارثوں کیلئے

قطعہ

درین امید بسر شد دریغ عمر عزیز
افسوس اسی امید میں عزیز عمر گزر گئی

کہ آنچہ در دلم است از درم فراز آید[1]
کہ جو کچھ میرے دل کی آرزو ہے وہ میرے دروازے سے آئے

امید بستہ برآمد ولے چہ فائدہ زانکہ
اُمید بندھی ہوئی پوری ہوگئی مگر کیا فائدہ ہے اسلئے کہ

امید نیست کہ عمر گزشتہ باز آید
یہ امید نہیں ہے کہ گزری ہوئی عمر پھر واپس آجائے

قطعہ

کوس رحلت بہ کوفت دست اجل
موت کے ہاتھ نے کوچ کا نقارہ بجا دیا ہے

اے دو چشم وداع سر بکنید
اے میرے دونوں آنکھوں سر کو رخصت کرو

اے کف دست و ساعد و بازو
اے ہاتھ کی ہتھیلی اور پہونچے اور بازو

ہمہ تودیع یک دگر بکنید
سب ایک دوسرے کو رخصت کردو

برمن اوفتادہ دشمن کام
میں کہ دشمن کے نصیب سے عاجز ہوا ہوں مجھ گھرے ہوئے پر

آخر اے دوستان گذر بکنید
آخر اے دوستو گزر کرو

روزگارم بہ شد بنادانی
میرا زمانہ نادانی میں بیت گیا

من نہ کردم شما حذر بکنید
مینے پرہیز نہیں کیا تم پرہیز کرو

[1] ازدرم فراز آید - یعنی وہ مراد پوری ہو جاسے - مراد آنا اردو کا محاورہ بھی ہے ۱۲

حکایت هرمز را گفتند - از وزیران پدر چه خطا دیدی که بند فرمودی

هرمز سے مشیروں نے کہا تو نے اپنے باپ کے وزیروں کا کیا قصور دیکھا کہ انکو قید کر دیا

گفت گناہے معلوم نکردم ولیکن بیقین دانستم که مہابت من در دل

اسنے کہا مجھے انکی کوئی خطا معلوم نہیں ہوئی لیکن یہ میں نے یقینی طور پر سمجھ لیا کہ میرا خوف اُن کے دل میں

ایشان بیکران است - و بر عهد من اعتماد کلی نه دارند ترسم که از بیم گزند

بے انتہا ہے اور میرے عہد پر پورا بھروسہ نہیں رکھتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ اپنے نقصان کے

خویش آہنگ ہلاک من کنند پس قول حکما را کار بستم که گفته اند - قطعه

خوف سے میرے مار ڈالنے کا ارادہ کریں اسلئے عقلمندوں کے قول پر میں نے عمل کیا کیونکہ ان لوگوں نے کہا ہے

ازان کز تو ترسد بترس اے حکیم
جو تجھ سے ڈرے اے عقلمند اس سے ڈر

وگر با چنو صد برآئی بجنگ
اور اگرچہ ایسے کے ساتھ تو سو مرتبہ جنگ میں غالب آئے

ازان مار بر پائے راعی زند
سانپ اس سبب چرواہے کے پاؤں پر کاٹتا ہے

که ترسد سرش را بکوبد بسنگ
کہ جانتا ہے کہ تجھ سے اسکا سر کچل دے گا

نه بینی که چون گربه عاجز شود
کیا تو دیکھتا نہیں کہ جب بلی عاجز ہو جاتی ہے

برآرد بچنگال چشم پلنگ
تو چنگل مار کے تیندوے کی آنکھیں نکال لیتی ہے

حکایت ببالین تربت یحییٰ پیغمبر علیه السلام معتکف بودم در جامع

میں جامع مسجد شہر دمشق میں حضرت یحییٰ پیغمبر کی قبر کے سرہانے اعتکاف میں تھا

دمشق که یکے از ملوک عرب که به بے انصافی منسوب بود در آمد و نماز

کہ ایک عرب کا بادشاہ جو بے انصافی میں مشہور تھا آیا نماز

و دعا کرد و حاجت خواست

پڑھی اور دعا مانگی اور مراد مانگی

فرد

درویش و غنی بنده این خاک درند
کیونکہ فقیر اور مالدار اس دروازے کی خاک کے غلام ہیں

آنانکه غنی ترند محتاج ترند
اور جو لوگ زیادہ غنی ہیں وہ زیادہ محتاج ہیں

لے ہرمز - نوشیروان عادل کے بیٹے کا نام تھا ہرمز ستارہ مشتری کو کہتے ہیں - چونکہ مشتری سعد اکبر ہے اسی لئے بطریق تفاؤل یہ نام رکھا تھا ۱۲ ۲ یحییٰ ایک پیغمبر کا نام جو حضرت زکریا کے بیٹے تھے ۳ دمشق بکسر دال و کسر میم و سکون شین - ایک شہر کا نام جو شام میں واقع ہے ۱۲ - عبد الباری آسی

آنگاہ مرا گفت ازانجا کہ ہمت درویشان است - وصدق معاملۂ ایشان خاطرے

اسوقت مجھ سے کہا چونکہ فقیرون کی دعا بڑی چیز ہے اور ان کا معاملہ سچا ہے میرے ساتھ کچھ

ہمراہ من کنید کہ از دشمنے صعب اندیشناکم - گفتمش بر رعیت ضعیف رحمت کن

توجہ فرمایئے کہ ایک سخت دشمن سے مجھے اندیشہ ہے میں نے اس سے کہا کہ کمزور رعایا پر رحم کرتا رہ

تا از دشمن قوی زحمت نہ بینی

تاکہ زبردست دشمن سے تجھے تکلیف نہ پہونچے

نظم

بیازوان توانا وقوت سردست	خطاست پنجہ مسکین ناتوان شکست
طاقت دربازوون اور پنجہ کی قوت سے	غریب کمزور کا ہاتھ توڑنا غلطی ہے
نترسد آنکہ بر افتادگان نہ بخشاید	کہ گر ز پائے در آید کسش نگیرد دست
جو گرے پڑے ہوؤن پر مہربانی نہین کرتا کیا وہ اس بات سے نہین ڈرتا	کہ اگر وہ گر پڑے تو کوئی اس کو سہارا نہ دے گا
ہر آنکہ تخم بدی کشت وچشم نیکی داشت	دماغ بیہدہ پخت وخیال باطل بست
جسنے بدی کا بیج بویا اور نیکی کی امید رکھی	تو فضول اپنا دماغ پکایا اور خیال باطل قایم کر لیا
زگوش پنبہ برون آر وداد خلق بدہ	وگر تو می ندہی داد روز دادے ہست
کان سے روئی نکال ڈال اور مخلوق کا انصاف کر	اور اگر تو انصاف نہین کرتا تو ایک دن انصاف کا ضرور ہے

مثنوی

بنی آدم اعضائے یکدیگرند[1]	کہ در آفرینش زیک جوہراند[2]
آدم کی اولاد ایک دوسرے کے عضو ہیں	کیونکہ وہ پیدایش مین ایک جوہر کے ہین
چو عضوے بدرد آورد روزگار	دگر عضوہا را نماند قرار
جو دنیا مین کسی کے ایک عضو مین درد ہوتا ہے	تو دوسرے اعضا بھی بے قرار ہو جاتے ہین
تو کز محنت دیگران بے غمی	نشاید کہ نامت نہند آدمی
تو کہ اورون کی تکلیف سے بے غم ہے	یہ زیبا نہین ہے کہ تیرا نام آدمی رکھین

[1] یعنی تمام اولاد آدم بمنزلہ ایک جسم ہے اور ہر فرد ایک دوسرے کے اعضا کی طرح ہے [2] جوہر سے مراد آدم علیہ السلام - یا عناصر اربعہ - عبدالباری آسی

حکایت درویشے مستجاب الدعوات[1] در بغداد[2] پدید آمد حجاج[3] یوسف ر

ایک مستجاب الدعوات فقیر بغداد مین آکر پہونچا حجاج بن یوسف

خبر کردند بخواندش۔ وگفت دعائے خیرے بر من کن۔ گفت خدایا جانش بستان

کو خبر کی اوسکو بلایا اور کہا کہ میرے لئے کوئی دعائے خیر کر اسنے دعا کی کہ ایخدا اسکو موت دے

گفت از بہر خدا این چہ دعاست گفت این دعائے خیر است ترا و جملہ مسلمانانرا

حجاج بولا خدا کے لئے یہ کس قسم کی دعا ہے کہا کہ یہ تیرے اور تمام مسلمانون کے لئے بہترین دعا ہے

مثنوی

اے زبردست زیردست آزار
اے زبردست عاجزون کے ستانے والے
گرم تا کے بماند این بازار
یہ گرمی بازار کب تک باقی رہیگی

بچہ کار آیدت جہان داری
تیرے بادشاہت کس کام آئے گی۔
مُردنت بہ کہ مردم آزاری
تیرا مرنا ہی اچھا کیونکہ تو لوگون کو ستاتا ہے

حکایت یکے از ملوک بے انصاف پارسائے را پرسید۔ کہ کدام عبادت

ایک نے ظالم بادشاہون میں سے ایک پارسا سے پوچھا کہ کونسی عبادت

فاضل تر است۔ گفت ترا خواب نیمروز تا دران یک نفس خلق را نیازاری **قطعہ**

بہت بزرگ اور بہتر ہے پارسا نے کہا تیرے لئے دوپہر کا سونا کہ اس تھوڑی دیر مین تو مخلوق کو آزار نہ دے

ظالمے را خفتہ دیدم نیمروز
مینے ایک ظالم کو دوپہر کو سوتے دیکھا
گفتم این فتنہ است خوابش بردہ بہ
تو مینے کہا یہ فتنہ ہے اسکا سونا ہی اچھا ہے

وانکہ خوابش بہتر از بیداری است
اور وہ شخص جسکا سونا جاگنے سے بہتر ہے
آن چنان بد زندگانی مردہ بہ
اُس قسم کی بری زندگی بسر کرنے والا مردہ ہو تو اچھا

حکایت یکے را از ملوک شنیدم کہ شبے در عشرت[4] روز کردہ بود۔ و در پایان مستی میگفت

مین نے بادشاہون مین سے ایک بادشاہ کے متعلق سنا ہے۔ کہ ایک راتکو عیش وعشرت سے دن بنا دیا تھا۔ اور انتہائی مستی مین کہتا

[1] مستجاب الدعوات وہ کہ جسکی اکثر دعائین بارگاہ ایزدی مین مقبول ہون [2] بغداد ایک بڑے شہر کا نام جو عراق عرب مین واقع ہے کہتے ہین کہ یہ اصل مین باغ داد تھا کہ نوشیروان غریبون اور مظلومون کی دادرسی کرتا تھا۔ چونکہ علم مین تخفیف لازمی ہوتی ہے اسلئے بغداد رہ گیا [3] عرب کے ایک ظالم امیر کا نام تھا مشہور ہے کہ ستر ہزار آدمیون کو اسنے ناحق مارا تھا۔ یوسف اسکے باپ کا نام تھا۔ [4] اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے رات بھر عیش کیا یہانتک کہ دن نکل آیا۔ ۱۲۔

بیت

مارا بجہان خوشتر ازین یکدم نیست	گز نیک و بد اندیشۂ و از کس غم نیست
ہمارے لیے دنیا مین اس قت سے اچھا کوئی وقت نہین ہے	کہ اچھے برے کا اندیشہ اور کسی سے غم نہین ہے

درویشے برہنہ بسرما برون خفتہ بود گفت بیت

ایک فقیر ننگا جاڑے مین باہر سویا ہوا تھا اسنے کہا

اے آنکہ بہ اقبال تو در عالم نیست	گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست
اے وہ شخص کہ تیرے اقبال کی برابر دنیا مین نہین ہے	مین نے یہ فرض کرلیا کہ تجھکو غم نہین ہے کیا ہمارا بھی غم نہین ہے

ملک را خوش آمد صرۂ ہزار دینار از روزن بیرون کرد و گفت - دامن بدار اے

بادشاہ کو یہ بات اچھی معلوم ہوئی ہزار اشرفیون کی تھیلی کھڑکی سے باہر نکالی اور کہا اے فقیر دامن پھیلا

درویش گفت دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم - ملک را بر ضعف حال

فقیر بولا میرے پاس کپڑے ہی نہین مین دامن کہان سے لاؤن بادشاہ کو اسکی شکستہ حالت پر اور

او رحمتے زیادہ شد و خلعتے بران مزید کرد - و پیش درویش فرستاد -

زیادہ رحم آیا اور ایک خلعت اس نقد پر اور اضافہ کیا اور فقیر کے سامنے بھیجدیا

درویش آن نقد و جنس را باندک مدت بخورد و پریشان کرد و باز آمد بیت

فقیر نے اس نقد اور جنس کو تھوڑی سی مدت مین کھا لیا اور ضایع کردیا اور پھر آیا

قرار در کفِ آزادگان نگیرد مال	نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال
آزاد لوگون کے ہاتھ مین مال نہین ٹھہرتا	نہ صبر عاشق کے دل مین ٹھہرتا ہے نہ پانی چھلنی مین

درحالتے کہ ملک را پروائے او نبود - حال بگفتند - بہم برآمد و روے ازو درہم

اُس حالت مین کہ بادشاہ کو اسکی پروا نہ تھی لوگون نے حال کہا بادشاہ غصہ ہوگیا اور غصہ مین منہ پھیر لیا

کشید و ازینجا گفتہ اند اصحاب فطنت و خبرت کہ از حدت و صولت پادشاہان

یہی سبب ہے کہ عقلمندون نے کہا ہے کہ بادشاہون کی تیزی مزاج اور دبدبہ سے پرہیز کرتے

---

۱ اقبال - نصیبہ ۱۲ ۲ یعنی تجھے اپنا غم نہین تو کیا ہمارا غم بھی نہیں ہے ۱۲ ۳ وہ نقد اور متاع جو بادشاہ سے ملا تھا ۱۲ - ۴ آزادگان سے مراد قلندر لوگ ۱۲ ۵ پروائے او نبود - یعنی اُسکی طرف توجہ کی فرصت نہ تھی ۱۲ -

پرحذر باید بودن کہ غالب ہمت ایشان بہ معظمات امور مملکت متعلق باشد

رہنا چاہیے کہ اکثر انکی طبیعت بادشاہت کے بڑے بڑے کامون مین مشغول رہتی ہے

و تحمل اژدحام عوام نہ کنند۔ مثنوی

اور عام لوگوں کی بھیڑ کا تحمل نہیں کر سکتی۔

حرامش بود نعمت بادشاہ اسکو بادشاہ کی نعمت حرام ہو جاتی ہے مجال سخن تا نہ بینی زپیش جب تک کہ سامنے سے بات کہنے کی مجال نہ دیکھے	کہ ہنگام فرصت نہ دارد نگاہ جو فرصت کے وقت کا منتظر نہ رہے بہ بیہودہ گفتن مبر قدر خویش تو بیہودہ بکنے مین اپنی عزت کو ضایع نہ کر

گفت این گدای شوخ چشم مبذر را کہ چندین نعمت برانداخت براند

بادشاہ نے حکم دیا کہ اس فقیر بے ادب فضول خرچ کو جسنے اتنی دولت ضایع کر دی نکال دو کہ

خزینہ بیت المال[1] لقمہ مساکین است نہ طعمہ اخوان الشیاطین[2] بیت

بیت المال کا خزانہ مسکینون کے کھانے کے لیے ہے شیطان کے بھائیونکی خوراک نہیں ہے

ابلہی کو روز روشن شمع کافوری نہد وہ بیوقوف جو دن کو کافوری شمع جلاتا ہے	زود بینی کش بہ شب روغن نباشد در چراغ تو جلد اسکو اس حال مین دیکھے گا کہ اسکے چراغ مین تیل نہ ہوگا

یکے از وزرای ناصح گفت اے خداوند مصلحت آن بینم کہ چنین کسان را وجہ کفاف

نصیحت کرنے والے وزیرون مین سے ایک نے عرض کیا۔ کہ اے آقائے نعمت مین یہ مناسب سمجھتا ہون کہ آپ ایسے آدمیونکی

تفاریق مجرا دارند تا در نفقہ اسراف نہ کنند۔ اما انچہ فرمودی زجر و منع مناسب

خرچ خوراک کیلیے تھوڑی تھوڑی مقرر کر دین تاکہ کھانے پینے کے خرچ مین فضول خرچی نہ کرین۔ مگر جیسا کہ حضور نے جھڑکنے اور روکنے کا

ارباب ہمت نیست یکے را بہ لطف امیدوار کردن و باز بہ نومیدی خستہ کردن

حکم دیا یہ بات اہل ہمت کے لئے مناسب نہیں کیونکہ ایک آدمی کو مہربانی کا امیدوار کرنا اور پھر ناامیدی سے اسکا دل توڑنا ٹھیک نہیں

نظم برخے خود در طماع باز نتوان کرد اپنے سامنے طمع کرنیوالے کا دروازہ نہ کھولنا چاہیے	چو باز شد بہ درشتی فراز نتوان کرد جب کھل گیا تو سختی سے بند نہیں کیا جا سکتا

[1] بیت المال خزانہ شاہی ۱۲ [2] اخوان الشیاطین اس لئے کہا کہ قرآن شریف مین اللہ تعالے جلشانہ فضول خرچون کو شیطان کا بھائی بتایا ہے اِنَّ المُبَذِّرِینَ کَانُوا اِخوَانَ الشَّیَاطِینِ ۱۲

قطعہ

کس نہ بیند کہ تشنگانِ حجاز[1]
یہ کوئی نہ دیکھے گا کہ حجاز کے پیاسے
ہرکجا چشمۂ بود شیرین
جسجگہ میٹھے پانی کا چشمہ ہوگا

بر لبِ آب شور گرد آیند
کھاری چشمے کے کنارے پر جمع ہو جائیں
مردم و مرغ و مور گرد آیند
آدمی پرند اور چیونٹیاں جمع ہو جائینگی

حکایت یکے از بادشاہانِ پیشین در رعایتِ مملکت سستی کردے
پہلے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ بادشاہت کی حفاظت کرنے میں سستی کرتا
ولشکر را بہ سختی داشتے ۔ لاجرم دشمنے صعب روئے نمود ہمہ پشت دادند مثنوی
اور فوج کو تنگی میں رکھتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک قوی دشمن چڑھ آیا پوری فوج بھاگ گئی۔

چو دارند گنج از سپاہی دریغ
جب سپاہی کو خزانہ بخشنے میں تامل کرینگے
چہ مردی کند در صفِ کارزار
وہ شخص لڑائی کی صف میں کیا دلیری کر سکتا ہے

دریغ آیدش دست بردن بہ تیغ
تو اسکو تلوار پر ہاتھ ڈالنے میں تامل ہوگا
کہ دستش تہی باشد و کار زار
کہ اسکا ہاتھ خالی اور حال ابتر ہو

یکے را از آنان کہ غدر کردند با من دوستی بود ۔ ملامت کردم و گفتم دون است
ایک کی اُن لوگوں میں سے جنھوں نے بیوفائی کی تھی مجھسے دوستی تھی مینے اسکو ملامت کی اور کہا کمینہ ہے
و بے سپاس و سفلہ و ناحق شناس کہ بہ اندک تغیرِ حال از مخدومِ قدیم برگردد
ناشکرا ہے اور سفلہ ہے نمک حرام ہے وہ جو کہ تھوڑا سا حال بدل جانے میں آقائے قدیم سے پھر جائے
و حقِ نعمت سالہا در نوردد گفت اگر بہ کرم معذور داری ۔ شاید ۔ کہ اسپم بے جو بود
اور برسوں کے حقِ نعمت کو ختم کردے بولا کہ اگر براہ کرم آپ مجھے معذور سمجھیں تو مناسب ہے کیونکہ میرے گھوڑے کو دانا نہیں ملتا تھا
و نمدِ زینم بگرو و سلطان کہ بہ زر با سپاہی بخیلی کند با او بہ سر جوانمردی نتوان کرد فرد
اور میری زین کا نمدہ گرو تھا ۔ وہ بادشاہ کہ روپیہ دینے میں سپاہی کے ساتھ بخیلی کرے اسکے کام میں سر کٹانیمیں جوانمردی نہیں کیجا سکتی۔

زر بدہ مرد سپاہی را تا سر بدہد
سپاہی آدمی کو روپیہ دے تاکہ وہ سر کٹا دے

وگرش زر نہ دہی سر بنہد در عالم
اور اگر اسکو روپیہ نہ دے گا تو وہ دنیا میں سرگردان ہوگا

[1] تشنگان حجاز یعنی ملک عرب کے پیاسے لوگ ۔ جہان شیرین پانی دشواری سے میسر ہوتا ہے کبھی کھاری پانی پر جمع نہیں ہوتے ۱۲

حکایت یکے از وزراء معزول شدہ بہ حلقۂ درویشان درآمد و برکت صحبت
وزیروں میں سے ایک وزیر معزول ہو کر فقیروں کے حلقے میں آیا اور ان کی صحبت
ایشان در روے سرایت کرد و جمعیت خاطرش دست داد - ملک بار دگر باو
کی برکت نے اسکی ذات میں اثر کیا اور اس کو دل جمعی حاصل ہو گئی بادشاہ دوسری مرتبہ اس سے
دل خوش کرد و عمل فرمود - قبولش نیامد و گفت معزولی[1] بہ کہ مشغولی - **رباعی**
خوش ہو گیا اور اسکا عہدہ اسے دیا اُسنے قبول نہ کیا - اور کہا کام کرنے سے بیکاری اچھی

آنانکہ بہ کنج عافیت بنشستند	دندانِ سگ و دہانِ مردم بستند
جو لوگ کہ گوشہ عافیت میں بیٹھ گئے	تو انہوں نے کتے کے دانت اور آدمیوں کے منھ بند کئے
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند	وز دست و زبانِ حرف گیران رستند
کاغذ پھاڑ ڈالا اور قلم توڑ دیا	اور عیب پکڑنے والوں کے ہاتھ اور زبان سے چھوٹ گئے

ملک گفت ہر آئینہ ما را خردمندے کافی باید کہ تدبیر مملکت را بشاید - گفت
بادشاہ نے کہا - غرض ہمکو ایک کافی عقلمند آدمی کی ضرورت ہے کہ بادشاہت کے امور کی تدبیر کر سکے - کہا
نشانِ خردمندیٔ کافی آنست کہ بہ چنین کارہا تن در ندہد **فرد**
پوری عقلمندی کا نشان تو یہ ہے کہ اس قسم کے کام ہی اپنے ذمے نہ لے -

ہمائے[2] بر ہمہ مرغان ازان شرف دارد	کہ استخوان خورد و جانور نیازارد
ہما تمام پرندوں پر اسوجہ سے بزرگی رکھتا ہے	کہ وہ ہڈیاں کھاتا ہے اور جانور کو آزار نہیں دیتا

حکایت سیاہ گوش[3] را گفتند - ترا ملازمت شیر بچہ وجہ اختیار افتاد
سیاہ گوش سے کہا تجھکو شیر کی ملازمت کس وجہ سے پسند آئی
گفت تا فضلہ صیدش میخورم - واز شر دشمنان در پناہ صولتش زندگانی میکنم
کہنے لگا کہ اوسکے شکار کا بچا ہوا میں کھاتا ہوں اور دشمنوں کی برائی سے اس کی پناہ اور دبدبے میں زندگی بسر کرتا ہوں

[1] یعنی کام کرنے اور مشغول رہنے میں ہر وقت خطرات کا سامنا بھی ہے اور عبادت خدا بھی اچھی طرح سے نہیں کر سکتے لہذا بیکاری بیکاری اچھی [2] مراد یہ کہ وہ ہرزہ گردی یعنی در بدر پھرنے سے باز رہے ۱۲ - [3] ہما ایک مبارک جانور ہے - کہتے ہیں کہ جسپر اسکا سایہ پڑتا ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے [4] سیاہ گوش - ایک شکاری جانور کا نام ہے جسکے کان کالے اور نوکدار ہوتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں اور بلی سے بڑا ہوتا ہے + عبدالباری آسی

گفتندش اکنون کہ بظلّ حمایتش در آمدی وبہ شکر نعمتش اعتراف کردی چرا
اُس سے کہا اب جبکہ اُسکی حمایت کے سایہ میں تو آگیا ہے اور اسکی نعمت کے شکر کا تونے اقرار کرلیا ہے - تو تو اُسکے
نزدیکتر نیائی - تا بہ حلقۂ خاصانت درآرد - وازبندۂ مخلصانت شمارد - گفت
زیادہ نزدیک کیوں نہیں آتا تاکہ تجھکو اپنے حلقہ خواص میں داخل کرلے - اور تجھکو اپنے مخلص غلاموں میں شمار کرلے کہا
از بطش وے ہمچنان امین نیستم -
اُسکے حملہ سے بھی میں اسی طرح بیخوف نہیں ہوں -

فرد

اگر صد سال گبر آتش فروزد	اگر یکدم درو افتد بسوزد
اگر سو برس تک آتش پرست آگ روشن کرے	جو ایکدم کو اس میں گر پڑے تو جل جائے

افتد کہ ندیم حضرت سلطان زر باید - و باشد کہ سر برود - حکما گفتہ اند - از
یہ بھی اتفاق ہوتا ہے کہ دربار شاہی کا مصاحب روپیہ پاتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ قتل ہوجاتا ہے عقلمندوں نے کہا ہے کہ
تلون طبع بادشاہاں برحذر باید بودن - کہ وقتے بہ سلامے بر نجند - وگاہے
بادشاہوں کی طبیعت کی رنگارنگی سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ لوگ ایک وقت سلام کرنے سے رنجیدہ ہوجاتے ہیں اور کبھی
بدشنامے خلعتؔ دہند - وگفتہ اند ظرافت بسیار ہنر ندیمان است وعیب حکیمان
ایک گالی پر خلعت دیدیتے ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ بہت زیادہ ہنسوڑپن مصاحبوں کا ہنر ہے مگر عقلمندوں کیلئے عیب ہے

فرد

تو بر سر قدر خویشتن باش و وقار	بازی وظرافت بہ ندیمان بگزار
تو اپنی قدر اور عزت کے مرتبہ پر قایم رہ	کھیل اور ہنسی مذاق مصاحبوں کے لیے چھوڑ دے

حکایت

یکے از رفیقان شکایت روزگار نا ساعد نبزد من آورد
دوستوں میں سے ایک دوست ناموافق زمانہ کی شکایت لیکر میرے پاس آیا کہ میری
کہ کفاف اندک دارم وعیال بسیار طاقت بار فاقہ نمی آرم - وبارہا
روزانہ آمدنی کم ہے اور کنبہ زیادہ ہے فاقہ کے بار کی طاقت کی مجھسے برداشت نہیں ہوتی کتنی
دردلم آمد کہ باقلیمے دیگر نقل کنم تا دران صورت کہ زندگانی کنم کسے را
ہی مرتبہ میرے جی میں آیا کہ میں دوسرے ملک میں چلا جاؤں - تو پھر جسطرح بھی زندگی بسر کردوں کسیکو
برنیک وبدمن اطلاع نباشد
میرے بھلے برے حال کی خبر نہ ہو

لہ عمدہ جوڑا جو امرا اور بادشاہوں سے بطریق انعام ملتا ہے ۱۲-

بیت

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست	بس جان بلب آمد کہ برو کس نہ گریست
اکثر بھوکا سو گیا اور کسی کو بھی معلوم نہ ہوا کہ کون ہے	اکثر کی جان ہونٹوں پر آئی اور کوئی اُنپر نہیں رویا

بازاز شماتت اعدا بر اندیشم کہ بہ طعنہ در قفائے من بخندند۔ و سعی مرا در حق
پھر دشمنوں کے ہنسی اُڑانے کا بھی مجھے خیال آتا ہے کہ طعنے مار مار کے میرے پیچھے پیچھے ہنسینگے اور میری کوشش کو کنبہ
عیال بر عدم مروت حمل کنند و گویند
کے حق میں بے مروتی پر گمان کریں گے اور کہینگے

قطعہ

ببین آن بے حمیت را کہ ہرگز	نخواہد دید روئے نیک بختی
اس بے غیرت کی صورت نہ دیکھو کہ ہرگز	وہ نیک بختی کا منہ نہیں دیکھیگا
تن آسانی گزیند خویشتن را	زن و فرزند بگزارد بہ سختی
جو اپنے لئے تن آسانی قبول کرلے	اور بیوی بچوں کو سختی میں چھوڑدے

و درین علم محاسبت چنانکہ معلوم است چیزے دانم اگر بجاہ شما شغلے
اور اس علم حساب میں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کچھ مجھے معلومات ہے اگر آپ کے جاہ و منصب کے صدقے میں کوئی خدمت
معین شود کہ موجب جمعیت خاطر باشد بقیت عمر از عہدۂ شکر آن بیرون
میرے لئے مقرر ہوجائے دل جمعی کی صورت پیدا ہو جائے میں بقیہ تمام عمر آپکے اس احسان کا شکریہ نہ ادا کرسکونگا
آمدن نہ توانم۔ گفتم عمل پادشاہ اے برادر دو طرف دارد۔ امید ست و بیم
مین نے کہا کہ بھائی بادشاہوں کی ملازمت میں دو پہلو ہیں ایک اُمید ہے اور ایک خوف
امید نان و بیم جان۔ و خلاف رائے خردمندان باشد بدان اُمید
امید تو ہے روٹی ملنے کی اور خوف ہے جان کا اور یہ عقلمندوں کی رائے کے خلاف ہے کہ اُس اُمید پر
متعرض این بیم شدن

قطعہ

خطرہ اٹھایا جائے۔

کس نیاید بہ خانۂ درویش	کہ خراج زمین و باغ بدہ
کوئی فقیر کے گھر اس لئے نہیں آتا	کہ زمین اور باغ کا لگان دے
یا بہ تشویش غصہ راضی شو	یا جگر بند پیش زاغ بنہ
یا تو پریشانی اور رنج پر راضی ہوجاؤ	اور یا پھر ہلاکت کے خطرے اٹھاؤ

گفت این موافق حال من نہ گفتی - وجواب سوال من نیاوردی نشنیدۂ
کہنے لگا کہ یہ بات آپنے میرے حسب حال نہیں کہی اور میرے سوال کا جواب نہیں دیا ہے کیا آپنے سنا نہیں ہے

فرد

کہ ہر کہ خیانت نورزد دستش از حساب نلرزد
کہ جو کوئی خیانت نہیں کرتا ہے اسکا ہاتھ حساب فہمی کے وقت نہیں کانپتا ہے

راستی موجب رضائے خداست سچائی خدا کے راضی ہونے کا سبب ہے	کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست مینے کسیکو ایسا نہیں دیکھا کہ سیدھے رستہ چلکر بھٹکا ہو

حکما گویند کہ چہار کس از چہار کس بجان برنجند - حرامی از سلطان و دزد از پاسبان
عقلمندوں کا قول ہے کہ چار آدمیوں کو چار آدمیوں سے جانی دشمنی ہے خراج گزار کو بادشاہ سے اور چور کو چوکیدار سے
و فاسق از غماز و روسپی از محتسب - آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک
اور خلاف شرع آدمی کو چغلخور سے اور فاحشہ عورت کو محتسب سے جسکا کہ حساب پاک ہے اوس کو حساب فہمی کا کیا ڈر ہے

قطعہ

مکن فراخ روی در عمل اگر خواہی کسی کام میں عیش و عشرت اختیار نہ کر تو پاک باش برادر مدار از کس باک اے بھائی تو پاک رہ اور کسی کا خوف نہ کر	کہ روز دفع تو باشد مجال دشمن تنگ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے برطرف کرتے وقت دشمن عاجز آجائے زنند جامۂ ناپاک گاذران بر سنگ کیونکہ ناپاک کپڑے کو دھوبی پتھر پر ٹپک کر دھوتے ہیں

گفتم حکایت روباہے مناسب حال تست کہ دیدندش گریزان و بےخویشتن
مینے کہا کہ لومڑی کا قصہ تمہارے حسب حال ہے کہ لوگوں نے اسکو بھاگتے اور گرتے پڑتے جاتے ہوئے
افتان و خیزان کسے گفتش چہ آفت است کہ موجب چندین مخافت است
دیکھا تو کسی نے اس سے کہا کہ کیا آفت آئی ہے جو تو اتنا ڈر رہی ہے
گفتا شنیدم کہ شتر انرا بہ سخرہ میگیرند گفت اے سفیہ ترا با شتر چہ
بولی مینے سنا ہے کہ اونٹوں کو بیگار میں پکڑ رہے ہیں کہا اے بیوقوف تجھکو اونٹ سے کیا
مناسبت است - و او را با تو چہ مشابہت - گفت خاموش - اگر حسودان بغرض
نسبت ہے اور اونٹ کو تجھسے کیا مشابہت ہے کہا چپ رہو اگر حسد کرنے والے دشمنی کی راہ سے

ط فراخ روی کے معنے حد سے تجاوز کرنے کے بھی ہوسکتے ہیں ۱۲

گویند کہ این ہم بچہ شتر است - وگرفتار آیم کراغم تخلیص من باشد - کہ تا تفتیش

کہدین کہ یہ بھی اونٹ کا بچہ ہے اور میں پکڑی جاؤں تو پھر کسکو میرے چھڑانے کی فکر ہو کر میرے حال کی تحقیق

حال من کند و تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود - تراہم چنین

کرتا پھرے اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک عراق سے زہر مہرہ لایا جائے سانپ کا کاٹا ہوا مرجائے گا مان لیا کہ تم مین بزرگی

فضل ست و دیانت و تقوی و امانت - ولیکن متعنتان در کمین اند و مدعیان

ہے دیانت ہے امانت ہے تقوی ہے مگر نکتہ چین گھات مین لگے ہوئے ہیں اور دشمن گوشہ

گوشہ نشین - اگرانچہ حسن سیرت تست بخلاف آن تقریر کنند و در معرض

میں چھپے ہوئے ہیں اگر وہ تمھارے اس عمدہ عادت کے خلاف باتیں لگا دین اور بادشاہ

خطاب بادشاہ آئی دران حالت کرا مجال مقالت باشد پس مصلحت آن

تمسے جواب طلب کرے اس حالت مین کسکو کچھ کہنے سننے کی طاقت ہے لہذا میرے نزدیک مناسب

می بینم کہ ملک قناعت را حراست کنی - و ترک ریاست گوئی فرد

یہ ہے کہ قناعت کے ملک کی حفاظت کرو اور ریاست کے چھوڑنے کا ارادہ رکھو

بہ دریا در منافع بیشمار است اگرچہ دریا میں نفع بہت سے ہیں	وگر خواہی سلامت بر کنار است مگر سلامتی چاہو تو وہ صرف کنارے پر ہے

رفیق این سخن بشنید - و بہم برآمد - و روی از حکایت من درہم کشید و سخنہای

میرے دوست نے یہ بات سنی اور آزردہ ہوگیا اور میرے کہنے سے منھ پھیر لیا اور رنجش کی

رنجش آمیز گفتن گرفت - کہ این چہ عقل و فراست و فہم و درایت است قول

باتین کہنا شروع کر دین کہ یہ کونسی عقلمندی اور دانائی اور سمجھ بوجھ کی بات ہے -

حکما درست آید کہ گفتہ اند - دوستان در زندان بکار آیند کہ بر سفرہ دشمنان

حکیموں کی یہ بات سچ ہے جو انھوں نے کہی ہے دوست وہ ہین جو قید خانے مین کام آتے ہین اور دسترخوان پر دوست

لہ تریاق کے معنے اگرچہ زہر مہرہ کے مشہور ہیں - مگر اصل میں وہ ایک مرکب دوا کا نام ہے اور تریاق میں سے بہتر تریاق

تریاق اکبر ہے جسمین قریب قریب ساٹھ دوائیاں شامل کیجاتی ہیں اور انکو شہد میں ملاکر تیار کیا جاتا ہے ۱۲ سے عراق سے مراد

عراق عجم ہے جو ایران میں شامل ہے تریاق کی نسبت عراق سے ہواسطے کی کہ چونکہ وہان بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہ گزرے ہین

اسی جگہ سے ایسی نایاب اور بیش بہا دوا کا ملنا زیادہ قرین قیاس ہے یا اور کوئی وجہ ہو کہ جسکی وجہ سے وہان تریاق مل سکے

دوست نمایند قطعہ
دوست ہی معلوم ہوتے ہین

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند
اسکو دوست نہ سمجھ جو عیش کے زمانہ مین
دوست آن دانم کہ گیرد دست دوست
مین دوست اسکو سمجھتا ہوں جو دوست کی

لاف یاری و برادر خواندگی
دوستی اور بھائی بننے کی شیخی مارے
در پریشان حالی و درماندگی
پریشانی اور عاجزی کے زمانے میں مدد کرے

دیدم کہ متغیر می شود و نصیحت من بغرض می شنود۔ نزدیک صاحب دیوان رفتم۔
مین نے دیکھا کہ اسکا رنگ بدل رہا ہے اور میرے نصیحت کو غرض سمجھکر سن رہا ہے مین کچہری کے افسر کے پاس گیا۔
بسابقہ معرفتے کہ درمیان ما بود۔ صورت حالش بگفتم۔ و اہلیت و استحقاقش
بسبب اگلی جان پہچان کے جو ہم دونوں میں تھی مینے اسکی صورت حال بیان کی اسکی لیاقت اور استحقاق کا
بیان کردم۔ تا بکارے مختصرش نصب کردند۔ چندے برین برآمد۔ لطف
ذکر کیا تو ایک معمولی سے کام پر اسکو مقرر کردیا ایک مدت اسی بات کو گزر گئی اسکے لطف
طبعش را بدیدند۔ و حسن[۱] تدبیرش بہ پسندیدند کارش ازان درگزشت و بمرتبہ
طبیعت کو لوگوں نے دیکھا اور اسکی حسن تدبیر لوگون کو پسند آئی اسکا کام اس حالت سے بڑھ گیا اور اس سے
بالاتر ازان متمکن شد ہمچنان نجم سعادتش در ترقی بود تا باوج برسید و مقرب
بلند تر مرتبہ پر مقرر ہوا اسیطرح اس کی سعادت کا ستارہ ترقی کررہا تھا یہانتک کہ بلندی پر پہونچگیا اور حضرت
حضرت سلطان و معتمد علیہ گشت۔ بر سلامت حالش شادمانی کردم و گفتم فرد
سلطان کا مقرب اور معتمد علیہ ہوگیا مینے اسکی عمدہ حالت پر خوشی کی اور کہا۔

فرد

ز کار بستہ مندیش و دل شکستہ مدار
کام بند ہونے سے اندیشہ نہ کر اور رنجیدہ نہ ہو
اَلَا لَا تَحْزَنَنَّ اَخُو الْبَلِیَّۃ
بلاؤں میں پھنسنے والے خبردار رنجیدہ نہ ہونا

کہ آب چشمہ حیوان درون تاریکی است
کیونکہ چشمہ آب حیات تاریکی کے اندر ہے
فَلِلرَّحْمٰنِ اَلْطَافٌ خَفِیَّۃ
خدا کے بہت کرم ہین جو مخفی طور پر ہوتے ہین

[۱] یعنی سمجھ رہا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہون اسمین میرے کوئی غرض ہے یا دشمنی کی راہ سے کہتا ہون [۲] حسن تدبیر۔ یعنی خدمت متعلقہ کو سمجھ بوجھ کر انجام دینا۔ عبد الباری آسی

گویند کہ این ہم بچۂ شتر است - وگرفتار آیم کرا غم تخلیص من باشد - کہ تا تفتیش

کہدین کہ یہ بھی اونٹ کا بچہ ہے اور میں پکڑی جاؤن تو پھر کسکو میرے چھڑانے کی فکر ہو کہ میرے حال کی تحقیق

حال من کند و تا تریاق[1] از عراق[2] آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود - ترا ہم چنین

کرتا پھرے اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک عراق سے زہرمہرہ لایا جائے سانپ کا کاٹا ہوا مرجائے گا مان لیا کہ تم مین بزرگی

فضل ست و دیانت و تقویٰ و امانت - ولیکن متعنتان در کمین اند و مدعیان

ہے دیانت ہے امانت ہے تقویٰ ہے مگر نکتہ چین گھات مین لگے ہوے ہیں اور دشمن گوشہ

گوشہ نشین - اگر آنچہ حسن سیرت تست بخلاف آن تقریر کنند و در معرض

میں چھپے ہوئے ہیں اگر وہ تمھارے اس عمدہ عادت کے خلاف باتیں لگا دین اور بادشاہ

خطاب بادشاہ آئی دران حالت کرا مجال مقالت باشد پس مصلحت آن

تمسے جواب طلب کرے اس حالت مین کسکو کچھ کہنے سننے کی طاقت ہے لہذا میرے نزدیک مناسب

می بینم کہ ملک قناعت را حراست کنی - و ترک ریاست گوئی فرد

یہ ہے کہ قناعت کے ملک کی حفاظت کرو اور ریاست کے چھوڑنے کا ارادہ رکھو

بدریا در منافع بیشمار است اگرچہ دریا میں نفع بہت سے ہیں		وگر خواہی سلامت برکنار است مگر سلامتی چاہو تو وہ صرف کنارے پر ہے	

رفیق این سخن بشنید - و بہم برآمد - و روے از حکایت من درہم کشید و سخنہاے

میرے دوست نے یہ بات سنی اور آزردہ ہوگیا اور میرے کہنے سے منہ پھیر لیا اور رنجش کی

رنجش آمیز گفتن گرفت - کہ این چہ عقل و فراست و فہم و درایت است قول

باتین کہنا شروع کر دین کہ یہ کونسی عقلمندی اور دانائی اور سمجھ بوجھ کی بات ہے

حکما درست آید کہ گفتہ اند - دوستان در زندان بکار آیند کہ بر سفرہ دشمنان

حکیموں کی یہ بات سچ ہے جو انھوں نے کہی ہے دوست وہ ہین جو قیدخانے مین کام آتے ہین اور دسترخوان پر دوست

[1] تریاق کے معنے اگرچہ زہرمہرہ کے مشہور ہیں - مگر اصل میں وہ ایک مرکب دوا کا نام ہے اور تریاق میں سے بہتر تریاق تریاق اکبر ہے جسمین قریب ساٹھ دوائیان شامل کیجاتی ہیں اور انکو شہد میں ملاکر تیار کیا جاتا ہے ۱۲ [2] عراق سے مراد عراق عجم ہے جو ایران میں شامل ہے تریاق کی نسبت عراق سے ہوا سطے کی کہ چونکہ وہان بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہ گزرے ہین اسی جگہ سے ایسی نایاب اور بیش بہا دوا کا ملنا زیادہ قرین قیاس ہے یا اور کوئی وجہ ہو کہ جسکی وجہ سے وہان تریاق مل سکے

دوست نمایند قطعہ
دوست ہی معلوم ہوتے ہین

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند اسکو دوست نہ سمجھ جو عیش کے زمانہ مین دوست آن دانم کہ گیرد دست دوست مین دوست اسکو سمجھتا ہون جو دوست کی	لاف یاری و برادر خواندگی دوستی اور بھائی بننے کی شیخی مارے در پریشان حالی و درماندگی پریشانی اور عاجزی کے زمانے مین مدد کرے

دیدم کہ متغیر می شود و نصیحت من بغرض می شنود۔ نزدیک صاحب دیوان رفتم۔
مین نے دیکھا کہ اسکا رنگ بدل رہا ہے اور میرے نصیحت کو غرض سمجھکر سن رہا ہے مین کچہری کے افسر کے پاس گیا۔
بسابقہ معرفتے کہ درمیان ما بود۔ صورت حالش بگفتم۔ واہلیت و استحقاقش
بسبب اگلی جان پہچان کے جو ہم دونوں مین تھی مینے اسکی صورت حال بیان کی اسکی لیاقت اور استحقاق کا
بیان کردم۔ تا بکارے مختصرش نصب کردند۔ چندے برین برآمد۔ لطف
ذکر کیا تو ایک معمولی سے کام پر اسکو مقرر کر دیا ایک مدت اسی بات کو گزر گئی اسکے لطف
طبعش را بدیدند۔ و حسن تدبیرش بہ پسندیدند کارش ازان درگزشت و بمرتبہ
طبیعت کو لوگوں نے دیکھا اور اسکی حسن تدبیر لوگون کو پسند آئی اسکا کام اس حالت سے بڑھ گیا اور اس سے
بالاتر ازان متمکن شد ہمچنان نجم سعادتش در ترقی بود تا باوج برسید و مقرب
بلند تر مرتبہ پر مقرر ہوا اسیطرح اس کی سعادت کا ستارہ ترقی کر رہا تھا یہانتک کہ بلندی پر پہونچگیا اور حضرت
حضرت سلطان و معتمد علیہ گشت۔ بر سلامت حالش شادمانی کردم و گفتم فرد
سلطان کا مقرب اور معتمد علیہ ہو گیا مینے اسکی عمدہ حالت پر خوشی کی اور کہا۔

ز کار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار کام بند ہونے سے اندیشہ نہ کر اور رنجیدہ نہ ہو اَلَا لَا تَحْزَنَنَّ اَخُو الْبَلِیَّۃ بلاؤں میں پھنسنے والے خبردار رنجیدہ نہ ہونا	کہ آب چشمہ حیوان درون تاریکی است کیونکہ چشمہ آب حیات تاریکی کے اندر ہے فَلِلرَّحْمٰنِ اَلْطَافٌ خَفِیَّۃ خدا کے بہت کرم ہین جو مخفی طور پر ہوتے ہین	فرد

لـہ یعنی سمجھ رہا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہون اسمین میرے کوئی غرض ہے یا دشمنی کی راہ سے کہتا ہون ٭ حسن تدبیر۔ یعنی خدمت متعلقہ کو سمجھ بوجھ کر انجام دینا۔ عبد الباری آسی

منشین ترش از گردش ایام که صبر اگر گردش زمانہ سے رنجیدہ ہو کر نہ بیٹھ کیونکہ صبر	ہمہ تلخ است ولیکن بر شیرین دارد اگرچہ سراسر کڑوا ہے مگر اسکا پھل میٹھا ہے

دران قربت مرا با طائفہ یاران اتفاق سفر افتاد۔ چون از زیارت مکہ باز آمدم
اسی زمانہ میں مجھے یاروں کے گروہ کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا جب مین مکہ شریف کی زیارت کر کے پلٹا

یکدو منزلم استقبال کرد۔ ظاہر حالش دیدم پریشان۔ و در ہیئت درویشان
تو اُسنے میرا استقبال کیا مینے اسکی ظاہری حالت پریشان دیکھی وہ فقیرانہ حالت میں تھا

گفتم چہ حالت است گفت آنچنان کہ تو گفتی۔ طائفہ حسد بردند۔ و بخیانتم
مینے کہا یہ کیا قصہ ہے اُسنے کہا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا ایک گروہ نے حسد کیا۔ اور مجھ پر

منسوب کردند۔ ملک دام ملکہ در کشف حقیقت استقصا نہ فرمود۔ و یاران قدیم
خیانت کا الزام لگایا بادشاہ دام ملکہ نے اسکی پوری پوری تحقیقات نہ فرمائی اور قدیم اور سچے

و دوستان حمیم از کلمہ حق خاموش شدند۔ و صحبت دیرین فراموش کردند
دوست سچی بات کہنے سے خاموش ہو گئے اور پرانی صحبت کو بھول گئے۔

قطعہ

نہ بینی کہ پیش خداوند جاہ کیا تو دیکھتا نہیں ہے کہ مرتبہ والے کے سامنے	ستایش کنان دست بر بر نہند تعریف کرتے ہوئے آداب بجالاتے ہیں
اگر روزگارش در آرد ز پائے اگر زمانہ اُس کو عاجز کر کے گرا دے	ہمہ عالمش پائے بر سر نہند تو تمام دُنیا اُسکے سر پر پاؤں رکھتی ہے

فی الجملہ بانواع عقوبت گرفتار شدم۔ تا درین ہفتہ کہ مژدہ سلامت حجاج برسید
قصہ کوتاہ میں طرح طرح کے عذاب مین گرفتار ہوا یہانتک کہ اسی ہفتہ میں حاجیوں کی سلامتی کی خوشخبری پہونچی اور

از بند گرانم خلاص کرد و ملک موروثم خاص کرد۔ گفتم دران نوبت اشارت
مجھے سخت قید سے آزاد کیا اور میرے موروثی جائداد خاص کی مینے کہا اس مرتبہ میرے اشارے کو

من قبولت نیامد۔ کہ گفتم عمل پادشاہان چون سفر دریاست خطرناک و سودمند
تم نے پسند نہیں کیا کہ مینے کہا تھا بادشاہی نوکری دریا کے سفر کی طرح ہے خطرناک اور فائدہ مند

یا گنج برگیری یا در طلسم بمیری۔
یا تو خزانہ پائے گا اور یا طلسم میں مرجائے گا۔

(حاشیہ صفحہ ۵۱ پر ملاحظہ ہو)

یا زر بہر دو دست کند خواجہ در کنار
یاخواجہ دونون ہاتھونسے زر بغل میں بھر لے گا
یا موج روزے افگندش مردہ بر کنار
یا موج اسکو ایکدن مار کر کنارے پر ڈالدے گی

مصلحت ندیدم ازین بیش ریش درویش را بہ ملامت خراشیدن و نمک بر جراحت
مجھے کچھ اچھا نہ معلوم ہوا اس سے زیادہ فقیر کے زخم کو ملامت سے چھیلنا اور زخم پر نمک چھڑکنا
پاشیدن برین کلمہ اختصار کردم
لہذا مینے اتنی بات کہنے پر کفایت کی۔

قطعہ

ندانستی کہ بینی بند بر پاے
تو نے یہ نہین سمجھا تھا کہ تیرے پانون مین بیڑیان ہونگی
چو در گوشت نیامد پند مردم
ہر وقت جبکہ کسی آدمیون کی نصیحت تو نے نہین سنی
دگر رہ گر نداری طاقت نیش
دوبارہ اگر تجھ مین ڈنک کے تکلیف کی برداشت کی طاقت نہین
مکن انگشت در سوراخ کژدم
تو بچھو کے سوراخ میں انگلی نہ دے

حکایت تنے چند از روندگان در صحبت من بودند۔ ظاہر ایشان بہ
تھوڑے سے سیاح لوگ میری صحبت میں تھے اُن کی ظاہری حالت نیک باتون سے
صلاح آراستہ و یکے را از بزرگان در حق این طایفہ حسن ظن بلیغ بود و ادرارے
آراستہ معلوم ہوتی تھی اور ایک آدمی کا بڑے آدمیون میں سے اس گروہ فقرا کے بارہ مین بڑا اچھا خیال تھا۔ ایک وظیفہ مقرر
معیّن کردہ تا یکے از ایشان حرکتے کرد نامناسب حال درویشان۔ ظن آن
کردیا یہانتک کہ ان فقیرون میں سے ایک نے ایک ایسی حرکت کی جو فقیرون کو نہ کرنی چاہیئے۔ اس شخص کا عقیدہ
شخص فاسد شد۔ و بازار اینان کاسد خواستم تا بہ طریقے کفاف یاران مستخلص
خراب ہوگیا اور اِن لوگون کا بازار کھوٹا ہوگیا مینے یہ چاہا کہ کسی طرح سے دوستوں کی تنخواہ ضبط شدہ پھر
گردانم۔ آہنگ خدمتش کردم۔ دربانم رہا نکرد و جفا کرد۔ معذورش داشتم
چھڑاؤں اسلئے میں نے اُس امیر کی خدمتمین حاضری کا ارادہ کیا۔ مجھے دربان نے نہین جانے دیا اور مجھ پر ظلم کیا۔ مین نے اسکو معذور سمجھا۔

متعلقہ صفحہ ۵۰

لہ طلسم بمیری یعنی ممکن ہے کہ دریا مین سفر کرکے کچھ نفع اُٹھائے۔ اور ممکن ہے کہ طلسم مین پھنس جائے۔ طلسم اسکو کہتے ہین کہ ستارون کے خواص اور اثرات کو قوائے شاملہ ارضی کے مطابق کرکے کوئی شے بنائی جائے کہ اس سے افعال و خواص کا ظہور ہو۔ یہان طلسم سے مراد وہ طلسم ہے کہ سکندر نے سمندر میں ایک پنجہ انسانی کی شکل اسجگہ قایم کی ہے جہان کہ جہاز بھنور مین پھنس جاتا ہے لہذا اُس پنجہ کی حرکت دیکھکر جہاز کو ادھر نہیں لیجاتے لہ یعنی اس امیر آدمی کا عقیدہ جاتا رہا اور یہ فقرا اسکی نگاہ میں بے اعتبار ہو گئے ؛

که لطیفاں گفتہ اند۔ قطعہ
کیونکہ لطیفہ گو لوگوں نے کہا ہے۔

در سیر و وزیر و سلطان را سردار و زیر اور بادشاہ کے دروازہ کے گرد۔ سگ و دربان چو یافتند غریب کیونکہ کتے اور دربان نے جہاں کسی پردیسی کو پایا	بے وسیلت مگرد پیرامن بغیر کسی وسیلے کے گھومتا ہوا نہ پھر این گریبان گرفت و آن دامن اس نے گریبان پکڑا اور اُسنے دامن

چندانکہ مقربان آنحضرت بر حال من وقوف یافتند۔ و بہ اکرام در آوردند
یہانتک کہ اوس امیر کے مصاحب اور مقربوں کو میرا حال معلوم ہوا اور عزت کے ساتھ مجھے لائے
و برتر مقامے معین کردند۔ اما بہ تواضع فروتر نشستم و گفتم فرد
اور ایک اعلیٰ جگہ میرے بیٹھنے کے لئے تجویز کی۔ مگر بسبب تواضع کے مین ادنے درجہ کی جگہ پر بیٹھا اور مینے کہا۔

بگزار کہ بندۂ کمینم مجھے چھوڑ کیونکہ مین ایک ادنے غلام ہون	تا در صف بندگان نشینم تاکہ غلامون کی قطار مین مین بیٹھون

گفت اللہ اللہ چہ جائے سخن است فرد
کہا اللہ اللہ کیا کچھ کہنے کی بات ہے

گر بر سر و چشم من نشینی اگر تو میرے سر اور آنکھو نپر بیٹھے	نازت بہ کشم کہ نازنینی تو مین تیرا ناز اٹھاؤن کہ تو نازنین ہے

فی الجملہ نشستم و سخن از ہر درے پیوستم تا حدیث زلت[۲] یاران در میان آمد گفتم
حاصل یہ کہ مین بیٹھا اور ادھر اُدھر کی باتین کیں یہانتک کہ دوستون کی خطا کا قصہ چلا مینے کہا

قطعہ

چہ جرم دید خداوند سابق الانعام اپنے مالک نے جو پہلے انعام دیتا تھا کیا جرم دیکھا ہے خدائے راست مسلم بزرگواری و حلم بزرگواری و تحمل بردباری خداہی کے لئے مسلم ہے	کہ بندہ در نظر خویش خوار میدارد کہ بندے کو اپنی نگاہ میں ذلیل رکھتا ہے کہ جرم بیند و نان برقرار میدارد کہ خطا دیکھتا ہے اور روزی کو مقرر رکھتا ہے

لہ اللہ اللہ تعجب کے محل پر استعمال کرتے ہین ۱۲ ؎۲ زلت بمعنی لغزش اور خلاف صواب کام + عبدالباری آسی

حاکم این سخن را پسندید- و اسباب معاش یاران فرمود تا باز بر قاعدۂ ماضی
حاکم نے اسبات کو پسند کیا اور دوستون کے معاش کا سامان کیا تاکہ پھر حسب قاعدہ ماضی مقرر
مہیا دارند و مؤنت ایام تعطیل وفا کنند- شکر نعمت بگفتم و زمین خدمت
کرین اور خرچ ایام معطلی کا پورا کر دیں مین نے نعمت کا شکریہ ادا کیا اور زمین خدمت چومی
بوسیدم و عذر جسارت خواستم و گفتم **قطعہ**
اور دلیری کا عذر چاہا اور کہا

چو کعبہ قبلۂ حاجت شد از دیار بعید چونکہ کعبہ قبلہ حاجت ہوا اسلیے دور دراز کے ملکون سے ترا تحمل امثال ما بباید کرد تجھکو ہم ایسونکی باتون کی برداشت کرنی چاہیے	روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ مخلوق اسکی زیارت کیواسطے بہت کوسون جاتی ہے کہ ہیچ کس نزند بر درخت بے بر سنگ کہ کوئی آدمی بے پھل کے درخت پر پتھر نہیں مارتا

حکایت ملکزادہ گنج فراوان از پدر میراث یافت و دست کرم برگشاد
ایک بادشاہزادے نے بہت خزانہ باپ سے میراث پایا- اور بخشش کرنا شروع کی
و داد سخاوت بداد و نعمت بے دریغ بر سپاہ و رعیت بریخت **قطعہ**
اور سخاوت کی داد دی اور بہت مال بے دریغ بر سپاہ اور رعیت پر لٹایا۔

نیاساید مشام از طبلۂ عود عود کے ڈبے سے دماغ آسودہ نہین ہوتا بزرگی بایدت بخشندگی کن تجھے اگر بڑاپن چاہیے تو سخاوت کر	بر آتش نہ کہ چون عنبر ببوید اسکو آگ پر رکھ کہ عنبر کی طرح خوشبو دے کہ تا دانہ نیفشانی نروید کیونکہ جب تک تو دانہ نہ بکھیرے گا دہ نہ جمے گا

یکے از جلیساے بے تدبیر نصیحتش آغاز کرد کہ ملوک پیشین مر این نعمت را بسعی
بے تدبیر ہم نشینون میں سے ایک شخص نے اسکو نصیحت کرنا شروع کی کہ پہلے بادشاہون نے اس نعمت کو کوشش کر کے

اے یعنی جسقدر دنون تک روزانہ کا وظیفہ مقررہ بند رہا ہے ۲ے زمین خدمت چومنے سے مراد وہ تعظیمی سلام وغیرہ ہے جو بادشاہون اور امرا کے سامنے جھک کر بجالاتے ہیں ۳ے دلیری سے مراد یہان یہ ہے کہ اُن کے سامنے جاکر صاف صاف بات بیان کردی ۴ے قبلہ حاجت ہوئے سے مراد یہ کہ وہان جاکر دنیا کی حاجتین پوری ہوتی ہیں ۵ے سخاوت کی داد دی یعنی خوب سخاوت کی ۶ے عود اگر جو ایک لکڑی خوشبودار ہوتی ہے ۷ے عنبر ایک خوشبودار قیمتی چیز ہے۔ (عبدالباری آسی)

اندوختہ اند و برائے مصلحتے نہادہ دست ازین حرکات کوتاہ کن کہ واقعہ
جمع کیا ہے اور کسی ضرورت کے لئے رکھا ہے ان حرکتوں سے ہاتھ کھینچئے کیونکہ بہت سے واقعہ
درپیش است و دشمنان ازپس نباید کہ بوقت حاجت فرماندگی باشد
والے ہین اور دشمن گھات مین لگے ہین یہ نہ چاہیے کہ ضرورت کے وقت آپ عاجز ہون

قطعہ

اگر گنجے کنی بر عامیاں بخش اگر عام لوگون کو تو ایک خزانہ بانٹ دے	رسد ہر کدخدائے را برنجے تو ہر گھر والے کو ایک چاول کی برابر پہنچے گا
چرا نستانی از ہریک جوے سیم تو ہر ایک آدمی سے ایک جو کی برابر چاندی کیوں نہ لے	کہ گرد آید ترا ہر روز گنجے کہ ہر روز تیرے پاس ایک خزانہ جمع ہو جائے

ملکزادہ روئے ازین سخن درہم آورد۔ و موافق طبعش نیامد و مراد راز جرف
بادشاہزادہ نے اس بات کو سنکر منھ پھلالیا اور اس کی طبیعت کو یہ نصیحت اچھی نہ لگی اور اس شخص کو
دگفت خدا تعالےٰ مرا مالک مملکت گردانیدہ است۔ تا بخورم و بخشم
کہا خداوند تعالےٰ نے مجھکو بادشاہت کا مالک اس لئے کیا ہے کہ میں کھاؤں اور بخشوں
نہ پاسباں کہ نگہدارم
نہ کہ چوکیدار ہوں کہ حفاظت کرون

بیت

قاروں[1] ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت قارون مرگیا کہ اُسکے پاس بہت سے خزانے تھے	نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت نوشیروان نہیں مرا کہ اُسنے نیک نام چھوڑا ہے

حکایت

آوردہ اند کہ نوشیروان عادل را در شکار گاہے صید
بیان کیا ہے کہ نوشیروان عادل کے لئے ایک شکار گاہ میں ایک شکار
کباب می کردند۔ و نمک نبود۔ غلامے را بردیہہ دوانیدند۔ تا نمک آ
کباب بنا رہے تھے اور نمک موجود نہ تھا ایک غلام کو گاؤں کی طرف دوڑایا تاکہ نمک
نوشیروان گفت بہ قیمت بستان تا رسمے نگردد۔ و دہ خراب نشود گف
نوشیروان نے کہا کہ قیمت کے ساتھ لینا تاکہ رسم نہ پڑ جائے اور گاؤں ویران نہ ہو لوگون

[1] قارون ایک مالدار شخص کا نام ہے جو زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مین تھا۔ کہتے ہین کہ چالیس اونٹون پر
خزانے کی کنجیاں لدی تھین واللہ اعلم بالصواب ۔ عبدالباری آسی

زین قدر چه خلل زاید گفت بنیاد ظلم اندر جهان اول اندک بوده است هر کس

اسقدر کم مقدار سے کیا خلل پیدا ہوگا بولا کہ ستم کی جڑ جہان مین پہلے تھوڑی تھی اور جو کوئی کہ آیا اسکو

که آمد بران مزید کرد تا بدین غایت رسید **قطعه**

بڑھاتا گیا تو نوبت اس حد پر پہونچ گئی -

اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبی	بر آورند غلامان او درخت از بیخ
اگر بادشاہ رعیت کے باغین سے ایک سیب کھائے	تو اسکے غلام جڑ سے درخت اکھاڑ ڈالین
به نیم بیضه که سلطان ستم روا دارد	زنند لشکریانش هزار مرغ به سیخ
اگر بادشاہ آدھے انڈے کا ظلم کرے	تو اسکے لشکری ہزار مرغ کے سیخ پر کباب کرینگے

حکایت

عاملی را شنیدم که خانه رعیت خراب کردی تا خزانه سلطان

ایک شاہی اہلکار کو مین نے سنا ہے کہ رعایا کا گھر تباہ کرتا تھا کہ بادشاہ کا خزانہ

آبادان کند بیخبر از قول حکماء که گفته اند هر که خدای عزوجل را بیازارد تا دل

بھر دے اور عقلمندون کے قول سے بےخبر تھا جنہون نے کہا ہے کہ جو کوئی خدائے بزرگ و برتر کو اس لئے رنجیدہ کرتا ہے کہ مخلوق

خلقی بدست آرد خداوند تعالی همان خلق را[۱] بر وی برگمارد تا دمار از روزگارش برآرد

کو راضی کرے تو خدا تعالے اسی خلق کو اسپر مقرر کرتا ہے تاکہ اسکے بھیجے کو نکال ڈالے

بیت

آتش سوزان نکند با سپند[۲]	آنچه کند دود دل دردمند
سپند کے ساتھ آتش سوزان وہ نہیں کرتی ہے	جو کچھ دردمند دل کی آہ کرتی ہے

سر جمله حیوانات گویند که شیر است و اذل جانوران خر و به اتفاق خر باربر به که

کہتے ہین کہ تمام حیوانوں کا سردار شیر ہے اور جانوروں مین سب سے زیادہ ذلیل گدھا اور بالاتفاق بوجھ لیجانے والا گدھا آدمیونکے

شیر مردم در - **مثنوی**

پھاڑنیوالے شیر سے اچھا ہے -

مسکین خر اگرچه بی تمیز است	چون بار همی برد عزیز است
بیچارہ گدھا اگرچہ بے تمیز ہے	چونکہ بوجھ اٹھاتا ہے اس لئے پیارا ہے

۱ یعنی اسی مخلوق مظلوم کے ہاتھ سے اسکو ذلیل کراتا ہے ۲ سپند کالے دانے کو کہتے ہین جو خوشبو کے لئے محفلون مین جلاتے ہین اور دفع نظر بد کے لئے بھی جلایا جاتا ہے - عبدالباری آسی

گاوان وخرانِ باربردار	به زادمیان مردم آزار
بوجھ اُٹھانے والے بیل اور گدھے	آدمیون کے ستانے والے آدمیوں سے اچھے ہین

بازآدم به حکایت وزیر غافل گویند ملک را طرفی از ذمائم اخلاق
ہین وزیر غافل کے قصے پر پھر پلٹ آیا کہتے ہیں کہ بادشاہ کو قرینہ سے اسکی چند بری عادتین
او بقرائن معلوم گشت در شکنجہ کشید و بانواع عقوبت بکشت قطعہ
معلوم ہوگئین اور اسکو شکنجہ میں کھینچدیا اور طرح طرح کے عذاب دیکر مار ڈالا

حاصل نشود رضای سلطان	تا خاطر بندگان نجوئی
بادشاہ کی رضا حاصل نہیں ہوسکتی	جب تک مخلوق کی دلجوئی تو نہ کرے
خواہی کہ خدای بر تو بخشد	با خلق خدای کن نکوئی
اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھ پر مہربانی کرے	تو خدا کی مخلوق سے نیکی کر

آوردہ اند کہ یکی از ستمدیدگان برسر او بگذشت و در حال تباہ وی تامل کرد و گفت
کہتے ہین کہ ایک آدمی مظلوموں میں سے اسکے قریب سے گزرا اور اسکی تباہ حالت کو دیکھا اور کہا

قطعہ

نہ ہر کہ قوت بازوی منصبی دارد	بہ سلطنت بخورد مال مردمان بگزاف
ایسا نہ چاہیے کہ جو کوئی قوت بازو یا کسی عہدے کا مالک ہو	غلبہ کرکے لوگوں کا مال شیخی مار کر کھا جائے
توان بحلق فرو بردن استخوان درشت	ولی شکم بدرد چون بگیرد اندر ناف
سخت ہڈی کو حلق کے نیچے تو اتار سکتے ہین	مگر جب وہ ناف مین جاکر پھنسے گی تو پیٹ پھاڑیگی

بیت

نماند ستمگار بدروزگار	بماند برو لعنت پایدار
ظالم بد اطوار نہین رہتا	مگر اسپر دائمی لعنت رہجاتی ہے

حکایت مردم آزاری را حکایت کنند کہ سنگی برسر صالحی زد درویش
ایک ظالم کا قصہ بیان کرتے ہین کہ ایک پتھر ایک نیکبخت کے سر پر مارا فقیر مین
را مجال انتقام نبود سنگ را نگاہ میداشت تا زمانیکہ ملک را بران
لینے کی طاقت نہ تھی اس پتھر کو حفاظت سے رکھے ہوئے تھا۔ اسوقت تک کہ بادشاہ کا اس سپاہی

لہ شکنجہ زمانہ سابق میں مجرمون کو عذاب دینے کا ایک آلہ ہوتا تھا۔ ۱۲ (مولوی عبدالباری آسی)

لشکری خشم آمد و در چاه کرد درویش اندر آمد و سنگ بر سرش کوفت گفتا

بر عتاب ہوا اور اکنوین مین قید کر دیا - فقیر آسگیا آیا اور پتھر اُسکے سر پر مارا اُسنے کہا

تو کیستی و این سنگ چرا زدی گفت من فلانم و این ہمان سنگ ست

تو کون ہے اور یہ پتھر تو نے کیوں مارا اُسنے جواب دیا میں فلان شخص ہون اور یہ وہی پتھر ہے -

کہ در فلان تاریخ بر سر من زدی گفت چندین روزگار کجا بودی گفت

جو فلان تاریخ میں تو نے میرے سر پر مارا تھا کہا تو اتنے زمانہ تک کہان تھا کہا کہ

از جاہت اندیشہ میکردم اکنون کہ در چاہت دیدم فرصت غنیمت دانستم

میں تیرے مرتبہ سے خوف کرتا تھا اب کہ مینے تجھکو کنوین مین دیکھا فرصت کو غنیمت سمجھا -

مثنوی

ناسزائے را کہ بینی بختیار
جس نالایق کو تو نصیبہ ور دیکھے اسی جگہ

عاقلان تسلیم کردند اختیار
عقلمندون نے پیشہ رضا و تسلیم اختیار کیا ہی

چون نداری ناخن درندہ تیز
جب تو پھاڑ ڈالنے والے تیز ناخن نہیں رکھتا

با بدان آن بہ کہ کم گیری ستیز
تو بہتر یہ ہے کہ بدون سے لڑائی نہ کرے

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
جس کسی نے فولاد کے بازو سے پنجہ کیا

ساعد سیمین خود را رنجہ کرد
اپنے نازک پہونچے کو رنجیدہ کیا

باش تا دستش ببندد روزگار
ٹھہر جا کہ زمانہ اُسکا ہاتھ باندھ دے

پس بکام دوستان مغزش برآر
پھر دوستوں کے اقبال سے اسکا بھیجا نکال ڈال

حکایت

یکی را از ملوک مرضی ہائل بود کہ اعادت ذکر آن ناکردن اولی

بادشاہون میں سے کسی بادشاہ کو ایک خوفناک مرض تھا کہ اسکے ذکر کو نہ دُہرانا ہی اچھا ہے

طائفہ از حکمای یونان متفق شدند کہ مر این درد را دوائی نیست مگر زہرۂ

یونان کے حکیموں کا ایک گروہ اکٹھا ہوا اور مشورہ دیا کہ اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے مگر اُس

آدمی کہ بچندین صفت موصوف باشد بفرمود طلب کردن دہقان پسرے

آدمی کا پتہ جو انہی صفات سے موصوف ہو بادشاہ نے اسکے لانے کا حکم دیا ایک دہقان کا لڑکا

ملہ دہقان گاؤں کا رئیس - زمیندار ۱۲

رایافتند بران صورت که حکیمان گفته بودند پدر و مادرش را بخواندند و بنعمت بیکر
ویساہی بچہ جیساکہ حکیمون نے بتایا تھا اسکے باپ ماں کو بلایا اور بہت سی دولت دے
خوشنود گردانیدند و قاضی فتوی داد که خون یکی از رعیت ریختن سلامت
خوش کردیا اور قاضی نے فتوی دیدیا کہ رعیت میں سے ایک آدمی کا خون بہانا بادشاہ کی
نفس پادشه را روا باشد جلاد قصد کرد پسر سر سوی آسمان برآورد و تبسم
جان کی سلامتی کے لئے جائز ہے جلاد نے ارادہ کیا لڑکے نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور مسکرا
ملک پرسید که درین حالت چه جای خندیدن ست گفت ناز فرزند بر
بادشاہ نے پوچھا کہ اس حالت میں ہنسی کا کیا موقع ہے لڑکے نے کہا کہ اولاد کا ناز باپ اور ماں
و مادر باشد و دعوی پیش قاضی برند و داد از پادشاه خواهند اکنون پدر و ماد
ہوتا ہے اور دعوے قاضی کے سامنے کرتے ہیں اور انصاف بادشاہ سے چاہتے ہیں اب باپ ان نے دنیا
بعلت حطام دنیا مرا بخون در سپردند و قاضی بکشتنم فتوی داد و سلطان مصالح
مال کے سبب سے مجھے قتل ہونے کے لئے سونپ دیا اور قاضی نے میرے مار ڈالنے کا حکم دیدیا اور بادشاہ اپنی مصلحت
خویش اندر هلاک من می بیند بجز خدای عزوجل پناهی نمی بینم بیت
میرے ہلاک ہونے میں دیکھتا ہے۔ اب سوائے خدائے بزرگ کے میں کوئی ٹھکانا نہیں دیکھتا

پیش که برآورم ز دستت فریاد کس کے آگے تیرے ظلم کی فریاد کروں	هم پیش تو از دست تو میخواهم داد تیرے ہاتھ سے تیرے ہی سامنے انصاف چاہتا ہوں

سلطان را دل ازین سخن بهم برآمد و آب در دیده بگردانید و گفت هلاک من
اس بات سے بادشاہ کا دل بھر آیا اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور کہا میرا مرنا بہت
اولیٰ ترکه خون چنین طفلی ریختن بے گناه سر و چشمش بوسید و در کنار گرفت
اچھا ہے کہ ایسے لڑکے بے گناہ کا خون بہانا اسکے سر اور آنکھوں پر بوسہ دیا اور گود
آزاد کرد و نعمت بے اندازه بخشید گویند هم دران هفته صحت یافت۔
اٹھالیا اور اسکو چھوڑ دیا اور بہت سی دولت بخشدی کہتے ہیں کہ اسی ہفتہ میں بادشاہ تندرست ہوگیا۔

سلہ حکیم سے مراد یہاں طبیب ہے یا عقلا ۱۲ سلہ فتوی - حکم شرعی جو قاضی وغیرہ جاری کرے۔
سلہ جلاد اگرچہ عربی محاورے میں کوڑے اور دُرّے لگانے والے کو کہتے ہیں مگر فارسی والوں کے محاورے میں
اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو بادشاہ کے حکم سے مجرموں کو قتل کرتے ہیں یہ ایک قسم کی تفریس ہے ۱۲

قطعه

همچنان در فکر آن بیتم که گفت اسی طرح میں شعر کے فکر میں ہوں جو ایک	پیلبانی بر لب دریای نیل[1] فیل بان نے دریائے نیل کے کنارہ پر پڑھا تھا
زیر پایت گر بدانی حال مور اگر تو اپنے پاؤں کے نیچے چیونٹی کا حال معلوم کرے	همچو حال تست زیر پای پیل تو بس ایسا ہی ہے جیسا تیرا ہاتھی کے پاؤں کے نیچے حال ہو

حکایت یکے از بندگان عمرو لیث[2] گریختہ بود کسان در عقبش رفتند
عمرو لیث کے غلاموں میں سے ایک غلام بھاگ گیا تھا اور آدمی اسکے پیچھے دوڑ رہے تھے
و باز آوردند وزیر را با وی غرضی بود اشارت بکشتنش کرد تا دیگر بندگان
اور اسکو پھر پکڑ لائے ۔ وزیر کو اس سے کچھ دشمنی تھی اُسکے مار ڈالنے کا مشورہ دیا تاکہ اور غلام ایسی حرکت
چنین فعل نیارند بنده سر پیش عمرو لیث بر زمین نهاد و گفت **فرد**
نہ کریں غلام نے عمرو لیث کے سامنے سر زمین پر جھکایا اور کہا ۔

هر چه رود بر سرم چون تو پسندی رواست میرے سر پر جو کچھ گذرے اگر تو پسند کرے تو جائز ہے	بنده چه دعوی کند حکم خداوند راست غلام کیا دعوے کرے آقا کو سب اختیار ہے

لیکن بموجب آنکه پرورده نعمت این خاندانم نخواهم که در قیامت بخون من
مگر اس سبب سے کہ اس خاندان کی نعمت سے میں پلا ہوں میں نہیں چاہتا کہ قیامت میں تو میرے خون کے
گرفتار آئی اجازت فرمائی تا وزیر را بکشم پس آنگه بقصاص او بفرمائی خون من
بدلے گرفتار ہو اجازت دے کہ میں وزیر کو مار ڈالوں پھر اسوقت اُسکے خون کے بدلے میرا خون بہانے کا حکم
ریختن تا بحق کشته[3] باشی ملک را خنده گرفت وزیر را گفت چگونه مصلحت
دے تاکہ حق بات پر تو قاتل بنے ۔ بادشاہ کو ہنسی آئی وزیر سے کہا تیری کیا رائے ہے
می بینی وزیر گفت ای خداوند جهان مصلحت آن می بینم که از بهر خدا
وزیر نے کہا کہ اے مالک جہان مجھے تو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے واسطے

---

۱ نیل ایک دریا کا نام ہے جو شہر مصر کے قریب بہتا ہے ۲ عمرو لیث ایک بادشاہ فارس کا نام تھا جسنے کہ شہر شیراز آباد کیا تھا ۔ عمر بالفتح اور عُمر بالضم میں فرق کرنے کے لئے عمر بالفتح کے آخر میں واؤ لکھدیتے ہیں ۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ لیث کا بیٹا تھا اور لیث شیر کو کہتے ہیں ۱۲ ۳ یعنی میں وزیر کو قتل کروں اور تو اسکی عوض میں مجھے مار ڈال + (مولوی عبدالباری آسی)

وصدقۂ گور پدر را ورا آزاد کنی تا مرا نیز در بلائی نیفگند گناه از نبست و قول حکیما

اور اپنی باپ کی گور کے صدقے اُس کو چھوڑ دیجئے تاکہ مجھکو بھی کسی بلا مین نہ پھنسائے گناہ مینے کیا ہے اور عقلمن

معتبر کہ گفتہ اند

کی یہ بات سچی ہے جو کہی ہے

قطعہ

چو کردی با کلوخ انداز پیکار

جب ڈھیلا پھینکنے والے سے تونے جنگ کی

سر خود را بنادانی شکستی،

تو یہ سمجھ کہ بیوقوفی سے اپنا سر توڑا

چو تیر انداختی برروی دشمن

جب تونے دشمن پر تیر سے حملہ کیا

چنان دان کاندر آماجش نشستی

تو یہ سمجھ لے کہ تو اُسکے نشانے پر بیٹھے

حکایت ملک زوزن را خواجہ بود کریم النفس نیک محضر کہ ہمگنان ر

زوزن کے بادشاہ کا ایک وزیر تھا نیکدل اور بزرگ ذات کہ سا

در مواجہہ حرمت داشتی و در غیبت نکو گفتی اتفاقاً از و حرکتے در نظر ملک

بھی سب کی عزت کرتا اور پیٹھ پیچھے بھی اچھا کہتا تھا۔ اتفاقاً اسکی ایک بات بادشاہ کو بر

ناپسند آمد مصادرت فرمود و عقوبت کرد و سرہنگان بادشاہ بسوابق نعم

معلوم ہوئی جرمانہ کردیا اور سزا دی مگر بادشاہ کے سپاہی اسکے پہلے

او معترف بودند و بشکر آن مرتہن در مدت توکیل او رفق و ملاطفت

احسانوں اقرار کرتے تھے اور اسکے شکریہ مین گرو تھے اسکے زمانہ سپردگی مین نرمی اور ملائمت

کردندی و زجر و معاقبت روا نداشتندی

برتتے تھے اور سرزنش اور آزار رسانی جائز نہ سمجھتے تھے۔

قطعہ

صلح با دشمن اگر خواہی ہر گہ کہ ترا

اگر تو دشمن کے ساتھ صلح چاہتا ہے تو جسوقت ترا

در قفا عیب کند در نظرش تحسین کن

پیٹھ پیچھے عیب کرے تو اسکے سامنے اسکی تعریف کر

سخن آخر بدہان میگذرد موذی را

بات آخر موذی کے منھ سے ہوکر گزرتی ہے

سخنش تلخ نخواہی دہنش شیرین کن

اگر تو اسکی بات کڑوی نہیں چاہتا تو اسکا منھ میٹھا کردے

لہ گناہ از من است یعنی پہلے شر کی بات مین ہی نے نکالی ہے ۱۲ کہ کاندر آماجش الخ یعنی یہ سمجھ لے کہ دشم

بھی ضرور حملہ کرے گا ۱۲ سہ زوزن بروزن سوزن۔ ایک شہر فارس کا نام جو ہرات اور نیشاپور کے درمیان واقع ہے

انچہ خطاب ملک بود از عہدۂ بعضی بیرون آمد و بقیتی در زندان بماند آوردہ اند

جو کچھ بازپرس بادشاہ کی تھی بعض کے ٹھیک ذمہ دارانہ جواب دیدئے اور باقی باتون کے لئے قیدمین رہا بیان کیا ہے

کہ یکی از ملوک نواحی در خفیہ پیغامش فرستاد کہ ملوک آن طرف قدر چنان

کہ اس کے پاس کے رہنے والے بادشاہونمین سے ایکنے اوس کے پاس ایک پوشیدہ پیغام بھیجا کہ اسطرف کے بادشاہون نے

بزرگوار ندانستند و بیعزتی کردند اگر رای عزیز فلان احسن اللہ خلاصہ لہ

ایسے بزرگ کی قدر نہ جانی اور بے عزتی کی اگر فلان عزیز خدا اسکی رہائی کو درست کرے

بجانب ما التفاتی کند در رعایت خاطرش ہر چہ تمامتر سعی کردہ آید و اعیان

ہماری طرف توجہ کرے تو اسکی رعایت خاطر میں کما حقہ کوشش کیجائے اور اس

این مملکت بدیدار او مفتقر مہ اند و جواب این حروف را منتظر خواجہ چون برین

بادشاہت کے بڑے بڑے لوگ اسکے دیکھنے کے محتاج ہیں اور اس خط کے جواب کے منتظر ہیں۔ وزیر نے جب اس

وقوف یافت از خطر سہ اندیشید در حال جوابی مختصر کہ اگر بر ملا افتد فتنہ نباشد

واقعہ کی اطلاع پائی خطرے سے اندیشہ کیا اور فوراً ایک مختصر سا جواب خط کی پشت پر ایسا لکھا کہ اگر ظاہر ہو تو کوئی

بر قفای ورق نوشت و روان کرد یکی از متعلقان کہ برین واقف بود

فتنہ پیدا نہ ہو اور وہ جواب بھیج دیا۔ ایک ملازم سرکاری نے جسکو اس بات کی خبر

ملک را اعلام کرد کہ فلان را کہ حبس فرمودہ با ملوک نواحی مراسلت دارد

تھی۔ بادشاہ کو اطلاع دیدی کہ فلان شخص کو جو آپ نے قید کیا ہے آس پاس کے بادشاہون سے خط کتابت رکھتا ہے

ملک بہم برآمد و کشف این خبر فرمود قاصد را بگرفتند و رسالت برخواندند نبشتہ

بادشاہ کو غصہ آیا اور اس خبر کی تحقیقات کا حکم فرمایا۔ یہانتک کہ قاصد کو گرفتار کر لیا اور خط کو پڑھا لکھا

بود کہ حسن ظن بزرگان بیش از فضیلت ماست و تشریف قبولیکہ فرمودند

تھا۔ کہ بزرگون کا میرے لئے اچھا خیال میری فضیلت سے زیادہ ہے۔ اور خلعت قبولیت کا جو عطا فرمایا ہے

بندہ را امکان اجابت آن نیست بحکم آنکہ پروردۂ نعمت این خاندانست

بندہ کو اسکی قبولیت کا امکان نہین ہے اس واسطے کہ میں اس خاندان کی نعمت کا

لہ احسن اللہ خلاصہ۔ بطریق دعا واقع ہے ۱۲ مہ مفتقر یعنی محتاج بسبب شدت اشتیاق کے استعمال ہوا ہے ۱۲

سہ از خطر الخ۔ یعنی یہ سوچا کہ ایسا نہ ہو آئندہ اس سے کوئی فتنہ فساد پیدا ہو ۱۲۔

فرد دبا ندک مایہ تغیر خاطری باولی نعمت قدیم بیوفائی نتوان کرد

پرورش یافتہ ہوں تھوڑی سی دلی رنجش پر قدیم آقا سے بیوفائی نہیں کیجا سکتی

آنراکہ بجای تست ہردم کرمی	عذرش بنہ ار کند بعمری ستمی
جو شخص ہر وقت تجھپر عنایت کرتا ہے	اگر عمر بھر میں وہ ایک ظلم بھی کرے تو اسے معاف کردینا چاہیے

ملک را سیرت حق شناسی او خوش آمد و خلعت و نعمت بخشید و عذر خ

بادشاہ کو اسکی حق پسندی کی عادت اچھی معلوم ہوئی اور خلعت و نعمت عطا فرمائی اور معافی

خواست کہ خطا کردم کہ ترا بیجرم و خطا بیازردم گفت ای خداوند بندہ د

چاہی کہ مینے غلطی کی کہ آپ کو بے خطا و قصور آزردہ کیا کہا کہ اے آقاے نعمت مجھے آپکی خط

درین حالت مر خداوند را خطائی نمی بیند بلی تقدیر خداوند تعالی چنین بود کہ مرا

اس حالت میں معلوم نہیں ہوتی بلکہ تقدیر و حکم خدائے تعالے کا یہی تھا کہ مجھے کچھ

بندہ را مکروہی رسد پس بدست تو اولی ترکہ حقوق سوابق نعمت برین بندہ

تکلیف پہنچے پس تکلیف آپ کے ہاتھ سے پہونچی اور اچھا ہوا کیونکہ پہلی نعمتوں کے حق جو آپ

داری و ایادی منت و حکما گفتہ اند **مثنوی**

میرے اوپر ہیں اور آپ کے دست کرم کے احسانات ہیں اور عقلمندونکا قول ہے۔

گر گزندت رسد ز خلق مرنج	کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
اگر تجھکو دنیا سے نقصان پہونچے تو غم نہ کر	کیونکہ نہ دنیا سے آرام پہنچتا ہے اور نہ رنج
از خدادان خلاف دشمن و دوست	کہ دل ہر دو در تصرف اوست
دشمن اور دوست کا اختلاف خدا کی طرف سے سمجھ	کیونکہ دونوں کا دل اُسکے قبضہ قدرت میں ہے
گرچہ تیر از کمان ہمی گذرد	از کمان دار بیند اہل خرد
اگرچہ تیر کمان سے گزرتا ہے	مگر عقلمند اس کو کمان چلانے والے کا کام سمجھتا ہے

حکایت یکی را از ملوک عرب شنیدم کہ با متعلقان دیوان میگفت

عرب کے بادشاہوں میں سے ایک کے متعلق مینے سنا ہے کہ کچہری والوں سے کہہ رہا تھا

کہ مرسوم فلان را چندانکہ ہست مضاعف کنید کہ ملازم درگاہ است و

کہ فلان شخص کی تنخواہ جتنی کہ مقرر ہے اس سے دونی کردو کیونکہ وہ حاضرباش درگاہ کا ہے اور

مترصد فرمان و دیگر خدمتگاران بلهو و لعب مشغول و در ادای خدمت متهاون
حکم کا منتظر رہتا ہے اور دوسرے خدمتگار کھیل کود مین مشغول اور کار ضروری کے ادا کرنے مین سُست ہین
صاحبدلی بشنید فریاد و خروش از نہادش بر آمد پرسیدندش کہ چہ دیدی
ایک درویش نے سنا فریاد اور شور کرنا شروع کیا اس سے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا کہا
گفت مراتب بندگان بدرگاہ خدای تعالی ہمین مثال دارد نظم
بندون کے مرتبون کی خدا کی درگاہ مین یہی مثال ہے

دو بامداد گر آید کسی بخدمت شاہ
دو دن صبح کو اگر کوئی بادشاہ کی خدمت مین آئے
سوم ہر آئنہ دروی کند بلطف نگاہ
تو تیسرے دن یقیناً مہربانی سے اُسپر نظر فرمائے گا

امید ہست پرستندگان مخلص را
خلوص سے عبادت کرنے والون کو اُمید ہے
کہ نا امید نگردند ز آستان الٰہ
کہ خدا کی درگاہ سے نا اُمید نہ پھرینگے

مثنوی
مہتری در قبول فرمانست
سرداری حکم کے قبول کرنے مین ہے
ترک فرمان دلیل حرمانست
اور فرمان کو چھوڑنا محرومی کی دلیل ہے

ہر کہ سیمای[ط] رہ راستان دارد
جسکی پیشانی سچون کی سی ہے
سر خدمت بر آستان دارد
وہ خدمت کے لئے سر چوکھٹ پر جھکائے رہتا ہے

حکایت
ظالمی را حکایت کنند کہ ہیزم درویشان خریدی بحیف
ایک ظالم کا قصہ بیان کرتے ہین غریبون کے لکڑیون کے گٹھے ظلم کے ساتھ خریدتا
و توانگران را دادی بطرح صاحبدلی برو گذر کرد و گفت بیت
اور مالدارون کے ہاتھ نفع سے بیچتا تھا ایک فقیر اسکے پاس ہو کر گزرا اُسنے کہا

ماری کہ تو ہر کرا ببینی بزنی
کیا تو سانپ ہے کہ جسکو دیکھتا ہے ڈس لیتا ہے
یا بوم کہ ہر کجا نشینی بکنی
یا اُلو ہے کہ جہان بیٹھتا ہے اس جگہ کو اجاڑ دیتا ہے

قطعہ
زورت ار پیش میرود با ما
اگر تیرا زور ہم پر چل سکتا ہے
با خداوند غیب دان نرود
تو خدائے غیب دان کے سامنے نہین چلیگا

ط سیما کے معنے پیشانی کے ہین۔ مگر یہان تقدیر اور نصیب مراد ہے۔ مطلب یہ کہ جسکی قسمت سچون کی سی ہوگی اسکو خدمت کرنے سے عار نہ ہوگا ۱۲۔ (مولوی عبدالباری آسی)

زورمندی مکن بر اہل زمین	تا دعائے بر آسمان نرود
زمین والوں پر زور ظلم مت کر	تا کہ آسمان تک کوئی دعا نہ جائے

حاکم از گفتن او برنجید وروی از نصیحتش درہم کشید و بدو التفات نکرد
حاکم اسکے کہنے سے رنجیدہ ہوگیا اور اسکی نصیحت سننے سے رنجیدہ ہوکر منہ پھیر لیا اور اسکی طرف توجہ نہیں کی
اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ تا شبی آتش مطبخ در انبار ہیزم افتاد و سائر املاکش بسوخت
اسکو اسکے مرتبہ نے گناہ پھنسایا یہان تک کہ ایک رات اسکو باورچی خانہ کی آگ لکڑیوں میں لگ گئی اور اسکا تمام مال جل گیا
واز بستر نرمش برخاکستر گرم نشاند اتفاقاً ہمان شخص بروی بگذشت دیدش
اور اسکو نرم بستر سے گرم خاک پر بٹھادیا اتفاقاً اسی شخص کا اسپر گذر ہوا اس کو دیکھا
کہ با یاران ہمیگفت ندانم کہ این آتش از کجا در سرای من افتاد گفت از
کہ دوستوں سے کہہ رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ یہ آگ کہاں سے میرے گھر مین لگ گئی۔ اس گزرنے والے نے کہا

قطعہ

دل درویشان
غریبوں کے دل کی آہ سے

حذر کن ز دود درونہای ریش	کہ ریش درون عاقبت سر کند
زخمی دلوں کی آہ سے پرہیز کرنا چاہیئے	کیونکہ دل کا زخم آخر کو ظاہر ہوتا ہے
بہم بر مکن تا توانی دلے	کہ آہی جہانے بہم بر کند
جب تک ہوسکے تو کسی دل کو پریشان نہ کر	کہ ایک آہ ایک جہان کو پریشان کردیتی ہے

شنیدم کہ این لطیفہ بر طاق کیخسرو نوشتہ بود

قطعہ

میں نے سنا ہے کہ یہ لطیفہ کیخسرو کے محل کے دروازہ پر لکھا تھا۔

چہ سالہای فراوان و عمرہای دراز[1]	کہ خلق بر سر ما بر زمین بخواہد رفت
کیا ہے کہ برسہا برس اور مدت ہائے دراز تک	کہ زمین میں دفن ہونے پر خلق ہمارے سر پر چلے گی
چنانکہ دست بدست آمد است ملک بما	بدستہای دگر ہمچنین بخواہد رفت
جسطرح کہ ہاتھوں ہاتھ ملک ہمارے پاس آیا ہے	دوسروں کے ہاتھوں میں بھی ایسے ہی جائے گا

حکایت

یکی در صنعت کشتی گرفتن سر آمدہ بود سہ صد و شصت بند
ایک پہلوان کشتی لڑنے میں بہت ہوشیار تھا اور تین سو ساٹھ عمدہ داؤ

[1] چہ سالہائے الخ یہ چہ تحقیر کے لئے ہے یعنی یہ سامان اور مال ومتاع کیا چیز ہے۔ ۱۲ (عبدالباری آسی)

فاخر دانستی و ہر روز ازان بنوعی کشتی گرفتی مگر گوشۂ خاطرش باجمال یکے از
جانتا تھا اور ہر روز اس میں سے ایک داؤ سے کشتی لڑتا تھا مگر اسکا میلان خاطر شاگردوں میں سے ایک
شاگردان میلی داشت سہ صد و پنجاہ و نہ بندش در آموخت مگر یک بند
کے جمال کی طرف زیادہ تھا تین سو انسٹھ ۳۶۱ پیچ اسکو سکھا دیے مگر ایک پیچ تھا
کہ در تعلیم آن دفع انداختی و تاخیر کردی فی الجملہ پسر در قوت و صنعت سرآمد
کہ اسکے سکھانے میں عذر اور دیر کرتا تھا قصہ کوتاہ نوجوان زور آور کشتی میں ماہر ہو گیا
و کسی را در زمان او با او امکان مقاومت نبودی تا بجدیکہ پیش ملک آن
اور کسی کو اسکے زمانے میں اسکے مقابلہ کی اس سے ہمت نہ پڑتی تھی یہان تک کہ اس زمانہ کے بادشاہ
روزگار گفتہ بود کہ اُستاد را فضیلتے کہ بر من است از روے بزرگی ست و حق
کے سامنے اسنے کہا تھا کہ اُستاد کو جو فضیلت کہ مجھ پر ہے وہ سن رسیدگی کی وجہ سے ہے اور اسکے علاوہ
تربیت و گرنہ بقوت از و کمتر نیستم و بصنعت با او برابرم ملک را این سخن
استادی کا حق ہے نہیں تو طاقت میں میں اس سے کم نہیں ہوں اور کشتی میں اُسکے برابر ہون بادشاہ کو یہ بات
دشوار آمد فرمود تا مصارعت کنند مقامی متسع ترتیب کردند و ارکان دولت
گران معلوم ہوئی حکم دیا کہ اکھاڑہ تیار کریں ایک بہت وسیع میدان تیار کیا گیا اور بڑے بڑے عہدہ دار
و اعیان حضرت و زور آوران روی زمین حاضر شدند پسر چون پیل مست در آمد
بڑے بڑے افسر اور دنیا بھر کے پہلوان وہان آئے نوجوان مست ہاتھی کی طرح آیا
بصدمتی کہ اگر کوہ روئین[1] بودی از جاے بر کندی استاد دانست کہ جوان
ایسے زور سے جھومتا ہوا کہ اگر کانسہ کا پہاڑ ہوتا تو اسکو اسکی جگہ سے اکھاڑ ڈالتا استاد نے سمجھ لیا کہ جوان
بقوت از و برتر ست بدان بند غریب کہ از وی پنہان داشتہ بود با وے
قوت میں اس سے زیادہ ہے اُسی عجیب و غریب داؤ سے جو اس سے چھپا رکھا تھا اُس سے
در آویخت پسر دفع آن ندانست استاد از زمینش بدو دست بالای
لڑا شاگرد کی سمجھ مین اسکا توڑ نہ آیا استاد نے دونون ہاتھو نپر اسکو زمین سے اٹھا کر

---

[1] روئین کانسہ کو کہتے ہیں۔ جو ایک مرکب دھات ہوتی ہے جو رانگے اور تانبے سے تیار کرتے ہیں اور یہ نہایت مضبوط ہوتی ہے بعض کہتے ہین کہ رانگ اور پیتل سے یا تانبے اور جست سے بناتے ہین ۱۲۔

سر برد و بر زمین زد غریو از خلق برخاست ملک فرمود استاد را خلعت و نعمت
سرنک لے گیا اور زمین پر ٹپک دیا لوگون نے شور مچانا شروع کر دیا بادشاہ نے استاد کو خلعت اور نقد دئے جانیکا
دادن و پسر را زجر فرمود و ملامت کرد که با پرورندهٔ خویش دعوی مقاومت
دیا اور نوجوان کو ڈانٹا اور ملامت کی کہ اپنے محسن سے تو نے برابری کا دعوے کیا
کردی و بسر نبردی گفت ای پادشاه روی زمین بزور آوری بر من دست
اور پھر کچھ کر نہ سکا کہا کہ اے خداوند عالم وہ اپنی طاقت کی وجہ سے مجھ پر غالب
نیافت بلکه مرا از علم کشتی دقیقهٔ مانده بود و همه عمر از من دریغ میداشت امروز
نہیں ہوا بلکہ کشتی کے علم میں سے ایک باریکی مجھ سے باقی رہ گئی تھی۔ اور تمام عمر وہ اُسکے سکھانے میں دریغ کرتا تھا آج
بدان دقیقه بر من غالب آمد گفت از بهر چنین روزی نگاه می داشتم که زیرکان
اسی باریکی کیوجہ سے مجھ پر غلبہ پایا استاد نے کہا ایسے ہی دن کے لئے میں چھپا رکھتا تھا کیونکہ عقلمندون
گفته اند دوست را چندان قوت مده که اگر دشمنی کند تواند نشنیدهٔ که
کا قول ہے کہ دوست کو اتنی قوت نہ دینا چاہیئے کہ اگر دشمنی کرے تو کر سکے کیا تو نے سنا نہیں ہے کہ

قطعه

چه گفت آنکه از پروردهٔ خویش جفا دید
اُس شخص نے کیا کہا ہے جسنے اپنے شاگرد کی بیوفائی دیکھی ہے

یا وفا خود نبود در عالم یا تو وفا دنیا مین کبھی تھی ہی نہیں کس نیاموخت علم تیر از من کسی نے مجھ سے تیراندازی کا علم نہیں سیکھا	یا مگر کس درین زمانه نکرد یا شاید کسی نے اس زمانے میں نہین کی ہے که مرا عاقبت نشانه نکرد کہ آخر کار مجھی کو نشانہ نہین بنایا

حکایت

درویشی مجرد بگوشهٔ صحرائی نشسته بود پادشاهی بروی
ایک فقیر تنہا ایک جنگل کے گوشہ مین بیٹھا تھا ایک بادشاہ کا اسپر
بگذشت درویش از انجاکه فراغ ملک قناعت[1] است بدو التفات نکرد
گزر ہوا فقیر چونکہ فراغت ملک قناعت کا مالک ہے اسپر کوئی توجہ نہین کی

[1] قناعت۔ تھوڑی چیز پر صبر کرنا۔ زیادہ کی حرص مین نہ پڑنا۔ مطلب یہ کہ فقیر چونکہ قناعت کے ملک کا مالک ہوتا ہے ۱۲ (عبد الباری آسی)

سلطان ازانجا کہ سطوت سلطنتست برنجید وگفت این طائفۂ خرقہ پوشان

اور بادشاہ چونکہ بادشاہت کا لازمہ غصہ ہے خفا ہوا۔ اور بولا یہ گدڑی پہننے والے گروہ

امثال بہائم اند واہلیت وآدمیت ندارند وزیر نزدیکش آمد وگفت اے

چارپایوں کی طرح ہے اور آدمیت کی اہلیت نہیں رکھتے وزیر اس فقیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ

جوانمرد سلطان روی زمین برتو گذر کرد خدمتی نکردی وشرائط ادب بجا

مرد خدا دنیا کا بادشاہ تیرے پاس ہوکر گزرا اور تونے کوئی خدمت نہیں کی اور ادب کے

نیاوردی گفت سلطان رابگوی تاتوقع خدمت از کسی دارد کہ توقع نعمت

شرائط پورے نہیں کئے فقیر نے کہا کہ بادشاہ سے کہدو کہ تعظیم کی امید اس شخص سے رکھے جو اس سے

اودارد ودیگر بدانکہ ملوک از بہر پاس رعیت اند نہ رعیت از بہر طاعت ملوک

دولت کی امید رکھتا ہو دوسرے یہ بھی واضح ہو کہ بادشاہ رعیت کی حفاظت کے لئے ہیں رعیت بادشاہ کی تعظیم کیلئے نہیں ہے

قطعہ

پادشہ پاسبان درویشست
بادشاہ فقیر کا چوکیدار ہے
گوسپند از برای چوپان نیست
بکری چرواہے کے لئے نہیں ہے

گرچہ رامش بفر دولت اوست
اگرچہ وہ فقیر اسکے دولت اور دبدبہ کیوجہ اسکا تابعدار ہے
بلکہ چوپان برای خدمت اوست
بلکہ چرواہا بکریوں کی خدمت کے لئے ہے

قطعہ

گر یکی راتو کامران بینی
اگر ایک آدمی کو تو خوشحال دیکھے
روز کی چند باش تا بخورد
تھوڑے دن ٹھہرجا کہ خاک قبر
فرق شاہی وبندگی برخاست
بادشاہی اور غلامی کا فرق اُٹھ گیا
گر کسے خاک مردہ باز کند
اگر کوئی مردہ کی قبر کو کھولے

دیگری رادل از مجاہدہ ریش
اور دوسرے کا دل محنت اور مشقت سے زخمی ہے
خاک مغز سر خیال اندیش
ظالم کے سر کا بھیجا کھاے
چون قضای نبشتہ آمد پیش
جب لکھی ہوئی قضا سامنے آئی
نشناسد توانگر از درویش
تو فقیر اور مالدار کی پہچان نہیں کر سکتا

ملک را گفتن درویش استوار آمد گفت از من چیزی بخواه گفت آن همیخواهم
بادشاہ کو فقیر کی بات بڑی مضبوط معلوم ہوئی کہا کہ مجھ سے کچھ مانگ لے فقیر بولا میں اتنا ہی چاہتا ہوں
کہ دگر بارہ زحمت بمن ندہی گفت مرا پندی دہ گفت
که دوبارہ آپ تشریف لاکر مجھے تکلیف ندین بادشاہ نے کہا مجھے کوئی نصیحت کر۔ بولا

بیت

دریاب کنون کہ نعمتی ہست بدست	کین دولت و ملک میرود دست بدست
اسکی قدر کر اب دولت تیرے ہاتھ میں ہے	کیونکہ یہ دولت اور ملک ہاتھوں ہاتھ جاتا ہے

حکایت

یکی از وزرا پیش ذوالنونؔ مصری رفت و ہمت خواست
ایک شخص وزیروں میں سے ذوالنون مصری کے سامنے گیا اور دعا کی خواہش کی
کہ روز و شب بخدمت سلطان مشغول میباشم و بخیرش امید وار و از عقوبتش
کہ دن رات میں بادشاہ سلامت کی خدمت میں لگا رہتا ہوں اور اسکے احسانات کا امیدوار اور اسکے غصہ سے
ترسان ذوالنون بگریست و گفت اگر من خدای عز و جل را چنان ترسیدمی
ڈرتا رہتا ہوں۔ ذوالنون مصری روئے اور بولے کہ اگر میں خدائے بزرگ سے ایسا ہی ڈرتا جیسا تو
کہ تو سلطان را از جملہ صدیقان بودمی

قطعہ

بادشاہ سے ڈرتا ہے تو میں خدا کے دوستوں میں سے ہوتا

گر نبودی امید راحت و رنج	پای درویش بر فلک بودی
اگر آرام اور تکلیف کی امید نہوتی	تو فقیر کا قدم آسمان پر ہوتا
گر وزیر از خدا بترسیدی	ہمچنان کز ملک ملک بودی
اگر وزیر خدا سے ایسا ڈرتا	جیسا بادشاہ سے ڈرتا ہے تو فرشتہ ہوجاتا

حکایت

بادشاہی بکشتن بیگناہی اشارت کرد گفت اے
ایک بادشاہ نے ایک بے گناہ کے قتل کا حکم دیا وہ شخص بولا کہ بادشاہ
ملک موجب خشمی کہ ترا بر من ست آزار خود مجوی کہ این عقوبت بر من
سلامت اس غصہ کے سبب سے جو آپکو مجھ پر ہے اپنے آزار کے خواہاں نہ ہوجیئے کیونکہ یہ سزا مجھ پر

ملہ ذوالنون مصری۔ ایک ولی اللہ کا لقب جو مصر کے رہنے والے تھے توبان آپ کا نام تھا۔ ابوالفیض کنیت تھی۔ آپ کے لقب متعلق یہ قصہ مشہور ہے کہ آپ ایک کشتی میں سوار تھے اور وہاں ایک قیمتی موتی گم ہوگیا تھا۔ لوگوں کو آپ پر شبہ ہوا تو آپنے مچھلیوں کو حکم دیا اور بے تعداد مچھلیاں ویسے موتی لیکر دریا سے نکل آئیں۔ کتب سیر میں یہ قصہ بہ تفصیل مرقوم ہے ۱۲۔

بیک نفس سرآید وبزۂ آن بر تو جاوید بماند قطعہ
دم کے دم میں گزر جاۓ گی اور اس کا گناہ آپ پر ہمیشہ رہے گا

دوران بقا چو باد صحرا بگذشت	تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت
زندگی کا زمانا جنگل کی ہوا کی طرح گزر گیا	رنج اور خوشی اور اچھا برا سب گزر گیا
پنداشت ستمگر کہ جفا بر من کرد	برگردن او بماند و برما بگذشت
ظالم نے خیال کیا کہ اسنے مجھ پر ظلم کیا	حالانکہ اسکی گردن پر رہ گیا اور مجھ پر گذر گیا

ملک را نصیحت او سودمند آمد و از سر خون او در گذشت
بادشاہ کو اسکی نصیحت نے فائدہ دیا اور اسکے قتل کا خیال چھوڑ دیا

حکایت وزرای نوشیروان در مہمی از مصالح مملکت اندیشہ ہمی کردند
نوشیروان کے وزیر کسی مہم میں بادشاہت کی مصلحتیں سوچ رہے تھے
و ہر یک از ایشان دگرگونہ رای ہمی زد و ملک ہمچنان تدبیری اندیشہ کرد
اور ہر آدمی ایک اور طرح کی راۓ دیتا تھا بادشاہ نے بھی اسی طرح ایک تدبیر سوچی
بزرجمہر را رای ملک اختیار آمد وزیران در نہانش گفتند رای ملک
بزرجمہر کو بادشاہ کی راۓ پسند آئی وزیروں نے پوشیدہ طور پر اس سے کہا کہ بادشاہ کی راۓ
را چہ مزیت دیدی بر فکر چندین حکیم گفت بموجب آنکہ انجام کار معلوم
میں تو نے کیا خوبی دیکھی اتنے عقلمندوں کی راۓ کے مقابلے مین کہا سبب یہ ہے کہ کام کا انجام معلوم
نیست و رای ہمگنان در مشیت ست کہ صواب آید یا خطا پس موافقت
نہین ہے اور سب کی راۓ ابھی پردہ تقدیر مین ہے کہ ٹھیک ہو یا غلط ہو اس لیۓ بادشاہ کی
رای ملک اولی ترست تا اگر خلاف صواب آید بعلت متابعت از
راۓ کی تائید کرنا زیادہ اچھا ہے تاکہ اگر وہ راۓ غلط ہو بسبب اسکی تائید کے ہم
معاتبت ایمن باشم کہ گفتہ اند مثنوی
اسکے عتاب سے بیخوف رہون کیونکہ عقلمندونکا قول ہے۔

خلاف رای سلطان رای جستن	بخون خویش باشد دست شستن
بادشاہ کی راۓ کے خلاف راۓ تجویز کرنی	اپنے خون سے ہاتھ دھونے کی برابر ہے

ل مہم کوئی بڑا اہم کام جس کی وجہ سے فکر ہو ۱۲۔

اگر شہ روز را گوید شب ست این اگر بادشاہ دن کو کہے کہ یہ رات ہے	بباید گفت اینک ماہ و پروین تو کہدینا چاہیے کہ یہ چاند ہے اور یہ پروین ہے

حکایت

شیادی گیسو بافت یعنی علوی ست و با قافلہ حجاز بشہر د...

ایک مکار نے مکاری کا جال پھیلایا کہ وہ علوی سید ہے اور حاجیون کے قافلہ کے سا...

وچنان نمود کہ از حج می آید و قصیدہ نیکو پیش ملک برد و دعوی کرد کہ...

اور یہ ظاہر کیا کہ حج سے آیا ہے اور ایک عمدہ قصیدہ بادشاہ کے سامنے لیگیا اور دعوے کیا کہ اُسنے کہ...

گفتہ است ملک نعمتش داد و اکرام کرد و نوازش بیکران فرمود تا یکی از ندما...

بادشاہ نے اسکو دولت دی اور عزت بھی کی اور بہت مہربانی فرمائی یہانتک کہ بادشاہ کے مصاحبون...

حضرت پادشاہ کہ دران سال از سفر دریا آمدہ بود گفت من او را عید اضحی...

سے ایک شخص نے جو اسی سال دریا کا سفر کرکے واپس آیا تھا کہا کہ میں نے بقرعید میں...

در بصرہ دیدم معلوم شد کہ حاجی نیست دیگر گفت من او را اشنا...

بصرہ میں دیکھا ہے معلوم ہوا کہ حاجی نہین ہے دوسرے نے کہا کہ میں اِسکو جانتا ہو...

پدرش نصرانی بود در ملاطیہ بدانستند کہ شریف نیست و شعرش را در دی...

اس کا باپ عیسائی تھا شہر ملاطیہ میں معلوم ہوا کہ شریف النسب یعنی سید نہیں ہے اور اسکے اشعار...

انوری یافتند ملک فرمود تا بزنندش و نفی کنند تا چندین دروغ درہم چرا گفت...

انوری میں پائے بادشاہ نے حکم دیا کہ اُسے ماریں اور شہر سے نکالدیں کہ پے درپے اتنے جھوٹ کیوں بو...

گفت ای خداوند روی زمین سخنی ماندہ است در خدمت بگویم اگر راست...

کہا اے روے زمیں کے مالک ایک بات باقی رہ گئی ہے وہ بھی آپکی خدمت مین عرض کردون اگر صحیح...

ف۱ پروین فارسی میں ستارون کے گچھے کو کہتے ہین - اور وہ چھ ستارے ہین جو خوشہ انگور کی طرح ہین عربی... انکو ثریا کہتے ہین ۱۲ - ف۲ علوی اولاد حضرت علی رضی اللہ عنہ - سیدون کی دو شاخین ہین ایک اولاد حسن... فاطمۃ الزہرا دوسرے وہ جو دوسری بیبیون سے ہے کہ آپ بعد رحلت جنابہ سیدہ کے نکاح مین لائے...

ف۳ قصیدہ نظم کی ایک صنف ہے - جسکے مطلع کے دونوں قافیہ اور باقی شعرون کے مصرع آخر کے قا... ہم وزن ہون - اور اسکے کم از کم پندرہ شعر ہونا چاہئیں - قصیدہ مین اکثر بادشاہوں یا امرا کی مدح کی... ہے ۱۲ ف۴ بصرہ ایک شہر ہے جو عراق عرب میں واقع ہے ف۵ ملاطیہ بفتح ایک شہر کا نام جو روم اور فرنگ کے در... واقع ہے اور وہان ایک قلعہ نہایت مضبوط تھا ف۶ انوری محمود غزنوی کے زمانے کا ایک نہایت مشہور و معروف شاعر تھا

باشد بہر عقوبت کہ خواہی سزاوارم گفت آن چیست گفت **قطعہ**
تو جو سزا آپ چاہیں مجھے دے سکتے ہیں مجھے منظور ہے پوچھا وہ کیا ہے اُسنے کہا

غریبی گرت ماست پیش آورد	دو پیمانہ آب ست ویک چمچہ دوغ
اگر کوئی مفلس آپ کے سامنے مٹھا لائے	تو دو پیالہ بھر اسمین پانی ہے اور ایک چمچہ دہی
اگر راست میخواہی از من شنو	جہاندیدہ بسیار گوید دروغ
اگر سچی بات پوچھئے تو مجھ سے سنئے	جسنے دنیا زیادہ دیکھی ہوتی ہے وہ جھوٹ زیادہ بولتا ہے

ملک را خندہ گرفت گفت ازین راست تر سخن تا عمر او باشد نگفتہ است فرمود
بادشاہ کو ہنسی آگئی کہا اس سے زیادہ سچ بات اُسنے اپنی زندگی مین نہ کہی ہوگی حکم دیا
تا انچہ ماَمول اوست مہیا دارند و بدلخوشی او را گسیل کنند۔
کہ جو کچھ اسکی امیدیں ہیں وہ مہیا رکھین اور خوشی کے ساتھ اسکو رخصت کر دین۔

حکایت یکی از پسران ہارون الرشید پیش پدر آمد خشم آلودہ کہ مرا فلان
ہارون الرشید کے لڑکون مین سے ایک لڑکا باپ کے سامنے غصہ مین بھرا ہوا آیا اور شکایت کی کہ فلان سپاہی
سرہنگ زادہ دشنام مادر داد ہارون الرشید ارکان دولت را گفت
کے لڑکے نے مجھ کو ماں کی گالی دی ہے ہارون الرشید نے بڑے بڑے سرداروں سے پوچھا کہ ایسے
جزای چنین کسی چہ باشد یکی اشارت بکشتن کرد و یکی بزبان بریدن و دیگرے
کی کیا سزا ہے کسی نے مار ڈالنے کی رائے دی اور کسی نے زبان کاٹنے کی اور دوسروں نے
بمصادرت و نفی ہارون گفت ای پسر کرم آنست کہ عفو کنی و اگر نتوانی
تاوان و جرمانہ اور شہر بدر کرنیکو کہا ہارون بولا اے بیٹے مہربانی تو یہی ہے کہ اسکو معاف کر دے اور اگر ایسا
تو نیزش دشنام مادر دہ چندانکہ از حد در نگذرد پس آنگہ ظلم از طرف تو باشد و دعوی
نہ کر سکے تو تو بھی اسے ماں کی گالی دے مگر اتنی کہ حد سے نہ گزر جائے اگر ایسا ہوا تو پھر ظلم تیری طرف سے ہوگا اور دعوے دشمن
از قبل خصم **قطعہ**
کی طرف سے

نہ مرد است آن بنزدیک خردمند	کہ با پیل دمان پیکار جوید
عقلمندوں کے نزدیک وہ مرد نہیں ہے	کہ مست ہاتھی سے لڑتا پھرے

ہارون الرشید خلفائے عباسیہ میں سے ایک خلیفہ کا نام تھا جو نہایت عادل ذی ہمت اور سخی تھا ۱۲۔

بلی مرد آن کس است از روی تحقیق ہاں حقیقتاً مرد وہ شخص ہے	کہ چون خشم آیدش باطل نگوید کہ جب اس کو غصہ آئے تو بیہودہ نہ بکے

حکایت با طائفہ بزرگان بکشتی نشستہ بودم زورقی در پی ما غرق
میں بزرگوں کے ایک گروہ کے ساتھ کشتی میں بیٹھا تھا ہمارے پیچھے ایک چھوٹی کشتی ڈوب
شد دو برادر بگردابے در افتادند یکی از بزرگان گفت ملاح را کہ بگیر
اور دو بھائی ایک بھنور میں پھنس گئے بڑے آدمیوں میں سے ایک نے ملاح کو حکم دیا کہ جلد ان دونوں بھائیوں کو
ہر دو برادران را کہ بہر یکے پنجاہ دینارت بدہم ملاح در آب رفت
پکڑ کہ تجھے ہر ایک کے بدلے پچاس دینار انعام دونگا ملاح پانی میں کود پڑا یہانتک
تا یکے را برہانید و آن دیگر ہلاک شد گفتم بقیت عمرش نماندہ بود از
ایک کو بھنور سے نکالا اور دوسرا مرگیا میں نے کہا کہ اسکی زیادہ زندگی نہین رہی تھی اسی
سبب در گرفتن او تاخیر کردی و در آن دیگر تعجیل ملاح بخندید و گفت آ
اسکو بچانے میں دیر کردی اور دوسرے کے لئے جلدی کی ملاح ہنسا اور کہا تو نے جو
تو گفتی یقین است و سببی دیگر است گفتم آن چیست گفت میل خاطر من بایـ
کہا ہے وہ ٹھیک ہے اور ایک سبب اور ہے میں نے پوچھا وہ کیا۔ اُسنے کہا میری توجہ اس ایک کے چھڑا
این یکی بیشتر بود کہ وقتی در بیابان ماندہ بودم مرا بر شتری نشاند و از د
پر زیادہ تھی کیونکہ ایک مرتبہ بن جنگل مین تھک گیا تھا راستے مجھے ایک اونٹ پر بٹھایا اور اس دوسرے
آن دگر تازیانہ خوردہ بودم در طفلی گفتم صدق اللہ تعالیٰ من عمل صالحاً فلنفسہ
ہاتھ سے میں نے کوڑا کھایا تھا لڑکپن میں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے جس نے اچھا کام کیا تو اپنے
ومن اساء فعلیہا ؁

قطعہ

اور جسنے برا کیا اسکا وبال اسی پر ہے

تا توانی درون کس مخراش جب تک تجھ سے ہو سکے کسی کے دلکو رنجیدہ نہ کر کار درویش مستمند بر آر مزدور مستمند فقیر کا کام نکال دے	کاندرین راہ خارہا باشد کیونکہ اس راستہ مین بڑے کانٹے ہین کہ ترا نیز کارہا باشد کیونکہ تیرے بھی بہت سے کام ہونگے

ا کاندرین راہ سے مراد مردم آزاری کا طریقہ ۱۲ ؎ یعنی تو اوروں کے کام نکالے گا تو تیرے کام بھی نکلتے رہین گے

حکایت دو برادر بودند یکی خدمت سلطان کردی و دیگری بسعی
دو بھائی تھے ایک بادشاہ کا ملازم تھا اور دوسرا مزدوری کرکے اپنے
بازو خوردی باری این توانگر گفت درویش را کہ چرا خدمت نکنی تا از
وت بازو سے روزی پیدا کرتا تھا - ایکدفعہ اس مالدار نے دوسرے غریب بھائی سے کہا کہ تو بادشاہ کی ملازمت کیوں نہیں کر
مشقت کار کردن برہی گفت تو چرا کار نکنی تا از مذلت خدمت رستگاری
اس محنت مزدوری کے کام سے چھوٹ جائے وہ بولا کہ تو مزدوری کیوں نہیں کرتا کہ غلامی کی ذلت سے چھٹی
یابی کہ خردمندان گفتہ اند کہ نان جو خوردن و نشستن بہ کہ کمر زرین بستن [2]
ئے کیونکہ عقلمندوں کا قول ہے کہ جو کی روٹی کھاکے بیٹھ رہنا اس سے بہتر ہے کہ سونے کا پٹکا کمر میں
و بخدمت استادن ۔
ندھے غلامی کے لئے کھڑے رہیں

بیت

بدست آہک تفتہ [3] کردن خمیر گرم جلتا ہوا چونا ہاتھ پر رکھ لینا	بہ از دست بر سینہ پیش امیر اس سے بہتر ہے کہ امیر کے سامنے غلاموں کی طرح سینہ پر ہاتھ رکھکر کھڑا

قطعہ

عمر گرانمایہ درین صرف شد میری قیمتی عمر اسی میں گزر گئی	تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا کہ گرمی میں کیا کھاؤں گا اور جاڑوں میں کیا اوڑھوں گا
ای شکم خیرہ بنانے بساز اے بے شرم پیٹ ایک روٹی پر قناعت کر	تا نکنی پشت بخدمت دوتا تاکہ غلامی کے لئے جھک کر کھڑا ہونا نہ پڑے

حکایت کسی مژدہ پیش نوشیروان عادل برد و گفت شنیدم کہ فلان
کوئی نوشیروان عادل کے پاس خوشخبری لے گیا اور بولا کہ میں نے سنا ہے کہ
دشمن ترا خدای تعالے بر داشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا بگذاشت [4] **فرد**
حضور کے فلان دشمن کو خدائے تعالے نے اٹھا لیا نوشیروان بولا کہ تو نے یہ بھی سنا کہ اُسنے مجھکو چھوڑ دیا

[1] سعی بازو سے مراد غالبًا پیشہ وری اور ہنرمندی ہے ۱۲ [2] نوکر اور چپراسی وغیرہ بادشاہوں کی خدمت میں
ھکا باندھ کر کھڑے ہوتے تھے ۱۲ [3] آہک تفتہ بر دست خمیر کردن سے مراد انتہائی تکلیف یعنی کسی امیر کے سامنے
ودانہ سینے پر ہاتھ رکھکر کھڑے ہونے سے بہتر ہے کہ وہ ہاتھ جلتے ہوئے چونے سے جلجائے [4] مرا بگذاشت
نی کیا مجھے ہمیشہ کے لئے آزاد کر دیا - کیا اب مجھکو اپنی موت کا غم نہیں رہا - ۱۲

اگر بمرد عدو جای شادمانی نیست	که زندگانی ما نیز جاودانی نیست
اگر دشمن مرگیا تو خوشی کی جگہ نہیں ہے	کیونکہ ہماری زندگی بھی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے

حکایت

گروهی از حکما در بارگاه کسری[۱] بمصلحتی در سخن همی گفتند
عقلمندوں کی ایک جماعت نوشیروان کے دربار میں کسی کام کے متعلق مشورہ کر رہی تھی
بزرجمهر[۲] که مهتر ایشان بود خاموش بود سوال کردندش که با ما درین بحث چ[را]
بزرجمہر کہ ان سب کا سردار تھا وہ چپ تھا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ اس بحث میں ہمارے
سخن نگوئی گفت وزیران بر مثال اطبا اند وطبیب دارو ندهد مگر بی[مار]
آپ شریک مشورہ ہو کر بات کیوں نہیں کرتے بزرجمہر نے جواب دیا کہ وزیر طبیبوں کی طرح ہیں اور طبیب بیمار کے
پس چون بینم که رای شما بر صواب ست مرا بر سر آن سخن گفتن حکمت نبا[شد]
کسیکو دوا نہیں دیتا پھر جب میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کی راے درست ہے تو میرا اس سے زیادہ بات کہنا کوئی عقلمندی کا کا[م]

مثنوی

چو کاری بی فضول من برآید	مرا در وی سخن گفتن نشاید
جب کوئی کام بغیر میری شرکت کے نکل جائے	تو مجھے اس میں بات نہ کہنا چاہیے
وگر بینم که نابینا و چاه است	اگر خاموش بنشینم گناه است
اور اگر میں دیکھوں کہ ایک اندھے کے سامنے کنواں ہے	اسوقت اگر میں چپ رہوں تو گناہ ہے

حکایت

هارون الرشید را چون ملک مصر مسلم[۳] شد گفتا بخلاف آ[ن]
ہارون الرشید جب ملک مصر پر حکمران ہوا تو اسنے کہا کہ اس مغرور کے بر عکس
طاغی[۴] که بغرور ملک مصر[۵] دعوی خدائی کرد نه بخشم این ملک را الا بخسی[س]
جسنے مصر کا ملک پاکر خدائی کا دعوے کیا تھا - میں اس ملک کا حاکم سوائے اسکے کسی کو نہ بناؤں گا مگر جو بہت ہی ادنے

---

۱ کسری - نوشیروان کا نام ہے اور بادشاہان فارس کا بھی لقب ہے - اسکی جمع اکاسرہ ہے اور یہ بکسر کاف عربی
۲ بزرجمہر نوشیروان کے وزیر اعظم کا نام تھا ۱۲ ۳ مسلم شد - یعنی سونپا گیا - مطلب یہ کہ جب خدائے برتر نے مصر
حکمرانی ہارون الرشید کے سپرد کردی ۴ آن طاغی سے مراد فرعون ہے - جسنے مغرور ہو کر خدائی کا دعوے کیا
آخرکار قہر خداوندی سے غرق دریائے نیل ہوا ۱۲ ۵ ملک مصر بہت سے شہروں پر مشتمل ہے - جیسے ہرمان، رشید
دمیاط - اسکندریہ وغیرہم ۱۲ (عبد الباری آسی)

بندگان سیاہی داشت خصیب نام ملک مصر بوی ارزانی داشت آوردہ اند
غلام ہو - ایک جبشی تھا خصیب اس کا نام تھا اس کو حاکم بنا کر ملک مصر سونپ دیا - کہتے ہین
کہ عقل و درایت او تا بجائی بود کہ طائفہ حراث مصر شکایت آوردندش
کہ اس کی عقل و ذہانت کی یہ حالت تھی کہ مصر کے کسانوں کا ایک گروہ جو اُسکے پاس یہ شکایت لیکر آیا کہ
کہ پنبہ کاشتہ بودیم بر کنار نیل باران بی وقت آمد و تلف شد گفت پشم بایستی
ہم نے دریائے نیل کے کنارے پر کپاس بوئی تھی بے وقت بارش ہونے کیوجہ سے وہ سب برباد ہو گئی تو اسنے جواب دیا کہ
کاشت تا تلف نشدی صاحبدلی این کلام بشنید و گفت **مثنوی**
اُون بونی چاہیے تھی کہ ضایع نہ ہو سکتی - ایک درویش نے یہ بات سُنی وہ بولا -

اگر روزی بدانش در فزودی	زنادان تنگ تر روزی نبودی
اگر روزی عقل کی وجہ سے بڑھتی	تو ناداں سے زیادہ کوئی بدنصیب اور بھوکا نہ ہوتا
بناداں آنچنان روزی رساند	کہ دانا اندران حیران بماند
خدا ناداں کو اسطرح روزی پہنچاتا ہے	کہ عقلمند اس میں حیران رہ جاتا ہے

مثنوی

بخت و دولت بکاردانی نیست	جز بتائید آسمانی نیست
نصیب اور دولت کچھ کاردانی کی وجہ نہیں ہے	یہ سوائے مدد غیبی کے نہیں مل سکتے
کیمیا گر بغصہ مردہ بہ رنج	ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج
کیمیا بنانے والا رنج اور غصہ میں مرگیا	اور بیوقوف نے ویرانے میں خزانہ پایا
اوفتادہ است در جہان بسیار	بی تمیز ارجمند و عاقل خوار
دنیا میں بہت سے پڑے ہوئے ہیں	بے تمیز صاحب مرتبہ اور عقلمند ذلیل و خراب

حکایت یکی را از ملوک کنیزک چینی آوردند خواست تا در حالت
بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے پاس چین کی ایک نو عمر لونڈی لائے بادشاہ نے مستی کی حالت میں
مستی باوی جمع آید کنیزک ممانعت کرد ملک در خشم شد و مرا و را بسیاہی
اس سے جماع کرنا چاہا لونڈی راضی نہ ہوئی بادشاہ کو غصہ آگیا اس لونڈی کو ایک حبشی کو دے ڈالا
بخشید کہ لب زبرینش از پرہ بینی در گذشتہ بود و زیرینش بگریبان فرو هشتہ ہیکلی
اور وہ ایسا بدصورت حبشی تھا کہ اسکا اوپر کا ہونٹ ناک کے نتھنے سے بھی اوپر چڑھا تھا اور نیچے کا ہونٹ گریبان تک لٹک رہا تھا ایسی بری صورت

کہ صخرہ جنی از طلعت او برمیدی و عین القطر از بغلش بچکیدی
کہ صخرہ جنی اسکی صورت سے بھاگتا اور تارکول کا چشمہ اسکی بغل سے ٹپکتا تھا۔

تو گوئی تا قیامت زشت روئی	بر و ختم ست و بر یوسف نکوئی
گویا بدصورتی قیامت تک	اسپر ختم ہے اور یوسف پر خوبصورتی

قطعہ

شخصی نہ چنان کریہ منظر	کز زشتی او خبر توان داد
وہ ایک آدمی تھا مگر ایسا بدصورت نہ تھا	کہ اسکی بدصورتی کا بیان کرسکیں
وانگہ بغلش نعوذ باللہ	مردار بآفتاب مرداد
اس بدصورتی کے اوپر اسکی بغل پناہ بخدا	ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بھادوں کی دھوپ میں مردار سڑرہا ہے

آوردہ اند کہ دران مدت سیاہ را نفس طالب بود و شہوت غالب
بیان کیا ہے کہ اس زمانہ میں حبشی مست ہو رہا تھا اور اسپر شہوت کا غلبہ تھا اس کی محبت
بجنبید مہرش برداشت تا بامدادان کہ ملک کنیزک را بجست و نیافت
خواہشات میں تحریک ہوئی اور اس کا کنوارپن اُتار دیا کہ صبح کے وقت بادشاہ نے اس نوعمر لونڈی کو تلاش کیا اور
حکایت بگفتندش خشم بگرفت و فرمود تا سیاہ را باکنیزک استوار ب
لوگوں نے واقعہ شب بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ اس حبشی کو اس لونڈی کے ساتھ مضبو
و از بام جوسق بقعر خندق در اندازند یکی از وزرای نیک محضر روی
اور اونچے محل کے کوٹھے سے خندق کے گڑھے میں ڈالدیں ۔ وزیروں میں سے ایک نیکذات وزیر نے سفارش
بر زمین نہاد و گفت سیاہ بیچارہ را درین خطائی نیست کہ سائر بندگان
زمین چومی اور عرض کیا کہ بیچارہ حبشی کی اسمیں کوئی خطا نہیں ہے کیونکہ تمام غلام آقا کی مہر
خداوندی متعود اند گفت اگر در مفاوضت او شبی تاخیر کردی چہ شد
کے خوگر ہیں بادشاہ نے کہا کہ اگر اسکی مجامعت میں ایک رات دیر کرتا تو کیا بگڑ جاتا

ل صخرہ بفتح صاد مہملہ ۔ ایک کریہ المنظر جن کا نام جسنے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری چرائی تھی ۲ عین
بعض نے ایک بدبودار روغن کے معنے میں لکھا ہے جو چیڑ کے درخت سے نکلتا ہے اور بعض نے پگھلے ہوئے تانبے کے
لکھا ہے جو بکثرت زنگار کی وجہ سے اسمیں بُری بو آتی ہے اس لئے یہ معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں ۳ حضرت یوسف ایک پیغمبر کا نام جو نہا

من اورا افزون تر از بہای کنیزک بدادمی گفت ای خداوند آنچہ فرمودی
کہ میں اسکو اس لونڈی کی قیمت سے زیادہ انعام دیتا وزیر نے عرض کیا کہ سرکار جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا وہ
معلوم ست لیکن نشنیدی کہ حکما گفتہ اند درین معنی **قطعہ**
درست ہے مگر کیا حضور نے عقلمندوں کا یہ قول سنا نہیں ہے جو اسی بارہ میں ہے

تشنۂ سوختہ بر چشمۂ حیوان چو رسد
کوئی پیاسا جلا بھنا جب چشمۂ آبحیات پر جا نکلے
تو مپندار کہ از پیل دمان اندیشد
تو یہ نہ سمجھو کہ پھر وہ کسی مست ہاتھی کا بھی کچھ اندیشہ کریگا
ملحد گرسنہ در خانۂ خالی بر خوان
اسیطرح بھوکا کافر خالی گھر میں ایک دسترخوان پائے
عقل باور نکند کز رمضان اندیشد
تو عقل کو یقین نہیں آتا کہ وہ رمضان کیوجہ سے باز رہے

ملک را این لطیفہ پسند آمد و گفت اکنون سیاہ را تو بخشیدم کنیزک را چہ کنم
بادشاہ کو یہ لطیفہ پسند آیا اور بولا اب حبشی کو میں نے تجھے بخشا اس لونڈی کو میں کیا
گفت کنیزک را ہم بسیاہ بخش کہ نیم خوردۂ سگ ہم اورا شاید **قطعہ**
کروں وزیر نے کہا کہ لونڈی کو بھی حبشی کو بخش دیجئے کہ کتے کا جھوٹا کتے ہی کے لایق ہے۔

ہرگز اورا بدوستی مپسند
اس شخص کو ہرگز دوستی کے لئے پسند نہ کر
کہ رود جای ناپسندیدہ
جو کسی بری جگہ چلا جائے
تشنہ را دل نخواہد آب زلال[1]
پیاسے کا دل خواب میں بھی آب زلال کے پینے کو نہ چاہیگا
نیم خوردہ دہان گندیدہ
جو کسی گندہ دہن کا جھوٹا کیا ہوا ہو

حکایت اسکندر رومی[2] را پرسیدند کہ دیار مشرق و مغرب را بچہ گرفتی
سکندر رومی سے سوال کیا کہ مشرق اور مغرب کی ولایتوں کو تو نے کیونکر فتح کرلیا
کہ ملوک پیشین را خزاین و عمر و ملک و لشکر بیش ازین بود و چنین فتحی میسر
کیونکہ شاہان گزشتہ کے پاس خزانے اور عمر اور ملک اور لشکر اس سے زیادہ تھے اور پھر بھی اُن کو ایسی فتح میسر
نشد گفت بعون اللہ عز و جل ہر مملکتی را کہ بگرفتم رعیتش را نیازردم و رسوم
نہیں ہوئی۔ کہا خدائے بزرگ و برتر کی مدد سے میں نے جس ولایت کو فتح کیا اسکی رعیت کو نہیں ستایا اور بزرگوں کی
خیرات گذشتگان باطل نکردم و نام پادشاہان جز بہ نکوئی نبردم **بیت**
عمدہ رسموں کو میں نے موقوف کیا اور بادشاہان قدیم کا سوائے اچھائی کے کبھی ذکر نہیں کیا

[1] آبِ زلال سے مراد صاف ٹھنڈا پانی ہے ۱۲ [2] اسکندر رومی ایک مشہور بادشاہ کا نام۔ ۱۲۔ (عبدالباری آسی)

بزرگش نخوانند اہلِ خرد عقلمند اس شخص کو بزرگ نہیں جانتے	کہ نامِ بزرگان بزشتی برد اچھے بزرگون کا نام برائی سے لے

قطعہ

این ہمہ ہیچ ست چون می بگذرد یہ سب باتیں فضول ہیں جب خوش نصیبی نامِ نیکِ رفتگانؔ ضائع مکن جانے والون کے نام نیک کو ضایع نہ کر	بخت وتخت وامر ونہی وگیر ودار اور تاج اور حکومت اور لین دین سب گزر جاتے ہین تابماند نام نیکت برقرار کہ تیرا نیک نام برقرار رہے

باب دُوم در اخلاق درویشان

دوسرا باب فقیرون کے عمدہ عادات کے بیان میں

حکایت یکی از بزرگان گفت پارسائی راچہ گوئی در حق فلان
ایک بڑے آدمی نے ایک درویش عابد سے پوچھا کہ آپ کا فلان عابد کے متعلق
عابد کہ دیگران در حق وی بطعنہ سخن ہا گفتہ اند گفت برظاہرش عیب
کیا خیال ہے کیونکہ دوسرے لوگون نے اُسکے حق مین خراب رائے ظاہر کی ہے پارسا نے کہا اسکے ظاہر میں مین کوئی عیب
نمی بینم ودر باطنش غیبؔ نمی دانم **قطعہ**
نہیں دیکھتا اور اسکے باطن کا حال معلوم نہیں کیونکہ مین غیبؔ دان نہین

ہر کرا جامہ پارسا بینی توجس کسی کا لباس پارساؤن کا سا دیکھے ورندانی کہ در نہانش چیست اور اگر تو نہین جانتا کہ اُسکے باطن مین کیا ہے	پارسادان ونیک مردانگار اسی کے پارسا اور نیک مرد خیال کر محتسبؔ را درون خانہ چہ کار تو کوتوال کو گھر کے اندر کے حال کی خبر رکھنے کی ضرورت نہین

حکایت درویشی را دیدم کہ سر بر آستانؔ کعبہ میمالید ومینالید ومی گفت
مینے ایک فقیر کو دیکھا کہ کعبہ کی چوکھٹ پر سر رگڑ رہا تھا اور رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا

لہ رفتگان سے مراد وہ لوگ جو اس جہان سے چلے گئے ۱۲ ؔ یعنی جو کچھ باطن مین ہے وہ غیب ہے اور غیب کی مجھے خبر نہین
تہ آستان کعبہ سے مراد دروازہ کعبہ ہے کیونکہ آستان کعبہ بہت بلند ہے یہ ممکن نہین کہ کوئی اپنا سر رکھکر سجدہ کر سکے

قطعہ

کہ یا غفور یا رحیم تو دانی کہ از ظلوم[1] وجہول چہ آید

کہ اے غفور اور اے رحیم تو جانتا ہے کہ ظالم اور جاہل سے کیا ہو سکتا ہے۔

عذر تقصیر خدمت آوردم	کہ ندارم بطاعت استظہار
مین خدمت کی کمی کا عذر لے کر آیا ہون	کیونکہ مین عبادت پر بھروسہ نہیں رکھتا ہون
عاصیان از گناہ توبہ کنند	عارفان از عبادت استغفار
گنہگار گناہ سے توبہ کرتے ہین	اور عارف عبادت سے پناہ مانگتے ہین

عابدان جزای طاعت خواہند و بازرگانان بہای بضاعت من بندہ امید

عابد لوگ عبادت کا بدلہ مانگتے ہین اور سوداگر سامان کی قیمت مانگتے ہین مین بندہ امید

فقرہ

آوردہ ام نہ طاعت بدریوزہ آمدہ ام نہ بتجارت

لایا ہون نہ کہ بندگی مین بھیک مانگنے کیلئے آیا ہون تجارت کے لئے نہین آیا

بیت

اِصۡنَعۡ بِنَا مَا اَنۡتَ اَهۡلُهٗ وَلَا تَفۡعَلۡ بِنَا مَا نَحۡنُ بِاَهۡلِهٖ

تو ہمارے ساتھ وہ سلوک کر جس کا تو اہل ہے وہ سلوک نہ کر جس کے ہم اہل ہین

گر کشی ور جرم بخشی روی و سر بر آستانم	بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمائی برآنم
اگر تو خطا معاف کرے تو بار ڈالے ہر حال مین تیرے در دالے پر ٹیکے	میرا کوئی اختیار نہین ہو تو جو فرمائے مجھے وہی منظور ہے
قطعہ بر در کعبہ سائلے دیدم	کہ ہمی گفت و میگرستے خوش
کعبے کے دروازہ پر مین نے ایک فقیر کو دیکھا	کہ یہ بات کہہ رہا تھا اور خوب رو رہا تھا
من نگویم کہ طاعتم بپذیر	قلم عفو بر گناہم کش
مین یہ نہین کہتا کہ میری عبادت کو قبول کر	مگر معافی کا قلم میرے گناہ پر کھینچدے

حکایت

عبدالقادر[2] گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ در حرم کعبہ روے بر

عبدالقادر گیلانی کو لوگون نے دیکھا خدا ان پر رحمت کرے کعبے کے حرم مین کنکریون پر

حصاء نہادہ بود و می گفت ای خداوند ببخشاے و اگر مستوجب عقوبتم مرا

پیشانی رکھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے اے خدا مجھے بخشدے اور اگر مین عذاب کی لایق ہون مجھے قیامت

---

[1] ظلوم وجہول ۔ بہت ظالم ۔ اور بہت جاہل ۔ چونکہ قرآن شریف مین انسان کے لئے ظلوماً جہولاً کے لفظ مستعمل ہین اسلئے ایسا کہا۔ [2] عبدالقادر گیلانی ۔ ایک بزرگ کامل کا نام جوگیلان مضافات بغداد کے رہنے والے تھے ۔ جو بڑے پیر کے نام سے مشہور ہین

قطعہ

روز قیامت نابینا برانگیز تا در روی نیکان شرمسار نباشم
کے دن نابینا کرکے اٹھا تاکہ نیکوں کے سامنے میں شرمندہ نہ ہوں

روی برخاک عجز مے گویم
منہ عاجزی کی خاک پر رکھ کر میں کہتا ہوں
ہر سحر گہ کہ باد مے آید
جب کہ صبح کے وقت ہوا آتی ہے
ای کہ ہرگز فراموشت نکنم
اے وہ کہ تجھکو میں ہرگز نہیں بھولتا
ہیچت از بندہ یاد مے آید
کچھ تجھ کو بندہ کی بھی یاد آتی ہے

حکایت دزدی بخانہ پارسائی درآمد چندانکہ طلب کرد چیزی نیافت
ایک چور ایک فقیر کے گھر میں آیا جسقدر کہ تلاش کی کوئی چیز نہ پائی
دل تنگ شد پارسارا خبر شد گلیمے کہ بران خفتہ بود در راہ دزد انداخت تا محروم نشود
رنجیدہ ہوگیا پارسا کو خبر ہوئی ایک کمبل جسپر سورہا تھا راستہ میں چور کے ڈال دیا تاکہ محروم نہ جائے

قطعہ

شنیدم کہ مردان راہ خدا
سنا ہے کہ مردان راہِ خدا نے
دل دشمنان ہم نکردند تنگ
دشمنوں کا دل بھی نہیں دکھایا
ترا کی میسر شود این مقام
تجھکو یہ مرتبہ کب حاصل ہو سکتا ہے
کہ با دوستانت خلافست وجنگ
کہ تیری دوستوں سے لڑائی رہتی ہے اور جھگڑا ہوتا ہے

مودت اہل صفا چہ در روی وچہ در قفا نہ چنان کز پست عیب گیرند و در پیشت میرند
صاف دلوں کی دوستی کیا سامنے اور کیا پیٹھ پیچھے یکساں ہے ایسی نہیں ہے کہ تیری پیٹھ پیچھے برائیاں کریں اور تیرے سامنے جان دیں

فرد

در برابر چو گوسپند سلیم
سامنے مسکین بکری کی طرح
در قفا ہمچو گرگ مردم در
اور پیٹھ پیچھے آدمیوں کے پھاڑنے والے بھیڑیے کیطرح
ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد وشمرد
جو شخص کہ دوسروں کا عیب تیرے سامنے لایا اور انکا شمار کیا
بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد
بیشک تیری برائی دوسروں کے سامنے لے جائے گا

حکایت تنی چند از روندگان متفق سیاحت بودند و شریک رنج و
چند سیاح لوگ سیر وسیاحت میں ساتھ تھے اور ایک دوسرے کے رنج اور
راحت خواستم کہ مرافقت کنم موافقت نکردند گفتم این از کرم واخلاق
خوشی کے شریک تھے میں نے چاہا کہ اُن کے ساتھ رہوں اسپر راضی نہیں ہوئے میں نے کہا کہ یہ بات بزرگوں کی مہربانی اور

بزرگان بدیع است روی از مصاحبت درویشان بگردانیدن و فائده

اخلاق سے بعید اور زاہد معلوم ہوتی ہے فقیروں کی صحبت سے منھ پھیر لینا اور فائدہ پہنچانے مین

دریغ داشتن کہ من در نفس خویش این قدر قوت و سرعت ہمی شناسم

دریغ کرنا کیونکہ مین اپنی ذات مین اسقدر طاقت اور جلدی سمجھتا ہون کہ

شعر

کہ در خدمت مردمان یار شاطر باشم نہ بار خاطر

لوگوں کی صحبت مین مین یار شاطر بن کر رہون نہ کہ بار خاطر ہو کر

إن لم أكن راكب المواشي	أسعى لكم حامل الغواشي
اگر مین کسی چوپائے پر سوار نہوں	تو تمھارے لئے زین پوش اٹھانے کی کوشش کرونگا

یکی ازان میان گفت ازین سخن کہ شنیدی دل تنگ مدار کہ درین روزہا دزدی

ان لوگون مین سے ایک نے کہا کہ جو بات تم نے سنی اس سے رنجیدہ نہ ہو۔ کہ حال ہی کے زمانہ مین ایک چور

بصورت درویشان برآمدہ بود خود را در سلک صحبت ما منتظم کرد شعر

فقیرون کی صورت بناکر آیا اور اپنے آپ کو ہماری صحبت مین منسلک کر دیا تھا

چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست	نویسندہ داند کہ در نامہ چیست
آدمی کیا جانیں کہ کپڑون مین کون ہے	لکھنے والا جانتا ہے کہ خط میں کیا چیز ہے

از انجا کہ سلامت حال درویشان ست گمان فضولش نبردند و بیاری قبولش کردند

چونکہ سلامتی فقیرون کا حال ہے فضول گمان نہین لے گئے اور اسکو دوستی کے لئے قبول کر لیا

مثنوی صورت حال عارفان دلق ست	اینقدر بس چو روی در خلق ست
صوفیون کی ظاہری شناخت گدڑی کا لباس ہے	اسی قدر کافی ہے اگر اس سے خلق کا دکھانا مراد ہے
در عمل کوش ہرچہ خواہی پوش	تاج بر سر نہ و علم بر دوش
عمل مین کوشش کر اور جو کچھ تو چاہے پہن	سر پر تاج رکھ اور کندھے پر علم رکھ
ترک دنیا و شہوت ست و ہوس	پارسائی نہ ترک جامہ و بس
پارسائی دنیا شہوت اور حرص کے چھوڑنے کا نام ہے	نہ کہ صرف امیرانہ لباس کو چھوڑ دینا اور بس

لہ یار شاطر چالاک اور چست دوست بار خاطر جس کا ساتھ ناگوار گزرے ۲ یعنی چونکہ فقیرون کا حال بدگمانی سے سلامت ہے ۳ شہوت سے مراد خواہشات ۱۲ (عبد الباری آسی)

در قزاگند[۱] مرد باید بود	بر مخنث سلاح جنگ چہ سود
قزاگند میں مرد دلیر ہونا چاہیے	کسی ہیجڑے کو لڑائی کے آلات سے مسلح کرنے کیا نتیجہ

روزی تا بشب رفته بودیم وشبانگه در پای حصاری خفته که دزد بی توفیق

ایک دن ہم نے رات تک سفر کیا تھا اور رات کے وقت ایک قلعہ کے نیچے سوئے تھے کہ بے توفیق چور نے

ابریق[۲] رفیق برداشت که بطهارت میروم وبغارت برفت

چھاگل ایک ساتھی کی اٹھالی اور یہ بہانہ کیا کہ میں وضو کے لئے جاتا ہوں اور ڈاکہ مارنے گیا

پارسا بین که خرقه در بر کرد	جامهٔ کعبه[۳] را جل خر کرد
ذرا پارسا کو دیکھو کہ گدڑی پہن لی	اور کعبہ کے غلاف سے گدھے کی جھول تیار کی

چندانکه از درویشان غائب شد ببرجی برفت ودرجی بدزدید تا روز روشن

یہاں تک کہ فقیروں کی نظر سے غایب ہوگیا اور ایک برج پر چڑھ گیا اور ایک ڈبیہ چرا لیا جب تک دن کا اجا

شد آن تاریک رو مبلغی راه رفته بود و رفیقان بیگناه خفته بامدادان همه را

پھیلا وہ تاریکی میں چلنے والا کتنی ہی راہ چل چکا تھا اور بے قصور ساتھی سو رہے تھے صبح کے وقت سب کو

بقلعه در آوردند و بزدند و در زندان کردند از آن تاریخ ترک صحبت گفتیم

قلعہ میں لائے اور مارا اور حوالات میں بھیجدیا - بس اسی تاریخ سے ہم نے ساتھی بنانا چھوڑا

وطریق عزلت گرفتیم السَّلامةُ فِی الوحدةِ

گوشہ نشینی اختیار کرلی کیونکہ سلامتی تنہائی میں ہے

قطعه

چو از قومی یکی بیدانشی کرد	نه که را منزلت ماند نه مه را
جب کسی قوم میں سے ایک نے بے وقوفی کی	تو نہ چھوٹے کی عزت رہتی ہے نہ بڑے کی
نمی بینی که گاوی در علف زار	بیالاید همه گاوان ده را
کیا تجھے معلوم نہیں ہے چراگاہ میں ایک گائے	سارے گانوں کی گایوں کو اپنے ساتھ بدنام کردیتی ہے

گفتم سپاس ومنت خدای عزوجل را که از فوائد درویشان محروم نماندم اگر

میں نے کہا کہ خدائے جل شانہ کا شکر و احسان ہے کہ فقیروں کے فائدوں سے میں محروم نہیں رہا اگر

۱ قزاگند بفتح کاف ایک لباس جو جنگ میں پہنا جاتا ہے کہ اس پر تلوار وغیرہ اثر نہیں کرتی کیونکہ وہ بہت نرم ہوتا

۲ ابریق - لوٹا - یا چھاگل پانی کی ۳ یعنی گویا خانہ کعبہ کے غلاف سے اُسنے گدھے کی جھول تیار کی - عبدالباری

بصورت از صحبت جدا افتادم بدین حکایت کہ گفتی مستفید گشتم و امثال

ظاہر مین مین صحبت سے جدا رہا مگر یہ قصہ جو آپ نے کہا اس سے مین نے فائدہ اٹھایا اور مجھ سے آدمیون

مرا ہمہ عمر این نصیحت بکار آید

مثنوی

کے لئے عمر بھر یہ نصیحت کام آئے گی۔

بیک ناتراشیدہ در مجلسی	برنجد دل ہوشمندان بسی
کسی ایک محفل میں ایک نالائق کی وجہ سے	بہت سے عقلمندون کا دل رنجیدہ ہوتا ہے
اگر برکۂ پر کنند از گلاب	سگی در وی افتد کند منجلاب
اگر گلاب سے ایک حوض بھر دین	ایک کتا اس مین گرے تو وہ سب کو ناپاک کر دیگا

حکایت زاہدی مہمان پادشاہی بود چون بطعام بنشستند کمتر

ایک عبادت گزار درویش ایک بادشاہ کا مہمان تھا۔ جب کھانے پر بیٹھے تو اس سے کم کھایا

ازان خورد کہ ارادت او بود و چون بنماز برخاستند بیشتر ازان گذارد کہ

جتنی کہ اسکی خواہش تھی اور جب نماز کے لئے اُٹھے تو اس سے زیادہ پڑھی جتنی کہ روز

عادت او بود تا ظن صلاح در حق وی زیادت کند

فرد

پڑھتا تھا۔ تاکہ نیکی کا گمان اُسکے بارہ مین زیادہ ہوجائے

ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی[۱]	کین رہ کہ تو میروی بترکستان[۲] است
مجھے خوف ہے کہ اے اعرابی تو کعبے مین نہ پہنچے گا	کیونکہ یہ رستہ جسپر تو چل رہا ہے ترکستان جاتا ہے

چون بمقام خود آمد سفرہ خواست تا تناول کند پسری داشت صاحب

جب اپنی جائے قیام پر آیا تو دسترخوان مانگا تاکہ کھانا کھائے اُسکا ایک لڑکا تھا عقلمند

فراست گفت ای پدر چرا در مجلس سلطان طعام نخوردی گفت در نظر

اسنے کہا کہ اباجی آپ نے بادشاہ کی محفل مین کھانا کیون نہ کھایا درویش نے جواب دیا کہ

ایشان چیزے نخوردم کہ بکار آید گفت نماز را ہم قضا کن کہ چیزی نکردی کہ بکار آید

انکے سامنے مین نے کچھ نہین کھایا کہ کام آئے دنیا مین لڑکا بولا نماز کی بھی قضا کیجیے کیونکہ آپ نے کوئی ایسا کام نہین کیا جو آخرت مین کام آئے ۱۲

۱ اعرابی عرب کی وہ قوم جو ہمیشہ جنگلون مین رہتی ہے ۱۲-

۲ ملک ترکستان شمالی توران مین واقع ہے اور توران شمال ہند مین ہے ؟ عبدالباری آسی

قطعه

ای هنرها نهاده بر کف دست	عیب ها برگرفته زیر بغل
اے وہ شخص کہ تو ہنروں کو ہاتھ پر رکھے پھرتا ہے	اور اپنے عیبوں کو بغل کے نیچے دبائے ہوئے ہے
تا چه خواهی خریدن ای مغرور	روز درماندگی بسیم دغل
آخر اے مغرور تو کیا خریدنا چاہتا ہے	ضرورت کے روز کھوٹی چاندی سے

حکایت یاد دارم که در ایام طفولیت متعبد بودم و شب خیز و مولع

مجھے ابھی یاد ہے کہ میں اپنے بچپن کے زمانہ میں بڑا عبادت گزار شب بیدار تھا اور

زهد و پرهیز تا شبی در خدمت پدر رحمة الله علیه نشسته بودم و همه شب دیده

واتقا کا حریص اتفاقیہ ایک رات کو میں پدر بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اور ساری رات پلک

هم نه بسته و مصحف عزیز در کنار گرفته و طائفه گرد ما خفته پدر را گفتم ازین

سے پلک نہ لگی تھی قرآن شریف بغل میں لئے ہوئے تھا اور ایک جماعت تھی کہ ہمارے پاس سو رہی تھی میں نے باپ سے کہا

جماعت یکی سر بر نمیدارد که دوگانه بگذارد چنان خفته اند که گوئی مرده اند

اس جماعت میں سے ایک بھی سر نہیں اٹھاتا کہ تہجد کی نماز پڑھ لے ایسے سو رہے ہیں کہ جیسے مرگئے ہوں

گفت ای جان پدر اگر تو نیز بخفتی ازان به که در پوستین خلق افتی **قطعه**

صاحب نے کہا کہ اے بیٹا اگر تو بھی سو جاتا تو اس سے اچھا تھا کہ مخلوق کی بدگوئی اور غیبت میں پڑے۔

نه بیند مدعی جز خویشتن را	که دارد پردهٔ پندار در پیش
دعوے کرنے والا اپنے سوائے کسی کو نہیں دیکھتا	کیونکہ غرور کا پردہ اُسکے سامنے پڑا ہوا ہے
گرت چشم خدا بینی ببخشند	نه بینی هیچکس عاجزتر از خویش
اگر خدا تجھکو خدا بینی کی آنکھ بخشدے	تو تو کسی کو اپنے سے زیادہ عاجز نہ پائے

حکایت یکی را از بزرگان بمحفلی اندر همی ستودند و در اوصاف

بزرگوں میں سے لوگ ایک بزرگ کی ایک محفل میں تعریف کر رہے تھے اور اس کی

جمیلش مبالغت همیکردند سر برآورد و گفت من آنم که من دانم **شعر**

عمدہ تعریفوں میں مبالغہ کر رہے تھے اُسنے گردن اٹھائی اور کہا میں ایسا ہوں کہ میں خود ہی جانتا ہوں۔

کَفِیتَ اَذًی یَا مَنْ یَعُدُّ مَحَاسِنِی	عَلَانِیَتِی هٰذَا وَلَمْ تَدْرِ بَاطِنِی
اے وہ شخص کہ تو میری تعریف کرتا ہے تو میرے عیب دینے کے لیے	میری حالت ظاہری تو یہ ہے اور میری اندرونی حالت تجھے معلوم

قطعه

شخصم بچشم عالمیان خوب منظرست	وز خبث باطنم سر خجلت فگنده پیش
میرا جسم اہل دنیا کی نظروں مین خوب صورت ہے	اور باطنی بدی سے مین گردن جھکائے ہوں
طاؤس را بنقش و نگاری که هست خلق	تحسین کنند و او خجل از زشت پای خویش
مور کی اسکے ظاہری نقش ونگار کی وجہ سے دنیا	تعریف کرتی ہے اور وہ اپنے برے پانوون سے شرمندہ ہے

حکایت

یکی از صلحای کوه لبنان[1] که مقامات او در دیار عرب مذکور
لبنان پہاڑ کے بزرگون مین سے ایک بزرگ جنکی کرامتین عرب کے ملک مین مشہور
بود و کرامات او مشهور بجامع[2] دمشق[3] درآمد بر کنار برکه کلاسه طهارت همی ساخت
تھین اور اُن کا عرفان زبانزد تھا۔ جامع مسجد دمشق مین آئے اور چھوٹے کے نیچے بڑے حوض پر وضو کر رہے تھے اس مین
پایش بلغزید بحوض درافتاد بمشقت بسیار ازان جایگه خلاص یافت چون
اُن کا پاؤن پھسل گیا۔ حوض مین گر پڑے اور بڑی مشکل سے اس جگہ سے نکل سکے جب نماز
از نماز بپرداختند یکی از جمله اصحاب گفت مرا مشکلے هست گفت آن
سے فارغ ہوئے لوگون مین سے ایک آدمی نے کہا مجھے ایک الجھن ہے پوچھا وہ کیا ہے
چیست گفت یاد دارم که شیخ بر روی دریای مغرب برفت و قدمش تر نشد
وہ بولا مجھے یاد ہے کہ شیخ دریائے مغرب کے پانی کے سطح پر گئے اور انکا قدم تر نہیں ہوا
امروز چه حالت بود که درین قامتی آب از هلاک چیزے نماند شیخ
آج کیا حال ہوگیا تھا کہ اس قدآدم پانی میں مرنے میں کوئی کسر ہی نہیں رہی شیخ نے
سر بجیب تفکر فرو برده پس از تامل بسیار سر برآورد و گفت نشنیده که سید عالم
فکر کی وجہ سے سر گریبان مین سر جھکا لیا اور بہت دیر سوچنے کے بعد سر اٹھایا اور جواب دیا کیا تونے سنا نہیں کہ
صلے اللہ علیہ وسلم گفت لِي مَعَ اللهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا خدا کے ساتھ ایک وقت مخصوص ہے کہ اسوقت مجھے فرشتہ مقرب اور نبی مرسل نہین پا سکتا ہے
و نگفت علی الدوام وقتے چنین بودے که بجبرئیل[4] و میکائیل نپرداختے و دیگر
اور یہ نہین فرمایا کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے ایک وقت ایسا ہوتا تھا کہ جبرئیل اور میکائیل کی طرف توجہ نہ فرماتے اور دوسرے وقت

[1] لبنان۔ بضم لام۔ ایک پہاڑ کا نام جو ملک شام مین ہے اور زمانہ سعدی مین فقرا اور صلحا کا مسکن تھا ۱۲ [2] جامع مسجد بڑی مسجد جسمین جمعہ ہوتا ہو ۱۲ [3] دمشق ملک شام کے ایک شہر کا نام ۱۲ [4] جبرئیل و میکائیل دو مقرب فرشتوں کا نام ۱۲۔

وقت با حفصہ و زینب درساختے مُشَاهَدَةُ الْأَبْرَارِ بَيْنَ التَّجَلِّي وَالْاِسْتِتَارِ

حفصہ اور زینب کے ساتھ رہتے تھے نیکون کی حالت مشاہدہ روشنی اور تاریکی کے درمیان مین۔

می نمایند و میربایند

دکھاتے ہین اور لیجاتے ہین

فرد

دیدار مینمائی و پرہیز می کنی

تو دیدار دکھاتا ہے اور پرہیز کرتا ہے

بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

تو اپنا بازار اور ہمارے شوق کی آگ تیز کرتا ہے

قطعہ

اُشَاهِدُ مَنْ اَهْوٰى بِغَيْرِ وَسِيْلَةٍ

میں جسکی خواہش کرتا ہون اسکو بغیر سیلے کے دیکھتا ہون

فَيَلْحَقُنِيْ شَانٌ اَضَلُّ طَرِيْقًا

پھر مجھے ایک ایسی حالت لاحق ہوتی ہے کہ رستہ بھول جاتا ہون

يُؤَجِّجُ نَارًا ثُمَّ يُطْفِيْ بِرَشَّةٍ

آگ بھڑکاتا ہے اور پھر پانی چھڑک کر اُسے بجھاتا ہے

لِذَالِكَ تَرَانِيْ مُحْرَقًا وَغَرِيْقًا

اسی وجہ سے تو مجھے جلا ہوا اور ڈوبا ہوا دیکھتا ہے

مثنوی

یکی پرسید ازان گم کردہ فرزند

ایک شخص نے اُس گم کردہ فرزند یعنی حضرت یعقوب سے پوچھا

کہ ای روشن گہر پیر خردمند

کہ اے روشن دل عقلمند بڑھے

ز مصرش بوی پیراہن شنیدی

تو نے مصر سے یوسف کے کرتے کی خوشبو سونگھی

چرا در چاہ کنعانش ندیدی

تو کنعان کے کنوین مین اسے کیون نہ ڈھونڈا

بگفت احوال ما برق جہان ست

انھون نے جواب دیا کہ ہمارا حال برق جہندہ کیطرح ہے

دمی پیدا و دیگر دم نہان ست

ایکدم ظاہر اور دوسرے وقت پوشیدہ ہے

لہ حفصہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی حرم محترم جو حضرت عمر کی لڑکی تھین اور ہجرت کے تیسرے سال آپ کا نکاح ہوا ۱۲

لہ زینب۔ آپ بھی رسول مقبول کی حرم تھین اور جحش صحابی کی لڑکی تھین جحش بفتح جیم وحاے حطی ۱۲

لہ کنعان وہ جگہ جہان حضرت یعقوب علیہ السلام تشریف فرما تھے اور وہی جگہ حضرت یوسف کا مسکن تھی۔ اُسی کنعان کے کنوین مین بھائیون نے ازراہ عداوت حضرت یوسف علیہ السلام کو گوناگون ایذائیں دیکر کنوین مین ڈالا تھا۔ مطلب یہ کہ آپ اسقدر روشن دل ہین کہ جب یوسف علیہ السلام کی قمیص مصر سے آرہی تھی تو اسوقت آپ نے فرمایا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے مگر جب کہ یوسف علیہ السلام کو کنوین مین ڈالا تو آپ کو کیون خبر نہ ہوئی۔ حالانکہ وہ کنوان کنعان ہی مین موجود تھا

(عبدالباری آسی)

گہے بر طارمِ[1] اعلےٰ نشینم
کبھی ہم بلند کوٹھے پر بیٹھتے ہیں

گہی بر پشت پای خود نہ بینم
اور کبھی اپنی پشت پا پر بھی نہین دیکھتے

اگر درویش بر حالی بماندے
اگر فقیر ایک حال پر رہا کرتا

سرِ دست[2] از دو عالم برفشاندے
تو دونون عالم سے ہاتھ اٹھا لیتا

حکایت در جامع بعلبک[3] وقتی کلمۂ چندہمی گفتم بطریق وعظ باجماعتی
مین ایک وقت بعلبک کی جامع مسجد مین چند باتیں وعظ کے طور پر کہہ رہا تھا ایک افسردہ
افسردہ دل مردہ راہ از عالم صورت بعالم معنی نبردہ دیدم کہ نفسم در نمیگیرد
اور دل مردہ مجمع سے جو عالم ظاہر سے عالم باطن کی طرف پہنچا ہی نہ تھا مینے دیکھا کہ میری نصیحت
و آتشم در ہیزم تر اثر نمی کند دریغ آمدم تربیت ستوران و آئینہ داری در محلت
اثر نہین کرتی اور میری آگ گیلی لکڑیون مین نہین لگتی تو مجھے افسوس ہوا ڈنگرونکی تعلیم اور اندھون کے محلے میں
کوران ولیکن در[4] معنی باز بود و سلسلۂ سخن دراز در معنی این آیت کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ
آئینہ داری سے مگر ابھی معنی کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور بات کا سلسلہ دراز تھا اس آیت کے معنے مین کہ ہم گردن کی لوگ سے
اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ سخن بجائی رسانیدہ بودم کہ میگفتم
بھی زیادہ اسکے قریب ہین۔ مین نے بات یہان تک پہنچائی تھی کہ کہہ رہا تھا۔

قطعہ

دوست نزدیکتر از من بمن است
دوست مجھ سے بھی زیادہ میرے پاس ہے

وین عجب ترکہ من ازوی دورم
اور یہ عجیب بات ہے کہ مین اس سے دور ہوں

چہ کنم با کہ توان گفت کہ او
کیا کرون کس سے یہ بات کہون کہ وہ

در کنار من و من مہجورم
میری بغل مین ہے اور مین جدا ہون

من از شراب این سخن مست بودم و فضالۂ[5] قدح در دست کہ روندہ بر کنار
میں اس بات کی شراب سے مست تھا اور قدح کی بچی ہوئی میرے ہاتھ مین تھی کہ ایک جانے والے نے
مجلس گذر کرد و دور آخر در وے اثر نعرہ[6] بزد کہ دیگران موافقت وی در
مجلس کے کنارے پر گزر کیا اور آخری دور نے اس مین اثر کیا نعرہ مارا کہ اور لوگ بھی اُس کے ساتھ

[1] طارم سے مراد قرب الٰہی کا مقام جہان کشف ہوتا ہے [2] سر دست از چیزے برفشاندن کے معنے کسی شے کو ترک کرنا [3] بعلبک۔ شام کے ایک شہر کا نام ہے چونکہ وہان کے لوگ بعل نام ایک بت کی پرستش کرتے تھے اس لئے اس نام سے موسوم ہوا [4] یعنی ابھی مین وعظ بیان کر ہی رہا تھا [5] فضالۂ قدح سے مراد یہ کہ کچھ کلمے ابھی کہنے کے لئے باقی تھے [6] نعرہ زور کی چیخ یا آواز ۱۲

بخروش آمدند و حاضران مجلس در جوش گفتم سبحان اللہ دوران باخبر در حضور
چلانے لگے اور حاضرین مجلس جوش میں آگئے میں نے کہا اللہ پاک ہے جو دور کے لوگ ہیں اور باخبر ہیں وہ سا
ونزدیکان بی بصر دور

قطعہ

ہیں اور جو سامنے والے اندھے ہیں وہ دور ہیں

فہم سخن گر نکند مستمع
اگر سننے والا بات کو نہ سمجھے
قوت طبع از متکلم مجوے
تو قوت طبع یعنی سمجھنے کی قوت بات کرنیوالے سے طلب کر
فسحت میدان ارادت بیار
خواہش کے میدان کی کشادگی پیدا کرلے
تا بزند مرد سخنگوی گوے
تاکہ بات کہنے والا آدمی گیند پھینکے

حکایت

شبی در بیابان مکہ از بیخوابی پای رفتنم بماند سر بنہاد
ایک رات کو مکہ کے جنگل میں نہ سونے کی وجہ میری چلنے کی طاقت جاتی رہی
وشتربان را گفتم دست از من بدار

قطعہ

سونے کی تیاری کی اور اونٹ والے سے کہا کہ مجھ سے ہاتھ اٹھالے

پای مسکین پیادہ چند رود
پیدل چلنے والے غریب کا پاؤں کب تک چلے
کز تحمل ستوہ شد بختی
کہ بوجھ اٹھانے سے اونٹ عاجز ہوگیا ہے
تا شود جسم فربہی لاغر
جب تک کہ موٹے آدمی کا جسم دُبلا ہو
لاغرے مردہ باشد از سختی
ایک دبلا آدمی سختی اٹھاکر مرجائے گا

گفت ای برادر حرم در پیش ست و حرامی از پس اگر رفتی بردے و اگر
اونٹ والے نے کہا اے بھائی حرم سامنے ہے اور چور پیچھے لگے ہوئے ہیں اگر تو چلا تو جان بچالے گیا
خفتی مردی نشنیدہ کہ گفتہ اند

بیت

اگر سوگیا تو مرا کیا تو نے سنا نہیں کہ بیان کیا ہے

خوش ست زیر مغیلان براہ بادیہ خفت
کوچ کی رات میں ببولوں کے نیچے جنگل کے رستہ میں سونا اچھا ہے
شب رحیل ولی ترک جان بباید گفت
مگر اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ جان سے ہاتھ دھولے

حکایت

پارسائی را دیدم بر کنار دریا کہ زخم پلنگ داشت
مینے ایک درویش کو دریا کے کنارے پر دیکھا کہ تیندوے کے حملہ کرنے کا زخم اسکے بدن پر تھا

لہ حرم - خانہ کعبہ ۱۲ لہ حرامی - قزاق - چور - ۱۲ (عبد الباری آسی)

وبہیچ دارو بہ نمی شد مدت ہا دران رنجور بود شکر خداے عزوجل علی الدوام

اور کسی دوا سے اچھا نہیں ہوتا تھا مدتوں تک اس بیماری میں مبتلا تھا اور برابر خدائے بزرگ کا شکر کرتا رہتا تھا

گفتے پرسیدندش کہ شکر چہ می گوئی گفت شکر آنکہ بمصیبتے گرفتارم نہ بمعصیتے

اوس سے پوچھا کہ تو کس بات کا شکر کرتا ہے جواب دیا کہ شکر اس بات کا ہے کہ میں مصیبت میں گرفتار ہوں گناہ میں نہیں ہوں

قطعہ

اگرم زار بکشتن دہد آن یار عزیز
اگر مجھ ضعیف کو وہ عزیز دوست قتل کرنے کے لئے دیدے
گویم از بندۂ مسکین چہ گنہ صادر شد
میں کہوں گا کہ بندۂ عاجز سے کیا گناہ سرزد ہوگیا

تا نگویم کہ دران دم غم جانم باشد
تو ہرگز تو یہ سمجھنا کہ اس وقت مجھے جان کا غم ہوگا
کہ دل آزردہ شد از من غم آنم باشد
کہ تو مجھے رنجیدہ ہوا مجھے اس کا غم ہوگا

بلے مردان خدا مصیبت را بر معصیت اختیار کنند نہ بینی کہ یوسف صدیق

سچ ہے کہ اللہ والے لوگ مصیبت کو یہ مقابلے گناہ کے پسند کرتے ہیں کیا تو نے نہیں دیکھا کہ یوسف صدیق علیہ السلام

دران حالت چہ گفت قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ

نے اس حالت میں کیا کہا تھا کہا اے خدا قیدخانہ مجھے بہت پسند ہے اس چیز سے جسکی طرف مجھے یہ عورتیں بلاتی ہیں

حکایت

درویشی را ضرورتی روی نمود گلیمی از خانۂ یاری بدزدید و

کسی درویش کو کچھ ضرورت آپڑی اور ایک کمبل کسی دوست کے یہاں سے چرا لیا اور

نفقہ کرد حاکم فرمود کہ دستش ببرید صاحب گلیم شفاعت کرد کہ من اورا

خرچ کردیا۔ حاکم نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو کمبل والے نے سفارش کی کہ میں نے اس کو

بحل کردم گفتا بشفاعت تو حد شرع فرو نگذارم گفت آنچہ فرمودی راست

معاف کردیا قاضی نے کہا کہ تیری سفارش پر میں شرع کی حد نہیں چھوڑ سکتا کمبل والے نے کہا جو کچھ آپنے فرمایا درست

ست ولیکن ہر کہ از مال وقف چیزے بدزدد قطعش لازم نیاید کہ اَلْفَقِیْرُ لَا

ہے مگر جو کوئی کہ واقف کے مال میں سے کچھ چرا لے اسکا ہاتھ کاٹنا ضروری نہیں ہے کیونکہ فقیر اپنے مال کا

یَمْلِکُ ہر چہ درویشان راست وقف محتاجانست حاکم از وی دست

مالک نہیں ہوتا جو کچھ فقیروں کے پاس ہے وہ محتاجوں کے لئے وقف ہے حاکم نے اس سے ہاتھ

برداشت و ملامت کردن گرفت کہ جہان بر تو تنگ آمدہ بود کہ دزدے

اٹھایا اور ملامت کرنی شروع کی کہ ساری دنیا تیرے لئے تنگ ہوگئی تھی کہ تو نے چوری نہیں کی

بکردی الا از خانہ چنین یاری گفت اے خداوند نشنیدہ کہ گفتہ اند خانہ
مگر ایسے دوست کے گھر سے چرایا چور بولا کر جناب کیا آپ نے سنا نہیں ہے کہ کہا ہے دوستوں کے گھر

شعر

دوستان بروب و در دشمنان مکوب
صاف کر ڈال اور دشمنوں کے دروازے پر نہ جا

چون فرومانی بسختی تن بعجز اندر مدہ جب تو عاجز ہو جائے تو سختی اٹھانے کے لیے تیار نہ ہو جا	دشمنان را پوست برکن دوستان را پوستین دشمنوں کی کھال کھینچ لے اور دوستوں کے کپڑے اتار لے

حکایت

یکی از پادشاہان پارسائی را دید گفت ہیچت از ما یاد می
ایک بادشاہ نے ایک فقیر کو دیکھا اور سوال کیا کہ کبھی تجھے ہماری یاد بھی آتی
گفت بلی وقتیکہ خدائے را فراموش میکنم

فرد

کہا ہاں جس وقت میں خدا کو بھولتا ہوں تو آپ کو یاد کرتا ہوں

ہر سو دود آن کش ز در خویش براند وہ شخص ہر طرف دوڑتا ہے جسکو اپنے دروازے سے بھگا دیا ہو	وان را کہ بخواند بدر کس ندواند اور جسکو بلاتا ہے پھر کسی کے دروازے پر نہیں دوڑاتا

حکایت

یکی از صالحان بخواب دید پادشاہی را در بہشت
پارسا لوگوں میں سے ایک پارسا نے ایک بادشاہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت
پارسائی را در دوزخ پرسید کہ موجب درجات این چیست و سبب
اور ایک درویش کو دیکھا کہ دوزخ میں ہے پوچھا کہ اسکے اچھے درجوں کا سبب کیا ہے اور اس
درکات آن چہ کہ مردم بخلاف آن می پنداشتند ندا آمد کہ ای
درجوں کی کیا وجہ ہے - کیوں کہ آدمی تو اس کے خلاف خیال کرتے تھے آواز
پادشاہ بارادت[1] درویشان در بہشت ست و این پارسا بتقرب
یہ بادشاہ درویشوں کے اعتقاد کی وجہ سے بہشت میں ہے اور یہ پارسا بادشاہوں کی دو
پادشاہان در دوزخ

قطعہ

کی وجہ سے دوزخ میں ہے

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع تیرا گلی کا لباس اور تسبیح اور گدڑی کس کام آئیگی	خود را ز عملہای نکوہیدہ بری دار اپنے آپ کو برے کاموں سے علیحدہ رکھ

[1] یعنی اس بادشاہ کو درویشوں سے عقیدت تھی - اور اس فقیر کو بادشاہوں کی صحبت کا شوق تھا +

حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست	درویش صفت باش و کلاہ تتری دار
برکی ٹوپی رکھنے کی تجھ کو ضرورت نہین ہے	فقیرون کی طرح رہ اور تاتاری ٹوپی استعمال کر

حکایت پیادہ سروپا برہنہ با کاروان حجاز از کوفہ بدر آمد و همراہ
ایک پیدل چلنے والا ننگے سر ننگے پاؤن حاجیون کے قافلے کے ساتھ کوفے سے نکلا اور ہمارے
ما شد نظر کردم کہ معلومی نداشت خرامان همیرفت و میگفت **قطعہ**
ساتھ ہوگیا مینے دیکھا تو اسکے پاس کچھ نقدی نہین تھی اکڑتا ہوا چل رہا تھا اور کہہ رہا تھا

نہ باشتر بر سوارم نہ چو اشتر زیر بارم	نہ خداوند رعیت نہ غلام شہر یارم
نہین اونٹ پر سوار ہون نہ اونٹ کیطرح بوجھ مین ہون	نہ رعیت کا بادشاہ ہون نہ بادشاہ کا غلام
غم موجود و پریشانی معدوم ندارم	نفسی میزنم آسودہ و عمری بسگذارم
مجھے نہ موجود کا غم اور نہ معدوم کی پریشانی	آرام سے سانس لیتا ہون اور عمر گزارتا ہون

اشتر سواری گفتش ای درویش کجا میروی برگرد کہ بہ سختی بمیری نشنید و
ایک اونٹ کے سوار نے اس سے کہا اے فقیر تو کہان جارہا ہے جا لوٹ جا کیونکہ تو سختی اٹھا اٹھا کر مرجائے گا اسنے نہ سنا
قدم در بیابان نہاد و برفت چون بہ نخلہ محمود برسیدیم توانگر را اجل فرا رسید
اور سفر کے لئے جنگل کیطرف قدم اٹھایا اور چلا گیا جب ہم نخلہ محمود نام باغ مین پہونچے تو مالدار کو موت آگئی
درویش ببالینش فرود آمد و گفت **مصرعہ**
فقیر اس کے سرہانے آیا اور بولا

ما بہ سختی نہ بمردیم و تو بر بخت بمردی
ہم تو سختی کی وجہ سے نہین مرے اور تو اونٹ پر مرگیا

بیت

شخصی ہمہ شب بر سر بیمار گریست	چون روز آمد بمرد و بیمار بزیست
ایک آدمی ساری رات بیمار کے سرہانے رویا کیا	جب دن نکلا تو وہ مرگیا اور بیمار تندرست ہوگیا

ف۱ برکی بفتح اول و دوم منسوب ہے برک کی طرف۔ اور برک اونٹ کی اون کا بنا ہوا ایک موٹا کپڑا ہوتا ہے جسکی ٹوپی وغیرہ نادار لوگ بناتے تھے ف۲ تتری ترکی طرف منسوب ہے جو تاتار کا مخفف ہے۔ اور تاتار ترکستان کا ایک شہر ہے۔ شیخ کے زمانہ تک وہان اسلام نہین پھیلا تھا اور وہ لوگ کفار تھے اپنی وضع دیسی ہی رکھتے تھے۔ یا یہ کہ وہاں کے آدمی اکثر مالدار ہوتے تھے اور لباس فاخرہ پہنتے تھے۔ غرض کلاہ تتری سے مراد پر تکلف ٹوپی ہے ۱۲۔

قطعہ

ای بسا اسپ تیز رو کہ بماند اے مخاطب بہت سی دفعہ ایسا ہوا کہ تیز چلنے والا گھوڑا رہ گیا	کہ خر لنگ جان بمنزل برد اور لنگڑا گدھا اپنی جان منزل تک لے گیا
بسکہ در خاک تندرستان را اکثر اتفاق ہوا کہ ہم نے تندرستون کو خاک مین	دفن کردیم و زخم خوردہ نمرد دفن کردیا اور زخمی آدمی نہین مرا

حکایت

عابدی[1] را پادشاہی طلب کرد اندیشید کہ داروے بخورم
ایک عابد کو ایک بادشاہ نے بلایا اُسنے سوچا کہ کوئی ایسی دوا کھاؤن کہ
تا ضعیف شوم تا مگر اعتقادی کہ در حق من دارد زیادت کند
کمزور اور ضعیف ہوجاؤن - تو شاید بادشاہ جو میرے متعلق اچھا خیال رکھتا ہے اس کو وہ دور زیادہ کردے
آوردہ اند کہ داروے قاتل بود بخورد و بمرد
بیان کیا ہے کہ وہ دوا قاتل تھی اُسنے کھائی اور مرگیا

قطعہ

آنکہ چون پستہ دیدمش ہمہ مغز وہ شخص جسکو مین نے پستہ کی طرح سراپا مغز سمجھا تھا	پوست بر پوست بود ہمچو پیاز وہ پیاز کی طرح چھلکے پر چھلکا نکلا
پارسایان روی در مخلوق وہ پارسا جن کی توجہ باطنی مخلوق کیطرف ہے	پشت بر قبلہ میکنند نماز وہ گویا قبلہ کی طرف پشت کرکے نماز پڑھتے ہین
فرد چون بندہ خدای خویش خواند جب بندہ اپنے خدا کو پکارے	باید کہ بجز خدا نداند تو چاہیے کہ سوائے خدا کے کسی کو نہ جانے

حکایت

کاروانی را در زمین یونان[2] بزدند و نعمت بیقیاس
ایک قافلہ کو یونان کی سرزمین مین لوٹ لیا اور ڈاکو بہت دولت
بردند بازرگانان گریہ و زاری بسیار کردند و خدا و پیغمبر را بشفاعت
لے گئے سوداگر بہت روئے پیٹے اور خدا اور پیغمبر کی دہائی
آوردند فائدہ نبود
دی کوئی فائدہ نہ ہوا

---

[1] عابد عبادت کرنے والا ۱۲ [ملہ] یعنی خلوص کا اہل چاہیے ۱۲ [2] یونان ایک ملک کا نام ۱۲

شعر

چو پیروز شد دزد تیرہ روان	چہ غم دارد از گریہ کاروان
جب سیاہ دل چور فتحمند ہو گیا	تو وہ قافلے کے رونے کا کیا غم کرے گا

لقمان حکیم اندران کاروان بود یکے گفتش از کاروانیان
حکیم لقمان اس قافلہ میں تھے قافلہ والوں میں سے ایک آدمی نے اُن سے کہا
اینان را مگر نصیحتے کنی و موعظت گوئی باشد کہ برخی از مال ما دست
کہ آپ ان ڈاکوون کو کوئی نصیحت کریں کچھ وعظ بیان کرین شاید تھوڑا سا ہمارے مال میں سے
بدارند گفت دریغ باشد چندین نعمت کہ ضایع شود گفت
چھوڑ دین کیونکہ افسوس آتا ہے کہ اتنا مال ضایع ہو جاے کہا
دریغ باشد کلمۂ حکمت بایشان گفتن قطعہ
مضایقہ ہوتا ہے حکمت کی بات اُن سے کہنے مین

آہنے را کہ موریانہ بخورد	نتوان برد ازو بصیقل زنگ
وہ لوہا کہ جسکو زنگ نے کھا لیا ہے	توصیقل سے اس کا زنگ دور نہین کیا جا سکتا
باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ	نرود میخ آہنے در سنگ
سیاہ دل سے وعظ کہنے کا کیا فائدہ ہے	کیونکہ لوہے کی میخ پتھر مین نہین گڑتی
قطعہ بروزگار سلامت شکستگان دریاب	کہ جبر خاطر مسکین بلا بگرداند
خوشحالی کے زمانے مین غریبون کی خبر لے	کیونکہ ٹوٹے دل کا جوڑنا بلا کو رد کر دیتا ہے
چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزے	بدہ وگرنہ ستمگر بزور بستاند
جب مانگنے والا کچھ تجھ سے رو کر مانگے	تو دیدے نہیں تو ظالم زبردستی لے لیگا

حکایت چندانکہ مرا شیخ اجل ابو الفرج بن جوزی رحمۃ اللہ
جتنا جتنا کہ مجھے شیخ ابو الفرج بن جوزی خدا ان پر رحم فرمائے
علیہ ترک سماع فرمودے و بخلوت و عزلت اشارت کردے عنفوان شبابم
قوالی سننے کے لئے منع فرماتے اور خلوت اور گوشہ نشینی کے لئے اشارہ کرتے میری شروع جوانی کا زمانہ

غالب آمدی و ہوا و ہوس طالب ناچار بخلاف رای مربّی[1] قدمی چند
اسپر غالب آجاتا اور حرص اور ہوس گانے کی طالب ہو جاتی ناچار اپنے مربی کی رائے کے خلاف میں چند

برفتمے و از سماع و مخالطت حظّی برگرفتمے و چون نصیحت شیخم یاد آمدی
قدم اُٹھاتا اور گانے اور دوستون کے میل جول سے لطف اٹھاتا تھا اور جب شیخ کی نصیحت یاد آتی تو مین

گفتمی
یہ پڑھتا

فرد

قاضی ار با ما نشیند برفشاند دست را
قاضی اگر ہمارے ساتھ بیٹھے تو ناچنے لگے

محتسب گر مے خورد معذور دارد مست را
اور محتسب جب خود شراب پئے تو مست کو معاف کر دے گا

تا شبی بمجمعے برسیدم و دران میان مطربے دیدم
یہانتک کہ ایک رات کو مین ایک محفل مین پہنچا اور وہان مینے ایک گویا دیکھا ایسا

بیت

گوئی رگ جان میگسلد زخمہ[2] ناسازش
کہ گویا اسکی بے تکی مضراب شہرگ کو چھیلے ڈالتی ہے

ناخوشتر از آوازۂ مرگ پدر آوازش
باپ کے غم مین رونے سے زیادہ اسکی آواز بُری تھی

گاہی انگشت حریفان ازو در گوش و گہی بر لب کہ خاموش
کبھی اہل مجلس کی انگلیاں اسکی وجہ سے کانو مین تھیں اور کبھی لب پر آتی تھین اور اشارہ تھا کہ خاموش رہ

شعر

نُهَاجُ اِلٰی صَوْتِ الْاَغَانِیْ لِطِیْبَۃٍ
ہم ہیں گانے والوں کی آواز کے اپنے دل خوش کرنے کیلئے ہیجان میں آجاتے ہیں

وَاَنْتَ مُغَنٍّ اِنْ سَکَتَّ نَطِیْبُ
اور تو ایسا گانے والا ہے کہ اگر تو خاموش ہو تو ہماری تفریح ہو

بیت

نبیند کسی در سماعت خوشی
گانے کے سننے سے کوئی خوشی نہیں پا سکتا

مگر وقت رفتن کہ دم درکشی
مگر تیرے جانے کے وقت کہ جب تو چپ ہو جائے گا

مثنوی

چون باواز آمد آن بربط[3] سرائے
جب بربط بر گانے والا بلند آواز سے گانے لگا

کدخدا را گفتم از بہر خدائے
تو مین نے گھر کے مالک سے کہا کہ خدا کے لئے

---

[1] مربّی پالنے والا محسن ۱۲ [2] یعنی مین گانا سننے کے لئے ادھر اُدھر جاتا ۱۲ [3] زخمہ یعنی مضراب۔ وہ چھلا وغیرہ جس سے ستار یا اور اسی قسم کے باجے بجائے جاتے ہین ۱۲ [4] بربط ایک باجہ جو سارنگی کی طرح ہے بط کے سینے سے مشابہ ہوتا ہے ۱۲-

پنبہ ام در گوش کن تا نشنوم
میرے کان مین روئی ٹھونس دے کہ مین سنون

یا درم بکشای تا بیرون روم
یا میرے لئے دروازہ کھول دے کہ مین باہر چلا جاؤن

فی الجملہ پاس خاطر یاران را موافقت کردم و شبی بچندین محنت بروز آوردم قطعہ
آخرکار مینے دوستون کا پاس خاطر کرکے موافقت کی اور وہ بڑی رات بہت سی تکلیفون کے ساتھ بسر کی۔

مؤذن بانگ بی ہنگام بر داشت
اذان دینے والے نے اذان بے وقت دی

درازی شب از مژگان من پرس
رات کی درازی میری پلکوں سے پوچھ

نمیداند کہ چند از شب گذشتہ است
یہ نہین جانتا کہ کتنی رات گزری ہے

کہ یکدم خواب در چشمم نگشتہ است
کہ ایکدم کے لئے نیند میری آنکھ مین آکر نہین پھری

بامدادان بحکم تبرک[٥١] دستاری از سر و دیناری از کمر بکشادم و پیش مغنی
صبح کے وقت بسبب سماع چھوٹنے کے ایک پگڑی سر سے اور ایک دینار مین نے کمر سے کھولا اور گوئے کے

بنہادم و در کنار گرفتم و بسی شکر گفتم یاران ارادت من در حق وی
آگے رکھا اور اس سے بغلگیر ہوا اور اس کا بڑا شکریہ ادا کیا۔ دوستون نے میرا عقیدہ اس کے حق میں عادت

خلاف[٥٢] عادت دیدند و بر خفت عقلم نہفتہ بخندیدند یکی از آن میان[٥٣] ان
کے خلاف دیکھا اور پوشیدہ طور پہ میری بے وقوفی پر ہنسے۔ ایک دوست نے اُن مین سے اعتراض کے لئے

تعرض دراز کردن و ملامت کردن آغاز کہ این حرکت مناسب رای خردمندان
زبان درازی کی اور ملامت کرنی شروع کی کہ تو نے یہ کام عقلمندون کی رائے کے موافق نہیں کیا

نکردی خرقہ مشایخ بچنین مطربی دادن کہ ہمہ عمرش درمی در کف
بزرگون کا بخشا ہوا خرقہ ایک ایسے گوئے کو دیدیا کہ ساری عمر ایک درم بھی اسکے ہاتھ مین

نبودہ است و قراضہ[٥٤] در دف

مثنوی

نہین رہا ہے اور سونے کا ریزہ بھی دف مین نہین پڑا

مطربی دور ازین خجستہ سرای
اے یہ مطرب کہ اس مبارک گھر سے دور ہو

کس دو بارش ندید در یکجای
کسی نے اس کو دوبارہ ایک جگہ نہین دیکھا

٥١ بعض نسخون مین تبرک ہے۔ مگر اسکے معنے پیدا کرنے مین تکلف ہوتا ہے اس لئے قدیم نسخہ کی مطابق بہ ترک لکھا گیا۔
٥٢ یعنی یہ بات میری عادت کے خلاف تھی ١٢ ٥٣ وہ خرقہ جو سعدیؒ نے اُسکو دیا تھا وہ بزرگونکا تبرک تھا۔ اور اسی لئے عبارت ما سبق مین بحکم تبرک بھی صحیح معلوم ہوتا ہے ٥٤ گانیوالوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اس انعام کو جو محفلو مین انکو ملتا ہو سارنگی کے سوراخ یا دف وغیرہ مین رکھتے جاتے ہین

راست چون بانگش از دہن برخاست	خلق را موی بر بدن برخاست
جب اسکی تان کی آواز منھ سے اُٹھی	تو خلقت کے بال بدن پر کھڑے ہو گئے
مرغ ایوان ز ہول او بپرید	مغز ما خورد و حلق خود بدرید
محل پر بیٹھے ہوئے جانور اسکی دہشت سے بھاگ گئے	اُسنے ہمارا دماغ چاٹا اور اپنا حلق پھاڑا

گفتم زبان تعرض مصلحت آنست کہ کوتاہ کنے بحکم آنکہ مرا کرامت
مینے کہا اگر مناسب یہ بات ہے کہ آپ اعتراض کی زبان کوتاہ کیجئے اس سبب سے کہ مجھ پر اس شخص کی
این شخص ظاہر شد گفت مرا بر کیفیت آن واقف گردان تا ہمچنین تقرب
کرامت ظاہر ہو گئی ہے دوست بولا کہ مجھکو اس کی کیفیت سے مطلع کرو تا کہ اسیطرح مین بھی نزدیکی
نمایم و بر مطایبت کہ کردم استغفار کنم گفتم بعلت آنکہ شیخ اجلّم بارہا
حاصل کردن اور جو کچھ مینے مذاق کیا اس سے توبہ کردن مینے کہا اس سبب سے کہ شیخ بزرگ نے مجھکو
ترک سماع فرمودہ است و مواعظ بلیغ گفتہ و در سمع قبول من
بہت سی مرتبہ سماع کے ترک کرنے کے لئے فرمایا ہے اور بلیغ وعظ بیان کئے اور میرے سمع قبول مین وہ جگہ
نیامدہ تا امشب کہ مرا طالع میمون و بخت ہمایون بدین بقعہ رہبری کرد
نہ پا سکے۔ آج کی رات تک کہ مبارک نصیب نے اور مبارک قسمت نے اسجگہ تک میری رہبری کی۔
و بدست این توبہ کردم کہ بقیت زندگانے گرد سماع و مخالطت نہ گردم
اور اس کے ہاتھ پر سماع سے مین نے توبہ کی کہ باقی عمر کبھی سماع اور گانے کے پاس نہ پھٹکونگا اور نہ میل جول رکھونگا۔

قطعہ

آواز خوش از کام و دہان و لب شیرین	گر نغمہ کند ور نکند دل بفریبد
اچھی آواز شیرین حلق منھ اور ہونٹ سے	اگر نغمہ کرے اور اگر نہ کرے تو بھی دل لبھالیتی ہے
ور پردۂ عشاق و نہاوند و حجازست	از حنجرۂ مطرب مکروہ نزیبد
اور اگر عشاق اور نہاوند اور حجاز کا سُر ہے	مکروہ گویّے کے گلے سے زیب نہین دیتا

۵۱ مواعظ بلیغ یعنی بڑی گہری گہری نصیحتین ۱۲ ۵۲ عُشاق۔ نہاوند۔ حجاز۔ یہ موسیقی کے تین سُروں کے نام ہیں۔ عشاق کا وقت دو گھڑی دن رہے اور نہاوند بضم نون کا وقت آدھی رات ہے اور حجاز کا وقت دوپہر ہے +

حکایت لقمان را گفتند کہ ادب از کہ آموختی گفت از بی ادبان ہر چہ
لقمان سے پوچھا کہ تو نے ادب کس سے سیکھا جواب دیا کہ بے ادبوں سے جو بات
از ایشان در نظرم ناپسند آمد از فعل آن پرہیز کردم
اُن کی میری نظر میں بُری معلوم ہوئی اُسکے کرنے سے میں نے پرہیز کیا

قطعہ

نگویند از سر بازیچہ حرفی
کھیل کے خیال سے کوئی ایسی بات نہیں کہتے
کزان پندی نگیرد صاحب ہوش
کہ اس سے عقلمند آدمی نصیحت حاصل نہیں کرتا
وگر صد باب حکمت پیش نادان
اور اگر حکمت کے سو باب نادان کے آگے
بخوانند آیدش بازیچہ در گوش
پڑھیں تو وہ بھی اسکو کھیل ہی معلوم ہوتے ہیں

حکایت عابدے را حکایت کنند کہ بشبے دہ من بخوردی و تا سحر
ایک عابد کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ رات کو دس سیر کی خوراک کھاتا تھا اور صبح تک
ختمی بکردے صاحبدلی بشنید و گفت اگر نیمہ نان بخوردی و بخفتی بسیار ازین
قرآن شریف کا ایک ختم کر دیتا ایک درویش نے یہ حال سنا اور کہا اگر آدھی روٹی کھاتا اور سو رہتا تو اس سے بہت زیادہ
فاضلتر بودے
اچھا ہوتا

قطعہ

اندرون از طعام خالی دار
پیٹ کو کھانے سے خالی رکھ
تا درو نور معرفت بینی
تاکہ اس میں معرفت کا نور تجھ کو نظر آئے
تہی از حکمتے بعلت آن
تو حکمت سے اس سبب سے خالی ہے
کہ پُری از طعام تا بینی
کہ کھانے سے ناک تک بھرا ہوا ہے

حکایت بخشایش الٰہی گمشدہ را در مناہی چراغ توفیق فرا راہ داشت
خدا کی بخشش نے ایک گناہوں میں پڑکر رستہ بھولنے والے کے لئے توفیق کا چراغ رستہ کے
تا بحلقہ اہل تحقیق در آمد بیمن درویشان و صدق نفس ایشان ذمائم اخلاق
سامنے رکھ دیا یہانتک کہ اہل تحقیق کے حلقہ میں آگیا ۔ فقیروں کی برکت اور اُن کی باتوں کی سچائی کی وجہ سے اُس کی

لہ یعنی ایک گناہگار نے امور ممنوعہ شرع سے توبہ کی اور خدا کی رحمت نے اسکو اس بات
پر آمادہ کیا +

او بہمہ حال مبدل گشت دست از ہوا و ہوس کوتاہ کرد و زبان طاعنان

عادت کی برائیاں اچھائیوں سے بدل گئیں حرص و ہوا سے ہاتھ سمیٹ لیا اور طعنہ دینے والوں

در حق وے ہمچنان دراز کہ بر قاعدۂ اول ست و زہد و صلاحش نامعول

کی زبان اسکے حق میں ویسی ہی دراز تھی اور کہتے تھے کہ وہ اپنی پہلی حالت ہی پر اب بھی ہے اور اسکی عبادت و ریاضت قابل اعتبار نہیں

فرد

بعذر و توبہ توان رستن از عذاب خدای
عذر اور توبہ کرکے خدا کے عذاب سے چھوٹنا ممکن ہے

ولیک می نتوان از زبان مردم رست
مگر آدمیوں کی زبان سے نہیں چھوٹ سکتے

طاقت جور زبانہا نیاورد و شکایت پیش پیر طریقت برد و گفت از

زبانوں کے ظلم کی برداشت نہ ہو سکی اور اپنے پیر کے پاس شکایت لے کر گیا اور کہنے لگا میں

زبان مردم برنجم جوابش داد کہ شکر این نعمت چگونہ گزاری کہ بہتر

آدمیوں کی زبان سے رنجیدہ ہوں۔ پیر نے اس کو جواب دیا کہ تو اس دولت کا شکر کیسے ادا کریگا کہ تو اس سے

ازانی کہ می پندارندت

اچھا ہے جیسا تجھے جانتے ہیں

قطعہ

چند گوئی کہ بداندیش و حسود
تو یہ کہاں تک کہے جائے گا کہ دشمن اور حاسد

عیب جویان من مسکینند
مجھ غریب کی عیب جوئی کرتے ہیں

گہ بخون ریختنم برخیزند
کبھی میرا خون کرنے کے لئے اٹھتے ہیں

گہ بہ بدخواستنم بنشینند
اور کبھی میرا برا چیتنے کے لئے بیٹھکر مشورہ کرتے ہیں

نیک باشی و بدت گوید خلق
تو نیک ہو اور مخلوق تجھ کو برا کہے

بہ کہ بد باشی و نیکت بینند
اس سے بہتر ہے کہ تو برا ہو اور تجھے نیک سمجھیں

لیکن مرا کہ حسن ظن خلائق در حق من بکمال ست و من در عین نقصان

لیکن مجھ کو لوگوں کا اچھا خیال میرے حق میں کمال کے متعلق بہت ہے اور حال یہ ہے کہ میں پورے نقصان

روا باشد اندیشہ کردن و تیمار خوردن

میں ہوں اندیشہ کرنا اور غم کھانا جائز ہے

شعر

ـــــــــــــــــــــــــــــــ

ــلہ یعنی اگر میں افسوس کروں تو ٹھیک ہے کہ میں اچھا نہیں ہوں اور لوگ مجھے اچھا جانتے ہیں۔ تجھے کس [illegible]
کا غم ہے تو تو اس سے بہتر ہے جیسا کہ تیرے لئے لوگوں کا خیال ہے + عبد الباری آسی

إنّي لمستترٌ من عينِ جيراني — واللهُ يعلمُ إسراري وإعلاني

میں اپنے ہمسایوں کی آنکھ سے چھپا ہوا ہوں — اور اللہ میری چھپی ہوئی اور ظاہری حالت کو جانتا ہے

قطعہ

دربستہ بروی خود ز مردم — تا عیب نگسترند ما را

اپنا دروازہ آدمیوں کی آمد و رفت کیلئے بند کیا — کہ ہمارے عیبوں کا تذکرہ نہ ہو

دربستہ چہ سود عالم الغیب — دانای نہان و آشکارا

دروازہ بند کر کے بیٹھنے سے کیا نتیجہ کیونکہ خدا عالم غیب — پوشیدہ اور ظاہر کی باتیں جانتا ہے

حکایت پیش یکی از مشایخ کبار گلہ کردم کہ فلان در حق من بفساد گواہی دادہ است گفت بصلاحش خجل کن

میں نے بڑے بزرگوں میں سے ایک کے سامنے شکایت کی کہ فلاں آدمی نے میرے حق میں برائی کے متعلق گواہی دی ہے شیخ نے جواب دیا تو نیکی کر کے اسے شرمندہ کر دے

رباعی

تو نیکو روش باش تا بدسگال — بنقص تو گفتن نیابد مجال

تو نیک چلن رہ تا کہ دشمن — تیری برائی کرنے کی مجال نہ پائے

چو آہنگ بربط بود مستقیم — کی از دست مطرب خورد گوشمال

جب بربط کی آواز درست ہوتی ہے — تو وہ گویے کے ہاتھ سے کب گوشمالی کھاتا ہے

حکایت یکی را از مشایخ پرسیدند کہ حقیقت تصوف چیست گفت

بزرگوں میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ تصوف کی حقیقت کیا ہے اُسنے

ازین پیش طائفہ بودند در جہان بصورت پراگندہ و بمعنی جمع

جواب دیا اس سے پہلے ایک جماعت تھی دنیا میں کہ ظاہر میں وہ پریشان تھی اور باطن میں مطمئن

واکنون خلقے اند بظاہر جمع و بدل پراگندہ

اور اب ایک مخلوق ہے کہ ظاہر میں مطمئن ہے اور دل میں پریشان ہے

قطعہ

چو ہر ساعت از تو بجائی رود دل — بہ تنہائی اندر صفائی نبینی

جب ہر گھڑی تیرا دل ایک نئی جگہ جائے — تو تنہائی میں تو دل میں صفائی نہ پائے گا

ورت مال و جاہ است و زرع و تجارت — چو دل با خدایست خلوت نشینی

اور اگر تیرے پاس مال اور مرتبہ اور زراعت اور تجارت سب ہے — اگر تیرا دل خدا سے لگا ہے تو تو خلوت نشین ہے

لہ یعنی تو نیکی کر تا وہ تیری نیکیاں دیکھ کر وہ خود ہی اپنی جگہ پر شرمندہ ہو جائے گا ۱۲ عہ یعنی ہمسائے میرا حال نہیں جانتے ۱۲

حکایت

یاد دارم کہ شبی در کاروانی ہمہ شب رفتہ بودم و سحر

مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک رات کو قافلہ میں تمام رات سفر کیا تھا اور صبح کے وقت

برکنار بیشہ خفتہ شوریدۂ کہ دران سفر ہمراہ ما بود سحرگاہان نعرہ بزد و راہ

جنگل کے کنارہ پر سویا تھا ایک دیوانہ نے جو اس سفر میں ہمارے ساتھ تھا صبح کے وقت ایک چیخ ماری اور

بیابان گرفت و یک نفس آرام نیافت چون روز شد گفتمش آن چہ حالت

جنگل کا راستہ پکڑا اور دم بھر کے لئے چین نہ پایا جب دن نکلا تو میں نے اس سے کہا وہ کیا بات تھی

بود گفت بلبلان را دیدم کہ بنالش در آمدہ بودند از درخت و کبکان

بولا میں نے بلبلون کو دیکھا کہ درختون پر زور رہی تھین اور چکورون کو دیکھا

از کوہ و غوکان از آب و بہائم از بیشہ اندیشہ کردم کہ مروت نباشد

کہ پہاڑ پر سے اور مینڈک پانی سے اور درندے جنگل سے شور مچا رہے تھے میں نے سوچا کہ یہ کوئی مروت

ہمہ در تسبیح و من در غفلت خفتہ بجا روا باشد

قطعہ

کی بات نہین سب تو خدا کی پاکی بیان کر رہے ہیں اور میں غفلت میں ہون یہ کب جائز ہو سکتا ہے

دوش مرغے بصبح مے نالید

کل رات کو ایک پرندہ صبح کے وقت شور مچا رہا تھا

عقل و صبرم ببرد و طاقت و ہوش

اسنے میرا عقل و ہوش طاقت اور صبر کھو دیا

یکی از دوستان مخلص را

ایک خالص دوست کے کان میں

مگر آواز من رسید بگوش

شاید میری آواز پہنچی

گفت باور نداشتم کہ ترا

وہ بولا کہ مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ تجھے

بانگ مرغی چنین کند مدہوش

ایک چڑیا کی آواز مدہوش کر دے گی

گفتم این شرط آدمیت نیست

مینے کہا کہ یہ آدمیت کی شرط نہین ہے

مرغ تسبیح خوان و من خاموش

کہ پرند تسبیح پڑھین اور مین چپ رہون

حکایت

وقتی در سفر حجاز طائفہ جوانان صاحب دل ہمراہ ما

عرب کے سفر میں نوجوان زندہ دل جوانون کی ایک جماعت ہمارے ساتھ

بودند ہمدم و ہمقدم وقتہا زمزمہ بکردندی و بیتی محققانہ بر گفتندے

تھی ایک دوسرے کے رفیق اور ساتھی اکثر اوقات گانا گاتے اور محققانہ شعر پڑھتے اور ایک

وعابدے درسبیل منکر[۱] حال درویشان بود و بیخبر از درد ایشان تا برسیدیم

عابد اسی رستہ مین فقیرون کے حال کا منکر تھا اور اُن کے درد سے بے خبر تھا۔ یہان تک کہ ہم

بنخیل[۲] بنی ہلال کودکے سیاہ از حی عرب بدر آمد و آوازے برآورد کہ

نخیل بنی ہلال تک پہنچے ایک حبشی لڑکا قبیلہ عرب سے نکلا اور اُسنے ایک تان لگائی کہ

مرغ از ہوا در آورد اشتر عابد را دیدم کہ برقص اندر آمد و عابد را بینداخت

پرندے ہوا سے اُتار لیئے اور مین نے عابد کے اونٹ کو دیکھا کہ ناچنے لگا اور عابد کو گرا دیا

وراہ بیابان گرفت و رفت گفتم ای شیخ سماع در حیوانی اثر کرد و

اور جنگل کی راہ لی اور چلا گیا مینے کہا کہ اے شیخ گانے نے ایک جانور مین تاثیر کی اور

ترا ہمچنان تفاوت نمی کند

نجھمین اسیطرح کوئی فرق پیدا نہین کرتا

قطعہ

دانی کہ چہ گفت مرا آن بلبل سحری

تجھے معلوم ہے کہ مجھ سے اُس صبح کے بولنے والی بلبل نے کیا کہا

تو خود چہ آدمی کز عشق بیخبری

تو کیا آدمی ہے کہ عشق سے بے خبر ہے

اشتر بشعر عرب در حالتست و طرب

اونٹ عرب کے شعر سے خوش ہے اور حال کر رہا ہے

گر ذوق نیست ترا کژ طبع جانوری

اگر تجھکو ذوق نہین ہو تو ایک ٹیڑھی طبیعت کا جانور ہے

شعر

وَعِنْدَ هُبُوْبِ النَّاشِرَاتِ عَلَى الْحِمٰى

گھاٹ اون کی پریشان کرنے والی ہواکے مرغزار پر چلتے وقت

تَمِیْلُ غُصُوْنُ الْبَانِ لَا الْحَجَرُ الصَّلْدُ

درخت بان کی شاخیں جھکتی ہیں نہ کہ سخت پتھر

مثنوی

بذکرش ہر چہ بینی در خروش است

اُسکی یاد مین تو جس کو دیکھے وہ شور مچا رہا ہے

دلی داند درین معنی کہ گوش است

اگر اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جو کان رکھتا ہے

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست

اسکے پھول پر صرف بلبل ہی تسبیح نہین پڑھتی

کہ ہر خاری بہ تسبیحش زبانیست

بلکہ ہر کانٹا اُسکی تسبیح کے لئے زبان بنا ہوا ہے

---

[۱] منکر حال درویشان بود۔ یعنی وہ یہ کہتا تھا کہ فقیرون اور صوفیون کو جو حال آتا ہے اسکی کوئی اصلیت نہین یہ تصنع ہے

[۲] نخیل بنی ہلال۔ بعض شراح نے لکھا ہے کہ نخیل کھجوروں کا باغ۔ ہلال ایک شخص تھا اس کی اولاد کی طرف یہ منسوب تھا۔ بعض جگہ متن مین نخلہ بنی ہلال ہے۔ اور وہ ایک موضع کا نام ہے جو کہ کے راستہ مین پڑتا ہے۔ غالباً فارس سے جاتے ہوئے یہ جگہ ملتی ہوگی

حکایت یکی را از ملوک مدت عمر سپری شد و قائم مقامی نداشت
بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی عمر کی مدت ختم ہو گئی اور وہ کوئی اپنا وارث نہیں رکھتا تھا
وصیت کرد کہ بامدادان نخستین کسی کہ از در شہر در آید تاج شاہی بر سر وی
اُس نے نصیحت کی کہ صبح کے وقت پہلے جو کوئی کہ شہر کے دروازے سے آئے بادشاہی کا تاج اُس کے سر پر رکھ دینا
نہند و تفویض مملکت بوی کنند اتفاقاً اول کسی کہ در آمد گدائی بود
اور بادشاہت اسی کو سونپ دینا اتفاقاً پہلے جو آدمی آیا وہ ایک فقیر تھا
ہمہ عمر او لقمہ اندوختہ و رقعہ بر رقعہ دوختہ ارکان دولت و اعیان
کہ ساری عمر اُسنے ٹکڑے جمع کئے تھے اور پیوند پر پیوند لگائے تھے بڑے ملازم شاہی اور دربار کے بڑے
حضرت وصیت ملک بجا آوردند و تسلیم مفاتیح قلاع و خزائن
لوگوں نے بادشاہ کی وصیت پوری کی اور قلعوں اور خزانوں
بدو کردند و مدتی ملک راند تا بعضے امرای دولت گردن از
کی کنجیاں اُسے سونپ دیں اور اُس نے ایک عرصہ تک بادشاہت کی یہاں تک کہ بعض بڑے افسروں نے اُسکی
اطاعت او بپیچانیدند و ملوک از ہر طرف بمنازعت برخاستند و
فرمانبرداری سے منہ موڑ لیا اور بادشاہان وقت ہر ملک سے جھگڑا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے
بمقاومت لشکر آراستند فی الجملہ سپاہ و رعیت بہم برآمدند و برخی طرف
اور مقابلہ کے لئے فوج تیار کی۔ حاصل یہ کہ فوج اور رعیت باغی ہو گئی اور شہروں میں کا تھوڑا سا
بلاد از قبضہ تصرف او بدر رفت درویش ازین واقعہ خستہ خاطر می بود
حصہ اوسکے قبضے اور اختیار سے نکل گیا فقیر اس بات سے رنجیدہ دل رہتا تھا کہ
تا یکی از دوستان قدیمش کہ در حالت درویشی قرین او بود از
اُسکے پرانے دوستوں میں سے ایک دوست جو فقیری کی حالت میں اُسکے پاس رہتا تھا۔
سفر باز آمد و در چنان مرتبہ دیدش گفت منت خدای را عز و جل
سفر سے واپس آیا اور اس کو ایسے درجہ پر دیکھا تو اُسنے کہا خدائے بزرگ و برتر کا شکر ہے کہ
کہ بخت بلندت یاوری کرد و اقبال و دولت رہبری تا گلت از خار
تیرے بلند نصیب نے مدد کی اور نصیب اور دولت نے رہنمائی کی کہ تیرا پھول کانٹے سے

وخارت از پا برآمد اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا شعر
اور کانٹا پاؤں سے نکلا یقینی دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔

شگوفه گاه شگفتست گاه خوشیده	درخت وقت برهنه است وقت پوشیده
کلی کبھی کھلتی ہے اور کبھی سوکھ جاتی ہے	درخت کبھی ٹھنڈے ہے اور کبھی سرسبز ہے

گفت ای عزیز تعزیتم کوئی که جای تهنیت نیست آنگه تو دیدی غم
وہ بولا کہ اے دوست میرے ماتم پرسی کر کیونکہ یہ مبارکباد کا موقع نہیں ہے جب تو نے دیکھا تھا تو مجھے
نانے داشتم وامروز غم جهانی مثنوی
ایک روٹی کا غم تھا اور اب دنیا بھر کی فکر ہے

اگر دنیا نباشد دردمندیم	وگر باشد بمهرش پای بندیم
اگر دنیا نہیں ملتی تو ہم کو دکھ ہوتا ہے	اور اگر ملجاتی ہے تو اسکی محبت میں پھنسے ہوئے ہیں
بلائی زین جهان آشوب تر نیست	که رنج خاطرست ار هست ور نیست
کوئی بلا اس جہان سے زیادہ پریشان کرنے والی نہیں	کہ ہو تو اور نہ ہو تو دونوں طرح دل کا رنج ہے
قطعه مطلب گر توانگری خواهی	جز قناعت که دولتیست هنی
اگر تو چاہتا ہے کہ تو مالدار ہو تو طلب کر	سوائے قناعت کے وہ ایک مزہ دار دولت ہے
گر غنی زر بدامن افشاند	تا نظر در ثواب او نکنی
اگر مالدار روپیہ دامن بھر کر بکھیر دے	ہرگز اُس کے ثواب پر تو نظر نہ کرنا
کز بزرگان شنیده ام بسیار	صبر درویش به که بذل غنی
کیونکہ میں نے بزرگوں سے اکثر سنا ہے	فقیر کا صبر بہتر ہے سے مالدار کا خرچ کرنے

فرد

اگر بریان کند بهرام گوری	نه چون پای ملخ باشد ز موری
اگر بہرام ایک گورخر کے کباب کرے	سکی اتنی وقعت نہیں کہ چیونٹی سے ایک ٹڈی کی ٹانگ

ف بہرام ایک بادشاہ عراق کا نام تھا۔ جو بجد باذل اور عیش پرست مگر عقلمند تھا۔ ملکہ گور۔ سے مراد گورخر چونکہ بہرام اکثر گورخر کا شکار کھیلتا تھا اسواسطے بہرام گور کے نام سے مشہور ہوا۔ مراد یہ ہے کہ گورخر پورے کا پورا اتنا مقبول نہیں جتنا کہ ایک چیونٹی سے ٹڈی کی ٹانگ یعنی کم استطاعت والے کی عبادت اور صدقہ زیادہ مقبول ہے بمقابلہ مالدار و دولتمند کے

حکایت ابوہریرہ[1] رضی اللہ عنہ ہر روز بخدمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
ابوہریرہ خدا اُن سے راضی ہو روزانہ رسول مقبول صلے اللہ

علیہ و آلہ وسلم آمدی گفت یا اباہریرہ زُرنی غِبًّا تزدد حُبًّا
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ نے فرمایا کہ ابوہریرہ زیارت کر ایک روز درمیان دیکر تاکہ تو محبت کو بڑھو

یعنی ہر روز میا تا محبت زیادہ شود صاحبدلے را گفتند بدین خوبی کہ
یعنی روزانہ نہ آیا کر محبت زیادہ ہو ایک اہل دل سے لوگوں نے کہا سورج باوجود سے کہ اتنا

آفتاب ست نشنیدہ ایم کہ کسے اورا دوست گرفتہ است وعشق
خوب صورت ہے ہم نے نہیں سنا کہ کوئی اس سے محبت کرتا ہو یا اس پر عاشق

آوردہ گفت از برای آنکہ ہر روز می توانش دید مگر در زمستان
ہوگیا ہو کہا ایسا اسلئے نہیں ہوتا کہ ہر روز اس کو دیکھ سکتے ہیں مگر جاڑے میں جو وہ

کہ محجوب ست و محبوب شعر
چھپا رہتا ہے تو وہ پیارا ہوتا ہے

بدیدار مردم شدن عیب نیست	ولیکن نہ چندانکہ گویند بس
آدمی کی ملاقات کے لئے جانا کوئی عیب نہیں	مگر نہ کر اتنا کہ وہ اُکتا جائیں
اگر خویشتن را ملامت کنی	ملامت نباید شنیدن ز کس
اگر تو اپنے آپ کو ملامت کرے	تو کسی کی ملامت سننی نہ پڑے

حکایت یکی را از بزرگان بادی مخالف در شکم پیچیدن گرفت
ایک بزرگ کے پیٹ میں ریاح نے گڑ بڑ مچانا شروع کی

وطاقت ضبط آن نداشت پس بی اختیار از وی صادر شد
اور اس میں اُس کے روکنے کی طاقت نہ تھی لہذا بے اختیارانہ طور پر وہ نکل گئی

[1] ابوہریرہ ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ایک مقرب صحابی کی کنیت ہے ۔ جنکا نام زمانۂ جاہلیت میں جبکہ وہ اسلام نہ لائے تھے عبد الشمس تھا ۔ بعد مشرف بہ اسلام ہونے کے عبد الرحمن نام رکھا گیا ۔ چونکہ وہ بلی بہت پالتے تھے ایک روز رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بلی ساتھ تھی آپ نے دیکھکر فرمایا انت ابوہریرہ ۔ اسیوقت سے آپکی یہ کنیت مشہور ہوئی +

گفت ای درویشان مراد پنجه کردم اختیارے نبود و بزه وی بر من
وہ بولا کہ اے فقیرو جو کچھ کہ میں نے کیا ہے اسمیں میرا کچھ اختیار نہ تھا اور اس کا گناہ میرے
نوشتند و راحتی بدرون من رسید شما نیز بکرم معذور دارید **شعر**
نامہ عمل میں نہیں لکھیں گے اور اس سے میرے کو جسم آرام ملا تم بھی از راہ عنایت معاف کر دو

شکم زندان باد ست ای خردمند
اے عقلمند پیٹ ہوا کا قید خانہ ہے
ندارد ہیچ عاقل باد در بند
کوئی عقلمند ہوا کو قید میں نہیں رکھ سکتا

چو باد اندر شکم پیچید فرو ہل
جب ریاح پیٹ میں قراقر پیدا کرے تو اسکو چھوڑ دے
کہ باد اندر شکم بار یست بر دل
کیونکہ پیٹ میں ہوا کے رہنے سے دل پر ایک بوجھ ہوتا ہے

فرد حریف سنگ گرانجان ناسازگار
دشمن سخت جان اور ناموافق
چو خواہد شدن دست پیشش مدار
اگر جانا چاہے تو اسکو مت روک

حکایت از صحبت یاران دمشق[1] ملالتے پدید آمدہ بود سر در
دمشق کے دوستوں سے مجھے ایک رنج ہو گیا تھا اسی لئے
بیابان قدس[2] نہادم و با حیوانات اُنس گرفتم تا وقتیکہ اسیر قید فرنگ[3]
میں شہر قدس کے جنگل کی طرف نکل گیا تھا اور حیوانوں سے محبت کرنے لگا تھا اس وقت تک کہ میں فرنگیوں کا
شدم و در خندق[4] طرابلس[5] با جہودانم[6] بکار گل داشتند یکی از رؤسای
قیدی ہوا اور طرابلس کی خندق میں یہودیوں کے ساتھ مجھے بھی مٹی کے کام میں لگایا حلب کے رئیسوں میں سے
حلب[7] کہ سابقہ معرفتی در میان ما بود گذر کرد و بشناخت گفت این چہ
ایک رئیس کہ ہماری انکی پہلے سے ملاقات تھی گزرا اور اسنے مجھے پہچانا پوچھا یہ کیا
حالت ست کہ موجب ملالت ست گفتم کہ چگویم
حال ہے کہ دیکھکر رنج ہوتا ہے میں نے کہا کیا بتاؤں

1 دمشق شام کے ایک شہر کا نام ہے 2 قدس حوالی بیت المقدس کی زمین۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ایک بڑے پہاڑ کا نام ہے جو بیت المقدس کے قریب واقع ہے 3 فرنگ۔ فرنس کا مفرس۔ جواب فرانس کے نام سے مشہور ہے۔ زمانہ شیخ میں بھی یہ عیسائیوں کا مسکن اور دار السلطنت تھا 4 خندق کھائی 5 طرابلس بفتح طا و ضم لام کے ایک شہر کا نام ہے اور اسی نام کا دوسرا شہر ہے جسکو طرابلس الغرب کہا جاتا ہے 6 جہود۔ یہودی کے معنی میں ہے۔ جو کافر موسائی کے معنی میں آتا ہو۔ یہاں شاید عیسائی مراد ہو۔ یا یہ کہ اس قید فرنگ میں یہودی بھی تھے انہیں کے ساتھ مجھے بھی رکھا گیا +
7 حلب بفتح اول و دوم شام کے ایک شہر کا نام ہے 8 حریف معنی ہمسر ہمیشہ مجازاً دشمن ۱۲ –

قطعہ

همی گریختم از مردمان بکوه و بدشت
میں آدمیوں سے پہاڑوں اور جنگلوں میں بھاگتا تھا

که از خدای نبودم بدیگری پرداخت
کہ سوائے خدا کے میری توجہ کسی کی طرف نہ تھی

قیاس کن که چه حالم بود درین ساعت
اب تو قیاس کر کہ اسوقت میرا کیا حال ہوگا

که در طویلهٔ نامردمم بباید ساخت
کہ حیوانوں کے طویلے میں مجبوراً مجھے رہنا پڑا ہے

فرو پای در زنجیر پیش دوستان
دوستوں کے سامنے پاؤں میں بیڑی پہنے رہنا

به که با بیگانگان در بوستان
اس بات سے بہتر ہے کہ غیروں کے ساتھ باغ میں رہے

بر حالت من رحمت آورد و بده دینار از قید فرنگم باخرید و باخویشتن بحلب برد
اسکو میرے حال پر رحم آیا اور دس اشرفیاں دے کر فرنگ کی قید سے مجھکو چھڑا دیا اور اپنے ساتھ حلب لے گیا اُسکی

دختری داشت بنکاح من در آورد بکابین صد دینار چون مدتی
ایک لڑکی تھی اس سے میری شادی کر دی سو اشرفیوں کے مہر پر جب ایک زمانہ گزر گیا

بر آمد بدخوئی و ستیزه روئی آغاز کرد و زبان درازی کردن گرفت
تو کج خلقی اور لڑائی شروع کی اور زبان درازی کرنے لگی

وعیش مرا منغص می کرد شعر
اور میرا عیش کِرکِرا کرتی تھی

زنِ بد در سرای مرد نکو
بری عورت نیک آدمی کے گھر میں

همدرین عالمست دوزخ او
اسی عالم میں اسکا دوزخ ہے

زینهار از قرین بد زنهار
پناہ ہے بری عورت سے پناہ ہے

وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ
بچا ہم کو اے ہمارے خدا دوزخ کے عذاب سے

باری زبان تعنت دراز کرده همی گفت تو آن نیستی که پدرم ترا از
ایک مرتبہ طعنہ زنی کی حالت میں کہہ رہی تھی کہ تو کیا وہ نہیں کہ میرے باپ نے تجھ کو

قید فرنگ بده دینار باز خرید گفتم بلی من آنم که بده دینار از
فرنگیوں کی قید سے دس دینار کے بدلے خریدا تھا میں نے کہا ہاں میں وہی ہوں کہ دس دینار

ل دینار - ایک سکہ سونے کا جسکا وزن ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا تھا ۲ کابین - مہر ۳ دوزخ - وہ جگہ جسکو ہندی میں نرک کہتے ہیں ✦

عبد البار ی آسی

قید فرنگم باز خرید و بصد دینار بدست تو گرفتار کرد اشعار
فرنگیون کی قید سے خریدا اور سو دینار کے بدلے تیرے پاس گرفتار کردیا۔

شنیدم گوسپندی را بزرگے
سنا ہے کہ ایک بکری کو ایک بزرگ نے
رہانید از دہان و دست گرگے
بھیڑیے کے ہاتھ اور منھ سے چھڑا لیا
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید
رات کے وقت اُسکے گلے پر چھری پھیری
روان گوسفند از وی بنالید
بکری کی جان اس سے فریاد کرنے لگی
کہ از چنگال گرگم در ربودے
کہ تو نے بھیڑیے کے چنگل سے مجھے چھڑا لیا
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودے
جب آخر کو میں نے دیکھا تو خود بھیڑیا نکلا

حکایت یکی از پادشاہان عابدے را پرسید کہ عیالان داشت
بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے ایک عابد سے جو کنبے والا آدمی تھا پوچھا
اوقات عزیزت چون میگذرد گفت ہمہ شب در مناجات و سحر در
کہ تیری عمر عزیز کیونکر بسر ہوتی ہے بولا کہ ساری رات مناجات میں اور صبح کو
دعای حاجات و ہمہ روز در بند اخراجات ملک را مضمون
حاجتوں کے پورا ہونے کی دعا میں اور دن بھر اخراجات کی غم میں بادشاہ کو عابد کے اشارے
اشارت عابد معلوم گشت فرمود تا وجہ کفاف[1] او معین دارند تا
کا حال معلوم ہوگیا فرمایا کہ اسکی وجہ معاش مقرر کریں تاکہ عیال
بار عیال از دل وی برخیزد مثنوی
کا فکر اسکے دل سے اٹھ جائے

ای گرفتار پای بند عیال
اے گرفتار پابند کنبے کے
دگر آزادگی مبند خیال
دوبارہ آزادی کا خیال نہ کر
غم فرزند و نان و جامہ و قوت
لڑکوں کی اور روٹی اور کپڑے اور روزی کا غم
بازت آرد ز سیر در ملکوت
تجھے اگر تو فرشتوں میں سیر کرتا ہو تو واپس لے آئیگا

[1] وجہ کفاف - وہ آمدنی جس سے معمولی روزانہ کا خرچ چل سکے ۱۲ [2] یعنی جب تو بچوں اور بیوی کی فکر معاش کے غم میں گرفتار ہے تو پھر اب تو کبھی آزاد نہیں ہو سکتا ۱۲ عبد الباری آسی

ہمہ روز اتفاق می سازم تمام دن میں یہ نیت کرتا ہوں شب چو عقد نماز بر بندم رات کو جب نماز کی نیت باندھتا ہوں	کہ بشب باخدای پردازم کہ رات کو خدا کی عبادت میں مشغول ہونگا چہ خورد بامداد فرزندم تو یہ خیال آتا ہے کہ صبح کو بچے کیا کھائینگے

حکایت یکی از متعبدان در بیشہ زندگانی کردی و برگ درختان
عابدوں میں سے کوئی عابد جنگل میں زندگی گزارتا تھا اور درختوں کے
خوردی پادشاہی بحکم زیارت نزدیک وی رفت گفت اگر مصلحت
پتے کھاتا تھا ایک بادشاہ زیارت کے لئے اُسکے پاس گیا اور کہا کہ اگر آپکی مصلحت
بینی بشہر از برای تو مقامی بسازم کہ فراغ عبادت ازین بہ دست د
اجازت دے تو شہر میں آپ کے لئے ایک مکان بنوادوں کہ عبادت کے لئے فرصت اس سے زیادہ
و دیگران ہم ببرکات انفاس شما مستفید گردند و بمصالح اعمال شما
اچھی طرح حاصل ہو اور دوسرے لوگوں کو بھی آپکی ذات کی برکت سے فائدہ پہونچے اور آپکے نیک اعمال
اقتدا کنند زاہد را این سخن قبول نیامد روی بر تافت یکی از وزیران
کی پیروی کریں زاہد نے یہ بات قبول نہیں کی اور منہ پھیر لیا وزیروں میں سے ایک نے
گفتش پاس خاطر ملک را روا باشد کہ دو سہ روزی بشہر آئی و کیفیت
اس سے کہا بادشاہ کی خاطر سے جائز ہے کہ دو تین دن کے لئے آپ شہر میں آجائیں اور مکان کی
مکان معلوم کنی پس اگر صفای وقت عزیز ترا از صحبت اغیار
کیفیت معلوم کریں پھر اگر آپ کے وقت کی صفائی میں غیروں کی صحبت سے کوئی کدورت
کدورتی باشد اختیار باقیست آوردہ اند کہ عابد بشہر در آمد
پیدا ہو تو اختیار باقی ہے کہتے ہیں کہ عابد شہر میں آگیا اور بادشاہ
بستانسرای خاص ملک بدو پرداختند مقامی دلگشای روان
کی ایک خاص کوٹھی اسکے لئے خالی کردی وہ ایک نہایت فرحت خیز اور روح کو آسودہ کرنے والی

مثنوی آسای چون بہشت
بہشت کے مانند جگہ تھی

گل سرخش چو عارض خوبان	سنبلش ہمچو زلف محبوبان
اسکے سرخ پھول معشوقوں کے رخسار کی طرح تھے	اور اس کا سنبل محبوبوں کی زلف کی طرح تھا
ہمچنان از نہیب برد عجوز	شیر ناخوردہ طفل دایہ ہنوز
سنبل ایسا سکڑا ہوا تھا کہ جیسے جاڑے کے خوف سے بڑھیا	اور پھول شدت سرخی ایسے تھے جیسے نوزائیدہ بچہ جسنے ابھی دودھ نہ پیا
شعر و افانین علیہا جلنار	علقت بالشجر الاخضر نار
اور شاخین کہ جنپر انار کے پھول کھلے تھے	گویا سبز درخت پر آگ لٹکائی گئی تھی

ملک در حال کنیزک ماہروئیش او فرستاد کہ وصفش اینست

بادشاہ نے فوراً ایک خوب صورت کنیز اُس کی خدمت مین بھیجی کہ اسکی صفت یہ ہے

شعر ازین مہ پارۂ عابد فریبے	ملائک صورتی طاؤس زیبے
ایسی چاند کا ٹکڑا عابد کو فریب دینے والی	فرشتوں کی سی صورت مور کیطرح خوب صورت
کہ بعد از دیدنش صورت نہ بندد	وجود پارسایان را شکیبے
کہ اُسکے دیکھنے کے بعد	پارساؤں سے بھی صبر کرنا ممکن نہ تھا

ہمچنان در عقبش غلامی بدیع الجمال لطیف الاعتدال قطعہ

اسیطرح اُس کے پیچھے ایک لڑکا نہایت خوب صورت سڈول جسم ڈالا بھیجا

ھلک الناس حولہ عطشا	وھو ساقٍ یری ولا یسقی
آدمی اسکے گرد پیاس کے مارے مرگئے	اور وہ ساقی ہے دیکھتا ہے اور پلاتا نہیں
دیدہ از دیدنش نگشتے سیر	ہمچنان کز فرات مستسقی
آنکھ اسکے دیکھنے سے سیر نہین ہوتی تھی	جیسے کہ دریائے فرات سے جلندر والا سیر نہین ہوتا

عابد از طعامہاے لذیذ خوردن گرفت و کسوتہاے لطیف پوشیدن

عابد نے عمدہ مزیدار کھانے کھانا اور عمدہ پوشاکین پہننا اور

واز فواکہ و مشموم و حلاوت تمتع یافتن و در جمال غلام و کنیزک نظر کردن

میوہ وں اور خوشبوؤں اور مٹھائیوں سے لطف پانا اور لڑکے اور لونڈی کے دیکھنے سے لذت اٹھانا

کہ خردمندان گفتہ اند زلف خوبان زنجیر پای عقل ست و دام مرغ زیرک

شروع کیا کیونکہ عقلمندون کا قول ہے کہ معشوقونکی زلف عقل کے پاؤں کی زنجیر ہے اور سیانے جانور کے لئے جال ہے

بیت

در سر کار تو کردم دل و دین با همہ دانش — مرغ زیرک بحقیقت منم امروز و تو دامی

دل اور دین اور دانائی باوجود پوری عقل کے میں نے تیرے خیال میں صرف کر دی — درحقیقت آج میں ایک عقلمند پرندہ ہوں اور تو جال ہے

فی الجملہ دولت وقت مجموعش بزوال آمد چنانکہ گفتہ اند

قصہ کوتاہ اسکے دلجمعی کے وقت کی دولت کو زوال ہوا جیسا کہ عقلمندوں نے کہا ہے

قطعہ

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید — وز زبان آوران پاک نفس

جو کوئی عالم اور پیر اور مرید — اور پاک نفس شاعروں میں سے ہے

چون بدنیای دون فرود آمد — بعسل در بماند ہمچو مگس

جب کمینی دنیا کی طرف متوجہ ہوا — تو مکھی کی طرح شہد میں پھنس گیا

باری دیگر ملک بدیدن او رغبت کرد عابد را دید از ہیات نخستین بگردیدہ و

بادشاہ نے دوبارہ اسکے دیکھنے کی خواہش کی اور عابد کو دیکھا کہ پہلی صورت سے بدل گیا اور

سرخ و سفید برآمدہ و فربہ شدہ و بر بالش دیبا[1] تکیہ زدہ و غلام پری پیکر

سُرخ سفید نکل آیا ہے اور موٹا ہو گیا ہے اور دیبا کے تکئے پر سہارا لگائے بیٹھا ہے خوب صورت لڑکا

با مروحہ طاؤسی بالای سر ایستادہ بر سلامت حالش شادمانی کرد و از

ایک مورچھل مور کے پروں کا بنا ہوا اپنے سرہانے کھڑا ہوا ہے بادشاہ نے اسکی سلامتی حال پر خوشی کی اور

ہر دری سخن گفتند تا ملک بانجام سخن گفت چنانکہ من این ہر دو

ادھر اُدھر کی باتیں کیں یہاں تک کہ بادشاہ نے آخر کلام میں کہا جیسا کہ میں ان دونوں

طائفہ را دوست میدارم کس ندارد یکی علما و دیگر زہاد وزیر فیلسوف جہاندیدہ

جماعتوں کو دوست رکھتا ہوں کوئی نہیں رکھتا۔ ایک عالم دوسرے زاہد ایک وزیر عقلمند جہاندیدہ

حاذق کہ با او بود گفت ای خداوند روی زمین شرط دوستی آنست کہ با ہر دو

ماہر جو اُسکے ساتھ تھا بولا اے مالک روے زمین دوستی کی شرط یہ ہے کہ دونوں جماعتوں

طائفہ نکوئی کنی علما را زر بدہ تا دیگر بخوانند و زاہدان را چیزی مدہ تا زاہد بمانند

سے نیکی کرے عالموں کو روپیہ دے تاکہ وہ اور زیادہ پڑھیں اور عابدوں کو کچھ نہ دے تاکہ عابد باقی رہیں۔

[1] دیبا - ایک نفیس ریشمی کپڑا ہے ۱۲ -

قطعہ

خاتون خوبصورت و پاکیزہ روی را
بی بی خوبصورت اور اچھے نقشے والی کے پاس
درویش نیک سیرت فرخندہ روی را
درویش نیک عادت اور مبارک چہرہ والے کے یہاں
فرد تا مرا هست دیگرم باید
جب تک مجھ میں یہ بات ہو کہ مجھے اور چاہیے
فرد نہ زاہد را درم باید نہ دینار
زاہد کو نہ درم چاہیے نہ اشرفی

نقش و نگار و خاتم فیروزہ گو مباش
چاہے نقش و نگار اور فیروزہ کی انگوٹھی نہ ہو
نان رباط و لقمۂ دریوزہ گو مباش
خانقاہ کی روٹی اور بھیک کا لقمہ بلا سے نہ ہو
گر نخوانند زاہدم شاید
اگر مجھے زاہد نہ کہیں تو درست ہے
چو بستد زاہدی دیگر بدست آید
اگر وہ لیتا ہے تو دوسرا زاہد ڈھونڈھو

قطعہ

آنرا کہ سیرت خوش و سریست با خدا
جسکی عادت اچھی ہے اور خدا سے لگاؤ ہے
انگشت خوبروے بنا گوش دلفریب
خوبصورت انگلی۔ اور دلفریب کان کی لو

بی نان وقف و لقمۂ دریوزہ زاہد است
وہ بے وقف کی روٹی کے اور بغیر بھیک کے زاہد ہے
بی گوشوارہ و خاتم فیروزہ شاہد است
بغیر کان کے زیور اور بغیر فیروزہ کی انگوٹھی کے دلکش ہے

حکایت

مطابق این سخن همچنین پادشاهی را مهمی پیش آمد گفت
اسی قصہ کی مانند اسی طرح سے ایک بادشاہ کو ایک مہم پیش آئی اور بولا
اگر انجام این حالت بمراد من برآید چندین درم دهم زاهدان را چون
کہ اگر اس کام کا انجام میری مراد کی موافق ہو تو زاہدوں کو اتنے درم دوں گا جب اسکی
حاجتش برآمد و تشویش خاطرش برفت وفای نذرش بوجود شرط
مراد پوری ہوگئی اور اسکے دل کی پریشانی جاتی رہی اور نذر کا پورا کرنا بوجہ شرط کے
لازم آمد یکی را از بندگان خاص کیسۂ درم داد تا بزاهدان صرف کند
پوری ہونے کے ضروری ہوا خاص غلاموں میں سے ایک غلام کو درموں کی تھیلی دی تاکہ زاہدوں پر خرچ کرے

۱ے فیروزہ ایک قیمتی پتھر جو آسمانی رنگ کا ہوتا ہے ۱۲ ۲ے وقف سے یہاں مراد خیرات ہے۔ ورنہ اصل میں اسکو کہتے ہیں کہ کوئی جائداد وغیرہ صرف نیک کاموں کے لئے چھوڑ دی گئی ہو کہ اسکی آمدنی سے تمام اس قسم کے مصارف پورے ہو سکیں ۳ے نذر منت۔ مانی ۴ے درم ایک سکہ کا نام جو زمانہ سابق میں ہوتا تھا۔ اسکا وزن بعض کے نزدیک ساڑھے تین ماشہ اور بعض کے نزدیک دو ماشہ دو رتی ہوتا تھا یہ سکہ چاندی کا تھا ۱۲

گویند غلامے عاقل و ہشیار بود و ہمہ روز بگردید و شبانگہ باز آمد و درمہا
کہتے ہیں کہ وہ غلام عقلمند اور ہوشیار تھا تمام دن پھرتا رہا اور رات کے وقت لوٹ آیا اور درموں کو
بوسہ داد و پیش ملک نہاد و گفت زاہدان را چندانکہ طلب کردم
چوم کر بادشاہ کے آگے رکھدیا اور کہا میں نے زاہدوں کو جہانتک تلاش کیا نہیں
نیافتم گفت این چہ حکایت ست آنچہ من دانم درین ملک چہارصد
پایا بادشاہ نے کہا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے جو کچھ مجھے معلوم ہے اس ملک میں چارسو
زاہد ست گفت ای خداوند جہان آنکہ زاہد ست نمی ستاند و آنکہ
درویش زاہد ہیں اُسنے جواب دیا اے آقائے زمانہ جو کہ زاہد ہے وہ لیتا نہیں اور جو
می ستاند زاہد نیست ملک بخندید و ندیمان را گفت چندانکہ
لیتاہے وہ زاہد نہیں ہے بادشاہ ہنسا اور مصاحبوں سے کہا جتنا کہ مجھے
مرا در حق درویشان و خدا پرستان ارادت ست و اقرار
فقیروں اور خدا پرستوں سے عقیدہ اور انکی بزرگی کا اقرار ہے
این شوخ دیدہ را عداوت ست و انکار و حق بجانب اوست
اس بے حیا کو عداوت اور انکار ہے اور سچا وہی ہے

زاہد تر از وی بدست آر تو پھر اس سے اچھا زاہد تلاش کر	شعر زاہد کہ درم گرفت و دینار زاہد نے کہ درم اور دینار لئے

حکایت یکی از علمای راسخ را پرسید ند چہ گوئی در نان وقف
ایک کامل اور پختہ عالم سے پوچھا کہ وقت کے کھانے کے بارہ میں
گفت اگر نان از بہر جمعیت خاطر می ستاند حلالست و اگر جمع از
آپ کا کیا خیال ہے اُسنے کہا کہ اگر کھانا دل جمعی کے لئے لیتا ہے تو حلال ہے اور اگر دلجمعی کے رکھ

بہر نان می نشیند حرام روٹی حاصل کرنے کے لئے بیٹھتا ہے تو حرام

لہ درمہا را بوسہ داد۔ درموں کو بوسہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ آقا کی امانت واپس کرتے وقت ہر خادم اس چیز کو چومتا تھا۔ یا تعظیماً کہ بادشاہ کا نام اُن پر کھدا ہوا تھا ۱۲ لہ بادشاہ کے مصاحب ہم صحبت ۱۲۔

بیت

نان از برای کنج عبادت گرفته اند روٹی کھانا درویشوں نے گوشہ عبادت کیلئے قبول کیا ہے	صاحبدلان نہ کنج عبادت برای نان نہ کہ گوشہ عبادت کو روٹی حاصل کرنیکے لئے

حکایت درویشی بمقامی درآمد که صاحب آن بقعه کریم النفس
ایک فقیر ایک جگہ آیا کہ اس موضع کا مالک سخی متواضع
بود وطائفه اہل فضل در صحبت او ہر یکی بذله و لطیفه ہمی گفتند و درویش
تھا۔ اور بزرگوں کی ایک جماعت اسکی صحبت میں رہتی تھی اور ہر ایک خوش طبعی کی باتیں اور لطیفے کہتے تھے
راه بیابان قطع کرده بود و مانده شده و چیزے نخورده یکے از آمیان
فقیر نے جنگل کا رستہ طے کیا تھا۔ اور تھکا ہوا تھا اور کچھ کھایا پیا نہیں تھا اس جماعت میں سے ایک نے
بطریق ظرافت گفت ترا ہم چیزے باید گفت مرا چون دیگران
بطور خوش طبعی اور دلگی کے فقیر سے کہا کہ کچھ تمہیں بھی کہنا چاہیئے وہ بولا کہ میں دوسروں کی طرح
فضل و ادبی نیست و چیزے نخوانده ام بیک بیت از من
فاضل اور ادیب نہیں ہوں اور میں نے کچھ پڑھا بھی نہیں ہے ایک شعر مجھ سے سن کے
قناعت کنید ہمگنان برغبت گفتند بگو گفت شعر
بس کرو سب نے خواہش کے ساتھ کہا کہ ہاں سناؤ اُسنے یہ شعر پڑھا۔

من گرسنه در برابر سفرهٔ نان روٹی کے دسترخوان کے برابر میں بھوکا بیٹھا ہوں	ہمچون عزبم بر در حمام زنان میری مثال ایسی ہے جیسے حمام کے دروازہ پر کوئی رنڈوا

یاران نہایت عجز او بدانستند و سفره پیش او آوردند صاحب
دوستوں نے اس سے اسکی انتہائی عاجزی کا اندازہ کیا اور دسترخوان اُسکے سامنے لائے صاحب
دعوت گفت ای یار زمانی توقف کن که پرستارانم کوفته بریان
دعوت نے کہا اے یار تھوڑی دیر ٹھہر جا کہ میری ماما ئیں کوفتے بھون رہی ہیں
ہمی سازند درویش سر برآورد و بخندید و گفت شعر
فقیر نے سر اٹھایا اور ہنسا اور کہا

کوفته بر سفرهٔ من گو مباش بلا سے میرے دسترخوان پر کوفتے نہوں	کوفته را نان تہی کوفته است تھکے ہوئے کے لئے روکھی روٹی ہی کوفتہ ہے

حکایت مریدی گفت پیر را چه کنم کز خلائق برنج اندرم از بس ک(ه)
ایک مرید نے پیر سے کہا کہ میں کیا علاج کروں خلقت سے بہت پریشان ہوں
بزیارت من ہمی آیند و اوقات مرا از تردد ایشان تشویش میباشد
چونکہ میری زیارت کے لئے آتے ہیں اور میرے اوقات میں اُن کے تردد سے ایک پریشانی پیدا ہوتی ہے
گفت ہرچہ درویشانند مر ایشان را وامی بده وانچه توانگرانند
پیر نے جواب دیا جو فقیر ہیں ان کو کچھ قرض دیدے اور جو امیر ہیں اُن سے
از ایشان چیزے بخواہ کہ یکی گرد تو نگردند **بیت**
کچھ مانگ پھر ایک بھی تیرے پاس نہ بھٹکے گا

گر گدا پیشرو لشکر اسلام بود اگر فقیر لشکر اسلام کے آگے آگے ہو	کافر از بیم توقع برود تا در چین تو کافر مانگنے کے ڈر سے چین تک بھاگ جائے

حکایت فقیہی پدر را گفت ہیچ ازین سخنان دلاویز متکلمان
ایک فقیہ نے اپنے باپ سے کہا مجھ پر ان واعظوں کی دلکش رنگین
در من اثر نمیکند بحکم آنکه نمی بینم مر ایشان را کرداری موافق گفت
باتوں کا اثر نہیں ہوتا اس لئے کہ مجھے اُنکے قول اُنکے عمل کے مطابق نہیں معلوم ہوتے

مثنوی

ترک دنیا بمردم آموزند دنیا کا چھوڑنا لوگوں کو سکھاتے ہیں	خویشتن سیم و غلہ اندوزند اور اپنے آپ چاندی اور غلہ جمع کرتے ہیں
عالمی را کہ گفت باشد و بس جس عالم کے یہاں بس قول ہی قول ہو	ہرچہ گوید نگیرد اندر کس وہ جو کہے گا اسکا کسی پر اثر نہ پڑے گا
عالم آن کس بود کہ بد نکند عالم وہ شخص ہوتا ہے جو بُرائی نہ کرے	نہ بگوید بخلق و خود نکند نہ کہ لوگوں کو بتائے اور خود عمل نہ کرے

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ **بیت**
کیا تم لوگوں کو حکم دیتے ہو اور خود اپنی ذاتوں کو بھولتے ہو

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند عالم جب عیش اور تن پروری کرے	او خویشتن گم است کرا رہبری کند وہ خود گمراہ ہے رستہ کس کو بتائے گا

پدر گفت ای پسر بمجرد این خیال باطل نشاید روی از تربیت ناصحان
باپ نے کہا کہ بیٹا اس خیال باطل کے مطابق نصیحت کرنے والوں کی تربیت سے منھ پھیرنا
بگردانیدن و علما را بضلالت منسوب کردن و در طلب عالم معصوم
اور عالموں کو گمراہی کیطرف منسوب نہ کرنا چاہئے اور معصوم عالم کی
از فوائد علم محروم ماندن ہمچو نابینائے کہ شبی در وحل افتاده
تلاش میں علم فائدے سے محروم نہ رہنا چاہیے اس اندھے کی طرح کہ ایک رات کیچڑ میں
بود و می گفت آخر ای مسلمانان چراغے فرا راہ من دارید زنی فارحہ
گر گیا تھا اور کہہ رہا تھا آخر اے مسلمانو ایک چراغ میرے رستہ کے سامنے رکھو ایک خوش مزاج
بشنید و گفت تو کہ چراغ نمی بینی بچراغ چہ بینی ہمچنیں مجلس وعظ چون
عورت نے سنا اور کہا تجھے چراغ تو دکھائی نہیں دیتا تو چراغ سے کیا دیکھے گا۔ ایسے ہی وعظ کی مجلس بزاز
کلبہ بزاز ست آنجا تا نقدے ندہی بضاعتے نستانی و اینجا تا ارادتی
کی دکان کی طرح ہے وہاں جب تک تو نقد نہ دے گا کوئی سامان نہیں لے سکتا اور یہاں جب تک عقیدت
نیاوری سعادتی نبری
نہ کرے گا کوئی سعادت حاصل نہ کرے گا

قطعہ

گفت عالم بگوش جان بشنو	ور نماند بہ گفتنش کردار
عالم کی گفتگو نہایت شوق سے سن	اور اگرچہ اسکی گفتگو اُسکے عمل کی مطابق نہ
باطل ست آنچہ مدعی گوید	خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
جو کچھ دعوے کرنے والا کہتا ہو وہ غلط ہے	کہ سوئے ہوئے کو سویا ہوا کب جگا سکتا ہے
مرد باید کہ گیرد اندر گوش	ور نبشت ست پند بر دیوار
آدمی کو چاہیے کہ کان میں ڈال رکھے	چاہے نصیحت دیوار ہی پر کیوں نہ لکھی ہو

حکایت

صاحبدلی بمدرسہ آمد ز خانقاہ	بشکست عہد صحبت اہل طریق را
ایک پارسا خانقاہ سے مدرسہ میں آیا	درویشوں کی صحبت کے عہد کو توڑ کر

گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود	تا کردی اختیار از آن این فریق را
میں نے پوچھا کہ عالم اور عابد میں کیا فرق تھا	کہ تو نے اس فریق کو چھوڑ کر اسے اختیار کیا
گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج	وین جہد میکند کہ بگیرد غریق را
اسنے جواب دیا کہ وہ موج سے اپنی کملی نکالتا ہے	اور یہ کوشش کرتا ہے کہ ڈوبتے ہوئے کو بچائے

حکایت یکی بر سر راہی خفتہ بود و زمام اختیار از دست رفتہ عابدی
ایک شخص رستہ میں سویا ہوا تھا اور بالکل بے قابو ہو رہا تھا
بروی گذر کرد و دران حالت مستقبح او نظر کرد جوان از خواب مستی سر برآورد
ایک عابد اسپر سے گزرا اور اسکی وہ بری حالت دیکھی جوان نے مستی کی نیند سے سر اٹھایا اور
وگفت وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا **شعر**
بولا جب تم کسی بیہودہ پر گزرو تو کرم کرتے ہوئے گزرو

اِذَا رَاَيْتَ اَثِيْمًا	كُنْ سَاتِرًا وَّحَلِيْمًا
جب تو کسی گنہ گار کو دیکھے	تو پردہ پوش اور بردبار بن جا
يَا مَنْ يُّقَبِّحُ اَمْرِيْ	لِمَ لَا تَمُرُّ كَرِيْمًا
اے وہ شخص جسے میرے کام برے معلوم ہوتے ہیں	تو کریم ہو کر کیوں نہیں گزرتا

قطعہ

متاب ای پارسا روی از گنہگار	ببخشایندگی در وی نظر کن
اے پارسا گنہ گار سے منہ نہ پھیر	بخشش کے ساتھ اسپر نگاہ ڈال
اگر من ناجوان مردم بکردار	تو بر من چون جوانمردان گذر کن
اگر میں اپنے عمل میں کمزور ہوں	تو مجھ پر جوانمرد ہو کر گزر کر

حکایت طائفہ رندان بخلاف درویشی بدر آمدند و سخنان
رندوں کا ایک گروہ ایک درویش کی مخالفت کے لیے نکلا اور بیہودہ
ناسزا گفتند و بزدند و برنجانیدند شکایت از بیطاقتی پیش پیر طریقت[له]
باتیں کہیں اور مارا اور دکھ دیا بے طاقتی کی شکایت اپنے پیر طریقت کے پاس

له روحانی پیشوا - ۱۲

بردکہ چنین حالی رفت گفت ای فرزند خرقۂ درویشان جامۂ رضاست[1]
لے گیا اور بیان کیا کہ یہ واقعہ ہُوا پیر نے کہا کہ بیٹا فقیروں کی گدڑی رضا کا جامہ ہے
ہر کہ درین کسوت تحمل بمرادی نکند مدعیست نہ درویش و خرقہ برد
جو شخص اس لباس کو پہنکر سختی برداشت نہ کرے وہ دعوے دار ہے نہ کہ فقیر اور گدڑی

فرد
حرامست
اسپر حرام ہے

دریای فراوان نشود تیرہ بسنگ
بڑا دریا ایک پتھر پھینکنے سے گدلا نہیں ہوتا

عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز
جو عارف کہ آزردہ ہو جائے ابھی تک نالہ چھوٹی سی گڑھیا ہے

قطعہ

گر گزندت رسد تحمل کن
اگر تجھ کو نقصان پہنچ جائے تو برداشت کر

کہ بعفو از گناہ پاک شوی
کیونکہ معاف کرنے میں تو گناہ سے پاک ہو جائیگا

ای برادر چو عاقبت خاکست
اے بھائی جب آخر کو خاک ہونا ہے

خاک شو پیش از آنکہ خاک شوی
تو تو خاک ہونے سے پہلے خاک ہو جا

حکایت منظوم

این حکایت شنو کہ در بغداد
یہ قصہ سن کہ بغداد میں

رایت و پردہ را خلاف افتاد
جھنڈے اور پردے میں بحثا بحثی ہو گئی

رایت از گرد راہ و رنج رکاب
جھنڈے نے رستہ کی گرد اور ساتھ رہنے کی زحمت

گفت با پردہ از طریق عتاب
کا حال غصہ کے ساتھ پردہ سے بیان کیا

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم
کہ میں اور تو دونوں ایک مالک کے نوکر ہیں

بندۂ بارگاہ سلطانیم
دربار سلطانی کے ہم دونوں غلام ہیں

من ز خدمت دمی نیا سودم
میں نے خدمت سے ایک دم کے لئے آرام نہیں پایا

گاہ و بیگاہ در سفر بودم
وقت بے وقت سفر میں رہا

تو نہ رنج آزمودہ نہ حصار
تو نے نہ مصیبت آزمائی نہ قلعہ دیکھا

نہ بیابان و باد و گرد و غبار
نہ جنگل اور ہوا اور گرد و غبار سے تیرا کام پڑا

[1] رضا۔ حکم خدا پر راضی اور شاکر رہنا ۱۲۔

قدم من بسعی پیشتر ست	پس چرا عزتِ تو بیشتر ست
میرا قدم کوشش میں تجھ سے بڑھا ہوا ہے	پھر کیا بات ہے کہ تیری عزت زیادہ ہے
تو بر بندگان سمن بوئی	با کنیزان یاسمن بوئی
تو خوبصورت غلاموں کے پاس رہتا ہے	اور پاکیزہ لونڈیوں میں بسر کرتا ہے
من فتادہ بدست شاگردان	بسفر پای بند و سرگردان
میں خادموں کے ہاتھ میں پڑا رہتا ہوں	سفر میں پابند اور پریشاں رہتا ہوں
گفت من سر بر آستان دارم	نہ چو تو سر بر آسمان دارم
کہا کہ میں اپنا سر دروازے پر جھکائے رکھتا ہوں	نہ کہ غرور سے تیری طرح سربلند کرتا ہوں
ہر کہ بیہودہ گردن افرازد	خویشتن را بگردن اندازد
جو شخص فضول گردن بلند کرتا ہے	وہ اپنے آپ کو گردن کے بل گراتا ہے

حکایت

یکی از صاحبدلان زورآزمائی را دید بہم بر آمدہ
ایک نیک آدمی نے ایک پہلوان کو دیکھا غصہ میں بھرا ہوا
وکف بر دہان انداختہ گفت این راچہ حالت ست گفتند فلان
اور منہ میں جھاگ بھرے ہوئے تو وہ بولا اسکو کیا ہو گیا ہے کہا فلان
دشنام دادش گفت این فرومایہ ہزار من سنگ برمیدارد و
شخص نے اُس کو گالی دی ہے - وہ بولا یہ کمینہ ہزار من کا پتھر اُٹھا لیتا ہے اور ایک
طاقت سخنی نمی آرد قطعہ
بات اٹھانے کی تاب نہین لاتا

لاف سر پنجگی و دعوی مردی بگذار	عاجز نفس فرومایہ چہ مردی چہ زنی
شیخی طاقت وری کی اور مردانگی کے دعوے کو چھوڑ	کمینہ نفس سے عاجز ہو تو مرد اور عورت دونوں برابر ہیں
گرت از دست بر آید دہنی شیرین کن	مردی آن نیست کہ مشتی بزنی بر دہنی
اگر تیرے ہاتھ سے ہو سکے تو کسیکا منہ میٹھا کر	مردانگی یہ نہیں کہ کسی کے منہ پر گھونسا مارے
قطعہ اگر خود بر درد پیشانی پیل	نہ مردست آنکہ در وی مردمی نیست
اگر ہاتھی کی پیشانی پھاڑ ڈالے	پھر بھی جس میں مروت نہین وہ مرد نہیں ہے

بنی آدم سرشت از خاک دارند
آدم کی اولاد کی پیدایش خاک سے ہوئی ہے

اگر خاکی نباشد آدمی نیست
اگر وہ تواضع کرنیوالا نہ ہو تو آدمی نہیں ہے

حکایت بزرگے را پرسیدم از سیرت اخوان صفا گفت کمینہ
میں نے ایک بزرگ سے اخوان الصفا کی عادت کا حال پوچھا اُس نے کہا ادنیٰ
آنکہ مراد خاطر یاران بر مصالح خویش مقدم دارد و حکما گفتہ اند برادر
عادت یہ ہے کہ دوستوں کے کام کو اپنی مصلحتوں پر مقدم سمجھے عقلمندوں نے کہا ہے جو

فرد
کہ در بند خویش ست نہ برادر ست و نہ خویش ست
بھائی اپنے کام کے فکر میں ہے وہ نہ بھائی ہے اور نہ اپنا عزیز ہے

ہمرہ اگر شتاب کند در سفر بایست
سفر میں اگر ساتھی جلدی کرے تو تو ٹھہر جا

دل در کسی مبند کہ دلبستۂ تو نیست
اُس شخص سے دل نہ لگا جو تیرا گرویدہ نہیں

فرد
چون نبود خویش را دیانت و تقویٰ
جب اپنے عزیز میں محبت اور پرہیزگاری نہو

قطع رحم بہتر از مودت قربیٰ
تو عزیزوں کی محبت اور دوستی سے قطع صلۂ رحم بہتر ہے

یاد دارم کہ یکی مدعی درین بیت بر قول من اعتراض کردہ بود و گفتہ کہ حق تعالیٰ
مجھے یاد ہے کہ ایک مخالف نے میرے اس شعر پر اعتراض کیا تھا ۔ اور کہا تھا کہ اللہ تعالےٰ
در کتاب مجید از قطع رحم نہی کردہ است و بمودت ذوالقربیٰ[1] فرمودہ
نے قرآن شریف میں قطع رحم سے منع فرمایا ہے اور ذوی القربیٰ کی دوستی کے لئے حکم دیا ہے
وانچہ تو گفتی مناقض آنست گفتم آیہ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ
اور یہ جو کچھ کہ تو نے کہا ہے اسکے خلاف ہے ۔ میں نے کہا اور اگر ماں باپ کوشش کریں اس چیز پر کہ تو

شعر
بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا
میرے ساتھ شریک کرے اس کو کہ جسکا تجھے علم نہیں تو انکی اطاعت کر

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
ہزار ایسے عزیز جو خدا سے بیگانہ ہوں کچھ نہیں

فدای یکتن بیگانہ کآشنا باشد
اس ایک آدمی پر قربان جو غیر ہو مگر خدا آشنا ہو

[1] ذوی القربیٰ ۔ قریبی رشتہ دار اور قریبی عزیز ۱۲ ۔

حکایت منظوم

پیر مردی لطیف در بغداد
ایک بڈھے خوش مزاج نے بغداد میں

دخترک را بہ کفش دوزی داد
اپنی چھوٹی لڑکی کو ایک موچی سے بیاہ دیا

مردک سنگدل چنان بگزید
اس نالائق سخت دل نے لڑکی کا ہونٹ

لب دختر کہ خون ازو بچکید
ایسا کاٹا کہ اس سے خون ٹپک پڑا

بامدادان پدر چنان دیدش
صبح کے وقت باپ نے جب اس کو ایسا دیکھا

پیش داماد رفت و پرسیدش
وہ داماد کے سامنے گیا اور اس سے پوچھا

کای فرومایہ این چہ دندان ست
کہ اے کمینے یہ کیسے دانت ہیں

چند خائی لبش نہ انبان ست
تو اس کے ہونٹ کیسے چباتا ہے وہ ادھوڑی نہیں ہے

بمزاحت نہ گفتم این گفتار
میں نے یہ بات تجھ سے مذاق کے لئے نہیں کہی ہے

ہزل بگذار و جد ازو بردار
تو مذاق کو چھوڑ اور اس سے فائدہ اٹھالے

خوی بد در طبیعتے کہ نشست
بری عادت جس طبیعت میں بیٹھ جاتی ہے

نرود جز بوقت مرگ از دست
وہ مرنے کے سوائے جا نہیں سکتی

حکایت

آوردہ اند کہ فقیہی دخترے داشت بغایت زشت رو
مشہور ہے کہ ایک عالم فقہ کی ایک نہایت بد صورت لڑکی تھی اور
بجای زنان رسیدہ باوجود جہاز و نعمت کسی در مناکحت او رغبت نمیکرد
بالغ ہو گئی تھی۔ باوجود جہیز اور نعمت کے کوئی اس کے نکاح کی رغبت نہیں کرتا تھا

فرد

زشت باشد دبیقی و دیبا
برا معلوم ہوتا ہے دبیقی اور دیبا

کہ بود بر عروس نازیبا
جو بد صورت دلھن کے جسم پر ہو

فی الجملہ بحکم ضرورت با ضریری عقد نکاحش ببستند و آوردہ اند کہ حکیمے
آخر کار مجبور ہو کر ایک نابینا کے ساتھ اس کا نکاح پڑھا دیا کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں

لہ انبان اس چمڑے کو کہتے ہیں جسے دباغت دی گئی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے ہونٹ میں کوئی چمڑا نہیں ہے کہ اس پر تیرا کاٹنا کوئی اثر نہ کرے ؎۲ فقیہ علم فقہ کا عالم ؎۳ بکسر اول دبیقی ایک باریک ریشمی کپڑا ہوتا ہے جو مصر میں

دران تاریخ از سراندیپ[1] آمده بود که دیدهٔ نابینا را روشن همی کرد
ایک طبیب سراندیپ سے آیا تھا کہ اندھوں کی آنکھیں بنا تا تھا
فقیہ را گفتند چرا داماد خود را علاج نکنی گفت ترسم کہ بینا
مولوی سے لوگوں نے کہا کہ تو اپنے داماد کا علاج کیوں نہیں کرتا ہے اسنے جواب دیا کہ مجھے ڈر
شود و دخترم را طلاق دہد مصرعہ
معلوم ہوتا ہے کہ بینا ہو کر میری لڑکی کو طلاق دیدے

شوی زن زشت روی نابینا بہ
بدصورت عورت کا شوہر نابینا ہی اچھا

حکایت

پادشاہی بدیدۂ استحقار در طائفۂ درویشان نظر کردی
ایک بادشاہ حقارت کی نظر سے فقیروں کی ایک جماعت کو دیکھا کرتا تھا
یکی ازان میان بفراست بجای آورد و گفت ای ملک ما درین دنیا
ان فقروں میں سے ایک نے دانائی کے ساتھ اس بات کو معلوم کر لیا - اور کہا اے بادشاہ ہم اس دنیا میں
بعیش از تو خوشتریم و بہ طیش از تو کمتریم و بمرگ برابریم و بقیامت بہتر
معاملہ زندگی میں تجھ سے زیادہ خوش ہیں اور لشکر میں تجھ سے کم ہیں اور مرنے میں تیرے برابر ہیں اور قیامت میں اچھے ہیں
انشاءاللہ تعالےٰ مثنوی
انشاءاللہ تعالےٰ

اگر کشور کشائے کامرانست
اگر کوئی بادشاہ کامراں ہے
دگر درویش حاجتمند نانست
اور اگر فقیر روٹی کا حاجتمند ہے
دراں ساعت کہ خواہند این و آن مرد
جس وقت یہ اور وہ مریں گے
نخواہند از جہان بیش از کفن برد
دنیا سے کفن سے زیادہ کچھ نہ لیجائیں گے
چو رخت از مملکت بربست خواہی
جب تجھے بادشاہت چھوڑکر جانا ہی پڑیگا
گدائی بہترست از پادشاہی
تو گدائی بادشاہی سے زیادہ اچھی ہے

طریقت ظاہر درویشی جامہ[2] ژندست و موی سترده و حقیقت آن دل زندہ و نفس مردہ
فقیری کی ظاہری حالت تو گدڑی کا لباس اور منڈے ہوئے بال ہیں اور اسکی حقیقت دل زندہ اور مرا ہوا نفس ہے

[1] سراندیپ ایک جزیرہ کا نام ہے جو ہندوستان سے ملحق جانب جنوب واقع ہے ۱۲-
[2] یعنی ظاہری فقیری گلستان یہ ہے اور اصل میں فقیری یہ ہے کہ دل زندہ اور نفس مردہ ہو ۱۲-

قطعہ

نہ آنکہ بر در دعوی نشیند از خلقی[1]	وگر خلاف کنندش بجنگ برخیزد
وہ فقیر نہیں کہ دعوے کے دروازے پر بیوقوفی سے بیٹھے	اور اگر اس سے اختلاف کریں تو لڑنے کو تیار ہو جائے
کہ گر زکوہ فرو غلطد آسیا سنگی	نہ عارف ست کہ از راہ سنگ برخیزد
بلکہ اگر پہاڑ سے چکی کے پاٹ کی برابر پتھر لڑھک آئے	تو وہ عارف نہیں ہے کہ پتھر کے رستہ سے اٹھے

طریقت طریق درویشان ذکرست و شکر و خدمت و طاعت و
درویشوں کا طریقہ ذکر خدا کرنا اور شکر نعمت بجا لانا اور خدمت خلق اور
ایثار و قناعت و توحید و توکل و تسلیم و تحمل ہر کہ بدین صفتہا کہ گفتم موصوف
اور قربانی اور قناعت اور توحید اور توکل اور راضی برضائے الٰہی ہونا اور برداشت کرنا ہے جو کوئی ان صفتوں سے جو میں نے بیان کیں
ست بحقیقت درویش ست و اگر در قباست اما ہرزہ گوی بی نماز ہوا پرست
ہے وہ درحقیقت فقیر ہے چاہے وہ قبا پہنے ہوئے ہو لیکن بیہودہ گو بے نماز خواہشوں کا
ہوس باز کہ روزہا بشب آرد در بند شہوت و شبہا روز کند در خواب غفلت
ہوسناک کہ دنوں کو ہوس کر کے رات کر دے اور اپنی شہوت کے فکر میں راتوں کو دن بنا دے خواب غفلت میں
و بخورد ہرچہ در میان آید و بگوید ہرچہ بر زبان آید رندست[2] اگر در عبا ست
اور جو سامنے آئے وہ کھالے اور جو زبان پر آئے بک دے وہ رند ہے اگرچہ کمبلی میں

قطعہ ای درونت برہنہ از تقوی	کز برون جامۂ ریا داری
اے وہ شخص کہ تیرا دل پرہیزگاری سے ننگا ہے	کہ باہر سے تو ریا کے کپڑے پہنے ہوئے ہے
بردہ[3] ہفت رنگ در مگذار	تو کہ در خانہ بوریا داری
دروازے پر سات رنگ کے پردے نہ چھوڑ	جب تو گھر میں بوریا بچھائے ہوئے ہے
مثنوی دیدم گل تازہ چند دستہ	بر گنبدی از گیاہ بستہ
میں نے تازے پھول کے چند دستے دیکھے	کہ ایک گنبد پر گھاس سے بندھے رکھے تھے

[1] یعنی عارف اس کو نہیں کہتے کہ خالی دعوے ہی دعوے کرے اور اگر اسکے دعوے سے اختلاف کیا جائے تو وہ جنگ پر آمادہ ہو جائے ۱۲ [2] یعنی ظاہری زینت سے کوئی کام نہیں چلتا [3] جائے مراد لباس

گفتم چه بود گیاه ناچیز
میں نے کہا کہ ناچیز گھاس کی کیا حقیقت ہے
تا در صفِ گل نشیند او نیز
کہ پھولوں کی صف میں وہ بھی بیٹھتی ہے

بگریست گیاه و گفت خاموش
گھاس روئی اور کہا خاموش رہ
صحبت نکند کرم فراموش
کرم والے صحبت کو نہیں بھولتے

گر نیست جمال و رنگ و بویم
اگر خوب صورتی اور رنگ و بو مجھ میں نہیں ہے
آخر نہ گیاه باغ اویم
پھر بھی کیا میں اُس کے باغ کی گھاس نہیں ہوں

من بندۂ حضرتِ کریمم
میں درگاہ کریم کا بندہ ہوں
پروردۂ نعمتِ قدیمم
اُس کی قدیم نعمت کا پلا ہوا ہوں

گر بی ہنرم و گر ہنرمند
خواہ میں بے ہنر ہوں اور خواہ ہنرمند
لطف ست امیدم از خداوند
مجھے مالک سے مہربانی کی امید ہے

با آنکہ بضاعتے ندارم
باوجود اسکے کہ میں کوئی پونجی نہیں رکھتا
سرمایۂ طاعتے ندارم
اور کسی طاعت کا سرمایہ میرے پاس نہیں ہے

او چارۂ کارِ بندہ داند
وہ بندے کے کام کا علاج جانتا ہے
چون ہیچ وسیلتش نماند
جب کہ اس کا کوئی وسیلہ باقی نہیں رہتا

رسم ست کہ مالکانِ تحریر
یہ رسم ہے کہ تحریر کے مالک یعنی
آزاد کنند بندۂ پیر [ع]
بڈھے بندے کو آزاد کر دیتے ہیں

ای بار خدای عالم آرای
اے خدائے بزرگ عالم کو زینت دینے والے
بر سعدی پیر خود ببخشای
اپنے بڈھے سعدی کے اوپر بخشش کر

سعدی رہ کعبۂ رضا گیر [ل]
اے سعدی کعبۂ رضا کا رستہ اختیار کر
ای مرد خدا رہِ خدا گیر
اے بندے خدا کے خدا کے راستہ پر چل

بدبخت کسیکہ سر بتابد
وہ شخص بدنصیب ہے جو منہ موڑے
زین در کہ در دگر نیابد
اس درگاہ سے کیونکہ وہ دوسرا دروازہ نہ پائیگا

ل خدا کے فرمائے ہوئے حکم پر - یا خدا کی مرضی پر راضی رہنا ۱۲ -
ع اس سے یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ آقا بڈھے غلام کو آزاد کر دیتا ہے ۱۲ -

حکایت حکیمی را پرسیدند از سخاوت و شجاعت[1] کدام بہتر است
ایک حکیم سے پوچھا کہ سخاوت اور شجاعت میں سے کون چیز بہتر ہے
گفت آن کس را کہ سخاوت ست بشجاعت حاجت نیست **فرد**
وہ بولا جس میں سخاوت ہے اسکو شجاعت کی ضرورت نہیں ہے

نبشت ست بر گور بہرام گور	کہ دستِ کرم[2] بہ ز بازوی زور
بہرام گور کی قبر پر لکھا ہوا ہے	کہ کرم کا ہاتھ زور کے بازو سے بہتر ہے

قطعہ

نماند حاتمِ طائی[3] ولیک تا بہ ابد[4]	بماند نام بلندش بہ نیکوئی مشہور
حاتم طائی نہیں رہا لیکن ابد تک	اس کا بلند نام نیکی میں مشہور رہا
زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلہ رزرا	چو باغبان ببرد بیشتر دہد انگور
مال کی زکوٰۃ نکالتا رہ کہ انگور کی ٹہنیوں کو	جب باغبان تراشتا ہے تو وہ انگور زیادہ دیتا ہے

باب سوم در فضیلت قناعت

تیسرا باب قناعت کی اچھائی کے بیان میں

حکایت خواہندۂ مغربی در صفِ بزازان حلب می گفت ای
ملک مغرب کا ایک فقیر حلب کے بزازوں کے بازار میں کہہ رہا تھا
خداوندانِ نعمت اگر شمارا انصاف بودی و مارا قناعت رسم سوال
دولت مندو اگر تم میں انصاف ہوتا اور ہم میں قناعت ہوتی تو سوال کا دستور
از جہان برخاستی **قطعہ**
دنیا سے اٹھ جاتا

ای قناعت توانگرم گردان	کہ ورای تو ہیچ نعمت نیست
اے قناعت تو مجھ کو مالدار کر دے	کہ سوائے تیرے کوئی نعمت نہیں ہے

[1] شجاعت بفتح دلیری ۱۲ [2] یعنی وہ ہاتھ جو سخاوت اور بخشش کرتا ہے وہ بازوئے زور سے زیادہ بہتر ہے [3] حاتم طائی - عرب کا ایک مشہور و معروف سخی [4] ابد وہ زمانہ جسکی انتہا نہ ہو - [5] تھوڑی چیز پر صبر کر

کنج صبر اختیار لقمانؑ ست	**ہر کرا صبر نیست حکمت نیست**
صبر کا گوشہ عقلمند کو پسند ہے	جو صبر نہیں رکھتا اس میں عقلمندی نہیں ہے

حکایت دو امیر زادہ در مصر بودندیکی علم آموخت و دیگر
دو امیر زادے مصر میں تھے ایک نے علم سیکھا دوسرے
مال اندوخت عاقبۃ الامر آن علامہ گشت و آن دیگر عزیز مصر شد
نے مال جمع کیا آخر کار وہ بڑا عالم ہوگیا اور وہ دوسرا عزیز مصر ہوگیا
پس آن توانگر بچشم حقارت در فقیہ نظر کردی و گفتی من بہ سلطنت رسیدم
پس وہ تونگر حقارت کی نظر سے عالم کو دیکھا کرتا اور کہتا میں سلطنت کے درجہ تک پہونچ گیا
و این ہمچنان در مسکنت بماند گفت ای برادر شکر نعمت باری عز اسمہ
اور یہ ویسا ہی فقیر کا فقیر رہا عالم نے کہا اے بھائی خدا کی نعمت کا شکر کرنا میرے اوپر
ہمچنان بر من افزون ترست کہ میراث پیغمبران یافتم یعنی علم
زیادہ تر واجب ہے کیونکہ میں نے پیغمبروں کی میراث پائی یعنے علم
و ترا میراث فرعون و ہامان رسیدہ یعنی ملک مصر مثنوی
اور تجھے فرعون اور ہامان کا ترکہ ملا یعنی ملک مصر

من آن مورم کہ در پایم بمالند	**نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند**
میں وہ چیونٹی ہوں کہ مجھکو پامال کر دیتے ہیں	میں بھڑ نہیں ہوں کہ میرے ڈنک سے روئیں
کجا خود شکر این نعمت گزارم	**کہ زور مردم آزاری ندارم**
بھلا میں اس نعمت کا شکر کہاں ادا کر سکتا ہوں	کہ مجھ میں مردم آزاری کی طاقت نہیں ہے

لہ لقمان - اگرچہ خاص ایک بزرگ حکیم کا نام ہے - مگر یہاں پر عقلمند سے مراد ہے ۱۲ -
لہ عزیز - زمانۂ سابق میں وزیر مصر کو عزیز کہتے تھے ۱۲ -
لہ میراث پیغمبران سے مراد علم - میراث بمعنی ترکہ - ورثہ ۱۲ -
لہ فرعون - قدیم بادشاہان مصر کا خطاب تھا جمع فراعنہ - مگر یہ فرعون وہ تھا جسنے خدائی کا دعوے کیا
تھا - ہامان اس کا وزیر تھا - ۱۲ عبدالباری آسی

حکایت درویشی را شنیدم که در آتش فاقہ می سوخت و خرقہ بخرقہ می دوخت و تسکین خاطر خود را می گفت **شعر**

میں نے ایک فقیر کے متعلق سنا ہے کہ وہ فاقہ کی آگ میں جلتا تھا اور پیوند پر پیوند لگاتا تھا اور اپنی دل کی تسلی کے لئے کہتا تھا۔

بنان خشک قناعت کنیم و جامۂ دلق	اگر رنج محنت خود بہ کہ بار منت خلق
ہم خشک روٹی اور گدڑی کے پہننے پر قناعت کرینگے	کیونکہ اپنی مصیبت کا رنج دنیا کے احسان کے بوجھ کے مقابلہ پر بہتر ہے

کسی گفتش چہ نشینی کہ فلان درین شہر طبعی کریم دارد و کرمی عمیم میان بخدمت آزادگان بستہ و بر در دلہا نشستہ اگر بر صورت حالت چنانکہ ہست وقوف یابد پاس خاطر عزیزان داشتن منت دارد و غنیمت شمارد و گفت خاموش کہ در سختی و فقر مردن بہ کہ حاجت پیش کسی بردن **قطعہ**

کسی نے اس سے کہا تو بیٹھا کیوں ہے کیونکہ اس شہر میں فلاں شخص طبیعت سخی اور احسان عام رکھتا ہے اور آزاد لوگوں کی خدمت میں کمر باندھے رہتا ہے اور لوگوں کی دل جوئی کرتا رہتا ہے اگر تیری صورت حال پر جیسی کچھ کہ ہے اسکو واقفیت حاصل ہو جائے تو عزیزوں کے دل کا خیال کرنا اپنے اوپر احسان جانے اور غنیمت خیال کرے اُس فقیر نے کہا چپ رہ کہ سختی اور فقیری میں مرجانا بہتر ہے کہ اپنی ضرورت کسی کے سامنے لیجانا۔

ہم رقعہ دوختن بہ و الزام کنج صبر	کز بہر جامہ رقعہ بر خواجگان نبشت
پیوند لگانا اور گوشہ صبر میں ہر وقت بیٹھ رہنا بہتر ہے	کپڑے کے لئے بڑے آدمیوں کے پاس خط لکھے
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است	رفتن بپایمردی ہمسایہ در بہشت
قسم خدا کی کہ دوزخ کے عذاب کی برابر ہے	پڑوسی کی مدد سے بہشت میں جانا

حکایت یکی از ملوک عجم طبیبی حاذق را بخدمت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرستاد سالی چند در دیار عرب بود و کسی تجربتی پیش وی نیامد و معالجتی ازوی درنخواست پیش پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم آمد و گلہ کرد

عجم کے بادشاہوں میں سے کسی نے ایک ماہر طبیب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بھیجا کتنے ہی سال تک عرب کی ولایت میں رہا کوئی آدمی علاج کے لئے اسکے پاس نہیں آیا اور کسی قسم کے علاج کی اس سے خواہش نہیں کی وہ طبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آیا اور

کہ این بندہ را برای معالجت اصحاب بخدمت فرستادہ اندرین

شکایت کی کہ اس غلام کو اصحاب کے علاج کے ہی لئے خدمت میں بھیجا ہے اس مدت میں

مدت کسی التفاتی نکرد تا خدمتی کہ بر بندہ معین ست بجا آرم

کسی نے توجہ نہیں کی تاکہ جو خدمت بندے کے ذمہ ہے اسکو انجام دے

رسول علیہ السلام گفت این طائفہ را طریقی ہست کہ تا اشتہا غالب

رسول علیہ السلام نے فرمایا اس جماعت کا ایک طریقہ ہے کہ جب تک بھوک خوب تیز

نشود نخورند و ہنوز اشتہا باقی بود کہ دست از طعام بدارند حکیم گفت

لگتی نہیں کھاتے اور ابھی تھوڑی بھوک باقی ہوتی ہے کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں طبیب نے کہا

ہمین ست موجب تندرستی پس زمین ببوسید و برفت

یہی تندرستی کا سبب ہے پس زمین کو بوسہ دیا اور رخصت ہوگیا

مثنوی

سخن آنگہ کند حکیم آغاز — یا سر انگشت سوی لقمہ دراز

عقلمند اسوقت بات کرنا شروع کرتا ہے — یا انگلی کا پور وا اسوقت لقمے کیطرف بڑھاتا ہے

کہ ز ناگفتنش خلل زاید — یا ز ناخوردنش بجان آید

کہ اسکے نہ بولنے سے کوئی نقصان پیدا ہوتا ہے — یا کھانا نہ کھانے کی وجہ سے مرنے کے قریب ہوتا ہے

لاجرم حکمتش بود گفتار — خوردنش تندرستی آرد بار

خواہ مخواہ اسکی گفتگو سے حکمت پیدا ہوتی ہے — اور اسکا کھانا تندرستی کا پھل دیتا ہے

حکایت در سیرت اردشیر بابکان آمدہ است کہ حکیم عرب را

اردشیر بابکان بادشاہ کی سیرت میں مذکور ہوا ہے کہ عرب کے ایک طبیب

پرسیدند کہ روزی چہ مایہ طعام باید خوردن گفت صد درم سنگ

سے پوچھا کہ ایک دن میں کس قدر کھانا کھانا چاہیئے اس نے جواب دیا کہ ۲۹ تولہ کافی ہے

لہ سیرت اردشیر بابکان سیرت کے معنے اگرچہ عادت کے ہیں مگر یہاں اس کتاب تاریخ سے مراد ہے جس میں اردشیر بابکان کا حال مرقوم ہے — شیر بابکان میں فتح الف وسکون را اور دال موقوف ہے اور شیر یائے مجہول اور دو بار موحدہ سے ہے۔ یہ ساسان بن ساسان نبیرہ بہمن اور بابک کے نواسے کا نام تھا۔ یہ نہایت دلیر اور عظیم الشان بادشاہ تھا ۱۲۔ عہ ان دونوں شعروں میں لف ونشر مرتب ہے ۱۲۔

کفایت کند گفت این قدر چہ قوت دہد گفت هٰذَا الْمِقْدَارُ یَحْمِلُکَ وَمَا زَادَ
کہا اس قدر کیا طاقت دے گا کہا یہ مقدار تجھے اٹھائے گی اور جو
عَلٰی ذٰلِکَ فَاَنْتَ حَامِلُهٗ یعنی این قدر ترا بر پا بدارد وہر چہ برین زیادت
اس سے زاید ہوگی تو اسکا بوجھ تجھ اٹھانا ہوگا یعنی اس قدر تجھے زندہ رکھے گی اور جو کچھ اسپر بڑھ جائے گا تو

کنی حمال آنی شعر
اسکا بار تجھ پر ہوگا

خوردن برائی زیستن و ذکر کردن است	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است
کھانا زندہ رہنے اور عبادت کرنے کے لیے ہے	تیرا اعتقاد یہ ہے کہ زندگی کھانے کے لیے ہے

حکایت

دو درویش خراسانی ملازم صحبت یکدیگر سفر کردندے
دو فقیر خراسانی ایک دوسرے کے ساتھ ملکر سفر کرتے تھے
یکی ضعیف بود کہ بعد دو شب افطار کردی دیگرے قوی کہ روزی
ایک کمزور بڈھا تھا کہ دو رات کے بعد کھانا کھاتا تھا اور دوسرا قوی کہ ایک دن میں
سہ بار خوردی اتفاقاً بر در شہری بہ تہمت جاسوسی گرفتار آمدند
تین بار کھاتا اتفاقاً ایک شہر کے دروازے پر پھر جاسوسی کی تہمت میں گرفتار ہوگئے اور
دو را بخانہ در کردند و بگل بر آوردند بعد از دو ہفتہ کہ معلوم شد کہ
دونوں کو ایک مکان میں قید کر دیا اور مٹی سے دروازہ بند کر دیا دو ہفتہ کے بعد جو معلوم ہوا کہ
بیگناہ اند در بکشادند قوی را دیدند مردہ وضعیف جان بسلامت بردہ
دونوں بے گناہ ہیں دروازہ کھولا زبردست کو دیکھا مرگیا تھا اور کمزور صحیح سلامت تھا
مردم درین عجب بماندند حکیمی گفت اگر خلاف این بودے عجب بودے
آدمی اس تعجب میں رہ گئے ایک عقلمند نے کہا اگر اسکے خلاف ہوتا تو تعجب معلوم
کہ این بسیار خوار بودہ است طاقت بینوائی نیاورد وہلاک شد
ہوتا کہ یہ زیادہ کھانے والا تھا بے سامانی کی مصیبت برداشت نہ کرسکا مرگیا
وآن دگر خویشتن دار بود لاجرم بر عادت خود صبر کرد و بسلامت
اور وہ دوسرا مصیبت پر صبر کرنے والا تھا مجبوراً اپنی عادت کے مطابق صبر کیا اور سلامتی کے

قطعه

خلاص یافت

کے ساتھ چھٹکارا پایا

چو کم خوردن طبیعت شد کسی را
جب کم کھانے کی کسیکو عادت ہوگی

چو سختی پیش آید سهل گیرد
جب سختی سے سامنا ہوگا تو وہ اسے آسان سمجھے گا

وگر تن پرورست اندر فراخی
اور اگر جسم کا پالنے والا ہے تو وہ فراخی ہیں

چو تنگی بیند از سختی بمیرد
جب تنگی دیکھے گا سختی سے مرجائے گا

حکایت

یکی از حکما پسر را نهی همی کرد از بسیار خوردن که سیری
ایک شخص حکیموں میں سے لڑکے کو زیادہ کھانے سے منع کررہا تھا کہ زیادہ پیٹ
مردم را رنجور کند گفت ای پدر گرسنگی خلق را بکشد نشنیدهٔ که ظریفان
بھر کر کھانا آدمی کو بیمار کردیتا ہے کہا اے باپ بھوک مخلوق کو مارڈالتی ہے تونے سنا نہیں ہے
گفته اند بسیری مردن به که گرسنگی بردن گفت اندازه نگهدار کلوا
کہ خوش طبع لوگوں نے کہا ہے پیٹ بھرا ہوا مرنا بھوکے مرنے سے اچھا ہے حکیم نے کہا کہ اندازے کا خیال رکھ کھاؤ
واشربوا ولا تسرفوا
پیو اور فضول خرچی مت کرو

شعر

نه چندان بخور کز دهانت برآید
نہ تو اتنا کھا کہ تیرے منہ سے نکل پڑے

نه چندانکه از ضعف جانت برآید
اور نہ اتنا کم کہ کمزوری سے تیری جان نکل جائے

قطعه

با آنکه در وجود طعام ست حظ نفس
باوجود کہ کھانے میں نفس کی لذت موجود ہے

رنج آورد طعام که بیش از قدر بود
وہ کھانا جو مقدار سے زیادہ ہوتا ہے تکلیف دیتا ہے

گر گلشکر[1] خوری بتکلف زیان کند
اگر گلشکر مٹھائی تو زبردستی کھائے گا تو نقصان کرے گی

ور نان خشک دیر خوری گلشکر بود
اور اگر سوکھی روٹی بھوک میں کھائیگا تو گلشکر کا کام دیگی

حکایت

رنجوری را گفتند دلت چه میخواهد گفت آنکه دلم چیزی نخواهد
ایک بیمار سے کہا کہ تیرا دل کیا چاہتا ہے کہا کہ یہ کہ آئندہ میرے دل میں کسی کھانے کی خواہش نہ ہو

شعر

معده چو پر گشت و شکم درد خاست
معدہ جب بھر گیا اور پیٹ میں درد اٹھا

سود ندارد همه اسباب راست
تمام درست تدبیریں بھی کوئی فائدہ نہیں کرتیں

[1] گل شکر گلقند کو بھی کہتے ہیں - اور اسکے علاوہ ایک مٹھائی کا بھی نام ہے ۱۲ - عبدالباری آسی

حکایت بقالی را درمی چند بر صوفیان گرد آمده بود در واسط هر روز
ایک غلہ فروش کے چند درم صوفیوں پر قرض ہو گئے تھے شہر واسط مین روزانہ تقاضا
مطالبت کردی و سخنهای با خشونت گفتی اصحاب از تعنت او خسته خاطر
کرنا اور سخت سست باتین کہتا یہ لوگ اُسکی بدگوئی سے رنجیدہ دل
همی بودند و جز از تحمل چاره نبود صاحبدلی در آنمیان گفت نفس را
رہا کرتے تھے اور سوائے برداشت کرنے کے کوئی علاج نہ تھا ایک اہل دل اُن مین تھا
بوعده دادن بطعام آسان تر است که بقال را بدرم **قطعه**
کہا کہ غرض سے کھانے کا وعدہ کرنا زیادہ آسان ہے کہ غلہ فروش سے درم کا وعدہ کرنا

ترک احسان خواجه اولی تر
بڑے آدمیوں کے احسان کے ذریعہ کا چھوڑنا زیادہ اچھا ہے
کاحتمال جفای بوابان
بمقابلہ دربانون کے ظلم برداشت کرنے کے

بتمنای گوشت مردن به
گوشت کی آرزو مین مرجانا بہتر ہے
که تقاضای زشت قصابان
بمقابلہ قصائیون کے سخت تقاضہ اُٹھانے کے

حکایت جوانمردی را در جنگ تاتار جراحتی بهم رسید کسی گفت
ایک ذی ہمت آدمی کے تاتار کی لڑائی مین سخت زخم لگا کسی نے کہا کہ
فلان بازرگان نوشدارو دارد اگر بخواهی باشد که دریغ ندارد و
فلان سوداگر کے پاس نوشدارو ہے اگر تو مانگے تو ممکن ہے کہ انکار نہ کرے اور
گویند بازرگان به بخل معروف بود **شعر**
کہتے ہین کہ سوداگر کنجوسی مین مشہور تھا ایسا

گر بجای نانش اندر سفره بودی آفتاب
کہ اگر اُسکی روٹی کی جگہ دسترخوان مین آفتاب ہوتا
تا قیامت روز روشن کس ندیدی در جهان
تو قیامت تک دنیا مین کوئی روز روشن نہ دیکھ پاتا

۵۱ بقال اگرچہ سبزی فروش کے معنے مین آتا ہے۔ مگر غلہ فروش کے معنے مین بھی قدیم سے مستعمل ہے اور یہان یہی مراد ہے ۱۲ ۵۲ صوفیان سے مراد کمل پوش فقیر ۱۲ ۵۳ واسط فارس کے ایک شہر کا نام ہے واسطی قستلم اسکی طرف منسوب ہے ۱۲ ۵۴ نوشدارو ایک دوا کا نام جو زخمون اور انکی تمام تکالیف کو دور کرتی ہے ۱۲۔

جوانمرد گفت اگر دار و خواہم او دہد یا نہ دہد و اگر دہد منفعت کند یا نہ کند
جوانمرد نے کہا اگر میں دوا مانگوں تو معلوم نہیں وہ دے یا نہ دے اور اگر دے بھی دے تو دوا فائدہ

شعر
باری خواستن از دونان کشندہ است
کہ بات کرے بہر حال اس سوال کرنا مار ڈالنے والا زہر ہے

ہرچہ از دونان بمنت خواستی جو کچھ تو نے کمینے لوگوں سے خوشامد کرکے مانگا	در تن افزودی و از جان کاستی تو جسم کے لحاظ سے تو بڑھ گیا اور روح گھٹ گئی

حکیمان گفتہ اند اگر آب حیات فروشند فی المثل بآبروی دانا نخرد
عقلمندوں کا قول ہے اگر آب حیات آبرو کے بدلے فروخت کریں فرض کردم تو عقلمند نہ خریدے گا

شعر
کہ مردن بعلت بہ از زندگانی بذلت
کہ عزت کے ساتھ مرجانا ذلت کی زندگی سے بہتر ہے

اگر حنظل خوری از دست خوشخوی اگر اچھی عادت والے کے ہاتھ سے تو اندرائن کھائے	بہ از شیرینی از دست ترشروی تو وہ ترش رو کے ہاتھ کی شیرینی سے بہتر ہے

حکایت
یکی از علما خورندہ بسیار داشت و کفاف اندک یکی را
ایک شخص عالموں میں سے کھانے والے زیادہ رکھتا تھا اور آمدنی کم تھی تو دوں میں سے
از بزرگان کہ معتقد او بود گفت روی از توقع او درہم کشید و تعریض
ایک آدمی سے جو اس کا معتقد تھا یہ حال کہا اس نے اسکی اُمید سے منہ پھیر لیا اور سوال کا پیش کرنا
سوال از اہل ادب در نظرش قبیح آمد

قطعہ
اہل ادب سے اسکی نظر میں بُرا معلوم ہوا

از بخت رو کترش کردہ پیش یار عزیز بدنصیبی کی وجہ سے منہ بنا کر عزیز دوست کے بحاجتی کہ روی تازہ روی و خندان رو جس ضرورت کے لئے جائے ہشاش بشاش اور ہنستا ہوا جا	مرو کہ عیش برو نیز تلخ گردانی سامنے نہ جا کہ تو عیش اسپر بھی تلخ کردے گا فرو نہ بندد کار گشادہ پیشانی کیونکہ ہنسکھ آدمی کا کام بند نہیں ہوتا

لہ آبحیات ۔ امرت ۱۲ ۔ ۵۴ اس کی اُمید سے منہ پھیر لیا یعنی ناراض ہوگیا اسلئے کہ اہل ادب کا سوال کرنا بُرا ہوتا ہے ۱۲

آوردہ اند کہ اندکی در وظیفہ او زیادت کرد و بسیاری از ارادت کم دانشمند
کہتے ہیں کہ کچھ اسکی تنخواہ مقررہ میں بڑھا دیا اور بہت سا اعتقاد گھٹا دیا عقلمند نے
چون پس از چند روز مودت معہود بر قرار ندید گفت **شعر**
جب چند روز کے بعد قدیمی دوستی برقرار نہ دیکھی تو کہا

بِئْسَ الْمَطَاعِمُ حِيْنَ الذُّلُّ يَكْسِبُهَا	اَلْقِدْرُ مُنْتَصِبٌ وَالْقَدْرُ مَخْفُوضٌ
وہ کھانے برے ہیں جنھیں تو مانت ذلت سے حاصل کرے	ہانڈی چڑھ جائے گی اور رتبہ پست ہو جائیگا
فرد نانم افزود و آبرویم کاست	بینوائی بہ از مذلت خواست
میری کاروزی بڑھ گئی اور آبرو گھٹ گئی	بے سامانی مانگنے کی ذلت سے بہتر ہے

حکایت درویشی را ضرورتی پیش آمد کسی گفت فلان نعمتی دارد کامل
ایک فقیر کو کوئی ضرورت پڑی کسی نے اسکو بتایا کہ فلان شخص بہت دولت رکھتا
و کرم نفسی شامل اگر بر حاجت تو واقف گردد ہمانا کہ در قضای آن توقف
اگر تیری ضرورت کی اُسے خبر ہو یقین جان کہ اسکے پورا کرنے میں دیر
ہے اور وہ سخی بھی ہے
روا ندارد گفت من او را ندانم گفت منت رہبری کنم دستش گرفت
نہ کرے گا کہا کہ میں اُس کو جانتا نہیں کہا کہ میں تجھے راستہ بتا دونگا اسکا ہاتھ پکڑا
تا بمنزل آن شخص در آورد وی را دید لب فروہشتہ و تند نشستہ برگشت
اور اس شخص کے گھر تک اُسے لایا ایک آدمی کو دیکھا ہونٹ لٹکائے ہوئے اور غصے میں بیٹھے ہوئے پلٹ
و سخن نگفت کسی گفتش چہ کردی گفت عطای او را بہ لقای او بخشیدم
آیا اور بات بھی نہ کی کسی نے اس سے کہا کہ تو نے کیا کیا بولا میں نے اسکی بخشش کو اسکی صورت پر صدقہ کر دیا

قطعہ مبر حاجت بنزدیک ترشروی	کہ از خوی بدش فرسودہ گردی
کسی ترشرو کے سامنے اپنی ضرورت لیکر جا	کہ اسکی بُری عادت سے تجھے تکلیف ہو گی
اگر حاجت بری نزد کسے بر	کہ از رویش بنقد آسودہ گردی
اگر تو ضرورت لیکر جائے تو اُسکے پاس ضرورت لیجا	کہ اُسکی صورت دیکھکر تو نقدی ملنے کی برابر خوش ہو جائے

حکایت خشک سالی در اسکندریہ[1] پدید آمد چنانکہ عنان طاقت
شہر اسکندریہ میں ایک سال قحط پڑا ایسا قحط کہ طاقت کی باگ

[1] اسکندریہ ایک شہر کا نام ہے جو سکندر نے آباد کیا تھا

عبد الباری

درویشان از دست رفته بود و درہاے آسمان بر زمین بستہ و فریاد اہل
فقیرون کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی اور آسمان کے دروازے زمین پر بند ہو گئے تھے اور زمین
زمین بہ آسمان پیوستہ
والون کی فریاد آسمان سے مل گئی تھی

قطعہ

نماند جانور از وحش و طیر و ماہی و مور
وحشی اور پرندے اور مچھلی اور چیونٹی مین سے کوئی جانور باقی نہ رہا تھا
کہ بر فلک نشد از بیمرادی افغانش
کہ آسمان پر بیمرادی کی وجہ سے اسکی فریاد نہ پہونچی ہو

عجب کہ دود دل خلق جمع می نشود
عجب بات یہ تھی کہ خلقت کی آہ کا دھوان جمع نہ ہوتا تھا
کہ ابر گردد و سیلاب دیدہ بارانش
کہ ابر بنجاے اور آنکھوں کا سیلاب اسکی بارش ہو

در چنین سالی مخنثی دور از دوستان کہ سخن در وصف او ترک ادبست
ایسے سال مین دور از حال دوستان ایک ہیجڑا کہ اسکی تعریف کرنا ترک ادب ہے
خاصہ در حضرت بزرگان و بطریق اہمال از آن درگذشتن ہم نشاید
خصوصًا بڑے لوگون کے دربار مین اور مجمل طور پر اُس سے گزرنا بھی نہ چاہیئے کہ ایک گروہ بیان
کہ طائفہ بر عجز گویندہ[۱] حمل کنند برین دو بیت اختصار کنیم کہ اندک دلیل
کرنے والے کے عجز پر گمان کرینگے انھین دو شعر پر ہم اختصار کرتے ہین کہ تھوڑا سا بہت سے
بسیاری باشد و مشتی نمونہ خروارے
کی دلیل ہے اور ایک مٹھی پوری بوری کا نمونہ ہوتی ہے

قطعہ

تتری[۲] گر کشد مخنث را
تاتاری کافر اگر ہیجڑے کو مار ڈالے
تتری را عوض نباید کشت
تو قصاص مین تاتاری کو مارنا نہ چاہیئے

چند باشد چو جسر[۳] بغدادش
اکثر مرتبہ ایسا ہوتا ہے بغداد کے پل کی طرح
آب در زیر و آدمی بر پشت
کہ اسکی پشت پر آدمی ہوتا ہے اور پانی نیچے بہتا ہے

۱ یعنی کچھ لوگ یہ سمجھین گے کہ بیان کرنے والا بیان نہ کر سکا ۲ تتری - بفتح اول و دوم تاتاری کا مخفف ہے - جو منسوب ہے تاتار سے - جو ترکستان کا ایک شہر ہے - شیخ کے زمانے مین یہان اسلام نہین آیا تھا - اور یہان کے سب لوگ کافر تھے اور ان کے ہاتھ سے اکثر مسلمان اور مسلمانون کے شہر تباہ ہوئے - چنانچہ سلاطین چنگیزیہ کی افواج مین اکثر کافران تاتاری شامل تھے - شیخ کا یہ کہنا کہ کافر اگر مخنث کو مار ڈالے تو اسکو قصاص مین نہ مارنا چاہیئے بر سبیل مزاح ہے نہ کہ حکم شرعی ۳ جسر بھی پل - یہ پل شہر بغداد مین وسط شہر مین واقع تھا اور خلایق کی اسپر بہت زیادہ آمد و رفت رہتی تھی ۱۲-

چنین شخصی کہ طرفی از نعت او شنیدی درین سال نعمت بیکران داشت

ایسا آدمی کہ تھوڑی سی اسکی تعریف تو نے سنی اس سال میں بے حد دولت کا مالک تھا

تنگدستان را سیم و زر دادی و مسافران را سفرہ نہادی گروہی

مفلسوں کو روپیہ پیسہ دیتا تھا اور مسافروں کی ضیافت کرتا تھا فقیر دلوں کی

درویشان از جور فاقہ بجان رسیدہ بودند آہنگ دعوت او کردند

ایک جماعت فاقہ کے ظلم سے جان سے عاجز آ گئی تھی اُسنے اسکی دعوت کا ارادہ کیا

و مشورت بمن آوردند سر از موافقت باز زدم و گفتم

اور میرے پاس مشورہ لے آئے میں نے اتفاق کرنے سے انکار کیا اور کہدیا

قطعہ

بخورد شیر نیم خوردہ سگ
گر بسختی بمیرد اندر غار

کہ شیر کتے کا جھوٹا نہیں کھاتا
اگر غار میں سختی اٹھا کر مر بھی جائے

تن بہ بیچارگی و گرسنگی
بنہ و دست پیش سفلہ مدار

بھوک اور عاجزی میں جسم کو
رکھ اور کمینے کے آگے ہاتھ نہ پھیلا

گر فریدون شود بنعمت و ملک
بی ہنر را بہیچ کس مشمار

اگر نعمت اور ملک میں فریدون بھی ہو جائے
بے ہنر کو پھر بھی کسی شمار میں نہ لا

پرنیان[1] و نسیج بر نا اہل
لاجورد[2] و طلاست بر دیوار

پرنیان اور نسیج نا اہل کے اوپر ایسے ہیں
جیسے لاجورد اور سونا دیوار پر چڑھایا جائے

حکایت

حاتم طائی را گفتند از خود بزرگ ہمت تر در جہان

حاتم طائی سے پوچھا کہ اپنے آپ سے زیادہ بلند ہمت والا دنیا میں تو نے

دیدہ یا شنیدہ گفت بلی روزی چہل شتر قربان کردہ بودم امرای

کوئی دیکھا یا سنا ہے اُسنے جواب دیا کہ ہاں ایکدن میں نے چالیس اونٹ ذبح کئے تھے امرائے عرب کی

عرب را پس بگوشہ صحرائی بحاجتی بیرون رفتہ بودم خارکشی را دیدم

دعوت کے لئے پس کسی ضرورت کے لئے میں جنگل کے ایک کونے میں باہر گیا ایک لکڑہارے کو میں نے دیکھا

---

[1] پرنیان اور نسیج دو ریشمی کپڑوں کا نام ہے ۱۲ [2] لاجورد ایک قیمتی معدنی پتھر ہے جو نیلگوں ہوتا ہے اور نقاش سونے کے قریب لاجورد کے نقش و نگار بھی بناتے ہیں۔ عبد الباری آسی

پشتہ خار فراہم آوردہ گفتمش بمہانی حاتم چرا نروی کہ خلقی بر سماط او گرد
لکڑیوں کا گٹھا جمع کئے ہوئے تھا میں نے کہا کہ تو حاتم کی مہانی میں کیوں نہیں جاتا کیونکہ ایک دنیا اسکے دسترخوان پر
آمدہ اند گفت

جمع ہو رہی ہے اسنے کہا

فرد

منت حاتم طائی نبرد	ہر کہ نان از عمل خویش خورد
وہ حاتم طائی کا احسان نہیں اٹھاتا	جو کوئی اپنی مزدوری سے روٹی کھاتا ہے

انصاف دادم کہ من اورا بہمت و جوانمردی بیش از خود دیدم
مینے انصاف کیا کہ مین نے اسکو اپنے آپ سے زیادہ ہمت اور جوانمرد دیکھا ہے

حکایت

موسی علیہ السلام درویشی را دید از برہنگی بریگ اندر
موسی علیہ السلام نے ایک فقیر کو دیکھا ننگے ہونے کی وجہ سے ریت
شدہ گفت ای موسی دعا کن تا خدای عزوجل مرا کفافی دہد کہ از
مین چھپا ہوا تھا - کہا اے موسی دعا کر کہ خدائے بزرگ و برتر مجھے روزی عطا فرمائے کیونکہ
بے طاقتی بجان آمدہ ام موسیٰ دعا کرد و برفت پس از چند روزی کہ باز آمد
کمزوری سے مین مرا جاتا ہون موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور چلے گئے پھر چند روز کے بعد جب واپس
مرا ورا دید گرفتار و خلقے انبوہ بر و گرد آمدہ گفت این چہ حالت ست گفتند
آئے اسی فقیر کو دیکھا کہ گرفتار ہے اور لوگون کی بھیڑ اسکے گرد جمع ہو رہی ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ کیا
خمر خوردہ و عربدہ کردہ و کسی را کشتہ اکنون بقصاص فرمودہ اند شعر
بات ہے لوگون نے کہا اسنے شراب پی اور لڑائی کی اور کسی کو قتل کر ڈالا اب بدلہ لینے کا حکم ہوا ہے

تخم گنجشک از جہان برداشتی	گربۂ مسکین اگر پر داشتی
تو چڑیون کی نسل کو دنیا سے اٹھا دیتی	غریب بلی کے اگر پر ہوتے
این دو شاخ گاو گر خر داشتی	ہیچکس را گر خود نگذاشتی
یہ بیل کے دو سینگ اگر گدھے کے سر ہوتے	کسی آدمی کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دیتا

۵۱ از عمل خویش سے مراد اپنی محنت مزدوری ۱۲ -
۵۲ قصاص قتل وغیرہ کی شرعی سزا ۱۲ -

شعر

عاجز باشد کہ دست قدرت یابد	برخیزد و دست عاجزان بر تابد
عاجز جس کو قدرت ہو جاتی ہے	وہ اٹھتا ہے اور عاجزون کے ہاتھ مروڑتا ہے

وَلَوْبَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ **شعر**

اور اگر اللہ رزق کو اپنے بندون کے لئے فراخ کر دیتا تو البتہ زمین مین نافرمانی کرتے

مَاذَا اَخَاضَکَ یَامَغْرُوْرُ فِی الْخَطَرِ	حَتّٰی ھَلَکْتَ فَلَیْتَ النَّمْلَ لَمْ یَطِرِ
کس چیز نے اے مغرور تجھے خطرے مین ڈالدیا	یہانتک کہ تو ہلاک ہوگیا کاش چیونٹی کے پر نہ ہوتے

نظم

سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش	سیلے خواہد بضرورت سرش
کمینے کو جب مرتبہ اور روپیہ و دولت ملتی ہے	تو اس کا سر حسب ضرورت وقت چانٹا چاہتا ہے
آن نشنیدی کہ فلاطون[۱] چہ گفت	مور ہمان بہ کہ نباشد پرش
تو نے وہ نہین سنا ہے کہ افلاطون نے کیا کہا ہے	چیونٹی وہی اچھی کہ جسکے پر نہون

حکمت پدر را عسل[۲] بسیارست ولیکن پسر گرمی دارست **فرد**

آپ کے پاس شہد بہت ہے مگر لڑکے کا مزاج گرم ہے

آنکس کہ توانگرت نمیگرداند	او مصلحت تو از تو بہتر داند
جو ذات کہ تجھے مالدار نہین کرتی ہے	وہ تیری مصلحت تجھ سے بہتر جانتی ہے

حکایت اعرابی[۳] را دیدم در حلقہ جوہریان بصرہ[۴] کہ حکایت میکرد

مینے ایک اعرابی کو دیکھا بصرے کی جوہریون کی جماعت مین کہ نقل

کہ وقتی در بیابان راہ گم کردہ بودم و از زاد معنی چیز بامن نماندہ دل

بیان کرتا تھا کہ مین ایک وقت جنگل مین راستہ بھول گیا تھا اور کھانے پینے کی کوئی چیز میرے پاس نہیں رہی تھی

[۱] افلاطون - فلاطون - افلاطون الہی - ایک حکیم فلاسفر کا نام ۱۲ [۲] عسل بسیار است الخ یعنی خداوند کریم ہر شخص کو دولت دے سکتا ہے مگر خود ہر آدمی مین اُسکے ضبط اور صحیح مصرف کی طاقت نہین ہے - چون کہ شہد گرم ہے وہ صفراوی مزاجون کو نقصان کرتا ہے ۱۲ [۳] اعرابی مین یائے وحدت ہے - اور اعراب عرب کی اس قوم کو کہتے ہین جو صحرا مین بود و باش رکھتے ہین [۴] بصرہ ایک شہر کا نام - ۱۲

بر ہلاک نہادم کہ ناگاہ کیسہ یافتم پُر از مروارید ہرگز آن ذوق و شادی
مجبوراً میں مرنے پر تیار ہو گیا کہ یکایک میں نے ایک تھیلی موتیوں سے بھری ہوئی پائی میں کبھی اس خوشی اور
فراموش نکنم کہ پنداشتم کہ گندم بریانست باز آن تلخی و نومیدی کہ
لطف کو نہ بھولوں گا جب میں نے خیال کیا کہ بھنے ہوئے گیہوں ہیں پھر وہ رنج اور ناامیدی کہ میں نے
معلوم کردم کہ مروارید ست قطعہ
معلوم کیا کہ موتی ہیں

در بیابان خشک و ریگ روان	تشنہ را در دہان چہ در چہ صدف
خشک جنگل اور اُڑتے ہوئے ریت میں	پیاسے کے منہ میں کیا سیپ اور کیا موتی
مرد بی توشہ کاوفتاد ز پای	بر کمر بند او چہ زر چہ خزف
مرد بغیر توشے کے جو عاجز ہو کر گر گیا	اُسکے کمربند میں روپیہ اور ٹھیکرا برابر ہے

حکایت یکی از عرب در بیابانی از غایت تشنگی میگفت نظم
ایک شخص عرب کا ایک جنگل میں بے انتہا پیاس کی وجہ سے کہہ رہا تھا

یَا لَیْتَ قَبْلَ مَنِیَّتِیْ	یَوْمًا اَفُوْزُ بِمُنْیَتِیْ
اے کاش کہ میں اپنے مرنے سے پہلے	ایک روز اپنی مراد کو پہونچوں
نَهْرٌ تَلَاطَمَ رُکْبَتِیْ	وَاَظَلُّ اَمْلَأُ قِرْبَتِیْ
یعنی اس نہر میں جو میرے زانو تک پہنچی ہو	اور دن میں اپنی مشک کو بھر لوں

حکایت ہمچنان درویشی در قاع بسیط گم شدہ و قوت و قوتش
اسی طرح ایک فقیر ایک فراخ میدان میں گم ہو گیا اور طاقت اور توشہ
نماندہ درمی چند داشت بسیار بگردید رہ بجاے نبرد و پس بسختی ہلاک
اسکے پاس نہیں رہا۔ چند درم اُسکے پاس تھے بہت پھرا اور کہیں نہیں پہنچا لہذا سختی اٹھا کر
شد طائفہ برسیدند درمہا دیدند پیش روی نہادہ و بر خاک نبشتہ
مر گیا ایک گروہ پہونچا اُسکے درم دیکھے کہ اُسکے منہ کے سامنے رکھے تھے اور خاک پر لکھا تھا۔

لہ ریگ روان وہ ریت جو ہوا کی وجہ سے اُڑتی رہتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک میدان ہے جہاں بغیر ہوا
کی تحریک کے ریت چلتی اور رواں رہتی ہے ۱۲ سے توشہ سفر میں کھانے پینے کی چیزیں جو لیجاتے ہیں اسکو توشہ کہتے ہیں

قطعہ

اگر ہمہ زر جعفری[1] دارد
اگر تیرے پاس تمام خالص سونا موجود ہو
در بیابان فقیر سوختہ را
جنگل میں جلتے ہوئے فقیر کے لیئے

مرد بی توشہ برنگیرد گام
آدمی بغیر توشہ کے قدم نہیں اٹھا سکتا
شلغم پختہ بہ کہ نقرۂ خام
پکے ہوئے شلغم نقرہ خام یعنی خالص چاندی سے بہتر ہیں

حکایت **ہرگز از دور زمان ننالیدہ ام و روی از گردش ایام درہم**
ہرگز دنیا کی گردش سے میں رویا نہیں ہوں اور زمانہ کے مصایب
نکشیدہ مگر وقتیکہ پایم برہنہ بود و استطاعت پاپوشی نداشتم بجامع کوفہ
ناک بھوں نہیں چڑھائی مگر ایک وقت میں کہ میرے پاؤں ننگے تھے اور مجھ میں جوتہ پہننے کی حیثیت نہ تھی
در آمدم دل تنگ یکی را دیدم کہ پای نداشت سپاس نعمت حق
میں کوفہ کی جامع مسجد میں آیا رنجیدہ ایک آدمی کو میں نے دیکھا کہ اسکے پاؤں نہ تھے خدا کی نعمت
بجامی آوردم و بر بی کفشی صبر کردم **قطعہ**
کا میں نے شکر ادا کیا اور ننگے پاؤں ہونے کی مصیبت پر میں نے صبر کیا

مرغ بریان بچشم مردم سیر
بھنا ہوا مرغ پیٹ بھرے ہوئے کی نگاہ میں
وانکہ را دستگاہ و قدرت نیست
اور جس کسی میں طاقت اور قدرت نہیں ہے

کمتر از برگ ترہ بر خوانست
ساگ کے پتوں سے بھی دسترخوان پر کم معلوم ہوتا ہے
شلغم پختہ مرغ بریانست
اسکے لئے پکا شلجم بھنا ہوا مرغ ہے

حکایت **یکی از ملوک باتنی چند خاصان در شکارگاہی بزمستان**
کوئی بادشاہ مع تھوڑے سے خاص آدمیوں کے کسی شکارگاہ میں جاڑے کے
از عمارت دور افتاد تا شب در آمد خانۂ دہقانی[2] را دیدند ملک گفت
موسم میں آبادی سے دور جا پڑا اور رات ہوگئی کسی دیہاتی کا گھر دکھائی دیا - بادشاہ نے کہا
شب آنجا رویم تا زحمت سرما نباشد یکی از وزرا گفت لائق قدر
رات کو وہیں چلیں کہ جاڑے کی تکلیف نہ اٹھانا پڑے وزیروں میں سے ایک نے کہا بادشاہوں کے

---

[1] زر جعفری جعفر ایک کیمیاگر کا نام تھا - جسکا بنایا ہوا سونا نہایت کھرا اور خالص ہوتا تھا بعض کہتے ہیں کہ یہ جعفر برمکی کی طرف منسوب ہے کہ اسکے حکم سے تمام کھوٹے سونے کو خالص کیا گیا ۱۲ [2] دہقان - دہگان کا معرب ہے - جو زمیندار - اور گاؤں کے مکھیا نمبردار وغیرہ کے معنوں میں آتا ہے ۱۲ (عبد الباری آسی)

بلند بادشاہان نباشد بخانۂ دہقانی رکیک[۱] التجا کردن ہم اینجا خیمہ بزنیم

بلند مرتبہ کی لایق یہ بات نہین ہوتی ایک ذلیل دیہاتی کے گھر مین ٹھہرنے کی درخواست کرنا ہم یہین خیمہ لگائے دیتے

و آتش افروزیم دہقان را خبر شد ما حضری کہ داشت ترتیب کرد

ہین اور آگ جلائے دیتے ہین دیہاتی کو خبر ہوگئی جیسا کچھ کھانا موجود تھا وہ تیار کیا

و پیش آورد و زمین بوسید و گفت قدر بلند سلطان بدین قدر نازل

اور بادشاہ کے سامنے لایا اور زمین کو بوسہ دیا اور بولا بادشاہ کا بلند مرتبہ اسقدر بات پر پست

نشدی ولیکن نخواستند کہ قدر دہقان بلند شود سلطان را سخن گفتن

نہ ہوجاتا مگر لوگون نے یہ بات پسند نہ کی کہ ایک دیہاتی کا مرتبہ بلند ہو بادشاہ کو اس کی یہ باتین

او مطبوع آمد شبانگہ بمنزل او نقل کردند بامدادش خلعت[۲] و نعمت بخشید

پسند آگئین رات کے وقت اسکے مکان مین منتقل ہوگئے صبح کے وقت اس کو خلعت اور نعمت بخشی

شنیدندش کہ قدمی چند در رکاب سلطان بود و میگفت

اس کو سنا ہے کہ چند قدم بادشاہ کے ہمراہ رکاب چل رہا تھا اور کہہ رہا تھا

قطعہ

ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزی کم	از التفات بمہمانسرای دہقانی
بادشاہ کے مرتبہ اور عزت سے کوئی چیز کم نہین ہوئی	ایک دہقان کے مہمانسرائے مین التفات کرنیسے
کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید	کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانی
دہقان کی ٹوپی کا گوشہ آفتاب کی بلندی پر پہونچگیا	کہ اسکے سر پر تجھ سے بادشاہ نے سایہ ڈالا

حکایت گدائی ہول را حکایت کنند کہ نعمتی وافر اندوختہ بودیکی

ایک بھیک مانگنے والے فقیر کا قصہ بیان کرتے ہین کہ اُسنے بڑی دولت جمع کرلی تھی

از پادشاہان گفتش ہمی نمایند کہ مال بیکران داری و ما را ہمی است اگر برخی

بادشاہون مین سے ایک نے اس سے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ تیرے پاس بڑا مال ہے اور ہمین ایک سخت ہم

ازان دستگیری کنی چون ارتفاع برسد وفا کردہ شود و شکر گفتہ آید گفت ای خداوند

آپڑی ہے اگر تھوڑے سے مال سے اس سے تو مدد کرے تو جب آمدنی داخل خزانہ ہوگی تو ادا کردیا جائیگا اور شکریہ ادا کیا جائیگا کہا اے مالک

---

[۱] رکیک کے معنے سُست اور ضعیف کے ہین یہان مجازی معنی استعمال کئے گئے ۱۲ [۲] خِلعت بکسر خا ۔ وہ مفتخر اور عمدہ لباس جو بادشاہ اور امرا کی طرف سے کیسکو دیا جائے اسمین کم سے کم تین چیزین ہوتی ہین ۔ پگڑی جامہ اور کمربند یا پٹکا ۔

روی زمین لائق قدر بزرگوار پادشاہ نباشد دست بمال چو من گدائی آلودہ کردن
روئے زمین کے بڑے بادشاہ کی قدر اور شان کے لائق نہیں ہوتا مجھ سے فقیر کے مال میں ہاتھ ڈالنا اور ہاتھ بھرنا
کہ جو جو بگدائی فراہم آوردہ ام گفت غم نیست کہ بہ کافرے[۱] دہم کہ
کہ ایک ایک جو بھیک مانگ کر مینے اکٹھا کیا ہے کہا کچھ پروا نہیں ہو کہ میں ایک کافر کو دے رہا ہوں کیونکہ

اَلْخَبِیْثَاتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ **شعر**
ناپاک چیزیں ناپاکوں کے لئے ہوتی ہیں

گر آب چاہ نصرانی نہ پاکست اگر عیسائیوں کے کنوئیں کا پانی ناپاک ہے	جہود مردہ میشوئی چہ باکست تو یہودی مردہ کو غسل دیتا ہے کیا خوف ہے

شعر

قالوا عجین الکلس لیس بطاہر لوگوں نے کہا چونے کا خمیر پاک نہیں ہوتا	قلنا نسد بہ شقوق المبرز تو ہم نے کہا ہم اس سے موری کی درزیں بند کرینگے

شنیدم کہ سر از فرمان ملک باز زد و حجت آوردن گرفت و شوخ چشمی کردن
مینے سنا ہے کہ بادشاہ کی حکم عدولی کی اور حجت بازی کرنی اور شوخ چشمی کرنی شروع کی
بفرمود تا مضمون خطاب از وی بزجر و توبیخ مخلص کردند۔ **مثنوی**
بادشاہ نے حکم دیا کہ حکم کا مضمون یعنی مال کو اس سے زبردستی اور ڈرانے دھمکانے کے ساتھ لے لیں

بلطافت چو بر نیاید کار نرمی سے جب کام نہ بنے	سر بہ بیحرمتی کشد ناچار تو مجبوراً بے حرمتی پر معاملہ ہو پہنچتا ہے
ہر کہ بر خویشتن نبخشاید جو کوئی اپنے اوپر رحم نہیں کرتا	گر نبخشد کسے بروشاید اگر اسپر کوئی رحم نہ کرے تو ٹھیک ہے

حکایت بازرگانی را دیدم کہ صد و پنجاہ شتر بار داشت و چہل بندہ و
ایک سوداگر کو مینے دیکھا کہ ڈیڑھ سو اونٹ سامان رکھتا تھا اور چالیس غلام
خدمتگار شبی در جزیرۂ کیش مرا بحجرۂ خویش برد ہمہ شب نیارمید از سخنہای
اور خدمتگار ایک رات کو جزیرہ کیش میں مجھے اپنے حجرہ میں لے گیا فضول باتیں کہنے سے ساری رات

[۱] یعنی جیسا تیرا روپیہ ہے ویسا ہی اس کا مصرف بھی ہے۔ اسکے بعد کا فقرہ اور شعر اسی مضمون کے معین ہیں ۱۲

پریشان گفتن کہ فلان انبارم بترکستان ست وفلان بضاعت بہندوستان

آرام نہین کیا کہ میرا فلان بوجھ ترکستان مین پڑا ہے اور فلان سامان ہندوستان مین ہے

واین قبالۂ فلان زمین ست وفلان چیز را فلان کس ضمین ست وگاہ

اور یہ دستاویز فلان زمین کی ہے اور فلان چیز کا فلان آدمی ضامن ہے اور کبھی

گفتی کہ خاطر اسکندریہ دارم کہ ہوای آن خوش ست باز گفتی نہ کہ دریای [1]

کہتا کہ میرا دل اسکندریہ جانیکو چاہتا ہے کیونکہ اسکی آب و ہوا اچھی ہے پھر کہتا کہ کیا دریاے مغرب

مغرب مشوش [2] ست سعدیا سفری دیگر در پیش ست اگر آن کردہ شود

پریشان کن نہین ہے - اے سعدی ایک اور سفر بھی پیش نظر ہے اگر وہ طے کیا جاے

بقیت عمر خویش بگوشۂ بنشینم وقناعت کنم گفتم آن کدام سفر است

باقی عمر اپنی گوشہ مین بیٹھ جاؤن اور پھر قناعت کرلون - مینے کہا وہ کونسا سفر ہے

گفت گوگرد پارسی خواہم بردن بچین کہ شنیدم قیمتی عظیم دارد وازانجا

کہنے لگا میں فارس کی گندھک چین مین لیجانا چاہتا ہون کیونکہ مین نے سنا ہے کہ وہان اسکی بڑی قیمت ہے

کاسۂ چینی بروم آرم ودیبای رومی بہند وپولاد ہندی بحلب وآبگینۂ حلبی

اور وہانسے چینی پیالے روم مین لاؤن گا اور روم کی دیبا ہندوستان لیجاؤن گا اور ہندوستان کا لوہا حلب مین لاؤن گا اور

بیمن [3] وبرد [4] یمانی بپارس وازان پس ترک سفر کنم وبدکانی بنشینم ازین

حلب کا آئینہ یمن مین اور یمن کی چادرین پارس مین اور اسکے بعد سفر کرنا ترک کردونگا اور ایک دکان مین بیٹھ

ماخولیا [5] چندان فرو گفت کہ بیش طاقت گفتنش نماند گفت ای سعدی

رہون گا اسی قسم کی مالیخولیا کی اتنی باتین کہین کہ زیادہ بکنے کی طاقت اس مین نہین رہی کہا اے سعدی

توہم سخنی بگوی ازانہا کہ دیدہ وشنیدہ گفتم

تو بھی کوئی بات کہہ جو تونے دیکھی یا سُنی ہو مینے کہا

---

[1] یہان دریاے مغرب سے مراد محیط اعظم کی اُس خلیج سے ہے جو حوالی ملک مغرب سے آکر مصر مین مل گئی ہے ۱۲
[2] یعنی اس سے عبور کرنا کوئی دشوار نہین ہے ۱۲ [3] یمن - ایک شہر کا نام جو عرب مین جنوب مکہ کی طرف واقع ہے ۱۲ [4] بُرد - ایک قسم کی چادر جسپر سیاہ دھاریان ہوتی ہین ۱۲ [5] مالیخولیا جنون کی ایک قسم - اصل مین اسکے معنی سیاہ خلط کے ہین چونکہ مرض سودا سے پیدا ہوتا ہے اس لئے مجازاً اس مرض کا یہی نام ہوا ۱۲ -

قطعه

آن شنیدستی که در صحرای غور[1]
تو نے وہ قصہ سنا ہے کہ غور کے جنگل مین
بار سالاری بیفتاد از ستور
پچھلے سال ایک سوداگر گھوڑے سے گر پڑا
گفت چشم تنگ دنیادار را
اسنے کہا کہ دنیا دار کی تنگ آنکھ کو
یا قناعت پر کند یا خاک گور
یا قناعت بھر سکتی ہے یا خاک گور کی

حکایت مالداری را شنیدم که بہ بخل اندر چنان معروف بود
مینے ایک مالدار کو سنا ہے کہ بخیلی مین اتنا ہی مشہور و معروف تھا جتنا
که حاتم طائی بکرم ظاہر حالش بنعمت دنیا آراستہ و خست نفس جبلی
کہ حاتم طائی سخاوت مین اُسکی ظاہری حالت دنیا کی دولت سے درست تھی اور پیدایشی خصلت کا کمینہ پن
ہمچنان در وی متمکن تا بجائی رسید که نانی از دست بجانی ندادی و گربۂ
اُسی طرح اُسکے اندر موجود تھا حالت یہان تک پہونچگئی تھی کہ جان کے بدلے بھی ایک روٹی ہاتھ سے نہ دیتا
ابوہریرہ را بہ لقمہ ننواختی و سگ اصحاب کہف را استخوانی نینداختی
ابوہریرہ کی بلی کو ایک لقمے سے خوش نہ کرتا اور اصحاب کہف کے کتے کو ایک ہڈی نہ ڈالتا۔
فی الجملہ خانہ اورا کس ندیدی درکشادہ و سفرہ اورا سر بستہ
قصہ کوتاہ اسکے گھر کا دروازہ کوئی کھلا ہوا نہ دیکھتا اور اسکا دسترخوان کھلا ہوا کوئی نہ دیکھتا

بیت

درویش بجز بوی طعامش نشنیدی
فقیر اُسکے کھانے کی بو کے سوائے نہ سونگھتا
مرغ از پس نان خوردن او ریزہ نچیدی
پرند جانور اسکے کھانا کھانے کے بعد ریزہ نہ چنتا تھا

شنیدم که بدریای مغرب راہ مصر پیش گرفتہ بود و خیال فرعونی[2] در سر
مین نے سنا ہے کہ مغرب کے دریا تک مصر کا راستہ اختیار کیا تھا اور فرعونی کا خیال سر مین بھرا تھا
حَتّٰی اِذَا اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ بادی مخالف بہ کشتی بر آمد چنانکہ گویند
یہان تک کہ جب اسکو ڈوبنے نے پالیا ایک ناموافق ہوا کشتی مین آئی جیساکہ کبھی نہین

[1] غور ایک شہر کا نام ۱۲ [2] فرعونی کے خیال یعنی وہی غرور اور بخل اور کمینگی کی باتین ۱۲۔ ا عبد الباری آسی

فرد

باطبع ملولت چہ کند دل کہ بسازد
تیری رنجیدہ طبیعت سے دل کیونکر موافقت کرے

شرطہ ہمہ وقتی نبود لائق کشتی
تمام وقت کی ہوا کشتی کے موافق نہیں ہوتی

دست دعا برآورد و فریاد بے فائدہ کردن گرفت فَاِذَا رَکِبُوْا
دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا اور بیفائدہ فریاد کرنا شروع کی پھر جب کہ چڑھے

شعر

فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ
کشتی پر اللہ کو پکارتے ہیں اُسکے دین کے خالص پرستار ہو کر

دست تضرع چہ سود بندہ محتاج را
روپیٹ کر دعا کرنا محتاج بندے کو کیا فائدہ دیتا ہے

وقت دعا بر خدا وقت کرم در بغل
دعا کے وقت خدا کو پکارتے ہیں اور کرم کے وقت بغل میں ہاتھ دبا لیتے ہیں

قطعہ

از زر و سیم راحتے برسان
روپیہ پیسے سے آرام پہنچا

خویشتن ہم تمتعے برگیر
اور اپنے آپ بھی فائدہ اٹھا

چونکہ این خانہ از تو خواہد ماند
چونکہ یہ گھر تجھ سے چھوٹ جائیگا

خشتے از سیم و خشتے از زر گیر
ایک چاندی کی اینٹ لے اور ایک سونے کی

آوردہ اند کہ در مصر اقارب درویش داشت بعد از ہلاک وی
بیان کیا ہے کہ مصر میں عزیز قریب غریب رکھتا تھا اُسکے ہلاک ہونے کے بعد
ببقیت مال وی توانگر شدند جامہ ہای کہن بمرگ او بدریدند و
اُس کے ترکہ کے ملنے سے مالدار ہو گئے پرانے کپڑے اسکے مرنے پر پھاڑ ڈالے اور
خز و دمیاطی بعوض آن ببریدند ہم دران ہفتہ یکی را دیدم از ایشان
خز اور دمیاطی اسکے بدلے میں قطع کرائے اُسی ہفتہ میں ایک کو اُن لوگوں میں سے دیکھا
بر بادپائی روان و غلامی پری پیکر در پی او دوان
ایک تیز رو گھوڑے پر سوار اور ایک خوبصورت غلام اسکے پیچھے دوڑتا ہوا

؎ یعنی ایک سونے اور چاندی کی اینٹ راہ خدا میں صرف کر ۱۲ ؎ خز ایک ریشمی کپڑا ۔ دمیاطی ایک نہایت نفیس کپڑا جو ملک مصر کے شہر دمیاط میں تیار ہوتا تھا ۔ اور اُسی کے نام سے منسوب تھا ۱۲ (عبدالباری آسی)

قطعہ

وہ کہ گر مردہ باز گردیدی بڑا غضب ہوتا اگر مردہ پلٹ آتا	بسرای قبیلہ و پیوند اپنے قبیلے اور پیوند کی سرائے مین
ردٌ میراث سخت تر بودے ترکہ کا واپس کرنا زیادہ سخت ہوتا	وارثان را ز مرگ خویشاوند وارثون کو اپنے عزیز کے مرجانے سے

بسابقۂ معرفتی کہ درمیان ما بود آستینش گرفتم و گفتم

بیت

پہلی جان پہچان کے سبب سے کہ ہم دونون کے درمیان تھی پینے اس کی آستین پکڑ لی اور کہا

بخور ای نیک سیرت سرہ مرد کھالے نیک عادت اور پاکیزہ آدمی	کان فرومایہ گرد کرد و نخورد کیونکہ اس کمینہ نے جمع کیا اور کھایا نہین

حکایت

صیاد ضعیف را ماہی قوی بدام افتاد طاقت حفظ آن
ایک کمزور ماہی گیر کے جال مین ایک بڑی مچھلی پھنس گئی اُسکے روکنے کی قوت
نداشت ماہی برو غالب آمد و دام از دستش در ربود

قطعہ

اس مین نہین تھی مچھلی اسپر غالب آگئی اور جال اسکے ہاتھ سے چھڑا لے گئی۔

شد غلامی کہ آب جو آرد ایک غلام گیا کہ ندی کا پانی لائے	آب جو آمد و غلام ببرد ندی کا پانی آیا اور غلام کو بہالے گیا
دام ہر بار ماہی آوردے جال ہر مرتبہ مچھلی لاتا تھا	ماہی این بار رفت و دام ببرد اسمرتبہ مچھلی آئی اور جال لے گئی

بیت

صیاد نہ ہر بار شکاری ببرد یہی نہین ہوتا کہ صیاد ہر ہر دفعہ شکار لیجائے	باشد کہ یکی روز پلنگش بدرد ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایکدن چیتا اُسے کھاجائے

دیگر صیادان دریغ خوردند و ملامتش کردند کہ چنین صیدی در دست افتاد
دوسرے شکاریون نے افسوس کیا اور اس کو ملامت کی کہ ایسا شکار تیرے جال مین پھنسا

سلہ یعنی عزیزون کو اپنے عزیز کے مرنے کا اتنا رنج نہ ہوتا ہوگا جتنا کہ میراث اور ترکہ کا واپس کرنا گران گزرتا۔
(عبدالباری آسی)

نتوانستی نگاہداشتن گفت ای برادران چہ توان کرد مرا روزی نبود

اور تو اسے روک نہ سکا اُسنے کہا کہ اے بھائیو کیا کیا جائے میری روزی نہین تھی اور

و او را ہمچنین روزی ماندہ حکمت صیاد بی روزی در دجلہ[1] نگیرد و

اسکی روزی ویسے ہی باقی رہی تھی صیاد بغیر روزی کے دجلہ مین شکار نہین کرسکتا اور

ماہی بے اجل بر خشکی نمیرد

مچھلی بغیر موت کے خشکی پر نہیں مرتی

حکایت

دست و پا بریدہ ہزار پایٔ را بکشت صاحبدلے

ایک لنجے لُولے نے ایک ہزار پا (کھنکجورا) کو مار ڈالا ایک عارف

برو بگذشت و گفت سبحان اللہ با ہزار پای کہ داشت چون

اسکے پاس سے گزرا اور بولا سبحان اللہ باوجود ہزار پاؤن ہونے کے جب

اجلش فرا رسید از بی دست و پائی گریختن نتوانست

اسکی موت آئی تو ایک بے ہاتھ پاؤن والے کے سامنے سے بھاگ نہ سکا

قطعہ

چو آید ز پی دشمن جانستان	بہ بندد اجل پای مرد دوان
جب پیچھے سے جان لینے والا دشمن آتا ہے	تو موت دوڑنے والے آدمی کے پاؤن باندھ دیتی ہے
دران دم کہ دشمن پیاپی رسید	کمان کیانی[2] نباید کشید
جو وقت کہ دشمن پے در پے پہونچے	کیانی کمان کھینچنی نہ چاہیے

حکایت

ابلہی را دیدم سمین و خلعتی ثمین در بر و مرکب تازی

مینے ایک بیوقوف کو دیکھا موٹا تازہ اور ایک قیمتی خلعت پہنے ہوے اور تازی

در زیر و قصبی[3] مصری بر سر کسی گفت ای سعدی چگونہ ہمی بینی این

گھوڑے پر سوار اور ایک مصری قصب کا صافہ سر پر کسی نے کہا کہ اے سعدی تجھے یہ کیسا معلوم ہوتا ہے یہ

---

[1] دجلہ بغداد کی ایک بڑی ندی کا نام ۱۲ [2] کیانی کمان منسوب ہے بادشاہان کیان کی طرف۔ ارباب تواریخ نے بادشاہان عجم کو چار حصوں مین تقسیم کیا ہے۔ اول ملوک پیشدین جن کا اول کیومرث۔ اور آخر گیکادس ہے دوسرے ملوک کیان جو کیخسرو سے شروع ہوکر اسکندر بن داراب پر ختم ہوتے ہین۔ تیسرے اشکانیان جو نبادے شروع ہوکر بہرام پر ختم ہوتے ہین۔ چوتھے ساسانی جو اردشیر بابکان سے شروع ہوکر یزدجرد پر ختم ہوتے ہین ۱۲ [3] قصب۔ بضمتین۔ ایک قسم کا مصری کپڑے کا نام ۱۲ (عبد الباری آسی)

شعر دیبای معلم برین حیوان لا یعلم گفتہ
منقش دیبا پس بے علم جانور کے اوپر امین نے کہا

قد شابہ بالوری حمارہ	عجلا جسدا لہ خوار
یقینی مشابہ ہوگیا آدمی کے ساتھ ایک گدھا	اور ایک بچھڑا ہی جیسا جسم ہے اور اسکی گائے کی سی آواز ہے

قطعہ گفتہ اند یک طلعت زیبا بہ از ہزار خلعت دیبا
کہتے ہین ایک اچھی صورت دیبا کی ہزار خلعتون سے بہتر ہے

قطعہ

شریف اگر متضعف شود خیال مبند	کہ پایگاہ بلندش ضعیف خواہد بود
شریف آدمی اگر ضعیف ہوجائے تو یہ گمان نہ کر	کہ اسکا بلند مرتبہ ضعیف ہو جائے گا
ور آستانہ سیمین بمیخ زر بزند	گمان مبر کہ یہودی شریف خواہد بود
اور اگر چاندی کی چوکھٹ پر سونے کی میخین جڑے	تو یہ گمان نہ کر کہ یہودی شریف ہو جائے گا
بآدمی نتوان گفت ماند این حیوان	مگر دراعہ و دستار و نقش بیرونش
یہ تو نہین کہہ سکتے کہ یہ حیوان آدمی سے مشابہ ہے	مگر پیراہن اور پگڑی اور اسکی ظاہری نقش و نگار
بگرد در ہمہ اسباب ملک و ہستی او	کہ ہیچ چیز نہ بینی حلال جز خونش
اسکے تمام اسباب ملک اور ہستی مین تلاش کر	کہ کوئی چیز تو سوائے اسکے خون کے حلال نہ پائیگا

حکایت دزدی گدائی را گفت شرم نمی داری از برای
ایک چور نے ایک فقیر سے کہا تجھے شرم نہین آتی ایک جو بھر چاندی
جوی سیم دست پیش ہر لئیم دراز کردن گفت **بیت**
کے لئے ہر لئیم کے آگے ہاتھ پھیلانا کہا

دست دراز از پی یک حبہ سیم	بہ کہ ببرند بدانگی و نیم
ہاتھ ایک حبہ بھر چاندی کے لئے پھیلانا	اس سے بہتر ہے کہ ایک دانگ کے بدلے دو ٹکڑے

لہ یعنی یہودی سید نہ ہو جائے گا یعنی صرف انھین چیزون سے وہ آدمی کے مشابہ ہے ٢ یہ شعر بھی صرف مزاح کے طور پر کہا گیا ہے نہ کہ بطور حقیقت ۱۲ ٣ لئیم اور بخیل مین یہ فرق دکھا گیا ہے کہ بخیل وہ ہے کہ خود کھائے او کسی دوسرے کو نہ کھلا سکے اور لئیم وہ ہے کہ نہ خود کھائے اور نہ کسی کو کھلا سکے ۱۲
٤ حبہ ایک وزن جو رتی بھر کا ہے۔ بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے ۱۱ ٥ دانگ سے مراد کم مقدار ہے۔ ورنہ اکثر لوگون نے اس وزن کو چھ رتی کا تجویز کیا ہے ۱۲۔

حکایت مشت زنی را حکایت کنند که از دہر مخالف بفغان
ایک پہلوان کا قصہ بیان کرتے ہین کہ زمانہ مخالف سے پریشان
آمدہ بود و از حلق فراخ و دست تنگ بجان رسیدہ شکایت
ہوگیا تھا اور زیادہ خوراک ہونے اور مفلسی کی وجہ سے جان سے عاجز تھا باپ سے
پیش پدر برد و اجازت خواست کہ عزم سفر دارم مگر بقوت بازو
شکایت کرنے لگا اور اجازت چاہی کہ مین سفر کا ارادہ رکھتا ہون شاید قوت بازو
دامن کامی فراچنگ آرم کہ بزرگان گفتہ اند بیت
کی وجہ سے اپنا مقصد حاصل کرسکون کیونکہ بزرگون کا قول ہے

فضل و ہنر ضایع است تا ننمایند بزرگی اور ہنر بیکار ہے جب تک ظاہر نکرین	عود[۵۱] بر آتش نہند و مشک بسایند عود آگ پر رکھتے ہیں اور مشک گھستے ہین

پدر گفت ای پسر خیال محال از سر بدر کن پای قناعت در دامن
باپ نے کہا اے بیٹے یہ فضول خیال سر سے نکال دے اور سلامتی کے لئے قناعت کئے بیٹھا رہ
سلامت کش کہ خردمندان گفتہ اند دولت نہ بکوشیدن ست چارہ آن
کیونکہ عقلمندون کا قول ہے دولت کوشش سے نہیں ملتی اور اس کا علاج
کم جوشیدن است شعر
قناعت ہے

کس نتواند گرفت دامن دولت بزور دولت کا دامن کوئی زور کے ساتھ نہین تھام سکتا فرد اگر بہر سر موئیت ہنر دو صد باشد اگر تیرے ہر بال کے سرے مین دو سو ہنر ہون بیت چہ کند زورمند واژون بخت زورمند اُلٹے نصیبے والا کیا کرے گا	کوشش بیفائدہ است وسمہ[۵۲] بر ابروی کور اندھے کی بھوؤن پر وسمہ لگانا بیکار کوشش ہے ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد ہنر کام مین کام نہ آئے گا اگر نصیبہ بُرا ہو بازو بخت بہ کہ بازو سخت نصیب کی مدد بہتر ہے سخت بازو سے

[۵۱] عود - اگر - جو ایک خوشبودار لکڑی ہے ۱۲
[۵۲] وسمہ نیل کے پتون کا رنگ - ابرو پر وسمہ لگانا عورتون کی منجملہ سات آرائشون کے ایک آرایش ہے

پسر گفت ای پدر فوائد سفر بسیار ست از نزہت خاطر و جرّ منافع و دیدن
لڑکے نے کہا اباجی سفر کے منافع بہت ہیں دل کی خوشی اور نفع حاصل کرنا اور
عجائب و شنیدن غرائب و تفرج بلدان و مجاورت خلان و
عجیب چیزیں دیکھنا اور سننا اور شہروں کی سیر اور دوستوں کی ہم نشینی
تحصیل جاہ و ادب و مزید مال و مکتسب و معرفت یاران و تجربت
ادب اور مرتبہ کا حاصل کرنا دولت مال کی زیادتی نئے دوستوں کی جان پہچان اور
روزگاران چنانکہ سالکان طریقت گفتہ اند نظم
زمانے کا تجربہ چنانچہ راستہ چلنے والوں (عارفوں) نے کہا ہے

تا بدکان خانہ در گروی	ہرگز ای خام آدمی نشوی
جب تک کہ گھر کی دکان میں تو رہن رہے گا	ہرگز اے ناتجربہ کار آدمی نہ ہوگا
بروواندر جہان تفرج کن	پیش ازان روز کز جہان بروی
جا دنیا کے اندر سیر کر	اس وقت سے پہلے کہ تو دنیا سے چلا جائے

پدر گفت ای پسر منافع سفر چنین کہ تو گفتی بیشمار ست ولیکن مسلم پنج طائفہ
باپ نے کہا کہ بیٹا سفر کے نفع جیسا کہ تو نے بیان کئے بہت ہیں مگر پانچ جماعتوں کے لئے
راست نخستین بازرگانی را کہ باوجود نعمت و مکنت غلامان و کنیزان دارد
یقینی ہیں اول سوداگر کو کہ باوجود نعمت اور مقدور کے غلام اور لونڈیاں رکھتا ہے
و شاگردان چابک ہر روز بشہری و ہر شب بمقامی و ہر دم بتفرج گاہی
اور چست چالاک نوکر روزانہ ایک نئے شہر میں جاتا ہے اور ہر رات کو ایک نئے مقام میں پہنچتا ہے اور ہر دم
و ہر لحظہ از نعیم دنیا متمتع قطعہ
ایک تماشا گاہ میں بیٹھتا ہے اور ہر لحظہ دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت
دولتمند پہاڑ اور جنگل اور بیابان میں مسافر نہیں ہے	جہاں گیا خیمہ لگایا اور دربار بنالیا
وانرا کہ بر مراد جہان نیست دسترس	در زادبوم خویش غریب و ناشناخت
اور اس شخص کو کہ دنیا کی مراد پر قدرت نہیں ہے	وہ اپنے وطن میں مسافر اور گمنام ہے

لغا زادبوم - پیدائش کی جگہ - جنم بھومی ۱۲

دوم عالمی که به منطق شیرین و قوت فصاحت و مایهٔ بلاغت هرجا که رود
دوسرے وہ عالم کہ اپنی شیرین گفتگو اور فصاحت کی قوت اور بلاغت کے سرمایہ سے جہاں وہ جاتا ہے
بخدمت او اقدام نمایند و اکرام کنند
لوگ اسکی خدمت میں حاضر ہوتے اور تعظیم کرتے ہیں

قطعه

وجود مردم دانا مثال زر طلاست
عقلمند ہستی کا وجود کندن کی طرح ہے
که هر کجا که رود قدر و قیمتش دانند
کہ وہ جہاں کہیں جاتا ہے لوگ اسکی قدر و قیمت جانتے ہیں
بزرگ زادهٔ نادان بشهر وا ماند
امیرزادہ بےعقل شہر میں عاجز ہوجاتا ہے
که در دیار غریبش بهیچ نستانند
کیونکہ غیر جگہ میں اُس کو کوڑی کو بھی نہیں پوچھتے

سوم خوبروئی که درون صاحبدلان بمخالطت او میل کند که بزرگان گفته
تیسرے خوبصورت کہ دل والوں کا دل اسکے ملنے کی خواہش کرتا ہے کیونکہ بزرگوں نے کہا ہے
اند اندکے جمال به از بسیارے مال و گویند روے زیبا مرہم دلہاے
تھوڑا سا جمال بہت سے مال سے بہتر ہے اور کہتے ہیں خوبصورت چہرہ زخمی دلوں کا مرہم
خسته است و کلید درهای بسته لاجرم صحبت او همه جا غنیمت شناسند
ہے اور بند دروازوں کی کنجی ہے مجبوراً اسکی صحبت کو سب جگہ غنیمت سمجھتے ہیں اور اُسکی
و خدمتش را منت دانند
خدمت کو اپنے اوپر احسان سمجھتے ہیں

قطعه

شاهد آنجا که رود عزت و حرمت بیند
معشوق جہاں جائے گا عزت اور تعظیم دیکھے گا
ور برانند بقهرش پدر و مادر خویش
اور اگر چاہے اسکے ماں باپ غصہ سے بھگا دیں
پر طاؤس در اوراق مصاحف دیدم
میں نے مور کے پر کو قرآن شریف کے ورقوں میں دیکھا
گفتم این منزلت از قدر تو می بینم بیش
تو کہا یہ مرتبہ میں تیرے مقدور سے زیادہ دیکھتا ہوں
گفت خاموش که هر کس که جمالی دارد
وہ بولا چپ رہ جو کوئی کہ خوب صورتی رکھتا ہے
هر کجا پای نهد دست بدارندش پیش
جہاں کہیں پاؤں رکھتا ہے اسکے آگے ہاتھ رکھتے ہیں

له دست پیش کسی داشتن - کسی کی تعظیم کرنا لہذا اس جگہ یہ معنے ہونگے کہ خوب صورت جہاں جائیگا اُسکی تعظیم سب لوگ کرینگے بعض نسخوں میں ندارند نون نفی کے ساتھ ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ وہ جہاں جائے گا اسکو منع نہ کرینگے - ایک شارح نے لکھا ہے کہ دست بدارندش پیش کا مطلب یہ ہے کہ اسکے لئے ہاتھوں کا فرش بنا دیں گے -

قطعہ

چون در پسر موافقت و دلبری بود
جب کہ لڑکے میں موافقت اور معشوقی کی ادائیں ہوں
اندیشہ نیست گر پدر از وی بری بود
تو اندیشہ نہیں اگر باپ اس سے بیزار ہو
او جوہرست گو صدف[۵۱] اندر میان مباش
وہ موتی ہے بیچاہے سیپ کا واسطہ درمیان نہ ہو
در یتیم[۵۲] را ہمہ کس مشتری[۵۳] بود
یتیم موتی کے سبھی خریدار ہوتے ہیں

چہارم خوش آوازی کہ بحنجرۂ داؤدی[۵۴] آب از جریان و مرغ از طیران باز دارد
چوتھے وہ خوش آواز کہ داؤدی گلے کے ساتھ پانی کو جاری ہونے سے اور پرند کو اڑنے سے باز رکھتا ہے
پس بوسیلت آن فضیلت دل مشتاقان صید کند و ارباب معنی بمنادمت
اور پھر اسی فضیلت کی وجہ سے خواہشمندوں کے دل کو شکار کرتا ہے اور صاحبان ذوق اسکی ہم نشینی
او رغبت نمایند و بانواع خدمت کنند شعر
کی رغبت کرتے ہیں اور طرح طرح کی خدمت کرتے ہیں۔

سمعی الی حسن الاغانی
میرا کان نغموں کی خوبی کی طرف ہے
من ذا الذی جس المثانی
کون ہے وہ شخص کہ دو تارے کو ہاتھ سے بجائے

قطعہ
چہ خوش باشد آہنگ نرم حزین
کیا عمدہ معلوم ہوتی ہے آواز نرم اور دردناک
بگوش حریفان مست صبوح
صبح کے وقت کی شراب پینے والے دوستوں کے کان میں
بہ از روی زیباست آواز خوش
اچھی آواز اچھی صورت سے بھی اچھی ہے
کہ این حظ نفس ست و آن قوت روح
کیونکہ اس سے صرف دل کی بالیدگی ہوتی ہے اور اس سے روح کو غذا ملتی ہے

پنجم پیشہ وری کہ بسعی بازو کفافی حاصل کند تا آبرو از بہر لقمہ ریختہ نگردد
پانچویں وہ پیشہ ور کہ قوت بازو سے روزی حاصل کرے تاکہ آبرو لقمہ کے لئے تباہ نہ ہو جیساکہ

۵۱ صدف - سیپ - کنایتاً والدین ۱۲ ۵۲ دریتیم سے مراد وہ موتی جو سیپ میں سے ایک ہی نکلا ہو - اُسے گوہر یکدانہ بھی کہا جاتا ہے - یہاں مراد بمثل اور قیمتی سے ہے ۱۲ ۵۳ مشتری خریدار ۱۲ ۵۴ حنجرۂ داؤدی سے مراد غایت خوش آوازی - بہت خوش آواز گلا - داؤد ایک پیغمبر کا نام جنپر زبور نازل ہوئی - مشہور ہے کہ جب آپ زبور پڑھتے تھے تو آدمی اور چرند و پرند آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے - اور سب آپ کی آواز کے سوز و گداز سے وجد کرتے تھے ۱۲

چنانکه بزرگان گفته اند قطعه

بڑے لوگوں کا قول ہے

گر بغریبی رود از شهر خویش
اگر اپنے شہر سے پردیس میں جائے
سختی و محنت نکشد پنبه دوز[۱]
تو جو بی ٹانکنے والا سختی اور محنت نہ اٹھائے گا

ور بخرابی فتد از ملک خویش
اور اگر اپنے ملک سے دور ہو کر خرابی میں پڑے
گرسنه خفتد ملک نیم روز
تو بادشاہ نیم روز بھوکا سوئے گا

چنین صفتها که بیان کردم ای پسر در سفر موجب جمعیت خاطرست و
بیٹا جو باتیں کہ میں نے بیان کیں وہ سفر میں دل جمعی کا سبب بنتی ہیں اور
داعیهٔ طیب عیش و آنکه ازین جمله بی بهره است بخیال باطل
سبب زندگی کی خوبی کا اور جو شخص ان سب باتوں سے محروم ہے خیال باطل سے
در جهان برود و دیگرش نام و نشان نشنود قطعه
دنیا میں سفر کرے اور دوبارہ کوئی اس کا نام و نشان نہ سنے

هر آنکه گردش گیتی بکین او برخاست
وہ شخص جسکے کینے کے لئے دنیا کی گردش آمادہ ہے
بغیر مصلحتش رهبری کند ایام
زمانہ ایسے کا کو اس کی طرف اسکی رہبری کریگا جو خلاف مصلحت

کبوتری که دگر آشیان نخواهد دید
وہ کبوتر کہ دوبارہ آشیانہ نہ دیکھے گا
قضا همی بردش تا بسوی دانه و دام
تقدیر اس کو دانے اور دام کی طرف لیجاتی ہے

پسر گفت ای پدر قول حکما را چگونه مخالفت کنم که گفته اند رزق اگرچه
لڑکے نے کہا کہ اے باپ میں عقلمندوں کے قول کی کیونکر مخالفت کروں کہ کہا ہے۔ رزق اگرچہ
مقسوم ست باسباب حصول آن تعلق شرط ست و بلا اگرچه مقدور ست
قسمت میں لکھا ہوا ہے اسکے حاصل ہونے کی وجوہات سے تعلق ضروری ہے اور بلا اگرچہ تقدیر میں
از ابواب[۲] دخول آن حذر کردن واجب قطعه
لکھی ہو اسکے داخل ہونے کے دروازوں سے پرہیز کرنا واجب،

---

۱ پنبه دوز روئی دھننے والا۔ یہاں پیشہ ور سے مراد ہے جو ادنی کام کرتے ہوں ۱۲۔
۲ یعنی بلا کے دروازوں میں خود داخل ہونا چاہیے ۱۲۔

قطعہ

رزق ہرچند بی گمان برسد	شرط عقل ست جستن از درہا
رزق ہرچند بے گمان پہنچتا ہے	شرط عقل کی ہے دروازوں پر تلاش کرنا
ورچہ کس بی اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا
اور اگرچہ کوئی بے موت نہیں مرے گا	تو خود اژدہاؤں کے منہ میں نہ جا

درین صورت کہ منم با پیل دمان بزنم و با شیر ژیان پنجہ در افگنم پس
جس صورت میں کہ میں اسوقت ہوں مست ہاتھی سے مقابلہ کرسکتا ہوں اور غصہ ور شیر سے پنجہ لڑا سکتا ہوں پس
مصلحت آنست ای پدر کہ سفر کنم کہ ازین بیش طاقت بینوائی ندارم **قطعہ**
لہذا مصلحت یہ ہے کہ اے باپ میں سفر کروں کہ اس سے زیادہ غریبی کے اٹھانے کی طاقت مجھ میں نہیں

چون مرد برفتاد ز جای مقام خویش	دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جای وست
جب آدمی اپنے وطن اور جگہ سے نکل گیا	تو پھر کیا غم ہے ساری دنیا اسکی جگہ ہے
شب ہر توانگری بسرای ہمیرود	درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای وست
مالدار ہر رات کو ایک گھر میں جاتا ہے	فقیر کو جہاں رات ہوگئی وہی اسکا گھر ہے

این بگفت و پدر را وداع کرد و ہمت خواست و روان شد و باخویشتن
یہ کہا اور باپ کو رخصت کیا اور دعا کی درخواست کی اور چلدیا
ہمی گفت **شعر**
اور اپنے دل میں کہتا تھا

ہنرور چو بختش نباشد بکام	بجائی رود کش ندانند نام
ہنرمند جب اسکا نصیب موافق نہ ہو	جہاں بھی جائے کوئی اس کا نام نہ جانے گا

ہمچنین تا برسید بر کنار آبی کہ سنگ از صلابت او بر سنگ ہمی آمد و
اسی طرح جہانتک کہ ایک دریا کے کنارے پر ہونچا کہ اسکی روانی کی سختی سے پتھر پر پتھر گرتا تھا اور
خروشش بفرسنگ میرفت
اس کا شور کوسوں جاتا تھا

لہ پدر را وداع کرد۔ یعنی باپ کو خدا کو سونپا۔ یا گھر بار باپ کے سپرد کیا۔ ۱۲

بیت

سهمگین آبی که مرغابی درو ایمن نبودی	کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربودی
ایسا خوفناک پانی کہ پانی کی چڑیا اس میں بیخوف نہ رہتی	ادنی موج چکی کا پتھر اسکے کنارے سے بہالیجاتی تھی

گروهی مردمان را دیدم هر یک بقراضهٔ[۱] در معبر نشسته و رخت سفر بسته جوان[۲]
آدمیوں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ ہر ایک معمولی سکہ دیکر کشتی میں بیٹھا تھا اور سفر کا اسباب باندھے ہوئے تھا پہلوان
را دست عطا بسته بود زبان ثنا برگشود چندانکه زاری کرد یاری نکردند ملاح
کا بخشش کا ہاتھ بندھا ہوا تھا زبانی تعریف کرنے لگا جسقدر کہ رویا پیٹا مدد نہیں کی ملاح
بیمروت ازو بخنده برگردید و گفت شعر
بے مروت اسکے پاس سے ہنستا ہوا پلٹ گیا اور بولا

بی زر نتوانی که کنی بر کس زور	ور زر داری بزور محتاج نه
یہ ممکن نہیں کہ بغیر زر کے تو کسی پر زور جتا سکے	اور اگر تیرے پاس زر ہے تو تجھے زور کی ضرورت نہیں
شعر زر نداری نتوان رفت بزور از دریا	زور ده مرده چه باشد زر یک مرده بیار
اگر تو روپیہ نہیں رکھتا تو زور کرکے دریا سے نہیں گزر سکتا	دس آدمیوں کا زور کوئی چیز نہیں ایک آدمی کا کرایہ لا

جوان را دل از طعنهٔ ملاح بهم برآمد خواست که ازو انتقامی کشد کشتی رفته بود
پہلوان کا دل ملاح کے طعنے سے بھر آیا چاہا کہ اُس سے بدلہ لے کشتی چلدی تھی
آواز داد که اگر بدین جامه که پوشیده ام قناعت کنی دریغ نیست
آواز دی کہ اگر ان کپڑوں پر جو میں پہنے ہوئے ہوں تو قناعت کرے تو مضائقہ نہیں
ملاح طمع کرد و کشتی باز گردانید بیت
ملاح کو لالچ آگیا اور کشتی لوٹائی

بدوزد شره دیدهٔ هوشمند	در آرد طمع مرغ و ماهی به بند
حرص عقلمند کی آنکھوں کو سی دیتی ہے	حرص پرندا اور مچھلی کو قید میں لے آتی ہے

چندانکه دست جوان بریش و گریبانش رسید بخود در کشید و بیمحابا فرو کوفت
جیسے ہی کہ پہلوان کا ہاتھ اسکی داڑھی اور گریبان تک پہنچا اپنی طرف کھینچا اور بے دھڑک ٹھونکا

[۱] قراضه بالضم لغت میں ہر اس چیز کے ریزے کو کہتے ہیں جو قینچی سے کاٹنے سے گرتا ہے یہاں ادنےٰ سکہ سے مراد ہے ۱۲
[۲] یعنی اس کے پاس دینے کے لئے کچھ نہ تھا کہ ملاح کو دے دیتا ۱۲

یارش از کشتی بدر آمد که کشتی کند همچنین درشتی دید پشت بگردانید[1] مصلحت

اس ملاح کا دوست کشتی سے باہر آیا کہ مدد کرے اسنے بھی ویسی ہی سختی دیکھی پیٹھ پھیر لی اب مصلحت

آن دیدند که با او بمصالحت گرایند و به اجرت کشتی مسامحت نمایند

یہ معلوم ہوئی کہ اس سے صلح کریں اور کشتی کے کرایہ میں نرمی برتیں

مثنوی

چو پرخاش بینی تحمل بیار
جب تو لڑائی دیکھے تو تحمل کر

که سهلی به بندد در کارزار
کیونکہ نرمی لڑائی کا دروازہ بند کردیتی ہے

بشیرین زبانی و لطف و خوشی
میٹھی باتوں اور نرمی اور خوشی سے

توانی که پیلے بموئے کشی
یہ ممکن ہے کہ تو ایک ہاتھی کو ایک بال میں باندھ کر کھینچ لے

لطافت کن آنجا که بینی ستیز
نرمی کر جہاں تو لڑائی دیکھے

نبرد قز نرم را تیغ تیز
کیونکہ نرم ریشم کو تیز تلوار نہیں کاٹتی

بعذر ماضی بقدمش در افتادند و بوسه چند بنفاق بر سر و چشمش دادند

گذری ہوئی باتوں کی معافی مانگنے کے لئے اُسکے قدموں میں گر پڑے اور ظاہرداری کے طور پر چند بوسے اُسکے سر اور آنکھوں کے لئے

پس بکشتی در آوردند و روان شدند تا برسیدند بستونے که از عمارت[2]

پس کشتی میں بٹھایا اور روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے ایک ستون کے قریب پہنچے جو یونان کی عمارت سے

یونان در آب استاده بود ملاح گفت کشتی را خللے هست یکی از شما

پانی میں کھڑا ہوا تھا۔ ملاح نے کہا کہ کشتی میں ایک خرابی پیدا ہو گئی ہے جو آدمی تم میں سے

که زورآورتر است باید که برین ستون برود و خطام کشتی بگیرد

زیادہ زوردار ہو اسکو چاہیئے کہ اس ستون پر چڑھ جائے اور کشتی کی رسی کو پکڑے رہے

تا عمارت کنیم جوان بغرور دلاوری که در سر داشت از خصم آزرده دل

تاکہ ہم کشتی کی مرمت کرلیں پہلوان کے سر میں دلیری اور جرأت کا غرور سما رہا تھا۔ رنجیدہ دل دشمن

[1] پشت بگردانید۔ یعنی وہ بھی لوٹ گیا۔ اور بھاگ گیا ۱۲ [2] یہاں مراد ہے اُس یونان کے خطہ سے جو اپنے تمرد اور عصیاں کیوجہ سے غرق ہوگیا۔ یعنی اُسی یونان کے خطہ کی عمارتوں میں سے کوئی ستون رہ گیا تھا۔

یندیشید و قول حکما را کار نفرمود که گفته اند هر کرا رنجے بدل رسانیدی

اندیشہ نہیں کیا۔ اور عقلمندوں کے قول پر عمل نہیں فرمایا کہ اُنھوں نے کہا ہے جسکو تونے ایک دلی رنج

اگر در عقب آن صد راحت برسانی از پاداش آن یک رنجش ایمن

پہنچایا ہے اگر اُسکے پیچھے تو سو آرام پہنچائے تو اس ایک رنجش سے بے خوف نہ ہوجا

مباش که پیکان از جراحت بدر آید و آزار در دل بماند **نظم**

کیونکہ تیر زخم سے باہر نکل جاتا ہے اور درد دل میں باقی رہ جاتا ہے

چه خوش گفت بکتاش با خیلتاش[1]

ایک سپاہی نے جمعدار سے کیا عمدہ بات کہی

قطعه

مشو ایمن که تنگدل گردی

بے خوف نہ ہو کہ تو بھی رنجیدہ ہوگا

سنگ بر بارهٔ حصار مزن

قلعہ کی دیوار یا فصیل پر پتھر نہ پھینک

چو دشمن خراشیدی ایمن مباش

کہ جب تونے دشمن کو ستایا تو اس سے بے خوف نہ رہ

چون ز دستت دلی بتنگ آید

جب تیرے ہاتھ سے کوئی دل آزار پائیگا

که بود کز حصار سنگ آید

کیونکہ ممکن ہے کہ قلعہ پر سے بھی پتھر آوے

چندانکه مقود کشتی بساعد پیچید و بر بالای ستون رفت ملاح زمام

جب کہ کشتی کی رسی پہنچے میں لپیٹ لی اور ستون پر چڑھ گیا ملاح نے باگ اُسکے ہاتھ سے

از کفش در گسلانید و کشتی براند بیچاره متحیر بماند روزی دو بلا و

چھڑالی (کاٹ دی) اور کشتی چلادی بیچارہ حیران رہ گیا دو دن میں

محنت کشید و سختی دید سوم روز خوابش گریبان گرفت و در آب

بلائیں اور مصیبتیں اُٹھائیں اور سختی دیکھی تیسرے دن نیند نے اسکا گریبان پکڑا اور پانی میں گرادیا

انداخت بعد از شبا روزی دگر بر کنار افتاد از حیاتش رمقی[3] مانده بود

ایک رات دن اور سختی اٹھاکر کنارے پر جا لگا تھوڑا سا زندگی کا حصہ اس میں باقی رہ گیا تھا

---

[1] بکتاش۔ مدار الافاضل میں بادشاہ خوارزم کا نام بتایا گیا ہے۔ خیلتاش غلاموں کا گروہ۔ بعض کا قول ہے کہ ایک آقا کے بہت سے ملازموں کو خیلتاش کہا جاتا ہے۔ مگر یہ زیادہ صحیح نہیں۔ بعض نے خیلتاش سردار ملازماں یعنی جمعدار وغیرہ کے لئے لکھا ہے۔ بعض میں بکتاش کے بجائے کیتاش بیائے تحتانی لکھا ہے۔

[2] مراد یہ ہے کہ اگر تو کسی کے ستانے کے درپے ہوگا تو اسکا جواب ضرور ملیگا [3] رمق بقیہ جان۔ یعنی کچھ یونہی سی جان ۱۲

برگ درختان خوردن گرفت و بیخ گیاہان برآوردن تا اندکی قوت یافت
درختوں کے پتے کھانا شروع کئے اور جڑوں کی جڑیں نکالیں اور کھائیں اور تھوڑی سی طاقت آئی
سر در بیابان نہاد و برفت تا تشنہ و بیطاقت شد و بر سر چاہی رسید قومی
جنگل کی طرف متوجہ ہوا اور چلدیا یہانتک کہ پیاسا اور کمزور ہوگیا اور ایک کنوئیں پر پہنچا وہاں کچھ
را دید کہ شربت آب ¹ بہ پشیزی ہمی آشامیدند جوان را پشیزی نبود
لوگوں کو دیکھا کہ ایک پیاس بھر پانی ایک دھیلے کے بدلے پلا رہے تھے پہلوان کے پاس ایک دھیلا بھی
طلب کرد و بیچارگی نمود رحمت نیاوردند دست تعدی دراز کرد
نہ تھا پانی مانگا اور عاجزی کی انھوں نے رحم نہیں کیا اس نے ظلم کرنا شروع کیا اور
وتنی چند را فرو کوفت مردان غلبہ کردند و بیحابا بزدندش مجروح شد قطعہ
چند آدمیوں کو خوب ٹھوکا لوگ جمع ہوگئے اور اسکو بے تحاشا مارا زخمی ہوگیا

پشہ چو پر شد بزند پیل را	باہمہ مردی و صلابت کہ دست
مچھر جب زیادہ ہوتے ہیں تو ہاتھی کو مار ڈالتے ہیں	باوجود تمام مردانگی اور سختی کے اسمیں ہے
مورچگان را چو بود اتفاق	شیر ژیان را بدرانند پوست
چیونٹیوں میں جب سلوک ہوتا ہے	تو مست شیر کی کھال پھاڑ ڈالتی ہیں

بحکم ضرورت در پے کاروان افتاد و برفت شبانگہ برسیدند بمقامی کہ
مجبوراً ایک قافلے کے پیچھے ہولیا اور چلتا رہا رات کے وقت ایک ایسی جگہ پہنچے
از دزدان پرخطر بود کاروانیان را دید لرزہ بر اندام افتادہ
جہاں چوروں کا خطرہ تھا قافلہ والوں کو دیکھا کہ بدن میں تھرتھری پڑی ہوئی تھی اور
و دل بر ہلاک نہادہ گفت اندیشہ مدارید کہ درین ² میان یکے منم کہ
مرنے پر تیار ہو رہے تھے پہلوان بولا گھبراؤ نہیں اس درمیان میں اکیلا ہوں
بہ تنہا پنجاہ مرد را جواب گویم و دیگر جوانان ہم یاری کنند
کہ تنہا پچاس آدمیوں کو جواب دونگا اور دوسرے جوان بھی مدد کرینگے

¹ پشیز - آنے کا آٹھواں حصہ بعض نے ایک معمولی سکہ کے معنی میں لکھا ہے جسکو عالمگیری کہتے تھے ۱۲
² یعنی اس گروہ میں ۱۲ (عبد الباری آسی)

این بگفت و مردم کاروان بلاف او قوی دل شدند و بصحبتش شادمانی
کہا اور قافلے کے آدمیوں کی اسکی شیخی سے ڈھارس بندھی اور اسکے ساتھ ہونے سے
کردند و بزاد و آبش دستگیری واجب دانستند جوان را آتش
خوش ہوئے اور اسکے کھانے پینے کی خبر لینا ضروری سمجھا پہلوان کے پیٹ مین آگ
معدہ بالا گرفتہ بود و عنان طاقت از دست رفتہ لقمۂ چند از سر اشتہا
لگ رہی تھی اور طاقت کی باگ ہاتھ سے چھٹ گئی تھی بھوک میں چند لقمے
تناول کرد و دمی چند آب در پی آن آشامید دیو درونش بیارمید و
کھائے اور اوپر سے چند گھونٹ پانی اسکے بعد پیا اور اسکے اندر کے (دیو) نے آرام
بخفت پیرمردی جہان دیدہ دران کاروان بود گفت ای جماعت
کیا اور سو گیا ایک بڈھا تجربہ کار اس قافلہ میں شریک تھا کہنے لگا کہ اے میرے دوستو
من ازین بدرقۂ شما اندیشناکم بیش ازانکہ از دزدان چنانکہ حکایت کنند
میں تمہارے اس ساتھی سے ڈر رہا ہوں اور اس سے زیادہ ڈر رہا ہوں جتنا کہ چوروں سے جیساکہ ایک قصہ بیان کرتے ہیں
اعرابیؑ را درمی چند گرد آمدہ بود و بشب از تشویش آن در خانہ نمی خفت
ایک اعرابی کے پاس تھوڑے سے درم جمع ہوگئے تھے اور ان کے ڈر کے مارے رات کو اپنے گھر میں نیند نہیں
یکی را از دوستان برخود خواند تا وحشت تنہائی بدیدار وے منصرف کند شبی در صحبت
آتی تھی دوستوں میں سے کسی دوست کو اپنے پاس بلا لیا تاکہ تنہائی کی وحشت اسکی صحبت کی وجہ سے دور کردے ایک رات کو
او بود چندانکہ بر درمہاش وقوف یافت ببرد و بخورد و سفر کرد بامدادان
اسکی صحبت میں رہا یہان تک کہ اسکے درموں کی اسے خبر مل گئی اڑا لے گیا اور کھا پی ڈالے اور سفر کے لئے چلدیا۔ صبح کے وقت
دیدند غریب گریان و عریان کسی گفت حال چیست مگر آن درمہای ترا دزد برد
لوگوں نے غریب کو روتے ہوئے ننگا دیکھا۔ کسی نے کہا کیا حال ہے شاید تیرے ان درموں کو چور چرا لے گئے
گفت لا واللہ بدرقہ برد
کہا نہیں خدا کی قسم ساتھی اڑا لے گیا

لہ اعرابی صحرانشین خانہ بدوش عربون میں ایک آدمی ۱۲ (عبدالباری آسی)

قطعہ

هرگز ایمن ز یار ننشستم
میں ہرگز دوست سے بے خبر نہیں ہوا ہوں
زخم دندانِ دشمنے تیز است
اس دشمن کے دانتوں کا زخم بڑا گہرا ہوتا ہے

تا بدانستم آنچہ عادت اوست
جب سے میں نے وہ بات نہ سمجھ لی جو اسکی عادت ہے
کہ نماید بچشم مردم دوست
جو آدمی کو بظاہر دوست معلوم ہوتا ہے

چہ دانید کہ اگر این ہم از جملۂ دزدان باشد بعیاری درمیان ما تعبیہ شدہ
تمہیں یہ کیا معلوم ہے کہ اگر یہ بھی تمام چوروں میں سے ہو اور مکاری کر کے ہم لوگوں کے درمیان مل گیا ہو
تا بوقت فرصت یاران را خبر کند مصلحت آن بینم کہ مر این خفتہ را بگذاریم
کہ فرصت کے وقت اپنے ساتھیوں کو خبر کر دے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اس کو ہم سوتا چھوڑیں
و رخت برداریم جوانان را پند پیر استوار آمد و مہابتی عظیم از مشت زن
اور اپنا اسباب لاد کر چل دیں جوانوں نے بڈھے کی نصیحت کو مان لیا۔ اور پہلوان کی طرف سے دل میں
در دل گرفتند و رخت برداشتند و جوان را خفتہ بگذاشتند آنگہ خبر یافت
بڑا خوف پیدا ہو گیا اسباب اٹھایا اور جوان کو سوتا چھوڑا اور چل دیے جوان کو جب معلوم ہوا جب
کہ آفتابش بر کتف تافت سر برآورد و کاروان رفتہ دید بیچارہ بسی بگردید
اُسکے کندھوں پر دھوپ آ گئی سر اٹھایا اور قافلے کو گیا ہوا پایا بیچارہ بہت دوڑا پھرا
رہ بجائے نبرد و تشنہ و بینوا روی بر خاک و دل بر ہلاک نہادہ می گفت
مگر کچھ کام نہ بنا اور بھوکا پیاسا خاک پر لوٹ رہا تھا مرنے پر آمادہ تھا اور کہہ رہا تھا

شعر

مَنْ ذَا یُحَدِّثُنِیْ وَقَدْ مَرَّ الْعِیْسُ
وہ کون شخص ہے جو مجھ سے باتیں کرے حالانکہ قافلہ چلا گیا

مَا لِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْسٌ
مسافر کے لیے مسافر کے سوا کوئی دوست نہیں ہوتا

فرد

درشتی کند بر غریبان کسے
وہ شخص غریبوں پر بڑی سختی کرتا ہے

کہ نابودہ باشد بغربت بسے
جو غربت میں زیادہ نہ رہا ہو

مسکین درین سخن بود که پادشه پسری بصید از لشکریان دور افتاده بود
غریب یہی باتیں کر رہا تھا کہ ایک بادشاہ زادہ شکار کھیلتا ہوا لشکر والوں سے بچھڑ گیا تھا۔
و بالای سرش ایستاده همی شنید و در هیأتش همی نگرید بصورتش پاکیزه
اور اسکے سرہانے کھڑا تھا اور یہ باتیں سن رہا تھا اور اس کی صورت دیکھ رہا تھا اسکا ظاہر اچھا دیکھا
دید و حالش پریشان پرسید از کجائی و بدین جایگه چون افتادے برخے
اور اس کا حال پریشان پایا تو پوچھا تو کہاں سے آیا ہے اور یہاں کیونکر پہونچ گیا اسنے تھوڑے
از انچه بر سر او رفته بود اعادت کرد ملک زاده را بر حال تباه او رحمت
سے اپنے واقعات گزشتہ دُہرائے بادشاہزادے کو اسکے تباہ حال پر رحم آگیا
آمد و خلعت و نعمت داد و معتمدے را باوے بفرستاد تا بشهر خویش باز آمد
اور خلعت اور دولت دی اور ایک معتبر آدمی کو اُسکے ساتھ بھیجا کہ پھر اپنے شہر میں آگیا
پدرش بدیدن او شادمانی کرد و بر سلامت حالش شکر گفت شبانگه از انچه
اُس کا باپ اُسے دیکھنے سے خوش ہوا اور اُسکے زندہ و سلامت رہنے پر شکر کیا رات کے وقت جو جو اُسپر
بر سر او رفته بود از حالت کشتی و جور ملاح و ظلم روستائیان بر سر چاه و
گزری تھی کشتی کا قصہ ملاح کا جبر اور کنوئیں کے اوپر گاؤں والوں کا ظلم رستہ میں
غدر کاروانیان در راه با پدر همی گفت پدر گفت ای پسر نه گفتمت
قافلے والوں کی عہد شکنی باتیں باپ سے کہہ رہا تھا باپ نے کہا کہ اے بیٹا کیا میں نے تجھ سے
هنگام رفتن که تهیدستان را دست دلیری بسته است و پنجه شیری شکسته
جاتے وقت کہا نہیں تھا کہ مفلسوں کا دلیری کا ہاتھ بندھا ہوا ہے اور شیرانہ پنجہ ٹوٹا ہوا

شعر

چه خوش گفت آن تهیدست سلحشور کیا اچھی بات کہی ہے اُس مفلس سپاہی نے	جوی زر بهتر از هفتاد من زور ایک جَو کی برابر زر ستر من زور سے بہتر ہے

پسر گفت ای پدر هر آینه تا رنج نبری گنج بر نداری و تا جان در خطر ننهی
لڑکے نے کہا کہ اے باپ یقینی جب تک آپ رنج نہ اٹھائیں گے خزانہ نہ ملے گا اور جب تک آپ جان خطرے میں

نهی بر دشمن ظفر نیابی و تا دانه پریشان نکنی خرمن نگیری نه بینی باندک

نہ ڈالینگے دشمن پر فتح نہ پائیے گا اور جب تک دانہ نہ بکھیرئے گا کھلیان نہ اٹھائیے گا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ

مایہ رنجی کہ بردم چہ تحصیل راحت کردم و بہ نیشی کہ خوردم چہ مایۂ عسل آوردم

تھوڑا سا رنج جو میں نے اٹھایا اُس سے کسقدر آرام حاصل کیا اور ایک ڈنک جو مجھے لگا کس قدر شہد میں لایا

فرد گرچہ بیرون ز رزق نتوان خورد
اگرچہ رزق سے زیادہ نہیں کھا سکتے

در طلب کاہلی نباید کرد
مگر ڈھونڈنے اور تلاش میں سستی نہ کرنا چاہیے

فرد غواص گر اندیشہ کند کام نہنگ
غوطہ کھانیوالا اگر گھڑیال کے حلق سے ڈرتا ہے

ہرگز نکند دُرِّ گرانمایہ بچنگ
تو قیمتی موتی ہرگز حاصل نہین کر سکتا

حکمت آسیا سنگ زیرین متحرک نیست لاجرم تحمل بار گران ہمیکند
چکی کا نیچے کا پاٹ ہلتا نہیں ہے خواہ مخواہ بھاری بوجھ اٹھاتا ہے

قطعہ چہ خورد شیر شرزہ در بن غار
سرکش شیر غار میں پڑا پڑا کیا کھائیگا

باز افتادہ را چہ قوت بود
کاہل باز کی خوراک کیسے حاصل ہو گی

گر تو در خانہ صید خواہی کرد
اگر تو گھر میں بیٹھے بیٹھے شکار کرے گا

دست و پایت چو عنکبوت بود
تو تیرے ہاتھ پاؤں مکڑی کی طرح ہو جائینگے

پدر پسر را گفت ترا درین نوبت فلک یاوری کرد و اقبال رہبری کہ

باپ نے بیٹے سے کہا اسمرتبہ آسمان نے تیری مدد کی اور اقبال نے راستہ بتایا کہ

صاحب دولتی بتو رسید و بر تو ببخشید و کسر حالت را بتفقدے جبر کرد

ایک دولتمند تیرے پاس پہونچ گیا اور تیرے اوپر رحم کیا اور شکستگی حال کو دلجوئی سے جوڑ دیا

چنین اتفاق نادر افتد و بر نادر حکم نتوان کرد **بیت**

ایسا اتفاق کم ہوتا ہے اور نادر باتوں پر حکم نہیں لگایا جاتا

صیاد نہ ہر بار شغالی ببرد
شکاری ہر مرتبہ گیدڑ کا شکار کر کے نہیں لیجاتا ہے

باشد کہ یکی روز پلنگش بدرد
ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ ایکدن اسکو تینڈوا پھاڑ ڈالتا ہے

چنانکہ یکی از ملوک پارس را نگینی گرانمایہ در انگشتری بود باری بحکم

چنانچہ پارس کے بادشاہوں میں سے ایک کے پاس ایک قیمتی نگینہ انگوٹھی میں جڑا ہوا تھا ایک مرتبہ

تفرج باتنی چند خاصان بمصلائے[1] شیراز بیرون رفت فرمود تا انگشتری

تفریح کے لئے چند خاص آدمیوں کے ساتھ مصلائے شیراز کی طرف باہر نکلا حکم دیا کہ انگوٹھی کو

را بر گنبد عضد[2] نصب کردند تا ہر کہ تیر از حلقۂ انگشتری بگذراند خاتم او را

عضد الدین بادشاہ کے گنبد پر لگا دیا کہ جو کوئی تیر انگوٹھی کے حلقے سے گزاردے انگوٹھی اسی کی ہو جائے

باشد اتفاقاً چہار صد حکم انداز کہ در خدمت او بودند بینداختند جملہ

اتفاقاً چار سو تیر انداز حسکی نشانہ لگانے والے جو اُس کے مصاحب تھے سب نے تیر لگائے اور سب کا

خطا کردند مگر کودکے کہ بر بام رباطی ببازیچہ تیر از ہر طرف می انداخت

نشانہ خطا ہوا مگر ایک چھوٹا لڑکا کہ ایک مکان کے کوٹھے پر سے کھیل میں تیر ہر طرف کو پھینک رہا تھا

باد صبا تیر او از حلقۂ انگشتری بگذرانید خلعت و نعمت یافت و خاتم

ہوا نے اس کے تیر کو انگوٹھی کے حلقے سے گزار دیا خلعت اور دولت پائی اور انگوٹھی

بوی ارزانی داشتند آوردہ اند کہ پسر تیر و کمان را بسوخت گفتند چرا

اس کو سونپ دی کہتے ہیں کہ لڑکے نے تیر و کمان کو جلا دیا لوگوں نے پوچھا کہ تو نے

چنین کردی گفت تا رونق نخستین برجای ماند قطعہ

ایسا کیوں کیا اُسنے کہا اسواسطے کہ پہلی عزت برقرار رہے۔

گہ بود کز حکیم روشن رای	بر نیاید درست تدبیری
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہوشیار حکیم سے	صحیح تدبیر نہیں بن پڑتی
گاہ باشد کہ کودکے نادان	بغلط بر ہدف زند تیری
اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک نادان لڑکا	غلطی سے نشانہ پر تیر لگا دیتا ہے

حکایت

درویشی را شنیدم کہ بغاری[3] در نشستہ بود و در بروے

مینے ایک درویش کے متعلق سنا ہے کہ ایک غار مین رہتا تھا اور دنیا کی آمد و رفت

[1] مصلائے شیراز۔ شیراز کی عیدگاہ۔ یہ ایک نہایت تفریح کی جگہ ہے۔ جیسا کہ حافظ کے اس شعر سے بھی معلوم ہوتا ہے ؎ بدہ ساقی مئے باقی کہ در جنت نخواہی یافت ٭ کنارِ آب کنا باد و گلگشت مصلا را [2] عضد ایک بادشاہ کا مختصر نام جسکا پورا نام عضد الدین ہے۔ غالبًا یہ گنبد اُسی کا بنوایا ہوا ہو گا۔ ۱۲

[3] یعنی ترک دنیا اور ترک آبادی کر کے ایک کھوہ یا ایک گڑھے کا رہنا اختیار کیا تھا۔ شیخ نے ایک اور جگہ بھی غار کا لفظ ایسے ہی محل پر استعمال کیا ہے ؎ بزرگے دیدم اندر کوہسارے ٭ قناعت کردہ از دنیا بغارے۔ ۱۲

از جہان بستہ و ملوک و اغنیارا در چشم ہمت او شوکت و ہیبت نماندہ۔
کا دردازہ بند کر دیا تھا اور بادشاہوں اور مالداروں کی اس کی نگاہ میں عزت اور ڈر باقی نہیں رہا تھا

قطعہ ہر کہ بر خود در سوال کشاد جس کسی نے اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھول لیا آز بگذار و پادشاہی کن حرص چھوڑ دے اور بادشاہی کر	تا بمیرد نیاز مند بود جب تک وہ مرے گا حقیر ہو کر رہے گا گردن بے طمع بلند بود جو حرص نہیں کرتا وہ سربلند رہتا ہے

یکی از ملوک آن طرف اشارت کرد کہ توقع بکرم و اخلاق مردان
اس طرف کے بادشاہوں میں سے ایک نے اشارہ کیا کہ بزرگوں کے اخلاق اور کرم سے
چنین ہست کہ یکی با ما بنان و نمک موافقت کنید شیخ رضا داد بحکم آنکہ
یہ امید ہے کہ ایک بار نان و نمک کی دعوت منظور کی جائے درویش نے منظور کر لی اس سبب
اجابت دعوت سنت است دیگر روز ملک بعذر قدومش رفت
کہ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے۔ دوسرے دن بادشاہ اسکی تشریف آوری کی تکلیف کے عذر کرنے
عابد از جای برجست و ملک را در کنار گرفت و تلطف کرد و ثنا گفت
کیلئے گیا۔ عابد اپنی جگہ سے اٹھا اور بادشاہ سے بغل گیر ہوا اور مہربانی کی اور تعریف کی
چون غائب شد یکی از جماعت پرسید شیخ را کہ چندین ملاطفت کہ امروز
جب بادشاہ چلا گیا ایک نے جماعت میں سے پوچھا شیخ سے کہ جس قدر نرمی کہ آج آپ نے
با پادشہ کردی خلاف عادت بود دیگر ندیدم گفت نشنیدے آنکہ
بادشاہ سے کی ہے یہ خلاف عادت تھی میں نے کبھی اور نہیں دیکھی۔ درویش بولا یہ تو نے سنا نہیں ہے کہ ایک

یکی از صاحبدلان گفتہ است
درویش نے کہا ہے

فرد ہر کرا بر سماط بنشستی[1] تو جس کے دسترخوان پر بیٹھا	واجب آمد بخدمتش برخاست اسکی تعظیم کے واسطے اٹھنا ضروری ہے

[1] سماط بنشستی کی بجائے بعض نسخوں میں بنشانی ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ معتبر نسخوں میں بنشستی ہی پایا جاتا ہے۔ ۱۲۔ عبدالباری آسی

مثنوی

گوش تواند که همه عمر وی
نشنود آواز دف و چنگ و نی

کان کے لئے یہ بات ممکن ہے کہ تمام عمر آواز دف اور چنگ اور بانسری کی نہ سنے

دیدہ شکیبد ز تماشای باغ
بی گل و نسرین بسر آرد دماغ

آنکھ باغ کی سیر سے صبر کر سکتی ہے گلاب اور سیوتی کے بغیر دماغ بسر کر سکتا ہے

گر نبود بالش آگندہ پر
خواب توان کرد حجر زیر سر

اگر پروں کا بھرا ہوا تکیہ نہ ہو تو پتھر سر کے نیچے رکھ کر سو سکتے ہیں

ورنہ بود دلبر ہمخوابہ پیش
دست توانکرد بآغوش خویش

اور اگر ساتھ سونے والا معشوق موجود نہ ہو تو اپنی بغل میں ہاتھ دے کر رات گزاری جا سکتی ہے

وین شکم بی ہنر و پیچ پیچ[۱]
صبر ندارد کہ بسازد بہیچ

اور یہ بے ہنر اور پیچدار پیٹ صبر نہیں کر سکتا کہ بھوکا رہ کر گزر کرے

باب چہارم در فوائد خاموشی

چوتھا باب چپ رہنے کے فائدوں کے بیان میں

حکایت یکی را از دوستان گفتم امتناع سخن گفتنم بعلت آن اختیار آمدہ است کہ غالب اوقات در سخن نیک و بد اتفاق افتد و دیدۂ دشمنان جز بر بدی نمی آید گفت ای برادر دشمن آن بہ کہ نیکی نہ بیند

میں نے اپنے ایک دوست سے کہا مجھے بات نہ کرنا اس واسطے پسند آیا ہے کہ اکثر اوقات بات کرنے میں اچھی بری بات کرنے کا اتفاق پڑتا ہے اور دشمنوں کی نگاہ سوائے بدی کے نہیں پڑتی۔ کہا اے بھائی دشمن وہی اچھا ہے کہ اچھائی پر نگاہ نہ ڈالے

[۱] پیچ پیچ یعنی وہ پیٹ جس میں پیچدار آنتیں وغیرہ ہیں۔ بعض شارحین نے پیچ پیچ بمعنی دغاباز اور مکار کے لکھا ہے ۱۲

شعر واخو العداوة لا یمر بصالح	الا و یلمزونہ یکذاب آشر
اور دشمنی کرنے والا کسی نیک پر نہیں گزرتا	مگر یہ کہ اشاروں سے اسکو جھوٹا اور فسادی بتاتا ہے
شعر ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبیست	گل ست سعدی و در چشم دشمنان خارست
ہنر دشمنی کی نگاہ میں ایک بہت بڑا عیب ہے	سعدی پھول ہے اور دشمنوں کی آنکھ میں کانٹا معلوم ہوتا ہے
بیت نور گیتی فروز چشمہ ہور	زشت باشد بچشم موشک کور
دنیا کے روشن کرنے والے آفتاب کا نور	چھچھوندر کی آنکھ میں برا معلوم ہوتا ہے

حکایت بازرگانی را ہزار دینار خسارت افتاد پسر را گفت نباید که باکسی این سخن درمیان نہی گفت ای پدر فرمان تراست نگویم ولیکن باید که مرا بر فائدہ این مطلع گردانی که مصلحت در نہان داشتن چیست گفت تا مصیبت دو نشود یکی نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ **شعر**

ایک سوداگر کو ہزار اشرفیوں کا نقصان ہوا لڑکے سے کہا تجھے کسی شخص سے اس بات کا ذکر کرنا نہ چاہیے لڑکا بولا والد صاحب جو آپ حکم دیں درست ہے میں نہ کہونگا لیکن چاہیے کہ مجھے اس کے فائدے سمجھا دیجئے کہ چھپانے میں کیا مصلحت ہے کہا اس لئے کہ مصیبت دوہری نہ ہو جائے ایک مال کا نقصان دوسرے پڑوسی کی خوشی

مگوانده خویش بادشمنان	که لاحول گویند شادی کنان
اپنا غم دشمنوں سے نہ کہہ	کہ خوشی کرتے ہوئے لاحول پڑھینگے

حکایت جوانی خردمند از فنون فضائل حظی وافر داشت وطبعی نافر چنانکه در محافل دانشمندان نشستی زبان سخن ببستی باری پدرش گفت ای پسر تو نیز آنچه دانی بگوی گفت ترسم از آنچه ندانم بپرسند و شرمساری برم

ایک عقلمند جوان طرح طرح کے فضیلتوں کے فنوں میں کافی معلومات رکھتا تھا اور طبیعت نفرت کرنے والی چنانچہ عقلمندوں کی محفلوں میں بیٹھتا تھا اور زبان سے بات نہ کہتا ایک بار باپ نے اس سے کہا کہ بیٹا تجھے جو کچھ آتا ہے تو بھی کہہ وہ کہنے لگا مجھے یہ ڈر معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ میں نہیں جانتا وہ پوچھ بیٹھیں اور مجھے شرمندگی ہو

قطعہ

آن شنیدی کہ صوفیی میکوفت	زیر نعلین خویش میخی چند
تو نے وہ سنا ہے کہ ایک صوفی	اپنی جوتیوں کے تلے میں نعل لگا رہا تھا
آستینش گرفت سرہنگی	کہ بیا نعل بر ستورم بند
ایک سپاہی نے اُس کی آستین پکڑی	کہ میرے گھوڑے کے نعل جڑ دے

فرد نگفتہ ندارد کسی با تو کار
بغیر بولے کوئی تجھ سے کام نہ رکھے گا

ولیکن چو گفتی دلیلش بیار
مگر جب تو نے کوئی بات کہی تو اُس کی دلیل بیان کر

حکایت عالمی معتبر را مناظرہ افتاد با یکی از ملاحدہ[1] لَعَنَہُمُ اللہُ
ایک بڑے عالم کا ایک ملحد سے کہ خدا ایک بر اُن میں سے لعنت
عَلَی حِدَۃٍ و بحجت با او بر نیامد سپر بیند اخت و برگشت کسی گفت ترا
کرے مباحثہ ہوا اور دلایل میں اس سے جیت نہ سکا عاجز ہوگیا اور لوٹ آیا کسی نے کہا کہ آپ کو
با چندین فضل و ادب کہ داری با بیدینی حجت نماند گفت علم من در
علم و ادب میں اتنا دخل ہے اور ایک ملحد کو دلیل نہ دے سکے کہا میرا علم قرآن
قرآنست و حدیث و گفتار مشائخ و او بدینہا معتقد نیست و نمی شنود
اور حدیث اور بزرگوں کے اقوال میں ہے اور وہ ان باتوں کو نہ مانتا ہے اور نہ سنتا ہے
و مرا شنیدن کفر او بچہ کار آید

بیت
پھر اس کی کفر کی باتیں سننا میرے کس کام آئے گا

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی	آنست جوابش کہ جوابش ندہی
وہ شخص جس سے قرآن اور حدیث بیان کرکے بھی تو نہ چھوٹے	تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُسے جواب نہ دے

حکایت جالینوس[2] ابلہی را دید دست در گریبان دانشمندی زدہ و
جالینوس نے ایک بیوقوف کو ایک عقلمند کے گریبان میں ہاتھ ڈالے دیکھا کہ بعزتی

---

[1] ملاحدہ ملحد کی جمع ہے - بیدین - کافر ۱۲-
[2] جالینوس یونان کے ایک مشہور طبیب و حکیم کا نام ہے ۱۲

عبد الباری آسی

بسبجر مقتے ہمیگرد گفت اگر این دانا بودی کار او بنادانان بدینجا نرسیدے **مثنوی**

کر رہا تھا جالینوس نے کہا اگر یہ عقلمند ہوتا تو بیوقوفوں سے اسکا کام پڑکے یہانتک معاملہ نہ پہنچتا

دو عاقل را نباشد کین و پیکار
دو عقلمند دل میں کینہ اور لڑائی نہیں ہوتی

نہ دانائی ستیزد با سبکسار
اور نہ ایک عقلمند بیوقوف سے الجھتا ہے

اگر نادان بوحشت سخت گوید
اگر بیوقوف دیوانگی کی حالت میں سخت سست کہے

خردمندش بنرمی دل بجوید
تو عقلمند نرمی سے اسکی دلجوئی کرتا ہے

دو صاحبدل نگہدارند موئی[1]
دو عقلمند ایک بال کی محافظت کر سکتے ہیں

ہمیدون سرکشی و آزرم جوئی
اسیطرح ایک سرکش اور ایک صلح پسند آدمی بھی

وگر از ہر دو جانب جاہلانند
اور جو دونوں طرف جاہل ہیں

اگر زنجیر باشد بگسلانند
تو زنجیر ہوگی تو اس کو بھی توڑ ڈالیں گے

یکی را زشتخوئے داد دشنام
ایک آدمی کو ایک بری عادت والے نے گالی دی

تحمل کرد و گفت ای نیکفرجام
اسنے برداشت کی اور کہا کہ اے نیک انجام

بتر زانم کہ خواہی گفت آنی
میں اس سے زیادہ برا ہوں جو تو کہے کہ تو وہ ہے

کہ دانم عیب من چون من ندانی
کہ میں جانتا ہوں کہ تیرا عیب تو میری طرح نہیں جانتا

حکایت سحبان وائل[2] را در فصاحت بی نظیر نہادہ اند بحکم آنکہ

سحبان وائل کو فصاحت میں لوگوں نے بے مثل تسلیم کیا ہے اس سبب سے

سالی بر سر جمعی سخن گفتی کہ لفظی مکرر نکردی و اگر ہمان اتفاق افتادی بعبارت

کہ ایک سال تک ایک مجمع میں کوئی ایسی گفتگو نہیں کرتا تھا جس میں کوئی لفظ مکرر آئے اگر ایسا ہی اتفاق ہوتا تو دو

دیگر بگفتی و از جملہ ادب ندمای حضرت ملوک یکی انیست **مثنوی**

بات دوسرے لفظوں میں کہتا تھا اور بادشاہ کے مصاحبوں کے ادبوں میں سے ایک ادب یہ بھی ہے

سخن گرچہ دلبند و شیرین بود
بات اگرچہ دلبند اور شیریں ہو

سزاوار تصدیق و تحسین بود
اور تعریف اور تصدیق کے قابل ہو

[1] مراد یہ کہ اگر دو عقلمند آدمی ہیں تو ایک بال کی بھی محافظت کر سکتے ہیں یعنی ان میں ادنیٰ سی کشاکش بھی پیدا نہیں ہو سکتی ۱۲ [2] سحبان بن وائل ایک شخص کا نام جو نہایت فصیح و بلیغ تھا ۱۲

چو یکبار گفتے مگو باز پس
مگر جب تو نے ایک بار کہدی تو دوبارہ نہ کہ

کہ حلوا چو یکبار خوردند و بس
کیوں کہ حلوا ایکمرتبہ کھالیا اور یہ کافی ہے

حکایت یکی را از حکما شنیدم کہ می گفت ہرگز کسے بجہل خود
میں نے حکیموں میں سے ایک کو سنا کہ یہ کہہ رہا تھا کہ ہرگز کسی نے اپنی جہالت
اقرار نکردہ است مگر آن کس کہ چون دیگری در سخن باشد ہمچنان تمام
کا اپنے منھ سے اقرار نہیں کیا ہے مگر اُس آدمی نے کہ جب دوسرا آدمی بات کررہا ہو اور ابھی بات پوری
ناگفتہ سخن آغاز کند

مثنوی

نہ کہہ چکا ہو کہ یہ بات شروع کرے

سخن را سرست ای خردمند و بُن
اے عقلمند بات کا اول اور آخر ہوتا ہے

میاور سخن در میان سخن
بات کے درمیان بات نہ چھیڑ

خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش
عقل اور تدبیر اور ہوش والا آدمی

نگوید سخن تا نہ بیند خموش
اس وقت تک بات نہیں کہتا جب تک دوسرے کو خاموش نہیں دیکھتا

حکایت تنی چند از بندگان محمود گفتند حسن میمندی را کہ سلطان
سلطان محمود کے چند غلاموں نے حسن میمندی سے پوچھا کہ آج بادشاہ
امروز چہ گفت ترا در فلان مصلحت گفت بر شما ہم پوشیدہ نماند
نے فلان مصلحت کے بارے میں تجھ سے کیا کہا ہے اُسنے کہا کہ تم سے بھی وہ بات چھپی نہ رہیگی
گفتند آنچہ با تو گوید بامثال ما گفتن روا ندارد گفت باعتماد آنکہ داند
وہ بولے جو کچھ تجھسے کہتا ہے ہم لوگوں سے اسکا کہنا ٹھیک نہیں سمجھتا اُسنے جواب دیا اس بھروسے پر کہ وہ
کہ نگویم پس چرا ہمی پرسید

بیت

جانتا ہے کہ میں نہ کہوں گا پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو

نہ ہر سخن کہ بر آید بگوید اہل سخن
بات کہنے والا جو بادشاہ کی بات سنے کہہ نہیں دیتا

بسر شاہ سر خویشتن نشاید باخت
بادشاہ کا کا راز کہکر اپنا سر برباد نہ کرنا چاہیئے

١ے حلوا میٹھی چیز - لیکن یہاں ہر مرغوب طبع شے کے معنے میں آیا ہے ۱۲ -   عبدالباری آسی
۲ے حسن سلطان محمود غزنوی کے وزیر کا نام ہے میمند ایک قصبہ کا نام ہے جو مضافات غزنیں میں واقع ہے ۱۲ -

حکایت در عقد بیع سرائی متردد بودم جهودی گفت بخر که من از
میں ایک مکان خریدنے کی فکر میں تھا ایک یہودی نے کہا خرید لے کیونکہ میں
کدخدایان این محلتم وصف این خانه چنانکه هست از من پرس هیچ عیبی ندارد
اسی محلہ کا رہنے والا ہوں اور اس مکان کی حالت جو کچھ ہے مجھ سے پوچھ اس مکان میں کوئی عیب نہیں -
گفتم بجز آنکه تو همسایه من باشی **قطعه**
میں نے کہا سوائے اسکے کہ تو میرا ہمسایہ ہوگا

خانه را که چون تو همسایه ست	ده درم سیم کم عیار ارزد
جس گھر کا تجھ سا پڑوسی ہو	دس درم چاندی اسکی قیمت کھوٹی ملے گی
لیکن امیدوار باید بود	که پس از مرگ تو هزار ارزد
لیکن امیدوار رہنا چاہیے	تیرے مرنے کے بعد ہزار درم کو سکتا ہے

حکایت یکی از شعرا پیش امیر دزدان رفت و ثنا گفت فرمود
ایک شاعر چوروں کے سردار کے سامنے گیا اور تعریف کی اُسنے حکم دیا
تا جامه اش برکنند و از ده بدر کنند مسکین برهنه بسرما میرفت سگان در
کہ اُس کے کپڑے اتار لیں اور گاؤں سے نکال دیں غریب جاڑے میں چلا جا رہا تھا کتے
قفای وے افتادند خواست تا سنگے بردارد و سگان را دفع کند زمین
اُس کے پیچھے پڑ گئے اُسنے چاہا کہ ایک پتھر اٹھائے اور کتوں کو بھگائے
یخ بسته بود عاجز شد و گفت این چه حرامزاده مردمانند سگان را گشاده
زمین پر برف جم رہی تھی عاجز ہو گیا اور بولا کہ یہ کیسے حرامزادے لوگ ہیں کمبختوں نے کتوں کو تو کھول دیا ہے
اند و سنگ را بسته امیر دزدان از غرفه بدید بشنید و بخندید و گفت
اور پتھروں کو باندھ دیا ہے چوروں کے سردار نے کھڑکی سے دیکھا اور یہ بات سنی ہنسا اور بولا اے
اے حکیم از من چیزی بخواه گفت جامهٔ خود می خواهم اگر انعام فرمائے
عقلمند آدمی مجھ سے کچھ مانگ شاعر بولا میں اپنے کپڑے چاہتا ہوں اگر آپ عطا فرما دیں

مصرعه رضینا من نوالک بالرحیل
ہم آپ کی بخشش میں سے بس کوچ ہی کو پسند کرتے ہیں

بیت

امیدوار بود آدمی بخیر کسان آدمی لوگوں سے بھلائی کا امیدوار ہوتا ہے	مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان مجھے آپ سے بھلائی کی امید نہیں بس بدی نہ کیجئے

سالار دزدان را برو رحمت آمد جامہ او باز داد و قبائے پوستینی بران
چوروں کے سردار کو اسپر رحم آگیا اور اس کے کپڑے اُسے دیدیے اور ایک خلعت پوستین کا اسپر زیادہ کردیا

مزید کرد و درمے چند
اور کچھ درم بھی دے

حکایت منجمی بخانہ در آمد مرد بیگانہ دید با زن او باہم نشستہ دشنام
ایک نجومی اپنے گھر میں آیا ایک غیر مرد کو دیکھا کہ اسکی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا ہے
داد و سخت گفت درہم افتادند فتنہ و آشوب برخاست صاحبدلی
اُسنے گالی دی اور سخت باتیں کہیں اور دونوں گتھ گئے ایک شور و غوغا ہونے لگا۔ ایک عقلمند کو
برین واقف گشت گفت **شعر**
اس واقعہ کی خبر ہوئی بولا

تو بر اوجِ فلک چہ دانی چیست تو کیا سمجھ سکتا ہے کہ آسمان کی بلندی پر کیا ہے	چون ندانی کہ در سرای تو کیست جب تجھے یہی نہیں معلوم کہ تیرے گھر میں کون ہے

حکایت خطیبی کریہ الصوت خود را خوش آواز پنداشتی و فریاد
ایک بد آواز خطبہ پڑھنے والا اپنے آپ کو خوش آواز جانتا تھا اور
بیفائدہ برداشتی گفتی نعیب[1] غراب البین[2] در پردہ الحان اوست یا آیہ
فضول شور مچایا کرتا تھا گویا جدائی ڈالنے والے کوے کی آواز اُس کی لحن کے پردے میں چھپی تھی یا آیت
اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ در شان اوست **شعر**
یقینی بہت بُری آوازوں میں سے اسکی شان میں ہے

---

[1] نعیب - بروزن حبیب کوے کی آواز ۱۲ [2] غراب ایک قسم کا کوا کہ اس کی چونچ اور پاؤں سرخ ہوتے ہیں - غراب البین - یعنی جُدائی کا کوا اسواسطے کہتے ہیں کہ عرب جاہلیت کا خیال و عقیدہ تھا کہ جب آدمی گھر سے نکلے اور وہ کوا نظر پڑے تو یہ اس بات کی دلالت ہے کہ اس میں اور اُسکے مطلوب میں جدائی واقع ہوگی ۱۲ -

اذا نهق الخطیب ابو الفوارس[1]	له صوت یهد اصطخر فارس
جب گدھے کی طرح چیختا ہے خطیب ابو الفوارس	اسکی ایسی آواز ہے کہ فارس کے اصطخر قلعہ کو گرا دیتی ہے

مردم قریہ بعلت جاہی کہ داشت بلیتش را می کشیدند و اذیتش را مصلحت
گانوں کے لوگ اس مرتبہ کے سبب سے جو اسکو حاصل تھا اس کی بلا کو سہتے تھے اور اسکی تکلیف دہی مصلحت
نمی دیدند تا یکی از خطبای آن اقلیم کہ با او عداوتی نہانی داشت باری
نہ جانتے تھے یہانتک کہ اس ولایت کے خطیبوں میں سے جو اس کے ساتھ خفیہ طور پر عداوت رکھتا تھا ایک بار
بپرسیدن او آمدہ بود گفت ترا خوابی دیدہ ام خیر باد گفت چہ دیدی گفت
اُسے پوچھنے کیلئے آیا تھا - بولا کہ تیرے متعلق میں نے ایک خواب دیکھا ہے خدا خیر کرے کہا تو نے
چنان دیدم کہ ترا آواز خوش ست و مردمان از انفاس تو در راحت
کیا خواب دیکھا ہے کہا یہ ایسا دیکھا ہے کہ تیری آواز اچھی ہے اور سب لوگ تیری ذات سے آرام میں ہیں
خطیب اندرین لختی بیندیشید و گفت جزاک اللہ این چہ مبارک
خطیب نے اس بارہ میں تھوڑی دیر غور کیا اور کہا خدا تجھے جزا دے یہ کیا مبارک
خوابیست کہ دیدی کہ مرا بر عیب خود واقف گردانیدی معلوم شد کہ آواز ناخوش
خواب ہے جو تو نے دیکھا ہے کہ مجھے میرے عیب پر تو نے مطلع کر دیا ہے معلوم ہوا کہ میری آواز
دارم و خلق از بلند خواندن من در رنجند عہد کردم کہ ازین پس خطبہ نگویم
بری ہے اور لوگ میرے زور سے خطبہ پڑھنے سے تکلیف میں ہیں میں نے عہد کر لیا ہے کہ اسکے بعد میں خطبہ
مگر باہستگی
آہستگی ہی سے پڑھونگا

قطعہ

از صحبت دوستی[2] برنجم	کاخلاق بدم حسن نماید
میں اس دوست کی صحبت سے رنجیدہ ہوں	کہ میری بُری عادتوں کو اچھا ظاہر کرے
عیبم ہنر و کمال بیند	خارم گل و یاسمن نماید
میرے عیب کو ہنر اور کمال سمجھے	میرے کانٹے کو گلاب اور چنبیلی بنائے

[1] ابو الفوارس اس خطیب کی کنیت تھی ۱۲ اصطخر اور اصطرخ فارس کا ایک قلعہ ۱۲ -
[2] دوستی کے بجائے بعض نسخوں میں دوستان ہے ۱۲ -
(عبد الباری آسی)

کو دشمن شوخ چشم بیباک	تا عیب مرا بمن نماید
وہ دشمن بیحیا اور نڈر کہاں ہے	تاکہ میرا عیب مجھے بتائے
فرد ہر آنکس کہ عیبش نگویند پیش	ہنر داند از جاہلی عیب خویش
وہ شخص جسکے سامنے اسکا عیب نہیں کہتے	وہ جہالت کیوجہ سے اپنے عیب کو ہنر جانتا ہے

حکایت یکی در مسجد سنجار[1] بطوع بانگ نماز گفتی بادایکہ مستمعان را ازو
ایک شخص مسجد مین نہایت رغبت کے ساتھ اذان کہتا تھا اسطرح سے کہ سننے والون کو
نفرت بودی وصاحب مسجد امیری بود عادل نیک سیرت نمیخواستش
اس سے نفرت ہوتی تھی اور مسجد کا متولی ایک با انصاف نیک عادت امیر تھا وہ اُس موذن کو یہ نہین چاہتا
کہ دل آزردہ گردد گفت ایجوانمرد مرین مسجد را موذنان قدیمی اند کہ ہر یکی از
تھا کہ رنجیدہ ہو کہا اے نیک بخت خاص اس مسجد کے لئے قدیمی موذن مقرر ہین کہ اُن مین سے ہر
ایشانرا پنج دینار مرتب داشتہ ام ترا دہ دینار میدہم تا جای دیگر روی
ایک کے لئے مین پانچ دینار مقرر کئے ہوئے ہون تجھے مین دس دینار دیتا ہون تاکہ تو اور کسی جگہ جلا جائے
برین قول اتفاق کردند پس از مدتی در گذری پیش امیر باز آمد وگفت
یہ بات دونون مین طے ہوگئی مدت کے بعد ایک راستہ مین پھر امیر کے سامنا ہوا اور بولا کہ
ای خداوند بر من حیف کردی کہ بدہ دینار از ان بقعہ ام بیرون کردی
خداوند نعمت آپ نے میرے اوپر ظلم کیا کہ دس دینار کے بدلے مجھے اپنے اسجگہ سے باہر نکال دیا کیونکہ
کہ آنجا رفتہ ام بست دینار میدہند کہ جاے دیگر روم قبول نمیکنم
اب مین جہاں گیا ہون بیس دینار دیتے ہین کہ مین دوسری جگہ چلا جاؤن اور مین ان کو قبول ہی نہین کرتا
امیر بخندید وگفت زنہار نستانی کہ بہ پنجاہ دینار راضی گردند شعر
ہون امیر ہنسا اور بولا ہرگز نہ لینا کہ پچاس دینار دینے پر رضامند ہو جائینگے۔

بہ تیشہ کس نخراشد ز روی خارا گل	چنانکہ بانگ درشت تو میخراشد دل
بسولے سے پتھر کے اوپر کی مٹی کوئی اسطرح نہین چھڑاتا	جیسے کہ تیری سخت آواز دل کو چھیلتی ہے

[1] بعض نسخون میں مسجد سنجاریہ ہے اور ابراہیمی مین سنجار قلعہ سنجر شاہ کا نام ہے جو موصل کے قریب ہے یہی سلطان سنجر کا مولد ہے ۱۲ عبدالباری آسی

حکایت ناخوش آوازی بانگ بلند قرآن خواندے صاحبدلی
ایک بد آواز آدمی بلند آوازی سے قرآن شریف پڑھا کرتا تھا ایک خوش مزاج
روزی برو بگذشت و گفت ترا مشاہرہ چندست گفت ہیچ گفت پس
ایک دن اس کی طرف سے گزرا اور کہنے لگا کہ تیری تنخواہ کتنی ہے بولا کچھ نہیں کہا پھر اپنے
این زحمت بخود چرامی دہی گفت از بہر خدامی خوانم گفت از بہر خدا
آپ کو تو اتنی تکلیف کیوں دیتا ہے کہا مین خدا کے لئے پڑھتا ہوا ہے وہ بولا خدا کے لئے پھر
دیگر مخوان

بیت

نہ پڑھنا

بہر کرونق مسلمانی تو اسلام کی رونق کو اڑا دے گا	گر تو قرآن بدین نمط خوانی اگر تو قرآن اس طریقہ سے پڑھیگا

باب پنجم در عشق و جوانی

پانچواں باب عشق اور جوانی کی باتون کے بیان مین

حکایت حسن میمندی را گفتند سلطان محمود چندین بندہ
حسن میمندی سے لوگون نے کہا سلطان محمود کے پاس اسقدر خوبصورت غلام
صاحب جمال دارد کہ ہر یکی بدیع جہانی اند چگونہ افتاد ست کہ با ہیچ
موجود ہین کہ جنمین سے ہر ایک دنیا کا ایک عجیب تحفہ ہے پھر یہ کیا بات ہے کہ بادشاہ
کدام از ایشان میلے و محبتے ندارد چنانکہ با ایاز باآنکہ زیادت حسنی ندارد
اُن مین سے کسی کے ساتھ رغبت اور محبت نہیں رکھتا جیسا کہ ایاز کے ساتھ باوجود اسکے کہ ایاز کوئی زیادہ
گفت ہرچہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید **قطعہ**
حسین نہین ہے حسن میمندی نے کہا جو کوئی کہ دل میں اُتر جاتا ہے آنکھ میں اچھا معلوم ہوتا ہے

نشان صورت یوسف دہد بناخوبی تو یوسف کی صورت بھی خراب بتائے گا	کسی بدیدہ انکار گر نگاہ کند اگر کوئی شخص مخالفت کی نگاہ سے دیکھے
فرشتہ اش بنماید بچشم محبوبی تو نگاہ محبوبی میں وہ اس کو فرشتہ معلوم ہوگا	و گر بچشم ارادت نگہ کند در دیو اور اگر عقیدت کی نظر سے شیطان کو دیکھے

مثنوی

ہر کہ سلطان مرید او باشد
وہ شخص کہ بادشاہ اسکا ارادت مند ہو

گر ہمہ بد کند نکو باشد
اگر وہ تمام بُرے کام کرے تو اچھے شمار کیے جائینگے

وانکہ را بادشہ بیندازد
اور جس کو بادشاہ نگاہ سے گرا دے

کسش از خیل خانہ ننوازد
کوئی اسپر خاندان والون مین سے بھی مہربانی نکرے گا

حکایت گویند خواجہ را بندۂ نادر الحسن بود بادی بسبیل مودت
کہتے ہین کہ ایک سردار کے پاس ایک خوب صورت غلام تھا اُسپر بسبیل دوستی

و دیانت نظری داشت با یکی از دوستان گفت دریغ این بندۂ من با حسن
اور پرہیزگاری کے اُسکی نظر تھی اُسنے اپنے ایک دوست سے کہا افسوس ہے اگر یہ میرا غلام اتنے

و شمائلی کہ دارد اگر زبان درازی و بی ادب نبودی چہ خوش بودی گفت
حسن اور ان اداؤن کے باوجود جو اسمین موجود ہین اگر زبان دراز اور بے ادب نہ ہوتا تو کیا اچھی بات ہوتی

ای برادر چون اقرار دوستی کردی توقع خدمت مدار کہ چون عاشقی و
وہ کہنے لگا کہ بھائی صاحب جب آپ نے دوستی کا اقرار کرلیا تو خدمت کی اُمید نرکھئے کیونکہ جب عاشقی

معشوقی درمیان آمد مالکی و مملوکی برخاست
اور معشوقی درمیان مین آگئی تو مالکی اور غلامی کا قصہ ختم ہوگیا

قطعہ

خواجہ با بندۂ پری رخسار
مالک خوبصورت غلام کے ساتھ

چون در آید ببازی و خندہ
جب کھیل کود اور ہنسی مذاق کرے

چہ عجب کو چو خواجہ حکم کند
تو کیا عجب ہے کہ وہ غلام مالک کی طرح حکم کرے

وین کشد بار ناز چون بندہ
اور یہ ناز کا بوجھ غلام کی طرح اُٹھائے

بیت

غلام آبکش[۱] باید و خشت زن
غلام پانی کھینچنے والا اور اینٹین بنانیوالا چاہیے

بود بندۂ نازنین مشت زن
کیونکہ نازنین غلام گھونسے مارنیوالا ہوتا ہے

[۱] آبکش اور خشت زن سے مراد محنتی ہے ۱۲ — عبد الباری آسی

حکایت پارسائی را دیدم بہ محبت شخصے گرفتار نہ طاقت صبر
میننے ایک درویش کو دیکھا کہ ایک شخص کی محبت مین پھنسا ہوا تھا نہ صبر کی
نہ یارای گفتار چندانکہ ملامت دیدی و غرامت[1] کشیدی ترک تصابی نکردی و گفتی
طاقت نہ بات کرنے کی مجال جسقدر ملامت سنتا اور سختیوں کی برداشت کرتا عشق بازی ترک نہ کرتا اور کہتا

قطعہ

کوتہ نکنم ز دامنت دست
میں تیرے دامن سے ہاتھ کوتاہ نہ کرونگا
ور خود بزنی بہ تیغ تیزم
چاہے تو مجھے تیز تلوار سے مار ڈالے

بعد از تو ملاذ و ملجائی نیست
تجھے چھوڑ کر میرے لئے پناہ کی جگہ نہیں ہے
ہم در تو گریزم ار گریزم
میں اگر بھاگونگا تو تیری ہی طرف بھاگونگا

باری ملامتش کردم و گفتم عقل نفیست را چہ شد کہ نفس خسیست غالب آمد
ایک مرتبہ مینے اسکو ملامت کی اور کہا تیری عقل نفیس کو کیا ہو گیا کہ تیرا کمینہ نفس غالب آگیا
زمانے بفکرت فرو رفت و گفت

قطعہ

تھوڑی دیر سوچتا رہا اور بولا

ہر کجا سلطان عشق آمد نماند
جہان کہیں کہ عشق کا بادشاہ آگیا تو
قوت بازوے تقوی را محل
قوت بازو اور پرہیزگاری کی جگہ نہیں رہتی

پاکدامن چون زید بیچارۂ
پاکدامن کیونکر رہ سکتا ہے
اوفتادہ تا گریبان در وحل
جو بیچارہ گریبان تک دلدل میں پھنسا ہو

حکایت یکے را دل از دست رفتہ بود و ترک جان گفتہ مطمح
ایک شخص کا دل ہاتھ سے جاتا رہا تھا اور جان سے ہاتھ اٹھائے ہوئے
نظرش جاے خطرناک و مظنۂ[2] ہلاک نہ لقمۂ متصور شدے کہ بکام آید
تھا اور جسجگہ پر اس کی نظر پہونچی تھی وہ بڑی خطرناک اور مہلک جگہ تھی خیال نہیں ہوتا تھا نہ ایسا لقمہ تھا کہ حلق تک

بیت یا مرغے کہ بدام افتد
پہنچ جائے گا نہ ایسا جانور جو جال مین پھنس جائے

چو در چشم شاہد نیاید زرت
جب معشوق کی نگاہ میں تیرا روپیہ نہ آئے
زر و خاک یکسان نماید برت
تو روپیہ اور خاک تیری نگاہ مین یکسان ہونگے

[1] غرامت کے اصل معنے تاوان میں اور عوام معنی بدی اور ہلاکت عذاب بھی آتا ہے [2] یعنی وہ جگہ ایسی خطرناک تھی کہ وہان اس کی جان جانے کا خوف تھا

بارے نصیحتش گفتند ازین خیال محال تجنب کن خلقی هم بدین هوس که
ایک دفعہ اسکو نصیحت کی کہ اس ناممکن خیال سے پرہیز کر ایک خلقت بھی اسی حرص میں جو تجھے ہے
تو داری اسیر اند و پای دل در زنجیر بنالید و گفت
پھنسی ہوئی ہے اور دل مقید ہے وہ رو دیا اور یہ شعر پڑھے

قطعہ

دوستان گو نصیحتم نکنید — که مرا دیده بر ارادت اوست
دوستوں سے کہو کہ مجھے نصیحت نہ کرو — کہ میری نظر اسکی خواہش پر ہے
جنگجویان بزور پنجه و کتف — دشمنان را کشند و خوبان دوست
لڑنے والے لوگ پنجہ اور بازو کے زور سے — دشمنوں کو مارتے ہیں اور خوبصورت لوگ دوستوں کو

ابیات

شرط مودت نباشد باندیشه جان دل از مهر جانان برگرفتن
محبت کی شرط یہ نہیں ہے جان کے اندیشے کی وجہ سے معشوق کی محبت سے دل اٹھانا

تو که در بند خویشتن باشی — عشقبازی دروغ زن باشی
تو جب کہ اپنی فکر میں رہے گا — تیرا عشقبازی کا دعوے جھوٹا ہوگا
گر نشاید بدوست ره بردن — شرط عشق است در طلب مردن
اگر دوست تک پہونچنا ممکن نہ ہو — تو عشق کی شرط ہے دوست کی تلاش میں مرجانا

فرد

گر دست رسد که آستینش گیرم — ورنه بروم بر آستانش میرم
اگر ممکن ہو تو میں اسکی آستین پکڑوں — ورنہ جاؤں اور اسکے دروازہ پر مرجاؤں

متعلقانش که نظر در کار او بود و شفقت بروزگار او پندش دادند و بندش نهادند
اسکے رشتہ دار جو اس کے کاموں کو دیکھ رہے تھے اور اسکے حال پر مہربانی کرتے تھے انھوں نے اسکو نصیحت کی اور اسکو قید کردیا

شعر

دردا که طبیب صبر می فرماید — وین نفس حریص را شکر می باید
بڑا افسوس ہے کہ حکیم پرہیز بتاتا ہے — اور اس حریص نفس کو شکر کی خواہش ہے

ابیات

آن شنید که شاهدی بنهفت — بادل از دست داده می گفت
تو نے وہ بات سنی ہو کہ ایک معشوق خلوت میں — ایک عاشق سے کہہ رہا تھا
تا ترا قدر خویشتن باشد — پیش چشمت چه قدر من باشد
جب تک تجھے اپنی قدر ہوگی — تو تیری نظر کے سامنے میری کیا قدر ہوگی

آوردہ اند کہ مرآن پادشاہزادہ را کہ مطمح نظر او بود خبر کردند کہ جوانی بر سر این
کہتے ہیں کہ خاص اسی بادشاہ زادے کو جس پر اسکی نظر تھی خبر کی کہ ایک جوان اس میدان میں
میدان مداومت می نماید خوش طبع شیرین زبان سخنہای لطیف می گوید
ہمیشہ آتا ہے وہ خوش مذاق اور شیرین زبان ہے لطیف باتیں کہتا ہے اور
ونکتہای بدیع ازو می شنوند چنین معلوم میشود کہ شوری در سر دارد
اچھے اچھے نکتے اس سے سنتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکے سر میں سودا بھی ہے
وسوزی در جگر و شیدا صفت می نماید پسر دانست کہ دل آویختہ اوست
اور جگر میں سوز بھی ہے اور عاشق سا معلوم ہوتا ہے بادشاہزادہ سمجھ گیا کہ میرا عاشق ہے اور یہ
واین گرد بلا انگیختۂ او مرکب بجانب او راند چون دید کہ شاہزادہ بنزدیک
بلا کی گرد اسکی اڑائی ہوئی ہے گھوڑا اس کی طرف دوڑایا جب دیکھا کہ بادشاہزادہ اس کے پاس
او عزم آمدن دارد بگریست و گفت **بیت**
آنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ رو رو کر یہ شعر پڑھنے لگا

آنکس کہ مرا بکشت وباز آمد پیش جس نے کہ مجھے مارا اور پھر میرے سامنے آیا	مانا کہ دلش بسوخت بر کشتۂ خویش شاید کہ اس کے دل کو اپنے بسمل پر رحم آیا

چندانکہ ملاطفت کرد و پرسید کہ چونی واز کجائی وچہ نام داری وچہ صنعت دانی
جتنی کہ نرمی کی باتیں کیں اور پوچھا کہ تو کیسا ہے کہاں سے آیا ہے اور تیرا نام کیا ہے اور تو کیا کام جانتا ہے
جوان در قعر بحر مودت چنان غرق ماندہ کہ مجال نفس نداشت **بیت**
جوان محبت کے دریا کی گہرائی میں ایسا ڈوب گیا تھا کہ سانس لینے کی بھی طاقت نہیں تھی۔

اگر خود ہفت سبع[۱] از بر بخوانی اگر تو قرآن کی ساتوں منزلیں حفظ پڑھ لے	چو آشفتے الف با تا ندانی جب تو عاشق ہو گیا تو الف بے تے بھی یاد نہ رہیگی

[۱] ہفت سبع یعنی قرآن شریف کی سات منزلیں جو فمی بشوق سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ تمام قرآن کی منزلیں ہیں۔ جس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے دن سورۂ فاتحہ سے سورۂ مائدہ تک دوسرے روز سورۂ مائدہ سے سورۂ یونس تک تیسرے روز سورۂ یونس سے سورۂ بنی اسرائیل تک چوتھے روز سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ شعرا تک پانچویں روز سورۂ شعرا سے سورۂ صافات تک چھٹے روز سورۂ صافات سے سورۂ قاف تک ساتویں روز سورۂ قاف سے آخر تک۔ اسی طریقہ سے تلاوت کلام اللہ کیجاتی تھی اور سات دن میں ختم کرتے تھے اور طریقوں سے بھی تلاوت وختم قرآن سات روز میں کیا جاتا تھا بعض نے بتایا ہے کہ ہفت کو سبع کی طرف مضاف کرنا چاہئے اور ہفت سے ہفت قرات مراد ہے جو سات قاریوں سے منسوب ہے۔ آشفتی سے مراد تو عاشق ہوئے

گفتا سخنے با من چرا نگوئی کہ ہم از حلقۂ درویشانم بلکہ حلقہ بگوش ایشانم آنگہ
بادشاہزادے نے کہا مجھ سے تو کوئی بات کیوں نہیں کہتا کہ میں خود فقیروں کی جماعت کا آدمی ہوں بلکہ اُنکا غلام ہوں
بقوت استیناس محبوب از میان تلاطم امواج محبت سر بر آورد و گفت
اس وقت محبوب کے محبت کرنے کی قوت سے تلاطم امواج کے درمیان سے سر اُٹھایا اور کہنے لگا

شعر

عجب ست با وجودت کہ وجود من بماند
تعجب ہے کہ تیرے ہوتے ہوئے میرا وجود باقی ہے

تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند
تو بات کرنے لگے اور مجھ میں بات کی طاقت رہے

این بگفت و نعرۂ بزد و جان بحق تسلیم کرد بیت
یہ کہا اور چیخ ماری اور جان خدا کو سونپ دی

عجب از کشتہ نباشد بدر خیمۂ دوست
دوست کے خیمے کے دروازے پر کوئی قتل ہو تو کچھ بعید نہیں

عجب از زندہ کہ چون جان بدر آورد سلیم
تعجب تو زندہ کا ہے کہ کیونکر جان بچا لایا

حکایت یکی را از متعلمان کمال بہجتی بود و طیب و الا بہجتی و معلم از آنجا کہ
ایک استاد کے شاگردوں میں سے کوئی شاگرد بہت خوبصورت تھا اور اچھی آواز اور استاد چونکہ انسانی
حس بشریت ست با حسن بشرۂ او معاملتی داشت زجر و توبیخے کہ بر کودکان
حس کا یہ تقاضہ ہے اُس کی خوبصورتی سے ایک قسم کی دلچسپی رکھتا تھا سختی اور تنبیہ جو دوسرے لڑکوں پر
دیگر کردے در حق وی روا نداشتی وقتی کہ بخلوتش دریافتے گفتی **قطعہ**
کرتا وہ اُسکے لئے جائز نہیں رکھتا تھا جب کہ اس کو تنہائی میں پاتا تو کہتا

نہ آنچنان بتو مشغولم ای بہشتی روے
اے بہشتی صورت میں تیرے ساتھ ایسا مشغول نہیں ہوں

کہ یاد خویشتنم در ضمیر می آید
کہ اپنی یاد کبھی میرے دل میں آتی ہو

ز دیدنت نتوانم کہ دیدہ بر بندم
مجھسے یہ ممکن نہیں کہ تیرے دیکھتے دیکھتے آنکھ بند کروں

گر از مقابلہ بینم کہ تیر می آید
اگرچہ میں یہ دیکھوں کہ سامنے سے تیر آتا ہے

باری پسرش گفت چندانکہ در آداب درس من نظر می فرمائی در آداب
ایک بار لڑکے نے اس سے کہا جسقدر کہ میرے پڑھانے کے آداب میں تو نظر کرتا ہے میرے اخلاق کے درست
نفسم ہمچنین تامل مے فرمائے تا اگر در اخلاق من ناپسندی بینی کہ مرا آن
کرنے میں بھی اسی طرح تامل کر کہ اگر میری عادتوں میں تو کوئی بات ناپسند کرے کہ وہ عادت مجھے اچھی معلوم

پسندیده همی نماید بر آنم اطلاع فرمائی تا به تبدیل آن سعی کنم گفت ای پسر
ہوتی ہو اُس کے بارہ میں مجھے مطلع کردے کہ اس کے بدلنے کی میں کوشش کروں کہا کہ اے بیٹا یہ بات
این سخن از دیگرے پرس که آن نظر که مرا باتست جز هنر نمی بینم **قطعه**
اور لوگوں سے دریافت کر کہ جو نظر کہ میری تیرے اوپر ہے اُس سے میں سوائے ہنر کے نہیں دیکھتا ہوں

چشم بد اندیش که بر کنده باد
دشمن کی آنکھ کہ خدا کرے وہ نکال لی جائے
عیب نماید هنرش در نظر
اسکی نظر میں ہنر بھی عیب معلوم ہوتے ہیں
ور هنری داری و هفتاد عیب
اور اگر تجھ میں ایک ہنر ہے اور ستر عیب ہیں
دوست نه بیند بجز آن یک هنر
دوست سوائے اس ایک ہنر کے نہیں دیکھتا

حکایت شبی یاد دارم که یار عزیزم از در درآمد چنان بیخود از جای
مجھے ایک رات کی بات یاد ہے کہ میرا پیارا دوست دروازے سے آیا میں ایسا دیوانہ ہو کر
برجستم که چراغم باستین کشته شد **شعر**
اپنی جگہ سے اُٹھا کہ چراغ میری آستین سے بجھ گیا

سری طیف من یجلو بطلعته الدجی
رات کو اس شخص کا خیال آیا جو اپنی صورت سے تاریکی کو روشن کرتا ہے
فقلت اهلاً و سهلاً و مرحبا
تو میں نے اس سے خوش آمدید اور مرحبا کہا

بنشست و عتاب آغاز کرد که در حال که مرا بدیدی چراغ بکشتی بچه معنی گفتم بدو معنی
وہ بیٹھا اور غصہ شروع کیا کہ جیسے ہی تو نے مجھے دیکھا چراغ بجھا دیا ایسا کیوں کیا میں نے کہا دو وجہ
یکی آنکه گمان بردم که آفتاب برآمد و دیگر آنکه این بیتم بخاطر گذشت **قطعه**
سے ایک یوں کہ میں نے خیال کیا کہ دن نکل آیا اور دوسرے یہ کہ یہ شعر میرے خیال میں آیا

چون گرانی به پیش شمع آید
جب کوئی بدصورت شمع کے سامنے آئے
خیزش اندر میان جمع بکش
اُٹھ اور اسکو محفل میں مار ڈال
ور شکر خنده ایست شیرین لب
اور اگر کوئی ہنسمکھ شیریں لب ہے
آستینش بگیر و شمع بکش
تو اس کی آستین پکڑ اور شمع کو بجھا

حکایت یکی دوستی را که زمانها ندیده بود گفت کجائی که مشتاق بودم
ایک شخص نے ایک دوست کو کہ مدتوں نہ دیکھا تھا کہا کہ تو کہاں ہے کہ میں مشتاق تھا

گفت مشتاقی بہ کہ ملولی — مثنوی

کہ مشتاق رہنا سیر ہو کر اکتانے سے اچھا ہے

دیر آمدی ای نگار سرمست
اے سرمست معشوق تو دیر میں آیا ہے
زودت ندہیم دامن از دست
میں تیرا دامن جلد ہاتھ سے نہ چھوڑونگا

معشوقہ کہ دیر دیر بیند
معشوق کو کہ دیر دیر میں دیکھے
آخر بہ ازانکہ سیر بیند
آخر اس سے بہتر ہے کہ جی بھر کر دیکھے

لطیفہ شاہدی کہ با رفیقان آید بجفا کردن آمدہ است بحکم آنکہ از غیرت
جو معشوق کہ دوستوں کے ساتھ آئے ظلم کرنے کے لئے آیا ہے اسواسطے کہ
و مضادت خالی نباشد — **بیت**
غیرت اور مخالفت سے خالی نہوگا

اِذَا جِئْتَنِیْ فِیْ رُفْقَةٍ لِتَزُوْرَنِیْ
جب کہ تو رقیبوں کے ساتھ مجھ سے ملنے آیا ہے
وَاِنْ جِئْتَ فِیْ صُلْحٍ فَاَنْتَ مُحَارِبٌ
تو اگر صلح کے لئے بھی آیا ہے تو تو دشمن ہے

قطعہ بیکنفس کہ در صحبت یار با اغیار
ایک لحظہ کے لئے اگر یار غیر کے ساتھ ملا
بسی نماند کہ غیرت وجود من بکشد
بہت وقت باقی نہیں ہے کہ غیرت میرے وجود کو ختم کردے

بخندہ گفت کہ من شمع جمعم ای سعدی
اسنے ہنسکر کہا کہ میں اے سعدی محفل کی شمع ہوں
مرا ازان چہ کہ پروانہ خویشتن بکشد
مجھے اسکی کیا پروا کہ پروانہ اپنے آپ کو ہلاک کرے

حکایت یاد دارم کہ در ایام پیشین من و دوستی چون دو مغز بادام
مجھے یاد ہے کہ اگلے زمانے میں میں اور ایک دوست ایسے ملے ہوئے رہتے تھے جیسے کہ
در پوستی صحبت داشتیم ناگاہ اتفاق غیبت افتاد پس از مدتی کہ باز آمد
بادام کی دو گریاں ایک پوست میں۔ یکایک دونوں کو علیحدہ رہنے کا اتفاق پڑا۔ مدت کے بعد جبکہ واپس آیا
عتاب آغاز کرد کہ درین مدت قاصدی نفرستادی گفتم دریغ آمدم کہ
تو خفگی شروع کی کہ اس زمانہ میں تو نے کوئی قاصد نہیں بھیجا میں نے کہا مجھے رشک آیا کہ قاصد کی

دیدۂ قاصد بجمال تو روشن گردد و من محروم
نظر تیرے جمال سے روشن ہو اور میں محروم رہوں

قطعہ

یار دیرینہ مرا گو بزبان توبہ مدہ	کہ مرا توبہ بشمشیر نخواہد بودن
قدیم دوست سے کہو کہ مجھے زبان سے توبہ نہ کرائے	کیونکہ مجھ سے تلوار کے دباؤ سے بھی توبہ نہیں ہو سکتی
رشکم آید کہ کسے سیر نگہ در تو کند	باز گویم کہ کسی سیر نخواہد بودن
مجھے رشک آتا ہے کہ کوئی تجھے جی بھر کر دیکھے	پھر میں یہی دعوی کرونگا کہ کوئی تجھے دیکھنے سے سیر نہیں ہو سکتا

حکایت دانشمندی را دیدم کہ بہ کسی مبتلا شدہ و رازش از پردہ بر ملا

میں نے ایک عقلمند آدمی کو دیکھا کہ وہ کسی پر عاشق ہو گیا تھا اور اس کا بھید

افتادہ جور فراوان بردی و تحمل بیکران کردے بارے بہ لطافتش گفتم

کھل گیا تھا بہت ظلم اُٹھاتا تھا اور بے انتہا برداشت کرتا تھا ایک مرتبہ میں نے اس سے نرمی کیساتھ

دانم کہ ترا در محبت این منظور علتی و بنای محبت بر زلتی نیست پس باوجود

کہا مجھے یقین ہے کہ تیری اس محبوب کی محبت میں کوئی غرض نفسانی نہیں اور محبت کی بنیاد کسی گناہ پر قائم نہیں پس

چنین معنی لائق قدر علما نباشد خود را متہم گردانیدن و جور بی ادبان بردن

باوجود اس بات کے عالموں کی عزت کے مطابق یہ بات نہیں ہوتی کہ اپنے آپکو تہمت لگوائیں اور بے ادبوں کے ظلم

گفت ای یار دست عتابم از دامن بدار کہ بارہا درین مصلحت کہ تو مینی اندیشہ

سہیں کہنے لگا اے یار میرے دامن سے غصہ کا ہاتھ کوتاہ کر کہ کتنی ہی بار اس مصلحت میں جو تونے سوچی ہے میں نے بھی

کردم صبرم بر جفای او سہل تر ہمی نماید از نادیدن او و حکیمان گویند دل مجاہدت

غور کیا ہے تو مجھے اسکے نہ دیکھنے کے مقابلہ پر اُسکے ظلم پر صبر کرنا آسان معلوم ہوتا ہے اور عقلمند و نکا قول ہے کہ

نہادن آسان تر ست کہ چشم از مشاہدت فرو گرفتن **مثنوی**

سختی اٹھانے پر دل کو آمادہ کرنا زیادہ آسان ہے کہ مقابلہ دیکھنے سے آنکھیں بند کرنے کے

ہر کہ دل پیش دلبری دارد	ریش[1] در دست دیگری دارد
جو شخص کہ دل کسی محبوب سے لگائے ہوئے ہے	اس کی داڑھی دوسرے کے ہاتھ میں ہے
آہو پالہنگ در گردن	نتواند بخویشتن رفتن
وہ ہرن جسکی گردن میں باگڈور پڑی ہے	وہ اپنے اختیار اور ارادے سے نہیں چل سکتا

[1] ریش در دست دیگران داد دادا لخ یعنی اسکے بے آبرو ہونے کا ہر طرح احتمال ہے ۱۲-

آنکہ بے او بسر نشاید برد
وہ شخص جسکے بغیر گزر نہین ہوسکتی

اگر جفائے کند بباید برد
اگر وہ کوئی ظلم کرے تو اس کو برداشت کرنا چاہیے

روزی از دوست گفتمش[1] زنہار
ایک روز مین نے دوست سے اُسکے ظلم سے پناہ مانگی

چند ازان روز گفتم استغفار
امروزسے کتنی ہی بار توبہ کر چکا ہون

نکند دوست زینہار از دوست
دوست دوست سے پناہ نہیں مانگتا

دل نہادم بدانچہ خاطر اوست
مجبوراً مین اُسکی مرضی پر راضی ہوگیا ہون

گر بہ لطفم بنزد خود خواند
چاہے وہ مہربانی کرکے مجھے اپنے پاس بلالے

ور بقہرم براند او داند
اور چاہے غصہ کرکے مجھے بھگادے وہ جانے

حکایت

در عنفوان جوانی چنانکہ افتد و دانی باشاہدے سری سِرّی داشتم بحکم آنکہ حلقی داشت طیب الادا و خلقی کالبدر فی الدجی **بیت**

شروع جوانی کے زمانے مین جیسے اتفاقات ہوتے ہیں اور وہ تجھین خود معلوم ہیں میں ایک معشوق سے محبت اور راز داری رکھتا تھا۔ اس سبب سے کہ اس کی نہایت عمدہ آواز تھی اور صورت ایسی تھی جیسے گھٹا مین چاند

آنکہ نبات عارضش آب حیات میخورد
وہ کہ جسکے رخسار کا سبزہ آبحیات سے سینچا جاتا ہے

در شکرش نگہ کند ہر کہ نبات میخورد
جو شخص مصری کھاتا ہے وہ اسکے شیرین ہونٹوں کو تکتا ہے

اتفاقاً خلاف طبع از وی حرکتی بدیدم کہ ناپسندیدم دامن از وبرکشیدم
اتفاقاً طبیعت کے خلاف مین نے اس کی ایک بات دیکھی کہ مجھے بری معلوم ہوئی مین اس سے علیحدہ ہوگیا
و مُہرہ برچیدم و گفتم **بیت**
اور قطع تعلق کرلیا اور مینے کہا

برو ہر چہ می بایدت پیش گیر
جا جو تیرا جی چاہے وہ کام کر

سر ما نداری سر خویش گیر
جب تجھے ہمارا خیال نہیں تو اپنی راہ پکڑ

شنیدم کہ ہمی رفت و می گفت **بیت**
مینے سنا کہ وہ جارہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا

شب پرہ گر وصل آفتاب نخواہد
چمگادڑ اگر آفتاب کا وصل نہیں چاہتی

رونق بازار آفتاب نکاہد
تو آفتاب کے بازار کی رونق نہیں گھٹ سکتی

[1] یعنی مجھے اس بات سے شرمندگی ہے کہ مینے دوست کے ظلم سے کیون پناہ مانگی ۱۲ عبدالباری آسی

این بگفت وسفر کرد و پریشانی او در من اثر **شعر**

یہ کہہ کے چلا گیا اور اسکی پریشانی کا مجھ پر اثر پڑا

فقد زمان الوصل والمرء جاهل	بقدر لذیذ العیش قبل المصائب
اپنے وصل کے زمانے کو کھو دیا اور آدمی	عیش کی لذتیں مصیبت سے پہلے نہیں جانتا

شعر

باز آ و مرا بکش کہ پیشت مردن	خوشتر کہ پس از تو زندگانی کردن
واپس آ اور مجھے مار ڈال کہ تیرے سامنے مرجانا	تجھ سے جدا ہوکر زندہ رہنے سے بہت اچھا ہے

اما بشکر و منت باری پس از مدتی باز آمد آن حلق داؤدی متغیر شدہ جمال

لیکن خدا کے احسان و کرم سے ایک مدت کے بعد واپس آیا وہ خوش آوازی بدلی ہوئی اور یوسف کی سی

یوسفی بزیان آمدہ و برسیب زنخدانش ہمچو بہ گردی نشستہ و رونق بازار

خوبصورتی پر زوال آیا تھا۔ اور اسکے زنخدان کے سیب پر بہی کی طرح گرد بیٹھی ہوئی اور اسکے حسن کے

حسنش شکستہ متوقع کہ در کنارش گیرم کنارہ گرفتم و گفتم **قطعہ**

بازار کی رونق گھٹی ہوئی اسبات کا امیدوار تھا کہ میں اس سے بغل گیر ہوں میں نے کنارہ کیا اور کہا

آن روز کہ خط شاہدت بود	صاحب نظر از نظر براندی
جس روز کہ تیرا خط معشوقانہ تھا	تو دیکھنے والے کو تو نے نظر کے سامنے سے ہٹا دیا
امروز بیامدی بہ صلحش	گش فتحہ و ضمہ برنشاندی
آج تو اس سے صلح کرنے کے لئے آیا ہے	جب تو نے زبر اور پیش اسپر لگائے
نظم تازہ بہار تو کنون زرد شد	دیگ منہ کاتش ما سرد شد
تیری تازہ بہار کی اب خزان ہوگئی	اب ہانڈی نرکھ کہ ہماری آگ ٹھنڈی ہوگئی

لہ بہ۔بہی۔ایک میوہ کا نام جس کے ساتھ خوبصورت ٹھوڑی کو تشبیہ دیتے ہیں ۱۲ سلہ خط۔سے مراد وہ سبزہ جو رخسارے وغیرہ پر جا ہوتا ہے ۱۲ سلہ فتحہ و ضمہ۔فتح زبر ضمہ پیش۔یعنی وہ اعراب جو حروف پر لگاتے ہیں۔رخسارے کے بالوں کو زیر پیش وغیرہ سے تشبیہ دی ہے۔مطلب یہ کہ جب تو حقیقتاً خوب صورت تھا اُس وقت تو نے قدر نہ کی اور عاشق کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔اب جب کہ تیرے داڑھی نکل آئی ہے تو تو صلح کے لئے آیا ہے ۱۲

سلہ یعنی شوق جاتا رہا ۱۲ عبد الباری آسی

چند خرامی و تکبر کنی
کتنا تو مٹک کر چلیگا اور غرور کریگا
پیش کسی رو کہ خریدار تست
اسکے آگے جا جو کچھ تیرا خریدار ہو
قطعہ سبزہ در باغ گفتہ اند خوش ست
کہتے ہیں کہ سبزہ باغ میں اچھا ہوتا ہے
یعنی از روی نیکوان خط سبز
یعنی معشوقوں کے چہرہ پر خط سبز
بوستان تو گندنازاریست
تیرا باغ گندنا کا ایک کھیت ہے
قطعہ گر صبر کنی ور نکنی موی بناگوش
اگر تو صبر کرے اور اگر نہ کرے سبزہ خط کے نکلنے
گر دست بجان داشتی همچو تو بر ریش
اگرچہ جیسے کہ تو داڑھی پر ہاتھ رکھے ہو ایسے جان پر ہاتھ رکھتا
قطعہ سوال کردم و گفتم جمال روی ترا
یعنے سوال کیا اور کہا تیرے چہرے کی خوبصورتی کو
جواب داد ندانم چه بود رویم را
جواب دیا کہ میں نہیں جانتا میرے چہرے کو کیا ہو گیا

دولت پارینہ تصور کنی
اور پرانی دولت کا خیال کرتا رہیگا
ناز بران کن کہ طلبگار تست
اور اسپر ناز کر جو تیرا عاشق ہو
داند آن کس کہ این سخن گوید
وہی شخص جانے جو یہ بات کہے
دل عشاق بیشتر جوید
عاشقوں کا دل زیادہ نرم ہوا کرتا ہے
بسکہ بر می کنی و بہ می روید
تو اسکو نوچتا جاتا ہے اور وہ نکلتا آتا ہے
این دولت ایام نکوئی بسر آید
ہر صورت میں یہ معشوقی کے زمانے کی دولت تمام ہو جائیگی
بگذاشتمی تا بہ قیامت کہ بر آید
تو قیامت تک چھوڑتا کہ جسم سے نکلے
چہ شد کہ مورچہ بر گرد ماہ جوشیدست
کیا ہوا کہ چونٹیاں چاند کے گرد ابل پڑی ہیں
مگر بماتم حسنم سیاہ پوشیدست
شاید میرے حسن کے ماتم میں سیاہ لباس پہنا ہے

حکایت یکی را پرسیدم از مستعربان ما تقول فی المردان گفت
میں نے ایک مستعرب سے پوچھا کہ تیرا امرد لڑکوں کے بارہ میں کیا خیال ہے بولا کہ
لاخیر فیھم مادام احدھم لطیفا یتخاشن فاذا تخشن یتلاطف یعنی
ان میں اچھائی نہیں جب تک انمیں کا کوئی لطیف رہتا ہے سختی کرتا ہے اور جب سخت ہو جاتا ہے تو نرمی برتتا ہے

۱؎ گندنا ایک غلہ ہے۔ اسکے پودے کو جسقدر کاٹا اور نوچا جاتا ہے وہ اور بھی سرسبز ہوتا ہے ۱۲ ۲؎ مستعرب وہ عرب کا باشندہ جسکا اصلی وطن عرب نہو۔ اور بعض اسکے معنے رنڈوے کے لیتے ہیں ۱۲ ۳؎ مُردان امرد کی جمع۔ بے ریشے لڑکے ۱۲۔

چندانکہ لطیف و نازک اندام ست درشتی کند و سختی و چون سخت و

یعنی جب تک لطیف اور نازک بدن ہے سختی کرتا ہے اور بدخوئی برتتا ہے اور جب سخت اور

درشت شد چنانکہ بکارے نیاید تلطف کند و دوستی نماید قطعہ

درشت ہو جاتا ہے اتنا کہ کسی کام میں نہ آسکے تو نرمی برتتا ہے اور دوستی کا اظہار کرتا ہے

امرد انگہ کہ خوب و شیرین ست
امرد جبوقت کہ اچھا اور خوب صورت رہتا ہے
چون بریش آمد و بلاغت شد
جب داڑھی نکل آئی اور بالغ ہو گیا

تلخ گفتار و تند خوی بود
تو اسکی بول چال تلخ ہوتی ہے اور وہ تند خو ہو جاتا ہے
مردم آمیز مہرجوی بود
تو آدمیوں سے میل جول رکھنے والا اور محبت کرنیوالا ہو جاتا ہے

حکایت یکی را از علما پرسیدند کہ کسی با ماہ روئی در خلوت نشستہ

ایک عالم سے پوچھا کہ کوئی شخص ایک خوبصورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھا ہو

و درہا بستہ و رقیبان خفتہ نفس طالب و شہوت غالب چنانکہ عرب گوید

اور دروازے بند ہوں اور پہرے دار سوے ہوں نفس کا غلبہ ہو اور شہوت غالب ہو جیساکہ ایک عرب کا قول

اَلتَّمْرُ یَانِعٌ وَّالنَّاطُوْرُ غَیْرُ مَانِعٍ ہیچ باشد کہ بقوت پرہیزگاری بسلامت

ہے چھوارا پکا ہوا اور باغبان نہ منع کرنے والا کیا ممکن ہے کہ پرہیزگاری کی طاقت سے سلامت

بماند گفت اگر از مہرویان بسلامت ماند از بدگویان بی ملامت نماند شعر

رہ جائے اسنے جواب دیا جو خوبصورتوں سے سلامت رہے تو بدگویوں سے بے ملامت نہیں رہ سکتا

وَاِنْ سَلِمَ الْاِنْسَانُ مِنْ سُوْءِ نَفْسِہٖ
اور اگر انسان اپنے نفس کی خرابی سے بچ بھی جائے
شاید پس کار خویشتن بنشستن شعر
اپنی عادت کا ترک کر دینا ممکن ہے

فَمِنْ سُوْءِ ظَنِّ الْمُدَّعِیْ لَیْسَ یَسْلَمُ
تو دشمن کی بدگمانی سے نہیں بچ سکتا
لیکن نتوان زبان مردم بستن
لیکن دنیا کی زبان بند نہیں کی جا سکتی

مثل طوطی را با زاغی در قفس کردند از قبح مشاہدت او در مجاہدت می بود

لوگوں نے ایک طوطی کو ایک کوے کے ساتھ پنجرے میں بند کر دیا طوطی اسکی صورت دیکھنے کی خرابی کی وجہ سے مشقت

و می گفت این چہ طلعت مکروہ است و ہیأت ممقوت و منظر ملعون و شمائل

میں رہتا تھا اور کہتا تھا۔ یہ کیا بری صورت ہے اور کیا نامقبول صورت اور خراب منظر اور بیہودہ عادات ہیں

ناموزون یا غراب البین لیت بینی و بینک بعد المشرقین قطعه

اے منحوس کوّے کاش کہ میرے اور تیرے درمیان بہت زیادہ دوری ہوتی

علی الصباح بروی تو هر که برخیزد صبح کے وقت جو آدمی تیرا منہ دیکھتا اٹھے بداختری چو تو در صحبت تو بایستی کوئی تجھی سا بد نصیب تیری صحبت میں چاہیے تھا	صباح روز سلامت برو مسا باشد تو عیش کے دن کی صبح اسکے لئے شام ہو جائے ولی چنانکه توئی در جهان کجا باشد مگر جیسا تو ہے ایسا دوسرا جہان میں کہاں ہوگا

عجب تر آنکه غراب از مجاورت طوطی هم بجان آمده بود و ملول شده

اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ طوطی کی ہمسائگی سے کوّا بھی عاجز تھا اور رنجیدہ رہتا تھا

لاحول کنان از گردش گیتی همی نالید و دستهای تغابن در یکدیگر می مالید

لاحول پڑھتا تھا اور دنیا کی گردش سے روتا تھا اور افسوس کی وجہ باہم ہاتھ ملتا تھا

که این چه بخت نگون ست و طالع دون و ایام بوقلمون لائق قدر من

کہ یہ کیا اوندھا نصیبہ اور پست تقدیر اور بدلنے والا زمانا ہے میرے مرتبے کے لائق تو

آن استی که با زاغی بر دیوار باغے خرامان همی رفتمی شعر

یہ ہوتا کہ کسی کوّے کے ساتھ کسی باغ کی دیوار پر ٹہلتا ہوا پھرتا

پارسا را بس این قدر زندان ایک پارسا کے لئے اسی قدر قید خانہ کافی ہے	که بود هم طویله رندان کہ وہ رندوں کے ساتھ رہے

تا چه گناه کرده ام که روزگارم بعقوبت آن در سلک صحبت چنین ابلهی

نہ جانے میں نے کیا گناہ کیا ہے کہ زمانے نے اس عذاب کے بدلے میں ایسے بے وقوف مغرور غیر جنس

خودرائی ناجنس هرزه درائی بچنین بند مبتلا گردانیده است قطعه

اور بیہودہ بکنے والے کی صحبت اور ایسی قید میں مبتلا کیا ہے

کس نیاید بپای دیواری اس دیوار کے نیچے کوئی نہ آکر پھرے گا گر ترا در بهشت باشد جای اگر تجھے بہشت میں رکھا جائے	که بران صورتت نگار کنند جس پر کہ تیری صورت کی تصویر بنا دیں دیگران دوزخ اختیار کنند تو دوسرے لوگ دوزخ پسند کریں گے

۵ عرب کا عقیدہ تھا کہ گھر سے نکلو اگر کوّا نظر آئے تو یہ دو دوستوں میں جدائی کی علامت ہے ۱۲

این ضرب المثل بدان آورده ام تا بدانی که چندانکه دانا را از نادان نفرتست
یہ کہاوت مینے اسوجہ سے بیان کی ہے تاکہ تجھے معلوم ہوجائے کہ جسقدر عقلمند کو نادان سے نفرت ہوتی ہے
نادان را از دانا وحشت
اسیقدر نادان کو عقلمند سے وحشت ہوتی ہے

قطعہ

زاہدی درمیان رندان بود ایک زاہد رندوں کی محفل میں تھا گر بلولی زمار ترش منشین اگر تو رنجیدہ ہے تو ہم میں ناخوش ہو کر نہ بیٹھ	زان میان گفت شاہد بلخی[1] اس درمیاں سے ایک بلخی معشوق نے کہا که تو ہم درمیان ما تلخی کیونکہ تو بھی ہمارے درمیان مین تلخ معلوم ہوتا ہے

رباعی

جمعی چو گل ولالہ بہم پیوستہ ایک جماعت گلاب ورلالہ کی طرح باہم ملی ہوئی چون باد مخالف و چو سرما ناخوش مثل مخالف ہوا اور جاڑے کے برا معلوم ہوتا ہے[2]	تو ہیزم خشک درمیان شان رستہ تو خشک لکڑی کیطرح انکے درمیان مین اگا ہوا چون برف نشستہ و چو یخ بستہ برف کیطرح بیٹھا ہوا اور پالے کی طرح جما ہوا

حکایت رفیقی داشتم که سالہا باہم سفر کردہ بودیم و نان و نمک
میرا ایک دوست تھا کہ ہم دونون نے ملکر برسون سفر کیا تھا اور ایک دوسرے کا نان و نمک
خوردہ و بیکران حقوق صحبت ثابت شدہ آخر بسبب نفع اندک آزار
کھایا تھا اور ایک دوسرے پر بہت سے حقوق صحبت ثابت ہوئے تھے آخر تھوڑے سے نفع کیلئے اُسنے میرا دل
خاطر من روا داشت و دوستی سپری شد و با این ہمہ از دو طرف دلبستگی
دکھانا درست سمجھا اور دوستی ختم ہوگئی اور اس کے باوجود بھی دونون طرف ایک تعلق دلی باقی تھا
بود بحکم آنکہ شنیدم کہ روزی دو بیت از سخنان من در مجمعی می گفتند
بسبب اس بات کے کہ مین نے سنا ایک دن دو شعر میرے شعرون میں سے ایک مجمع مین پڑھے جارہے تھے

[1] بلخ ملک توران میں ایک شہر ہے معشوق بلخی مین بلخ کی قید اتفاقیہ ہے ۱۲ [2] یعنی ایسی جماعت میں جو اپنی رندی اور خوش طبعی میں مصروف ہیں کیسا زاہدانہ خشک صورت بنا کر بیٹھنا اچھا نہین معلوم ہوتا ۱۲ - عبد الباری آسی

قطعہ

نگار من چو در آید بخندۂ نمکین
میرا معشوق جب نمکین ہنسی ہنستا ہوا آتا ہے

نمک زیادہ کند بر جراحت ریشان
تو وہ زخمیوں کے زخم پر نمک زیادہ کرتا ہے

چہ بودے ار سر زلفش بدستم افتادی
کیا اچھا ہوتا اگر اس کی زلف کا سرا میرے ہاتھ پڑتا

چو آستین کریمان بدست درویشان
جیسے کریمی لوگوں کی آستین فقیروں کے ہاتھ میں

طائفۂ دوستان بر لطف این سخن نہ کہ بر حسن سیرت خویش گواہی دادہ
دوستوں کی ایک جماعت نے اس کلام کے لطف پر نہیں بلکہ اپنی اچھی عادت پر گواہی دی تھی اور
بودند و آفرین کردہ و آن دوست ہم دران جملہ مبالغت نمودہ و بر
داد دی تھی اور وہ دوست بھی ان سب میں تھا کہ تعریف میں مبالغہ کیا تھا اور قدیم
فوت صحبت دیرین تاسف خوردہ و بخطای خویش اعتراف کردہ
صحبت کے برہم ہونے پر افسوس کھایا اور اپنی خطا کا اقرار کیا جس سے
معلوم شد کہ از طرف او ہم رغبتی ہست این بیت ہا فرستادم و صلح کردم
معلوم ہوا کہ اسکی طرف سے بھی خواہش ہے تو یہ شعر لکھ کر میں نے اُسے بھیجا اور صلح کر لی

قطعہ

نہ مارا در جہان عہد و وفا بود
کیا دنیا میں میرا تیرا وفا کا عہد نہیں تھا

جفا کردی و بد عہدی نمودی
تو نے ظلم کیا اور بد عہدی کی

بیکبار از جہان دل در تو بستم
میں نے دفعتًا دنیا کو چھوڑ کر تجھ سے دل لگایا تھا

ندانستم کہ برگردی بزودی
مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تو اتنی جلد اپنے عہد سے پھر جاے گا

ہنوزت گر سر صلح ست باز آی
اب بھی اگر تجھکو صلح کی خواہش ہے تو واپس آ

کزان محبوب تر باشی کہ بودی
کیونکہ اس سے بھی زیادہ پیارا رہے گا جتنا کہ پہلے تھا

حکایت

یکی را زنی صاحب جمال در گذشت و مادر زن فرتوت
ایک شخص کی خوبصورت بیوی کا انتقال ہوگیا اور عورت کی بڑھیا ماں
بعلت کابین در خانہ متمکن بماند و مرد از مجاورت او چارہ ندیدی تا گروہی
مہر کی وجہ سے گھر میں ٹھیری رہی مرد اُسکے ساتھ رہنے پر مجبور تھا یہانتک کہ

لہ یعنی میرا کلام تو خیر ایسا نہ تھا بلکہ یہ اُن کا حسن خلق تھا کہ انھوں نے تعریف کی ۱۲- عبد الباری آسی

آشنایان بپرسیدن آمدندش یکی گفت چگونہ در مفارقت آن یار عزیز
دوستوں کا ایک گروہ اسکے پاس ماتم پرسی کے لئے آیا ایک شخص نے پوچھا تیرا اس عزیز دوست کی جدائی میں کیا
گفت نادیدن زن چنان دشوار نیست کہ دیدن مادر زن **مثنوی**
حال ہے اُسنے کہا کہ بیوی کا نہ دیکھنا اتنا مشکل نہیں ہے جتنا کہ بیوی کی ماں کا دیکھنا

گل بتاراج رفت و خار بماند
پھول لوٹ میں برباد ہوا اور کانٹا رہ گیا
گنج بردا شتند و مار بماند
خزانہ اٹھا لیا اور سانپ باقی رہ گیا

دیدہ بر تارک سنان دیدن
اپنی آنکھ کو برچھی کی نوک پر دیکھنا
خوشتر از روی دشمنان دیدن
دشمنوں کی صورتوں کے دیکھنے سے زیادہ اچھا ہے

واجب ست از ہزار دوست برید
ہزار دوستوں سے قطع تعلق کر لینا بہتر ہے
تا یکی دشمنت نہ باید دید
تاکہ اگر ایک دشمن کی صورت تجھے دیکھنی نہ پڑے

حکایت یاد دارم کہ در ایام جوانی گذری داشتم در کوی و نظر
مجھے یاد ہے کہ میں جوانی کے زمانے میں ایک کوچے کے اندر گذرتا تھا اور ایک
بماہروئی در تموزی کہ حرورش دہان بخوشانیدی و سمومش مغز در
حسین کو تاکتا تھا ایسی سخت گرمی میں کہ اسکی گرمی منہ کو خشک کر دیتی اور اس کی لو گودے کو
استخوان بجوشانیدی از ضعف بشریت تاب آفتاب ہجیر نیاوردم
ہڈیوں کے اندر سکھا دیتی تھی انسانی ضعف اور کمزوری کیوجہ سے دوپہر کی دھوپ کی برداشت مجھے
والتجا بسایۂ دیواری کردم مترقب کہ کسی حر تموز از من ببرد آبی فرو
نہ ہوسکی اور ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گیا امیدوار تھا کہ کوئی میری گرمی کے موسم کی حرارت پانی کی
نشاند کہ ناگاہ از ظلمت دہلیز خانہ روشنائی بتافت یعنی جمالی کہ زبان
گرمی سے کم کر دے کہ یکایک دہلیز کے اندھیرے سے روشنی چمکی مطلب یہ کہ ایسا جمال کہ فصاحت کی زبان
فصاحت از بیان صباحت او عاجز آید چنانکہ در شب تاری صبح
اس کی خوب صورتی کے بیان سے عاجز ہو جاوے جیسے اندھیری رات سے صبح ظاہر ہو جاتی ہے
بر آید یا آب حیات از ظلمات بدر آید قدحی برفاب در دست گرفتہ
ظلمات سے آب حیات باہر نکل آئے ایک پیالہ برف کے پانی کا ہاتھ میں لئے ہوئے اور

لہ ہجیر بالفتح - دوپہر - ۱۲ عبدالباری آسی

وشکر دران ریختہ وبعرق گلش آمیختہ ندانم کہ بگلابش مطیب کردہ بود یا قطرۂ
اُس میں شکر چھوٹے چھوٹے ہوئے اور گلاب سے معطر کئے ہوئے معلوم نہیں کہ اُسے گلاب سے خوشبودار کیا تھا یا اسکے چہرہ
چند از گل رویش دران چکیدہ فی الجملہ شربت از دست نگارینش برگرفتم
کے پھول سے چند قطرے اسکے اندر ٹپک گئے تھے قصہ کوتاہ شربت میں نے اُسکے خوب صورت ہاتھ سے لیا
وبخوردم وعمر از سر گرفتم **شعر**
اور پی لیا دوبارہ مجھ میں جان آگئی

ظمأ بقلبي لا يكاد يسيغها
میرے دل میں وہ پیاس ہے کہ اُمید نہیں کہ اسکو سیراب کرے
رشف الزلال ولو شربت بحورا
تھوڑا سا شیرین پانی چاہے میں بہت سے دریا اُنکو پی جاؤں

قطعہ
خرم آنفر خندہ طالع را کہ چشم
مبارکہ ہو اس خوش نصیب کو جسکی نظر
برچنین روی اوفتد ہر بامداد
ہر صبح کو ایسے چہرے پر پڑے
مست می بیدار گردد نیم شب
شراب پی کر سونے والا آدھی رات کو ہوشیار ہوتا ہے
مست ساقی روز محشر بامداد
اور ساقی کے عشق کا مست قیامت کے دن کی صبح کو

حکایت

سلطان محمد خوارزم شاہ رحمۃ اللہ علیہ با خطا برای مصلحتے صلح
ایک سال سلطان محمد شاہ خوارزم رحمہ اللہ علیہ نے اہل خطا کے ساتھ کسی مصلحت کی وجہ سے صلح
اختیار کرد بجامع کاشغر[۵۳] در آمدم پسرے را دیدم بخوبی در غایت اعتدال
کر لی تھی۔ میں کاشغر کی جامع مسجد میں آیا ایک لڑکے کو میں نے دیکھا خوبصورتی میں نہایت موزون
ونہایت جمال چنانکہ در امثال گویند **نظم**
اور بیحد خوبصورت جیسا کہ ضرب الامثال میں کہتے ہیں

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت
معلم نے تجھ کو تمام شوخی اور دلبری سکھائی ہے
جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت
جفا اور ناز رسال غصہ اور ستم کرنا سکھایا ہے

۵۱ یعنی اس کو بس قیامت کی صبح کو ہوش ہوگا ۱۲ ۵۲ یعنی ایک خوارزم کے بادشاہ محمدؐ نے خطا کے لوگوں سے صلح کر لی تھی۔ بعض خوارزم نے شاہ لکھا ہے۔ مگر صحیح سلطان محمد ہے۔ یہ وہ سلطان محمد ہیں کہ چنگیز خاں سے اُن کی جنگ ہوئی اور فتنہ چنگیزی انہیں کے عہد سے شروع ہوا خوارزم ایک شہر کا نام جو سرحد شمالی ایران پر واقع ہے۔ شہر خطا ترکستان میں ہے ۱۲
۵۳ کاشغر ایک شہر جو توران میں ہے اور غالباً یہ اسوقت اہل خطا اور ترکوں کے قبضہ میں تھا۔ ۱۲ عبدالباری آسی

من آدمی بدین شکل و قد و خوی و روش میں نے آدمی اس شکل اور قد اور عادت اور وضع کا	ندیدہ ام مگر این شیوہ از پری آموخت نہیں دیکھا ہے شاید یہ طریقہ پری سے سیکھا ہے

مقدمۂ[1] نحو زمخشری در دست وہمی خواند ضَرَبَ زیدٌ عمرًا وکان المتعدی عمرو

مقدمہ نحو زمخشری کا ہاتھ میں تھا اور پڑھ رہا تھا زید نے عمر کو مارا اور متعدی عمر ہوا اپنے

گفتم ای پسر خوارزم وختا صلح کردند و زید و عمرو را خصومت ہنوز باقیست بخندید

کہا کہ اے لڑکے خوارزم اور خطا نے صلح کر لی اور زید اور عمر کا جھگڑا ابھی تک چل رہا ہے وہ ہنسا

و مولدم پرسید گفتم خاک پاک شیراز گفت از سخنان سعدی چہ داری گفتم

اور میرا وطن پوچھا میں نے کہا شیراز کی خاک پاک اُسنے کہا سعدی کے کچھ اشعار آپ کو کیا یاد ہیں میں نے کہا

شعر

بُلیتُ بنحویٍّ یصولُ مُغاضبًا میں مبتلا کیا گیا ہوں ایک نحوی پر کہ بحالت غصہ میں حملہ کرتا ہے	علیّ کزیدٍ فی مقابلۃِ العمرو میرے اوپر جیسا کہ زید عمرو کے مقابلہ میں
علیٰ جرِّ ذیلٍ لیس یرفعُ راسہٗ وہ دامن کھینچنے پر اپنا سر نہیں اٹھاتا	وہل یستقیمُ الرفعُ من عاملِ الجرِّ اور کیا رفع عامل جر کے لئے درست ہو سکتا ہے

لختی باندیشہ فرو رفت و گفت غالب اشعار او درین زمین بزبان پارسی ست

تھوڑی دیر سوچا کیا اور بولا کہ سعدی کے اکثر شعر فارسی زبان کے یہاں مشہور ہیں اگر

اگر بگوئی بفہم نزدیکتر باشد گفتم **مثنوی**

وہ سنائیے تو سمجھنے میں زیادہ آسانی ہو میں نے یہ شعر پڑھے

طبع ترا تا ہوس نحو کرد جب سے تجھے نحو پڑھنے کا شوق ہوا	صورت عقل از دل ما محو کرد عقل کی صورت ہمارے دل سے زائل ہو گئی
ای دل عشاق بدام تو صید اے وہ شخص کہ عاشقوں کا دل تیرے جال میں شکار ہو گیا	ما بتو مشغول و تو با عمرو زید ہم تو تجھ میں مشغول ہیں اور تو عمرو زید میں

[1] مقدمہ نحو زمخشری ۔ جاراللہ زمخشری کی ایک نحو کی کتاب ہے ۔ زمخشر ایک قصبہ ہے توابعات خوارزم سے ۱۲ ۔ [2] اعرابوں کا تناسب اس شعر میں رکھا گیا ہے رفع ضمہ ۔ جر ۔ کسرہ ۔ ۱۲

بامدادان که عزم سفر مصمم شد مگر کسی از کاروانیان گفته بودش که فلان سعدی است

صبح کے وقت جب سفر کا ارادہ پکا ہو گیا تو شاید قافلے والوں میں سے کسی نے اسکو بتا دیا تھا کہ فلان شخص سعدی ہے دوڑتا ہوا

دوان آمد و تلطف کرد و تاسف خورد که چندین مدت چرا نگفتی که منم تا شکر

آیا اور نرمی سے باتیں کیں اور افسوس کیا کہ اتنی دیر تک آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ میں ہوں تاکہ

قدوم بزرگان را بخدمت میان بستمی گفتم مصرع

بزرگوں کے تشریف لانے کے شکریہ میں میں خدمت کرنیکے لیے کمر باندھتا میں نے کہا

باوجودت زمن آواز نیاید که منم

تیرے ہوتے ہوئے مجھ سے کہا نہ گیا کہ میرا بھی وجود ہے

گفتا چه شود اگر درین خطه روزی چند برآسائی تا بخدمت مستفید گردیم گفتم نتوانم بحکم این حکایت نظم

کہنے لگا کیا حرج ہو اگر یہاں پر چند روز آپ آرام کریں تا خدمت سے ہم کچھ فائدہ اٹھاویں میں نے کہا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ یہ قصہ ہے

بزرگی دیدم اندر کوهسارے | قناعت کرده از دنیا بغارے

میں نے ایک بزرگ کو ایک پہاڑ کے اندر دیکھا | کہ دنیا کی تمام چیزوں میں سے صرف ایک غار پر قناعت کی تھی

چرا گفتم بشهر اندر نیائی | که باری بندے از دل برگشائی

میں نے کہا تو شہر میں کیوں نہیں آتا | کہ دل کے رنج و غم کو ذرا دور کر سکے

بگفت آنجا پری رویان نغزند | چو گل بسیار شد پیلان بلغزند

کہا وہاں اچھے اچھے حسین رہتے ہیں | اور جب کیچڑ زیادہ ہو جاتی ہے تو ہاتھی بھی پھسل جاتے ہیں

این بگفتم و بوسه بر روے یکدیگر دادیم و وداع کردیم مثنوی

یہ باتیں ہوئیں اور ہم نے ایک دوسرے کا منہ چوما اور ایک دوسرے کو رخصت کر دیا

بوسه دادن بروے یار چه سود | هم دران لحظه کردنش پدرود

یار کے چہرے پر بوسہ دینے کا کیا فائدہ ہے | جب اسی وقت اس کو رخصت بھی کرنا ہے

سیب گفتی وداع یاران کرد | روی زین نیمه سرخ وزان رو زرد

سیب نے گویا دوستوں کو رخصت کر دیا ہے | اسی وجہ سے آدھا منہ اسطرف سرخ اور اسطرف کے زرد ہے

شعر

إِنْ لَمْ أَمُتْ يَوْمَ الْوَدَاعِ تَأَسُّفًا | لَا تَحْسَبُونِي فِي الْمَوَدَّةِ مُنْصِفًا

اگر میں دوست کی رخصت کے دن افسوس کرتا کرتا مر نہ جاؤں | تو مجھے محبت میں منصف نہ جانو

حکایت خرقہ پوشی در کاروان حجاز همراه ما بود یکی از امرائے عرب

ایک گدڑی پہننے والا فقیر عرب کے قافلہ مین ہمارے ساتھ تھا عرب کے امیرون مین سے

مر او را صد دینار بخشید تا قربانی کند دزدان خفاچہ[1] ناگاہ بر کاروان زدند

ایک شخص نے خاص اسکو سو اشرفیان بخشین تاکہ قربانی کرے خفاچہ کے ڈاکوون نے یکایک قافلے پر حملہ کیا

و پاک بردند بازرگانان گریہ و زاری کردن گرفتند و فریاد بیفائدہ خواندن

اور بالکل لوٹ کر لے گئے سوداگرون نے رونا پٹینا شروع کیا اور فضول فریاد کرنے لگے

شعر

گر تضرع کنی و گر فریاد چاہے تو گڑگڑائے اور چاہے چلائے	دزد زر باز پس نخواہد داد چور مال واپس نہین کرے گا

مگر آن درویش صالح کہ بر قرار خویش ماندہ بود و تغیرے درو نیامدہ گفتم

لیکن وہ فقیر نیک بخت کہ اپنے اصلی حال پر تھا اور کوئی تغیر اُسکے اندر پیدا نہین ہوا تھا مین نے

مگر آن معلوم ترا دزد نبرد گفت بلی بردند لیکن مرا با آن الفتی چنان نبود

کہا کہ شاید تیرے اوس روپیہ کو ڈاکو نہین لے گئے کہا کہ ہان لے گئے مگر مجھے اس روپیہ سے محبت ایسی نہیں تھی

کہ بوقت مفارقت خستہ دلی باشد **شعر**

کہ جدائی کے وقت دل ٹوٹے اور رنج ہو

نباید بستن اندر چیز و کس دل آدمی اور کسی چیز سے دل نہ لگانا چاہیے	کہ دل برداشتن کاریست مشکل کیونکہ دل کا جدا کرنا بڑا مشکل کام ہے

گفتم موافق حال منست آنچہ گفتی کہ مرا در عہد جوانی با جوانے اتفاق

مینے کہا جو تو نے کہا بالکل میرے حال کی موافق ہے کیونکہ جوانی کے زمانے میں اتفاق سے ایک

مخالطت بود و صدق مودت تا بجائی کہ قبلہ چشم جمال او بودے و

جوان سے میری دوستی تھی اور سچی محبت یہان تک کہ میری نگاہ کا قبلہ اسکا جمال رہتا تھا اور میری

قطعہ سود سرمایۂ عمرم وصال او

عمر کے سرمایہ کا فائدہ اس کا وصال

[1] دزدان خفاچہ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ایک قوم کا نام ہے جو مکہ کی راہ مین آباد تھی۔ ان مین کے اکثر لوگ جرائم پیشہ تھے۔ بعض نے بتایا ہے کہ قبیلہ بنی عامر کے لوگ ہین۔ اور بعض اہل لغت نے لکھا ہے کہ ایک قسم کے ڈاکوون کا فرقہ تھا جو عرب کا رہنے والا تھا ۱۲۔

قطعہ

مگر ملائکہ بر آسمان وگرنہ بشر
شاید آسمان پر فرشتہ بھی نہ ہو ورنہ کم از کم آدمی
بحسن صورت او در زمی نخواہد بود
اسکے حسن وصورت کا زمین پر نہ ہوگا

بدوستی کہ حرامست بعد ازو صحبت
قسم ہے اس دوستی کی کہ اسکے بعد صحبت حرام ہے
کہ ہیچ نطفہ چنو آدمی نخواہد بود
کہ کوئی نطفہ ایسا آدمی نہ بنے گا

ناگہی پای وجودش بگل عدم فرو رفت و دود فراق از دودمانش بر آمد
یکایک اسکے وجود کا پاؤں عدم کی کیچڑ مٹی میں دھنس گیا اور جدائی کا دھواں اسکے خاندان سے اٹھا
روزہا بر سر خاکش مجاورت کردم و از جملہ کہ بر فراق او گفتم یکی این بود
بہت دنوں میں اسکی خاک پر مجاور رہا اور ان تمام اشعار میں سے جو اسکے فراق میں مینے کہا ایک یہ قطعہ بھی تھا

قطعہ

کاج کانروز کہ در پای تو شد خار اجل
کاش جس روز تیرے پاؤں میں موت کا کانٹا چبھا تھا
دست گیتی بزدی تیغ ہلاکم بر سر
زمانے کا ہاتھ میرے سر پر ہلاکت کی تلوار مارتا

تا درین روز جہان بیتو ندیدی چشمم
تاکہ آج میری آنکھ زمانے کو تیرے بغیر نہ دیکھتی
این منم بر سر خاک تو کہ خاکم بر سر
یہ میں تیری قبر پر بیٹھا ہوں کہ میرے سر پر خاک پڑے

قطعہ

آنکہ قرارش نگرفتی و خواب
وہ شخص جسکو نہ چین پڑتا تھا اور نہ نیند آتی تھی
تا گل و نسرین نفشاندی نخست
جب تک گلاب اور سیوتی پہلے نہ بچھائے جاتے

گردش گیتی گل رویش بریخت
زمانے کی گردش نے اسکے چہرے کے پھول کو بکھیر دیا
خاربنان بر سر خاکش برست
اور کانٹوں کی جھاڑیاں اسکی قبر پر اگ آئیں

بعد از مفارقت او عزم کردم و نیت جزم کہ بقیت زندگانی فرش ہوس
اسکی جدائی کے بعد مینے ارادہ کیا اور پکی نیت کہ باقی زندگانی میں ہوس کا فرش لپیٹ دوں گا
در نوردم و گرد مجالست نگردم
اور میل جول کے پاس نہ پھٹکوں گا

قطعه

دوش چون طاؤس مینازیدم اندر باغ وصل	دیگر امروز از فراق یار می پیچم چو مار
کل میں وصل کے باغ میں مور کی طرح ناز کرتا پھرتا تھا	اور آج دوست کی جدائی سے سانپ کیطرح بل کھا رہا ہون
سود دریا نیک بودی گر نبودی بیم موج	صحبت گل خوش بدی گر نیستی تشویش خار
دریا کا فائدہ اچھا ہوتا اگر ڈوبنے کا ڈر نہ ہوتا	پھول کی صحبت اچھی لگتی اگر کانٹے کی تشویش نہ ہوتی

حکایت

یکی را از ملوک عرب حدیث لیلے و مجنون و شورش حال

عرب کے بادشاہوں میں سے ایک سے لیلے و مجنون کا قصہ اور اس کی شوریدگی عشق کا حال

وی بگفتند که با کمال فضل و بلاغت سر در بیابان نهاده است و زمام اختیار

کہا کہ باوجود نہایت بزرگی اور بلاغت کے جنگل کو نکل گیا ہے اور اختیار کی باگ ہاتھ

از دست داده بفرمودش تا حاضر آوردند و ملامت کردن گرفت که

سے چھوڑ دی ہے اُسکے متعلق حکم دیا تو حاضر کیا گیا اور ملامت کرنا شروع کی کہ انسان کی

در شرف نفس انسان چه خلل دیدی که خوی بهائم گرفتی و ترک صحبت

ذات کی بزرگی میں تونے کیا خرابی دیکھی ہے کہ چارپایوں کی عادت اختیار کی اور تونے آدمیوں کی

مردم گفتی مجنون بنالید و گفت

صحبت چھوڑ دی مجنون رویا اور بولا کہا

شعر

وَرُبَّ صَدِیقٍ لَامَنِی فِی وِدَادِهَا	اَلَمْ یَرَهَا یَوْمًا فَیُوضِحُ لِی عُذْرِی
اور بہت سے دوستوں نے مجھے اسکی محبت میں ملامت کی	کیا لیلی کو نہیں دیکھا کسیدن کہ میرے لئے عذر ظاہر کیا جائے

قطعه

کاج کانانکه عیب من گفتند	رویت ای دلستان بدیدندی
کاش کہ وہ لوگ جنہوں نے مجھے برا کہا	اے معشوق تیری صورت دیکھ لیتے

۵۱ مجنون کا نام قیس تھا۔ اور وہ بنی عامر کے قبیلے سے تھا۔ وہ فاضل اور ادیب تھا جسکی تصنیفات میں ایک دیوان موجود ہے

۵۲ یعنی اگر میرے وہ سب دوست لیلے کو دیکھتے تو مجھکو اس کی محبت میں معذور خیال کرتے ۔۱۲

بیخبر دستہا برید ندی	تابجائے ترنج در نظرت
بے خبر ہاتھ تراش لیتے	تاکہ بجائے لیمو کے تیرے سامنے

تاحقیقت معنی بر صورت دعوی گواہی دادی کہ فذٰلکن الذی لمتننی فیہ
تاکہ بات کی حقیقت دعوے کے ظاہر پر گواہی دیتی کہ بس یہی وہ شخص ہے کہ تم نے اُسکے بارہ میں مجھے ملامت کی
ملک را در دل آمد کہ جمال لیلیٰ مطالعت کند تا چہ صورت ست کہ موجب
بادشاہ کے جی میں آیا کہ لیلیٰ کی خوب صورتی دیکھ لے کہ کیسی صورت ہے کہ اتنے فتنے کا
چندین فتنہ است پس بفرمودش طلب کردن در احیای عرب بگردیدند
سبب ہے پس اُسکے بلانے کا حکم دیا عرب کے قبیلوں میں پھرے اور لیلیٰ کو
و بدست آوردند و پیش ملک در صحن سرا بچہ بداشتند ملک در ہیات او
پایا اور بادشاہ کے سامنے ایک چھوٹے خیمہ کے صحن میں انکو ٹھہرایا بادشاہ نے اس کی صورت پر
تامل کرد در نظرش حقیر آمد بحکم آنکہ کمترین خدم حرم بجمال از و بیشتر بودو
غور کیا اور اسکی نظر میں بُری معلوم ہوئی اس سبب سے کہ کمترین لونڈیاں محل شاہی کی جمال اور حسن میں اس
بزینت پیشتر مجنون بفراست دریافت وگفت از دریچہ چشم مجنون بایستی
زیادہ حسین اور آرایش میں بڑھی ہوئی مجنوں نے دانائی کی راہ سے یہ بات معلوم کرلی اور کہا کہ مجنوں کی آنکھ کے
در جمال لیلیٰ نظر کردن تا سِرِّ مشاہدت او بر تو تجلّی کند

شعر

دریچے سے لیلیٰ کے جمال پر نظر کرنی چاہیے تاکہ اُسکے دیکھنے کا بھید تیرے اوپر ظاہر ہو

تو سمعت ورق الحمی صاحت معی	ما مرّ من ذکر الحمی بمسمعی
اگر سبزہ زار کے کبوتر سنتے تو میرے ساتھ چلانے لگتے	جو کچھ کہ سبزہ زار کا ذکر کہ میرے سیری سماعت تک پہنچا
فی لیست تدری ما بقلب الموجع	یا معشر الخلان قولوا للمعا
کو تو نہیں جانتا جو کچھ درد مند کے دل میں ہے	اے دوستوں کی جماعت تندرست سے کہدے

لہ تابجائے ترنج الخ اس شعر میں قصہ زلیخا و یوسف کی تلمیح ہے۔ کہ جب زنان مصر نے زلیخا کو یہ کہکر مطعون کیا کہ تو اپنے غلام کے عشق میں مبتلا ہے تو زلیخا نے اُن عورتوں کی دعوت کی اور ایک ایک چھری اور ایک ایک لیمو سب کے ہاتھ میں دے کر حضرت یوسف علیہ السلام کو سب کے سامنے بلایا سب پر ایک عالم محویت طاری ہوگیا۔ اور بجائے لیمو تراشنے کے سب نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تو زلیخا نے کہا فذٰلکن الذی لمتننی فیہ ۱۲ نرنج ایکقسم کا لیمو ۱۲ محمد عبد الباری آسی

نظم

تندرستان را نباشد درد ریش
تندرستوں کو زخمی سے ہمدردی نہیں ہوتی
گفتن از زنبور بیجا حاصل بود
مطلب کا ذکر اس شخص کے سامنے فضول ہے
تا ترا حالی بناشد ہمچو ما
جب تک تیرا حال ہمارا سا نہ ہو

جز بہ ہمدردی نگویم درد خویش
میں سوائے کسی ہمدردی کے اپنا درد نہیں کہتا
باکی در عمر خود نا خوردہ نیش
جسنے اپنی پوری عمر میں ڈنک کی تکلیف نہیں اٹھائی
حال ما باشد ترا افسانہ پیش
ہمارا حال تیرے سامنے کہانی ہوگی

حکایت

قاضی ہمدان را حکایت کنند کہ با نعلبند پسرے سر خوش بود
ہمدان کے قاضی کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نعلبند کے لڑکے پر عاشق تھا
و نعل دلش در آتش روزگاری در طلبش متلهف بود و پویان و مترصد
اور ایسا رہ میں بیقرار تھا ایک زمانے تک اسکی جستجو میں رنجیدہ تھا اور دوڑ دھوپ کر رہا تھا
و جویان و بر حسب واقعہ گویان نظم
امیدوار تھا اور متلاشی اور حسب حال قصہ کے یہ کہتا ہوا

در چشم من آمد آن سہی سرو بلند
وہ سیدھا سرو بلند مجھے نظر آیا
این دیدہ شوخ میبرد دل بکمند
یہ شوخ نظر دل کمند میں پھنساتی ہے

بربود دلم ز دست و در پای فگند
میرا دل اچک لیگیا اور قدموں میں ڈالدیا
خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ ببند
اگر تو چاہے کہ کسی کو دل نہ دے تو آنکھ بند کر

شنیدم کہ در گذرے پیش قاضی باز آمد برخے ازان مقالہ بسمعش رسیدہ
مینے سنا ہے کہ ایک راستہ میں قاضی کے سامنے پھر آگیا تھوڑی سی وہ گفتگو اسکے کان میں پہنچ گئی تھی
و زائد الوصف رنجیدہ و دشنام بے تحاشا دادن گرفت و سقط گفتن
اور بہت زیادہ رنجیدہ تھا بے تحاشا گالیاں دینا شروع کیں اور سخت سست کہنا

لہ ہمدان عراق عجم کے ایک شہر کا نام ۱۲
ٹہ بے تحاشا ـ مجازاً بمعنی بے اندیشہ بے دھڑک ۱۲

عبد الباری آسی

وسنگ برداشت وہیچ از بیحرمتی نگذاشت قاضی یکی را گفت از علمای معتبر

اور پتھر اٹھایا اور بے عزت کرنے کی کوئی بات اٹھا نہیں رکھی قاضی نے ایک معتبر عالم سے

کہ ہمعنان او بود **بیت**

جو اسکا ساتھی تھا کہا

آن شاہدی وخشم گرفتن بینش وہ معشوق پن اور وہ اس کا غصہ کرنا دیکھو	وان عقدۂ بر ابروی[۱] ترش شیرینش اور وہ سلوٹ اسکی ترش اور شیرین بھوؤں پر

ضرب الحبیب زبیب **بیت**

دوست کی مار منقے کی طرح شیرین ہے

از دست تو مشت بر دہان خوردن تیرے ہاتھ سے اپنے منہ پر گھونسا کھانا	خوشتر کہ بدست خویش نان خوردن بہتر ہے کہ اپنے نہ دوسرے کے ہاتھ سے روٹی کھانی

ہمانا از وقاحت او بوی سماحت می آید **فرد**

یقینی ہے کہ اس کی بیشرمی سے جوانمردی کی بو آتی ہے

انگور نو آوردہ ترش طعم بود انگور نیا آیا ہوا کھٹا ہوتا ہے	روزی دو سہ صبر کن کہ شیرین گردد دو تین دن صبر کر کہ میٹھا ہو جائے

این بگفت و بمسند قضا باز آمد تنی چند از بزرگان عدول کہ در مجلس حکم وے

یہ کہا اور اپنے اجلاس پر پھر واپس آیا عادل بزرگوں میں سے چند لوگوں نے جو قاضی کی کچہری میں

بودندی زمین خدمت ببوسیدند کہ باجازت سخنی در خدمت بگوئیم اگرچہ

نوکر تھے ادب کے ساتھ زمین کو چوما کہ اجازت دیجائے تو خدمت میں ایک بات عرض کریں اگرچہ

ترک ادب است و بزرگان گفتہ اند **بیت**

یہ گستاخی ہوگی اور بڑے لوگوں کا قول ہے

نہ در ہر سخن بحث کردن رواست ہر بات میں بحث کرنا جائز نہیں ہے	خطا بر بزرگان گرفتن خطاست بزرگوں کی غلطی پکڑنی خطا ہے

[۱] عقدہ کی تعریف ترش شیرین اس لئے کی کہ ابرو پر سلوٹ ترش معلوم ہوتی ہے مگر اسکے حسن کی وجہ سے وہ لطف دیتی ہے۔ ۱۲ عبدالباری آسی

ولیکن بحکم سوابق انعام خداوندی که ملازم روزگار بندگان ست مصلحتے که

لیکن آپ پہلی مہربانیوں کے سبب سے جو غلاموں کے حال پر ہمیشہ رہی ہیں اگر کوئی اچھی بات دیکھیں

ببینند و اعلام نکنند نوعی از خیانت[1] باشد طریق صواب آنست که با این

اور ظاہر نہ کریں تو ایک قسم کی خیانت ہوگی بہتر یہ ہوگا کہ آپ اس لڑکے کی خواہش

پسر گرد طمع نگردی و فرش ولع در نوردی که منصب قضا پایگاہی منیعست

کے پاس نہ پھرئے اور حرص کا فرش لپیٹ دیجئے کیونکہ قاضی کا عہدہ ایک بلند مرتبہ ہے

تا بگناہی شنیع ملوث نگردی و حریف انیست که دیدی و سخن این که شنیدی

تاکہ کسی بڑے گناہ سے آپ آلودہ نہ ہوں اور دوست کی حالت یہ ہے جو آپ نے دیکھی اور باتیں ایسی ہیں جیسی آپ نے سنیں

مثنوی

یکی کردہ بے آبروئی بسی
ایک ایسا آدمی جو خود بہت بے آبرو رہا ہو

چہ غم دارد از آبروئی کسی
وہ دوسرے کی آبرو کا کیا غم کرے گا

بسا نام نیکوے پنجاہ سال
بہت سے اچھے نام پچاس برس کے پیدا کئے ہوئے

کہ یک نام زشتش کند پایمال
کو ایک برا نام تباہ کر دیتا ہے

قاضی را نصیحت یاران یکدل پسند آمد و بر حسن رائے قوم آفرین خواند و گفت

قاضی کو خالص دوستوں کی نصیحت پسند آئی اور لوگوں کی بہترین رائے کی تعریف کی

نظر عزیزان در مصلحت حال من عین صوابست و مسئلہ بی جواب ولیکن،

اور کہا کہ عزیزوں کی نظر میرے حال کی مصلحت میں بالکل درست ہے اور بات لاجواب ہے مگر

شعر

ولو انّ حبًّا بالملام یزول
اور اگر محبت ملامت سے زائل ہو جاتی

لسمعت افکا یفتریہ عذول
تو البتہ میں اس جھوٹ کو بھی سنتا جسے مفتری لگاتے ہیں

شعر نصیحت کن مرا چندانکہ خواہی
تو مجھے جتنی چاہے نصیحت کرلے

کہ نتوان شستن از زنگی سیاہی
کیونکہ زنگی سے سیاہی دور نہیں کر سکتے

[1] خیانت - یہاں بدعہدی اور نمک حرامی کے معنے میں لایا گیا ہے ۱۲ عبدالباری آسی

فرد
از یاد تو غافل نتوانم که بپیچم
تیری یاد سے مجھے کسی طرح غافل نہین کرسکتے
سر کوفته مارم نتوانم که بپیچم
مین سرکچلا ہوا سانپ ہون کہ پھر نہین سکتا ؏

این بگفت وکسی چند به تفحص حال او بر انگیخت و نعمت بیکران بر یخت و

یہ کہا اور کتنے ہی آدمیون کو اسکی جستجوے حال کے لئے مقرر کیا اور بہت دولت خرچ کی اور

گفته اند هر کرا زر در ترازو است زور در بازو است شعر

مشہور بات ہے کہ جسکے پاس ترازو مین روپیہ ہے، تو بازو مین زور ہے

هر که زر دید سر فرود آورد
جسنے روپیہ دیکھا سر جھکا لیا
ور ترازوی آهنین دوش ست
پھر چاہے وہ لوہے کی ڈنڈی والی ترازو ہی کیون نہ ہو

فی الجمله شبی خلوتی میسر شد و هم دران شب شحنه را خبر شد قاضی همه شب شراب

حاصل یہ کہ ایک رات کو خلوت میسر ہوئی اور اسی رات کو کوتوال کو بھی خبر ہو گئی قاضی تمام رات شراب پیئے

در سر و شاهد در بر از تنعم نه خفتی و به ترنم گفتی نظم

اور معشوق کو بغل مین لئے عیش کی وجہ سے سویا نہ تھا اور گا گا کر کہہ رہا تھا

امشب مگر بوقت نمیخواند این خروس
آج کی رات شاید یہ مرغ وقت پر اذان نہین دے رہا
یکدم که چشم فتنه بخفت ست زینهار
دم بھر کے لئے کہ فتنہ کی آنکھ لگ گئی ہے خبردار
تا نشنوی ز مسجد آدینه بانگ صبح
جب تک تو جمعہ مسجد سے صبح کی اذان
لب از لب[۲] چو چشم خروس ابلهی بود
مرغ کی آنکھ کی طرح لب کو لب سے جدا کرنا بیوقوفی ہے
عشاق بس نکرده هنوز از کنار و بوس
عاشقون نے ابھی اپنے تعیش کو ختم نہین کیا
بیدار باش تا نرود عمر بر فسوس
جاگتا رہ، تاکہ عمر افسوس کرتے ہوئے نہ گزرے
یا از در سرای اتابک غریو کوس[۱]
یا اتابک کے دروازے کی نوبت کا شور نہ سنے
بر داشتن بگفتن بیهوده خروس
مرغ کے بیہودہ اور فضول چلانے کی وجہ سے

علہ یعنی حرکت نہیں کرسکتا ۱۲

قاضی درین حالت بود که یکی از خدمتگاران در آمد و گفت چه نشسته خیز

قاضی اسی حالت میں تھا کہ خدمتگار نوکروں میں سے ایک آیا اور بولا آپ کیا بیفکر بیٹھے ہین اٹھیے

[۱] غریو کوس - یعنی نقارہ کا شور - جس سے وہ نوبت مراد ہے جو بجوقتہ بادشاہون کے دروازے پر بجائی جاتی تھی ۱۲

[۲] یعنی جیسے مرغ کی آنکھ کا لب سے لب جدا ہو گیا ہے - اس طرح تجکو لب معشوق سے لب جدا نہ کرنا چاہیئے اور مرغ کی فضول اور لا یعنی بانگ کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہیئے ۱۲ - عبدالباری آسی

تو تا پای داری گریز که حسودان بر تو دقی گرفته اند بلکه حقی گفته اند تا مگر آتش

اور اگر بھاگ سکنا ممکن ہو تو بھاگ کیونکہ حاسدون نے آپ پر نکتہ چینی کی ہے بلکہ واقعی بات کہی ہے تاکہ شاید

فتنه که هنوز اندک است بآب تدبیر فرو نشانیم مبادا که فردا چون بالا گیرد

فتنہ کی آگ کو ابھی کم کم ہے تدبیر کے پانی سے ہم بجھادیں ایسا نہ ہو کہ کل جب بھڑک اٹھے

عالمی فرا گیرد قاضی بتبسم درو نظر کرد و گفت قطعه

تو سارے جہان کو لے ڈالے قاضی نے ہنس کے اسے دیکھا اور بولا

پنجه در صید برده ضیغم را شکار کے خون میں پنجہ ڈالے ہوئے شیر کو روی در روی دوست کن بگذار دوست کے مقابل میں سامنے بیٹھ اور دشمن کو	چه تفاوت اگر شغال آید کیا اندیشہ ہوتا ہے اگر گیدڑ آجائے تا عدو پشت دست می خاید چھوڑ اپنے ہاتھ کی پشت چباتا رہے

ملک را همدران شب آگهی دادند که در ملک تو چنین منکری[2] حادث شده است

بادشاہ کو اسی رات میں خبر دی کہ آپ کے ملک میں ایک ایسی بڑی بدعت پیدا ہوئی ہے آپ کیا

چه فرمائی ملک گفت من او را از فضلای عصر میدانم و یگانهٔ روزگار میشمارم

حکم دیتے ہیں بادشاہ نے کہا میں اسکو زمانہ کے قابل لوگون میں سے جانتا ہون اور دنیا کا ایک بیمثل

باشد که معاندان در حق وی خوضی کرده اند پس این سخن در سمع قبول من

آدمی مانتا ہون شاید کہ دشمنوں نے اسکے حق میں سازش کی ہے لہذا یہ بات قبول کرنے میں مجھے تامل ہوتا

نیاید مگر آنکه معاینت گردد که حکیمان گفته اند شعر

ہے مگر اسوقت کہ آنکھوں سے دیکھ لی جاے کیونکہ عقلمندون کا قول ہے

به تندی سبک دست بردن بتیغ[1] غصہ میں تلوار کے اوپر ہاتھ ڈالنا	بدندان گزد پشت دست دریغ ہاتھ کی پشت افسوس کے ساتھ دانتوں میں کاٹنا ہے

شنیدم که سحرگاه با تنی چند خاصان ببالین قاضی آمد شمع را دید استاده و

سنتا ہے کہ صبح کے وقت چند خاص آدمیوں کے ساتھ قاضی کے سرہانے آیا شمع کو دیکھا جل رہی تھی اور

[1] غصہ کی حالت یا رنج اور افسوس میں ہاتھ چبانا ایک قدیمی عادت ہے ۱۲-

[2] منکر سے مراد برا کام ۱۲-

شاہد نشستہ و می ریختہ و قدح شکستہ و قاضی در خواب مستی بیخبر از ملک ہستی
معشوق بیٹھا ہوا اور شراب بکھری ہوئی اور پیالہ ٹوٹا ہوا پڑا تھا اور قاضی مستی کی نیند میں ہستی کے ملک سے
بلطف اندک بیدارش کرد کہ خیز کہ آفتاب بر آمد قاضی دریافت
بےخبر تھا نرمی سے آہستہ آہستہ اس کو جگایا کہ اٹھ کیونکہ سورج نکل آیا! قاضی سمجھ گیا کہ کیا
کہ حال چیست گفت از کدام جانب گفت از جانب مشرق گفت الحمد للہ
معاملہ ہے کہا کس طرف سے سورج نکلا جواب دیا کہ مشرق کی طرف سے کہا خدا کا شکر ہے کہ
کہ ہنوز در توبہ ہمچنان باز است بحکم حدیث لا یغلق باب التوبۃ
ابھی توبہ کا دروازہ ویسا ہی کھلا ہوا ہے موافق حکم حدیث کے کہ نہیں بند کیا جائیگا دروازہ توبہ کا
عَلَى الْعِبَادِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا اَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ
بندوں کے اوپر یہانتک کہ طلوع ہو سورج اپنی چھپنے کی جگہ سے اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے توبہ کرتا ہوں

قطعہ

این دو چیزم بر گنہ انگیختند — بخت نافرجام و عقل ناتمام
ان دو چیزوں نے مجھے گناہ پر آمادہ کیا — نامبارک نصیب اور ناتمام عقل نے
گر گرفتارم کنی مستوجبم — ور ببخشی عفو بہتر ز انتقام
اگر تو مجھکو گرفتار کرے تو میں اسکے لائق ہوں — اور اگر تو بخشدے تو معافی بدلہ لینے سے بہتر ہے

ملک گفت توبہ درین حالت کہ بر جزای گناہ خویش اطلاع یافتہ سودی
بادشاہ نے کہا توبہ اس حالت میں کہ تجھے اپنے گناہ کی سزا کی خبر معلوم ہوگئی ہے کوئی فائدہ نہ کرے گی
نکند فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا
بس یہ نہیں ہو سکتا کہ انکا ایمان ہمارے خوف کے وقت انکو فائدہ دے

قطعہ

چہ سود از دزدی انگہ توبہ کردن — کہ نتوانی کمند انداخت بر کاخ
چوری سے اسوقت توبہ کرنے کا کیا نتیجہ ہے — کہ تو محل پر کمند نہیں ڈال سکتا
بلند از میوہ گو کوتاہ کن دست — کہ کوتہ خود ندارد دست بر شاخ
بلند آدمی سے کہو کہ میوہ سے ہاتھ الگ رکھے — کیونکہ پستہ قد تو خود ہی ڈالی کو نہیں چھو سکتا

ترا با وجود چندین منکرے کہ ظاہر شد سبیل خلاص صورت نہ بندد این
تیرے لئے باوجود ایسے بڑے کام کے جو کہ صادر ہوا رہائی کی صورت ممکن نہیں یہ کہا اور

بگفت و تو کلان عقوبت در روی آویختند گفت مرا در خدمت سلطان
سزا دینے والے لوگ اس کو چمٹ گئے کہا مجھے بادشاہ سے ایک بات کہنا اور باقی ہے
یک سخن باقی ست ملک بشنید و گفت آن چیست گفت قطعه
بادشاہ نے سنا اور کہا وہ کیا بات ہے کہا

باستین ملالی کہ بر من افشانی	طمع مدار کہ از دامنت بدارم دست
بسبب ملال کے تو مجھ سے بری الذمہ ہو گیا	یہ خیال نہ کر کہ تیرے دامن کو مین ہاتھ سے چھوڑ دون گا
اگر خلاص محال ست زین گنہ کہ مراست	بدان کرم کہ تو داری امیدواری ہست
اگر مجھے اس گناہ سے رہائی مشکل ہے	تو اس کرم سے جو تجھ میں ہے امید داری ہے

ملک گفت این لطیفہ بدیع آوردی واین نکتہ غریب گفتی ولیکن محال
بادشاہ نے کہا یہ لطیفہ نادر تو نے بیان کیا اور یہ تو نے نادر بات کہی ولیکن عقل کے خلاف ہے
عقل ست وخلاف نقل کہ ترا فضل و بلاغت امروز از چنگ عقوبت من
اور حدیث کے بھی خلاف کہ تجھکو تیرے بزرگی اور قابلیت آج میرے غصہ کے ہاتھ سے
رہائی دہد مصلحت آن بینم کہ ترا از قلعہ بزیر اندازم تا دیگران نصیحت
چھڑا دے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تجھے میں قلعہ سے نیچے گرا دون تاکہ دوسرے لوگون کو نصیحت
پذیرند و عبرت گیرند گفت ای خداوند جہان پروردۂ نعمت این خاندانم
ہو جائے اور عبرت حاصل کرین کہا اے جہان کے آقا میں اس خاندان کی دولت کا پرورش یافتہ ہون
واین جرم تنہا در جہان نہ من کردہ ام دیگری را بیندازتا من عبرت گیرم
اور یہ جرم اکیلے مینے ہی دنیا مین نہین کیا ہے اور کسی کو گرا تاکہ میں عبرت حاصل کرون
ملک را خندہ گرفت و بعفو از سر جرم او برخاست و متعنتان را کہ
بادشاہ کو ہنسی آگئی اور معاف کرکے اُس کے جرم سے درگذر کی اور نکتہ چینون سے جو
اشارت بکشتن او ہمی کردند گفت شعر
اُسکے مار ڈالنے کا اشارہ کر رہے تھے کہدیا

ہمہ حمال عیب خویشتنند	طعنہ بر عیب دیگران چہ زنند
سب اپنے عیب کے اٹھانے والے ہین	دوسرون کے عیب پر کیا طعنہ مارتے ہین

ف بسبب اس کے کہ انسان عمل سے بنا ہے اس سے بڑے ہوئے مریے اور ہر جگہ اور گرمی ۱۲

حکایت منظومہ

جوانی پاک بازو پاک رو بود
ایک جوان آزاد اور خوب صورت تھا

کہ با پاکیزہ روئے در گرو بود
جو کہ ایک خوبصورت پر عاشق تھا

چنین خواندم کہ در دریائے اعظم
میں نے ایسا پڑھا ہے کہ دریائے اعظم میں

بگردابی در افتادند باہم
دونوں ایک بھنور میں پھنس گئے

چو ملاح آمدش تا دست گیرد
جب ملاح اس جوان کے پاس بچانے کے لئے آیا

مبادا کاندران حالت بمیرد
کہ مبادا اُسی حالت میں وہ مرجائے

ہمیگفت از میان موج تشویر[۵۱]
یہی کہتا تھا اشاروں کی موجوں کے درمیان سے

مرا بگذار و دستِ یارِ من گیر
کہ مجھکو چھوڑ اور میرے دوست کا ہاتھ پکڑ

درین گفتن جہانی بروی آشفت
اس کہنے سے بہت سے لوگ اس سے ناراض ہوئے

شنیدندش کہ جان میداد و می گفت
مگر لوگوں نے سکو سنا کہ وہ مرتے مرتے کہہ رہا تھا

حدیث عشق زان بطال منیوش
عشق کی بات اوس جھوٹے سے نہ سن

کہ در سختی کند یاری فراموش
جو سختی کے زمانے میں دوستی کو بھولجائے

چنین کردند یاران زندگانی
دوستوں نے اسطرح زندگی گذاری ہے

ز کار افتادہ بشنو تا بدانی
تجربہ کار سے سن کہ تجھے معلوم ہو

کہ سعدی راہ و رسم عشقبازی
کیونکہ سعدی عشقبازی کے طریقے ایسے جانتا ہے

چنان داند کہ در بغداد تازی
جیسے بغداد میں زبان عربی

دل[۵۲] آرامی کہ داری دل درو بند
جو معشوق تو رکھتا ہے اس سے دل لگا

دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند
باقی تمام عالم سے آنکھیں بند کرلے

اگر مجنون و لیلے زندہ گشتی
اگر مجنوں اور لیلے زندہ ہوتے

حدیث عشق زین[۵۳] دفتر نوشتی
تو عشق کی باتیں اس دفتر سے لکھتے

۵۱ موج تشویر - یعنی اشاروں سے کہہ رہا تھا - یہ اسلئے کہ ڈوبنے والا آدمی منہ سے بات نہیں کرسکتا ۱۲ ۵۲ مراد ہے عشق الٰہی سے ۱۲ ۵۳ اس دفتر سے مراد گلستان کا باب پنجم ہے ۱۲
عبد الباری آسی

باب ششم در ضعف پیری

حکایت با طائفهٔ دانشمندان در جامع دمشق بحثی همی کردم که جوانی
عقلمندوں کی ایک جماعت سے دمشق کی جامع مسجد مین ایک بحث کر رہا تھا کہ ایک جوان
درآمد و گفت درینمیان کسی هست که زبان پارسی داند اشارت بمن کردند
آیا اور اُسنے کہا کہ اس جماعت مین کوئی ایسا ہے جو فارسی زبان جانتا ہو میری طرف اشارہ کیا
گفتمش خیر است گفت پیری صد و پنجاه ساله درحالت نزع است و بزبان
مینے اس سے پوچھا خیریت ہے۔ جوان نے کہا ایک ڈیڑھ سو سال کا بڈھا جان کنی کے عالم مین ہے اور فارسی زبان
عجم چیزی همی گوید و مفهوم ما نمیگردد اگر بکرم رنجه شوی مزد یابی باشد که وصیتی
مین کچھ کہہ رہا ہے اور ہماری سمجھ مین نہین آتا اگر مہربانی فرماکر آپ زحمت کرین تو معاوضہ پایئے گا۔ شاید کوئی وصیت
همیکند چون ببالینش فراز آمدم این بیت می گفت
کرتا ہے۔ جب مین اسکی سرھانے آیا تو وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا

قطعه

دمی چند گفتم برآرم بکام
مینے کہا (سوچا) تھا کہ آرام سے چند سانسین لونگا
دریغا که بگرفت راهِ نفس
افسوس کہ سانس کے آنے جانے کا راستہ بند ہوگیا
دریغا که بر خوان الوانِ عمر
افسوس کہ عمر کے طرح طرح کے کھانوں سے بھرے ہوئے دستر خوان پر
دمی چند خوردیم و گفتند بس
ہم نے چند لقمے کھائے اور کہدیا کہ ختم کرو

معانی این سخن بزبان عربی باشامیان همی گفتم و تعجب همیکردند از عمر دراز
اس شعر کے معنے مین شامیوں سے عربی زبان مین بیان کر رہا تھا اور وہ لوگ تعجب کر رہے تھے اسکی اتنی لمبی
و تأسف او همچنان بر حیات دنیا گفتم چگونهٔ درین حالت گفت چگویم
عمر اور اُس کے زندگی کم ہونے کے افسوس پر۔ مینے کہا اس حالت مین تیرا کیا حال ہے اُسنے کہا مین کیا کہون

قطعه

ندیدهٔ که چه سختی رسد بجان کسی
کیا تونے نہین دیکھا کہ اس شخص کی جان پر کیسی بنجاتی ہے
که از دهانش بدر میکنند دندانی
جسکے مُنہ سے ایک دانت باہر نکالتے ہین۔
قیاس کن که چه حالت بود دران ساعت
اب قیاس کر کہ اس گھڑی کیسا حال ہوگا
که از وجود عزیزش بدر رود جانی
کہ اُسکے پیارے جسم سے جان نکل رہی ہو

گفتم تصور مرگ از خیال بدر کن و وہم را بر مزاج مستولی مگردان که فیلسوفان
مینے کہا مرنے کا خیال اپنے دماغ سے نکال ڈال اور مزاج پر وہم کو غالب کمر کیونکہ
یونان گفته اند مزاج اگرچه مستقیم بود اعتماد بقا را نشاید و مرض اگرچه هائل بود
یونان کے حکیموں نے کہا ہے کہ مزاج چاہے درست ہو مگر یہ ضرور نہیں کہ اسکی وجہ سے کوئی زندہ بھی رہے اور مرض اگرچہ خطرناک
دلالت کلی بر ہلاک نکند اگر فرمائی طبیبے را بخوانیم تا معالجت کند دیده بر کرد
ہو مگر وہ موت پر پوری دلالت نہیں کرتا ہے اگر تو کہے تو ہم کسی حکیم کو بلائیں کہ علاج کرے اسنے
و بخندید و گفت

مثنوی

نظر اٹھائی ہنسا اور کہا

دست بر هم زند طبیب ظریف
ہوشیار طبیب ہاتھ ملتا رہجاتا ہے
چون خرف بیند او فتاده حریف
جب اپنے بہت بڈھے دوست کو بیمار پڑا ہوا دیکھتا ہے

خواجه در بند نقش ایوان ست
مالک۔ مکان پر نقش و نگار بنوانے کے غم میں ہے
خانه از پای بست ویران ست
اور گھر کی نیو گر رہی ہے

پیرمردے بنزع می نالید
ایک بڈھا جانکنی کی حالت میں رو رہا تھا
پیرزن صندلش همی مالید
اور ایک بڑھیا اسکے صندل مل رہی تھی

چون مخبط شد اعتدال مزاج
جب مزاج کا اعتدال جاتا رہا
نه عزیمت اثر کند نه علاج
نہ منتر اثر کرتا ہے اور نہ علاج

حکایت پیری را حکایت کنند که دختری خواسته بود و حجره بگل آراسته
ایک بڈھے کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان لڑکی سے شادی کی تھی اور مکان کو مٹی سے
و بخلوت با او نشسته و دیده و دل در و بسته شبهای دراز نخفتی و بذله ها و
لیوایا پتوایا تھا اور خلوت میں اسکے پاس بیٹھا تھا اور آنکھیں اور دل اسمیں لگائے ہوئے تھا لمبی راتوں میں سوتا نہ تھا اور مزے
لطیفه ها گفتے باشد که وحشت و نفرت نگیرد و موانست پذیرد و از آن جمله
کی باتیں اور چٹکلے کہتا تھا کہ ممکن ہے وحشت اور نفرت نہ ہو جائے اور دوستی قبول کرے انھیں راتوں میں سے ایک رات کو
شبے می گفت بخت بلندت یار بود و چشم دولت بیدار که بصحبت پیری
کہا تھا تیرا بلند نصیب یاور تھا اور دولت کی آنکھ کھلی ہوئی تھی کہ تو ایک بڈھے کے پلّے پڑی

فتادی پختہ پروردہ جہان دیدہ سرد و گرم کشیدہ نیک و بد آزمودہ کہ حقوق
جو بجا بوڑھا زمانے کو دیکھے ہوئے گرم و سرد کا تجربہ کیے ہوئے ہے اچھے بُرے کو آزمائے ہوئے ہے کہ صحبت
صحبت بداند و شرط مودت بجا آورد مشفق مہربان خوش طبع شیرین زبان۔
کے حقوق کو جانتا ہے اور محبت کی شرط بجا لاتا ہے شفقت کرنیوالا مہربان ہر اچھی طبیعت والا اور خوش بیان ہے

مثنوی

تا توانم دلت بدست آرم ‏ ‏ ور بیازاریم نیازارم
جب تک مجھ سے ہو سکے گا تیری دل جوئی کروں گا ‏ ‏ اور جو تو مجھے ستائے گی تو میں نہ ستاؤں گا
ور چو طوطی بود شکر خورشت ‏ ‏ جان شیرین فدای پرورشت
اور اگر طوطی کی طرح شکر تیری خوراک ہو گی ‏ ‏ تو جان شیرین تیری پرورش میں صرف کر دوں گا

نہ گرفتار آمدی بدست جوانے معجب خیرہ رائی ستیزہ روئے سبکپائی کہ
تو کسی مغرور خودرائے بیعقل لڑاک بدعقل تندمزاج تیز دوڑنے والے جوان کے پلے
ہر دم ہوسی پزد و ہر لحظہ رائے زند و ہر شب جائے خسپد و ہر روز یارے گیرد
نہ پڑی کہ ہر وقت ایک نئی آرزو کرتا ہے اور ہر لحظہ ایک رائے دیتا ہے اور ہر رات کو ایک نئی جگہ سوتا ہے ہر روز نیا معشوق رکھتا ہے

قطعہ

جوانان خرمند و خوب رخسار ‏ ‏ ولیکن در وفا با کس نپایند
جوان اچھے ہیں اور اچھے رخسار والے ہیں ‏ ‏ مگر وفا میں کسی کے ساتھ نہیں ٹھہرتے
وفاداری مدار از بلبلان چشم ‏ ‏ کہ ہر دم بر گلے دیگر سرایند
بلبل جشموں سے وفاداری کی امید نہ رکھ ‏ ‏ کہ ہر دم ایک دوسرے پھول پر نغمہ سرائی کرتے ہیں

اما طائفہ پیران کہ بعقل و ادب زندگانی کنند نہ بمقتضائے جہل و جوانے
لیکن بڈھوں کا گروہ کہ عقل و ادب کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں نہ کہ جہالت اور جوانی کے تقاضے کے موافق

فرد
ز خود بہتری جوی و فرصت شمار ‏ ‏ کہ با چون خودی گم کنی روزگار
اپنے آپ سے بہتر کی تلاش کر اور غنیمت سمجھ ‏ ‏ کہ اپنے برابر والے کے ساتھ تو گمراہ ہو جائے گا

گفت چندان برین نمط بگفتم کہ گمان بردم کہ دلش در قید من آمد و صید من

بدعا کہنا ہو کہ اتنی باتین اس طریقہ کی مین نے کہین کہ مجھے خیال ہوا کہ اس کا دل میری قید مین گرفتار ہو گیا اور وہ میری

شد ناگہ نفسی سرد از دل پر درد بر آورد و گفت چندین سخن کہ بگفتی در

شکار ہو گئی یکایک ایک ٹھنڈی سانس درد مند دل سے کھینچی اور بولی جتنی باتین تو نے بیان کین

ترازوی عقل من وزن آن یک سخن ندارد کہ وقتی از قابلہ خویش شنیدہ ام

میری عقل کی ترازو مین اُن مین سے ایک بات کا بھی وزن نہین کہ ایک وقت مینے اپنی دائی سے سنا

کہ گفت زن جوان را اگر تیرے در پہلو نشیند بہ از آنکہ پیرے شعر

ہے کہ اُسنے کہا کہ جوان عورت کے پہلو مین اگر تیر لگ جائے تو اس سے بہتر ہے کہ کوئی بڈھا پہلو مین بیٹھے

لَمَّا رَأَتْ بَیْنَ یَدَیْ بَعْلِهَا
جب کہ دیکھے عورت اپنے شوہر کے سامنے

شَیْئًا کَأَرْخٰی شَفَةِ الصَّائِمِ
ایک چیز روزہ دار کے لٹکے ہوئے ہونٹ کی طرح

تَقُوْلُ هٰذَا مَعَهٗ مَیِّتٌ
کہتی ہے یہ اُسکی ساتھ میت ہے

وَاِنَّمَا الرُّقْیَةُ لِلنَّائِمِ
اور سوائے اسکے نہین کہ منتر سونے والے کے لئے ہے

رباعی

زن کز بر مرد بی رضا برخیزد
عورت کہ مرد کی بغل سے بغیر خوش ہوئے اُٹھے

بس فتنہ و جنگ از ان سرا برخیزد
اس گھر میں بہت فتنہ اور لڑائی ہوگی

پیری کہ ز جای خویش نتواند خاست
وہ بڈھا جو کہ اپنی جگہ سے نہ اُٹھ سکے

الا بعصا کیش عصا برخیزد
مگر صرف لاٹھی سے اسکا عضو کب استادہ ہوگا

فی الجملہ امکان موافقت نبود بمفارقت انجامید چون مدت عدت بر آمد

حاصل کلام یہ کہ موافقت ممکن نہ تھی طلاق پر نوبت پہنچی جب عدت کا زمانہ گزر گیا۔ اس کا

عقد نکاحش بستند با جوانے تند ترش روے تہی دست بدخوی جور و جفا

نکاح ایک غصہ ور بدخو ترش رو مفلس جوان کے ساتھ کر دیا وہ عورت ظلم اور

کشیدی و رنج و عنا دیدے و شکر نعمت حق ہمچنان گفتی الحمد للہ کہ از ان

ایذا اور رنج اور سختی اٹھاتی تھی پھر بھی خدا کی نعمت کا شکر اسی طرح ادا کرتی کہ خدا کا شکر ہے کہ اس

عذاب الیم برہیدم و بدین نعیم مقیم برسیدم

سخت عذاب سے چھوٹ گئی اور ان مستقل نعمتون پر فائز ہوئی

قطعہ روی زیبا و جامۂ دیبا | صندل و عود و رنگ و بوی و ہوس

خوب صورت چہرہ اور دیبا کے کپڑے | صندل اور اگر اور رنگ و بو اور حرص و ہوس

این ہمہ زینت زنان باشد | مرد را کیر و خایہ زینت بس

یہ ساری عورتوں کی زینتیں ہوتی ہیں | مرد کے لئے اس کی مردانگی کی قوت کافی ہے

فرد با این ہمہ جور و تند خوئی | نازت بکشم کہ خوبروئی

باوجود اس تمام ظلم اور ترش روئی کے | میں تیرا ناز اٹھاؤں گا کہ تو خوب صورت ہے

قطعہ با تو مرا سوختن اندر عذاب | بہ کہ شدن با دگری در بہشت

تیرے ساتھ مجھے دوزخ میں جلنا | اس سے بہتر ہے کہ دوسرے کے ساتھ بہشت میں جاؤں

بوے پیاز از دہن خوبروی | بہ حقیقت کہ گل از دست زشت

خوب صورت کے منہ سے پیاز کی بو | درحقیقت اس سے بہتر ہے کہ بدصورت کے ہاتھ سے پھول لے

حکایت

مہمان پیری بودم در دیار بکر[1] کہ مال فراوان داشت
میں دیار بکر میں ایک بڈھے کا مہمان تھا جو بہت سے مال کا مالک تھا
و فرزندی خوبروی شبی حکایت کرد کہ مرا در عمر خویش بجز این فرزند
اور ایک خوب صورت لڑکے کا باپ تھا۔ ایک رات کو قصہ بیان کرنے لگا کہ میرے عمر بھر میں سوائے اس لڑکے
نبودہ است درختی درین وادی زیارتگاہ است کہ مردمان بحاجت
کے اولاد پیدا نہیں ہوئی اس جنگل میں ایک درخت زیارت کی جگہ ہے کہ لوگ اپنی مرادیں مانگنے
خواستن آنجا روند و شبہا دراز در پای آن درخت بخدا نالیدہ ام
وہاں جاتے ہیں بہت سی لمبی لمبی راتوں میں میں اس درخت کے نیچے گڑگڑایا ہوں اور خدا سے دعا مانگی ہے جب
تا مرا این فرزند بخشیدہ است شنیدم کہ پسر با رفیقان آہستہ می گفت
مجھے خدا نے یہ لڑکا دیا ہے میں نے سنا کہ لڑکا چپکے چپکے اپنے دوستوں سے کہہ رہا تھا
چہ بودی اگر من آن درخت را بدانستمی کہ کجاست تا دعا کردمی کہ پدرم
کیا اچھا ہوتا اگر مجھے اس درخت کی خبر ہوتی کہ وہ کہاں ہے تو میں دعا مانگتا کہ میرا باپ مر جائے
بمیرد حکمت خواجہ شادی کنان کہ فرزندم عاقل است و پسر طعنہ زنان
باپ خوشی کر رہا ہے کہ میرا بیٹا عقلمند ہے اور بیٹا طعنے دے رہا ہے کہ

[1] دیار بکر ایک شہر کا نام جو روم اور عراق عرب کے درمیان واقع ہے ۱۲ بندہ الباری آسی

قطعہ که پدرم فرتوت ست
میرا باپ بڈھا زیادہ ہوگیا اور عقل جاتی رہی ہے

سالہا بر تو بگذرد که گذار
برسوں گزر جاتے ہیں کہ تو
تو بجای پدر چه کردی خیر
تونے اپنے باپ کے ساتھ کیا نیکی کی ہے

نکنی سوی تربتِ پدرت
اپنے باپ کی قبر پر نہیں جاتا ہے
تا همان چشم داری از پسرت
کہ اُسی نیکی کی اپنے بیٹے سے اُمید لگائے ہوئے ہے

حکایت روزی بغرور جوانی سخت رانده بودم و شبانگه بپای
ایک روز جوانی کے غرور میں تیز دوڑا تھا اور رات کے وقت ایک
گریوه ست مانده پیرمردی ضعیف از پس کاروان همی آمد گفت چه
بند پشتہ کے نیچے تھک کر سست پڑا تھا ایک ضعیف بڈھا قافلہ کے پیچھے آرہا تھا اُسنے کہا
خسپی که نه جای خفتن ست گفتم چون روم که نه پای رفتن ست گفت این
کیا پڑا سو رہا ہے کیونکہ یہ سونے کی جگہ نہیں ہے میں نے کہا چلوں کیسے کہ چلنے کی طاقت نہیں ہے
نشنیدی که صاحبدلان گفته اند رفتن و نشستن به که دویدن و گسستن
کہا تونے یہ نہیں سنا ہو کہ عقلمندوں نے کہا ہے چلنا اور چلکر بیٹھنا بہتر ہے کہ دوڑنا اور سفر کو ختم کر دینا۔

قطعہ ای که مشتاق منزلی مشتاب
اے وہ شخص کہ تو منزل کا آرزو مند ہے دوڑ کر چل
اسپ تازی دو تگ رود بشتاب
عربی گھوڑا تیز تھوڑی دور چلتا ہے

پند من کار بند و صبر آموز
میری نصیحت مان اور صبر سیکھ
اشتر آهسته میرود شب و روز
اونٹ آہستہ آہستہ رات دن چلا کرتا ہے

حکایت جوانی چست لطیف خندان شیرین زبان در حلقهٔ عشرت
ایک جوان چست و چالاک لطیفہ گو ہنسنے والا شیرین زبان ہماری عیش و عشرت کی محفل
ما بود که در دلش از هیچ نوع غم نیامدے و لب از خنده فراهم روزگارے
میں شریک تھا کہ اُسکے دل میں کسی طرح کا غم نہیں آتا تھا اور ہونٹ ہنسی سے نہ رُکتے تھے ایک زمانہ
برآمد که اتفاق ملاقات نیفتاد و بعد از آن دیدمش زن خواسته و فرزند
ہوگیا کہ ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا اسکے بعد میں نے اسکو دیکھا شادی کر لی تھی بال بچے پیدا ہو گئے تھے

خاستہ و بیخ نشاطش بریدہ و گل رویش پژمریدہ پرسیدمش چگونہ و چہ حالت

اور اس کی خوشی کی جڑ کٹ گئی تھی اور اسکے چہرے کا پھول مرجھا گیا تھا مین نے اس سے پوچھا تو کیسا ہے

ست گفت تا کودکان بیاوردم دگر کودکی نکردم

شعر

اور تیرا کیا حال ہے کہا جب سے بچے پیدا ہوئے اسوقت سے مین نے بچپن کی باتین نہین کین

مَاذَا الصِّبَیٰ وَالشَّیْبُ غَیَّرَ لِمَّتِی
کہان ہے بچپن کا زمانہ حالانکہ بڑھاپے نے میرے سر کے بال سفید کر دئے

وَکَفَی بِتَغْیِیرِ الزَّمَانِ نَذِیرًا
اور زمانے کا انقلاب بڑا غیرت دلانے والا ہے اور کافی ہے

فرد

چون پیر شدے ز کودکی دست بدار
جب تو بڈھا ہو گیا تو بچپن کی باتین چھوڑ دے

بازی و ظرافت بجوانان بگذار
کھیل کود اور ہنسی ٹھٹھا جوان کے لئے چھوڑ دے

مثنوی

طرب نوجوان ز پیر مجوے
نوجوان کی خوشی بڈھے آدمی مین [illegible]

کہ دگر ناید آب رفتہ بجوے
کہ ندی کا گیا ہوا پانی پھر ندی مین نہین آتا

زرع را چون رسید وقت درو
کھیتی کا جب کٹنے کا وقت آجاتا ہے

نخرامد چنانکہ سبزۂ نو
تو وہ سرسبز نو رسیدہ سبزے کی طرح لہراتی نہین

قطعہ

دور جوانی بشد از دست من
جوانی کا دور میرے ہاتھ سے نکل گیا

آہ و دریغ آن زمن دل فروز
ہائے افسوس وہ دل روشن کرنے والا وقت

قوت سرپنجۂ شیری برفت
شیر کے پنجہ کی سی قوت جاتی رہی

راضیم[1] اکنون بہ پنیرے چو یوز
اب مین تیندوے کی طرح تھوڑے سے پنیر پر راضی ہون

پیرزنی موے سیہ کردہ بود
ایک بڑھیا نے خضاب لگا کے بال کالے کئے تھے

گفتمش ای مامک دیرینہ روز
مینے اس سے کہا کہ اے پرانی بڑھیا امان

موی بہ تلبیس سیہ کردہ گیر
مکاری کرکے بال کالے کرلے

راست نخواہد شدن این پشت کوز
مگر یہ ٹیڑھی پیٹھ سیدھی نہین ہوسکتی

[1] راضیم اکنون یعنی جب تیندوے یا چیتے کا شکار ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو وہ بہت غضبناک ہوتا ہے۔ تو اسکو پنیر کھلاتے ہیں کہ اسکو چاٹے اسکا غصہ جاتا رہتا ہے ۱۲۔ عبد الباری آسی

حکایت

وقتی بجہل جوانی بانگ بر مادر زدم دل آزردہ بکنجی نشست
ایک دفعہ جوانی کی جہالت میں میں نے والدہ کو ڈانٹ دیا رنجیدہ ہو کر ایک گوشہ میں
و گریان ہمیگفت مگر خردی فراموش کردی کہ درشتی می کنی
بیٹھ گئیں اور رو کر کہہ رہی تھیں کہ شاید تو اپنا بچپن بھول گیا کہ سختی کر رہا ہے۔

قطعہ

چہ خوش گفت زالی بفرزند خویش
ایک بڑھیا نے اپنے لڑکے سے کیا اچھی بات کہی ہے
چو دیدش پلنگ افگن و پیلتن
جب اسکو نہایت زوردار اور قوی دیکھا
گر از عہد خردیت یاد آمدے
جو تجھے اپنا بچپن کا زمانہ یاد آتا
کہ بیچارہ بودی در آغوش من
جب کہ تو میری گود میں ناچار پڑا تھا
نکردی درین روز بر من جفا
تو آج کے دن مجھ پر ظلم نہ کرتا
کہ تو شیر مردی و من پیرزن
کہ تو طاقتور ہے اور میں بڑھیا ہوں

حکایت

توانگری بخیل را پسرے رنجور بود نیک خواہان گفتندش
ایک بخیل دولتمند کا ایک لڑکا بیمار تھا اسکے خیر خواہوں نے اسکو صلاح دی
کہ ختم قرآنے[1] کنی ازبہر وے یا بذل قربانی لختے باندیشہ فرو رفت و گفت
کہ یا تو اسکے لئے قرآن کا ایک ختم کیا جائے اور یا کوئی قربانی کی جائے کچھ دیر سوچتا رہا اور بولا
ختم مصحف اولی ترست کہ گلہ دور[2] ست صاحبدلے بشنید گفت ختمش
قرآن شریف ختم کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ گلہ دور ہے ایک خوش طبع نے سنا اور کہا ختم قرآن
بعلت آن اختیار آمد کہ قرآن بر سر زبان ست و زر در میان[3] جان
اس کو اس سبب سے پسند آیا کہ قرآن تو زبان کی نوک پر ہے اور روپیہ جان میں گڑا ہوا ہے

مثنوی

دریغا[4] گردن طاعت نہادن
ہائے افسوس اطاعت کے لئے گردن جھکانی
گرش ہمراہ بودی دست دادن
اگر اسکے ساتھ بخشش کا ہاتھ بھی شامل ہوتا

سلہ ختم قرآن - یعنی ایک قرآن شریف پڑھ کر اسکو بخشا جائے۔ ۲ے گلہ دور ست - یعنی گلہ دور دراز مقام پر ہے وہاں سے بکریاں وغیرہ قربانی کے لئے آنا دشوار ہیں۔ قربانی دہ کر خدا کے نام پر صدقہ کے طور پر کسی جانور کو ذبح کیا جائے ۱۲
۳ے یعنی قربانی کرنے میں تو گرہ سے روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ ۴ے یعنی بڑی مشکل پڑجاتی اگر عبادت کیساتھ کچھ نقد دینے کی بھی شرط ہوتی ۱۲

بدیناری چو خر در گل بمانند
ایک دینار کے لیے گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس جاتے ہیں

ور الحمدی بخواہی صد بخوانند
اور اگر تو الحمد کے لئے کہے تو سو مرتبہ پڑھ لیں گے

حکایت پیر مردی را گفتند چرا زن نکنی گفت با پیر زنانم الفت نیست

ایک بڈھے سے لوگوں نے کہا کہ تو شادی کیوں نہیں کرتا اُس نے کہا کہ بڑھیوں سے مجھے دلچسپی نہیں

پس آنرا کہ جوان باشد با من کہ پیرم دوستی چگونہ صورت بندد شعر

پھر اسکی جو کہ جوان ہوگی مجھ سے کہ میں بڈھا ہوں دوستی کیونکر نبھے گی۔

پیر ہفتاد سالہ جُنّی مکنہ
اے ستر برس کے بڈھے جوانی نہ کر

کور مقری بخوابی چشم روشن
اندھا مادرزاد خواب میں بھی آنکھ روشن نہیں دیکھتا

زور باید نہ زر کہ بانو را
زور چاہیئے نہ کہ زر کہ عورت کو

گزری[1] دوست تر کہ دہ من گوشت
دس من گوشت سے ایک گز زیادہ پسند ہے

حکایت منظومہ

حکایت نظم

شنیدہ ام کہ درین روزہا کہن پیری
میں نے سنا ہے کہ اس زمانہ میں ایک پُرانے بڈھے نے

خیال بست بہ پیرانہ سر کہ گیرد جفت
بڑھاپے میں خیال کیا کہ شادی کرنا چاہیئے

بخواست دختر کی خوبروی گوہر نام
ایک خوبصورت نوجوان گوہر نامے لڑکی سے عقد کر لیا

چو درج گوہرش از چشم مردمان بنہفت
اور موتیوں کے ڈبے کی طرح اُسے لوگوں کی نظر سے چھپایا

چنانکہ رسم عروسی بود تمنا کرد
جیسا کہ دولہا دلہن کی رسم ہوتی ہے وہ خواہش کی

ولی بحملۂ اول عصای شیخ بخفت
مگر پہلے ہی حملہ میں بڈھے میاں کی لاٹھی نہ اُٹھ سکی

کمان کشید و نزد بر ہدف کہ نتوان دوخت
کمان کھینچی اور نشانہ پر تیر نہ لگا یا کیونکہ

مگر بسوزن فولاد جامہ ہنگفت
سوائے فولاد کی سوئی کے سخت کپڑا سیا نہیں جا سکتا

بدوستان گلہ آغاز کرد و حجت ساخت
دوستوں سے گلہ شروع کیا اور حجت کی

کہ خان و مان من این شوخ دیدہ پاک برفت
کہ میرے گھر بار کو اس بے حیا نے بدنام تباہ کر دیا

[1] گزر سے مراد عضو مخصوص ۱۲

عبدالباری آسی

میان شوہر و زن جنگ و فتنہ خاست چنان
میان بیوی میں جنگ اور فتنہ پیدا ہوا اور یہان تک ہوا
بس از ملامت و شنعت گناہ دختر نیست
خبر دور ملامت اور برائی کر لڑکی کی خطا نہین

کہ سر بشحنہ و قاضی کشید و سعدی گفت
کہ قاضی اور کوتوال تک نوبت پہنچی اور سعدی نے کہا
ترا کہ دست بلرزد گہر چہ دانی سفت
تیرا ہاتھ کانپتا ہے تو تو موتی کیا برو سکتا ہے

باب ہفتم در تاثیر تربیت

حکایت یکی را از وزرا پسرے کودن بود پیش دانشمندی فرستاد
ایک وزیر کا ایک لڑکا بے عقل تھا اسنے ایک عقلمند کے پاس بھیجا
کہ مر این را تربیتے کن مگر عاقل شود روزگارے تعلیم کرد و مؤثر نبود پیش
کہ اس کو تعلیم دیجیے شاید عقلمند ہو جاے ایک مدت تک تعلیم دی کوئی فائدہ نہ ہوا تو اسے
پدرش فرستاد کہ این عاقل نمیشود و مرا دیوانہ کرد **قطعہ**
اسکے باپ کے پاس بھیجدیا کہ یہ تو عقلمند نہین ہوتا اور مجھے پاگل کردیا

ہیچ صیقل نکو نداند کرد
کوئی شخص اچھی صیقل نہین کرسکتا
چون بود اصل جوہری قابل
جب کہ کسی کی ذات مین جوہر قابل ہوگا
سگ بدریای ہفتگانہ بشوی
کتے کو ساتون دریا مین دھویئے

آہنے را کہ بد گہر باشد
اس لوہے پر جس کی ذات بری ہوتی ہے
تربیت را درو اثر باشد
تو تعلیم کا اسپر اثر پڑے گا
چونکہ تر گشت پلید تر باشد
جتنا کہ بھیگے گا اور ناپاک ہوگا

لہ اس تمام حکایت مین جا بجا استعارے استعمال کیے گئے ہین لہذا غور کرنا اور صحیح معنی کو تلاش کرنا چاہیے ۱۲ ۲ یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ کسی صیقل سے وہ جلا نہین پاسکتا ۱۲ ۳ جوہر قابل یعنے قبول کرنے والا جوہر کہ جو کچھ استاد بتائے اس کو یاد رکھ سکے ۱۲ ۴ دریائے ہفتگانہ سے مراد غالباً سات سمندر ہین بعض شارحین نے یہ معنے لیے ہین کہ کتے کو اگر سات مرتبہ بھی دھویا جائے۔ مگر یہ معنے کچھ زیادہ لطیف نہین ہین سات دریا یہ ہین۔ (۱) دریائے اخضر (۲) دریائے عمان (۳) دریائے قلزم (۴) دریائے بربر (۵) دریائے اوقیانوس (۶) دریائے قسطنطینہ (۷) دریائے اسود جسکو دریائے ازرق بھی کہتے ہین ۱۲۔
عبد الباری آسی

خر عیسیٰ گرش بمکہ برند
عیسیٰ کے گدھے کو اگر مکے لے جائیں

چون بیاید ہنوز خر باشد
جب وہ واپس آئے گا تو وہی گدھے کا گدھاہے گا

حکایت حکیمے پسران را پند ہمی داد کہ ای جانان پدر ہنر آموزید کہ
ایک عقلمند لڑکوں کو نصیحت کر رہا تھا کہ اے باپ کے پیارو ہنر سیکھو کیونکہ
ملک و دولت دنیا اعتماد را نشاید و سیم و زر در محل خطر است یا دزد بیکبار
ملک اور دنیا کی دولت بھروسا کرنیکے قابل نہین ہے اور چاندی سونا ہر وقت خطرہ میں ہے یا چور
بردیا خواجہ بتفاریق بخورد اما ہنر چشمۂ زایندہ است و دولت پایندہ اگر ہنرمند
ایک ہی دفعہ مین لیجاے اور یا خود مالک تھوڑا تھوڑا کرکے کھا جاوے مگر ہنر ایک ابلنے والا چشمہ ہے اور مستقل دولت ہے اگر
از دولت بیفتد غم نباشد کہ ہنر در نفس خود دولت ست ہر کجا کہ رود
ہنر والا دولتمند نہ رہے تو کوئی پروا نہیں کیونکہ ہنر اپنی جگہ پر آپ دولت ہے جہان کہیں جائے گا

شعر قدر بیند و صدر نشیند و بی ہنر لقمہ چیند و سختی بیند
قدر ہوگی اور بلند جگہ پر بیٹھے اور بے ہنر لقمہ جمع کر یگا اور سختی اٹھائیگا۔

سخت ست پس از جاہ تحکم بردن
مرتبہ کے بعد حکم کا برداشت کرنا بہت دشوار ہے

خو کردہ بناز جور مردم بردن
ناز کی عادت ڈال کے آدمیون کا ظلم اٹھانا

قطعہ وقتی افتاد فتنۂ در شام
ایک مرتبہ شام کے ملک میں ایک فتنہ برپا ہو گیا

ہر کس از گوشۂ فرا رفتند
جسکا جہان موقع لگا اس گوشہ میں چھپ گیا

روستا زادگان دانشمند
دہقانوں کے عقلمند لڑکے

بوزیری پادشا رفتند
بادشاہ کی وزیری کے عہدے پر پہنچے

پسران وزیر ناقص عقل
اور وزیر کے بیوقوف لڑکے

بگدائی بروستا رفتند
بھیک مانگنے دہقانون کے یہاں گئے

حکایت یکی از فضلا تعلیم ملک زادہ ہمی کردی و ضرب بیحابا زدی
فاضلوں میں سے ایک فاضل ایک بادشاہ کے لڑکے کا اتالیق تھا اور بے تحاشا مار مارتا

لہ خر عیسے - چونکہ حضرت عیسے علیہ السلام ہمیشہ سیاحت فرماتے تھے لہذا ایک دراز گوش اپنی سواری میں رکھتے تھے ۱۲ ٢ہ لقمہ جمع کرے یعنی بھیک مانگتا پھرے ۱۲
عبد الباری آسی

وزجر بیقیاس کردی باری پسر از بیطاقتی شکایت پیش پدر برد و جامه از تن
تھا اور بہت جھڑکتا تھا ایک بار بیطاقت ہوکر لڑکا باپ کے پاس شکایت کرنے گیا اور دردمند جسم سے
دردمند بر داشت پدر را دل بہم بر آمد اُستاد را بخواند و گفت پسران رعیت
کپڑے اُٹھاکر باپ کو دکھائے باپ کا دل بھر آیا استاد کو بلایا اور کہا رعایا کے بچوں کو تو اتنا جھڑکنا
را چندان زجر و امیداری که فرزندم را سبب چیست گفت سبب آنکه
ضروری نہیں سمجھتا جتنا کہ میرے بچے کو اس کا سبب کیا ہے کہا سبب یہ ہے کہ
سخن اندیشیده گفتن و حرکت پسندیده کردن همه خلق را علی العموم باید و
سوچ کر بات کہنا اور اچھے کام کرنا تمام مخلوق کو عام طریقہ سے ضروری ہے اور بادشاہوں کو
پادشاهان را علی الخصوص بموجب آنکه بر دست و زبان ایشان هرچه رود
خاص کر اس سبب سے کہ اُن کے ہاتھ اور زبان سے جو کام ہوگا وہ مشہور ہو جائیگا
هر آئینه بافواه بگویند و قول و فعل عوام را چندان اعتباری نباشد
اور عام لوگوں کے قول و فعل کا ایسا کچھ زیادہ اعتبار نہیں ہے

قطعه

اگر صد عیب دارد مرد درویش
اگر ایک غریب آدمی میں سو عیب موجود ہیں
رفیقانش یکے از صد ندانند
اُسکے رفیق سو میں سے ایک بھی نجانینگے

وگر یک ناپسند آید ز سلطان
اور اگر ایک بُری حرکت بادشاہ سے سرزد ہو
ز اقلیمے باقلیمے رسانند
تو ایک ملک سے دوسرے ملک میں خبر پہنچا دینگے

پس واجب آمد معلم پادشاه زاده را در تهذیب اخلاق خداوند زادگان
تو بادشاہ زادے کے اتالیق کے لئے ضروری ہوا مالکوں کے بچوں کی عادت کا کہ
اَنۡبَتَهُمُ اللّٰهُ نَبَاتًا حَسَنًا اجتهاد از آن بیش کردن که در حق ابنائے عوام
خدا ان کو بہترین طور سے بڑھاوے اور کوشش اس سے زیادہ کرنا جتنا کہ عام آدمیوں کے لڑکوں کے لئے کیجائے

قطعه

هر که در خردیش ادب نکنی
جسکو تو بچپن میں ادب نہ سکھائیگا
در بزرگی فلاح[ا] از و برخاست
بڑے ہوکر نیکی اس سے زایل ہوجائے گی

[ا] فلاح کے معنے رستگاری - اور چھوٹنا ۱۲ عبد الباری آسی

فرد

چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ	نشود خشک جز بآتش راست
گیلی لکڑی تو جیسے چاہے موڑ لے	سوکھی سوائے آگ کے سیدھی نہ ہوگی
ہر آن طفل کو جور آموزگار [1]	نہ بیند جفا بیند از روزگار [2]
وہ بچہ جو سکھانے والے کا ظلم	نہ سہے گا وہ زمانے کی جفائیں برداشت کریگا

ملک را حسن تدبیر فقیہ و تقریر جواب او موافق آمد خلعت و نعمت بخشید و

بادشاہ کو عالم کی اچھی تدبیر اور اُسکے جواب کی تقریر اچھی معلوم ہوئی خلعت اور نعمت بخشی اور

پایۂ منصب بلند گردانید

اسکا رتبہ اور عہدہ بڑھا دیا

حکایت معلم کتابی را دیدم در دیار مغرب ترش روی و تلخ گفتار

میں نے ایک مکتب کے ملاں کو دیکھا ملک مغرب میں چڑچڑا اور سخت گفتگو کرنیوالا

بدخوی و مردم آزار گدا طبع و ناپرہیزگار کہ عیش مسلمانان بدیدن او تبہ گشتی

بدعادت آدمیوں کو ستانے والا گداگر طبیعت خائن کہ مسلمانوں کا عیش اُسکے دیکھنے سے تباہ ہو جاتا

و خواندن قرآنش دل مردم سیہ کردی و جمعی پسران پاکیزہ و دختران دوشیزہ

اور اسکی قرآن خوانی آدمیوں کے دل کو سیاہ کرتی اور ایک جماعت پاکیزہ لڑکوں اور کنواری لڑکیوں کی اُسکے

بدست جفای او گرفتار نہ زہرۂ خندہ نہ یارای گفتار گہ عارض سیمین یکی را

ظلم کے ہاتھ میں پھنسی ہوئی تھی نہ طاقت ہنسی کی نہ قوت بات کرنے کی کبھی ایک کے گورے گال پر طمانچہ مارتا

تپانچہ زدی و گاہ ساق بلورین یکی را شکنجہ کردی القصہ شنیدم کہ طرفی از

اور کبھی ایک کی گوری پنڈلی کو شکنجہ میں کھینچ دیتا قصہ کوتاہ میں نے سنا ہے کہ تھوڑی سی اُسکے

خیانت نفس او معلوم کردند و بزدندش و براندند پس آنگہ مکتب وی

نفس کی خیانت کا حال معلوم کیا اور لوگوں نے اس کو مارا اور بھگا دیا اسکے بعد اس مکتب کو ایک نیک

بمصلحی دادند پارسای سلیمی نیکمردی حکیمی کہ سخن جز بحکم ضرورت نگفتی و

آدمی کی سپرد کر دیا وہ شخص پارسا سلامت رو نیک آدمی عقلمند تھا کہ سوائے ضرورت کے بات نہیں کہتا اور

---

[1] مطلب یہ ہے کہ بچپن کا زمانہ ہی تعلیم کے لئے موزون ہے ۱۲

[2] یعنے وہ بے ادب رہنے کی وجہ سے زمانے کی طرح طرح کی سختیاں سہے گا کیونکہ بے تمیز اور بے ہنر ہو گا ۱۲

موجب آزار کس بر زبانش نرفتی کودکان را ہیبت اُستاد نخستین از سر برفت
کسی کو دکھ دینے کی بات اسکی زبان پر نہ آتی تھی بچوں کے دل سے پہلے استاد کا ڈر نکل گیا اور دوسرے

و معلم دومی را اخلاق مَلَکی دیدند دیو یک یک شدند باعتماد حلم او علم فراموش
استاد کی عادات فرشتوں کی سی دیکھ ایک ایک شیطان ہوگیا اور اس کی بردباری کا اعتبار کرتے ہوئے علم کو

کردند و ہمچنین اغلب اوقات ببازیچہ فراہم نشستندی و لوح درست ناکردہ
بھول گئے اور اسیطرح اکثر اوقات کھیل کے لئے جمع ہو کر بیٹھتے اور بغیر تختی لکھے ہوئے ایک دوسرے

بر سر ہم شکستندے

کے سر پر توڑتے

بیت

اُستاد و معلم چو بود بے آزار	خرسک بازند کودکان در بازار
استاد اور معلم جب بے آزار ہوگا	تو لڑکے بازار میں خرسک کھیلیں گے

بعد از دو ہفتہ بران مسجد گذر کردم معلم اولین را دیدم کہ دل خوش کردہ
دو ہفتہ کے بعد میں اس مسجد کی طرف سے گزرا تو پہلے میانجی کو دیکھا کہ اس کو راضی کیا تھا

بودند و بمقام خویش باز آوردہ برنجیدم و لاحول گفتم کہ دیگر بارہ ابلیس
اور اپنی جگہ پر پھر مقرر کیا تھا مجھے رنج ہوا اور میں نے لاحول پڑھی کہ دوسری دفعہ

را معلم ملائکہ چرا کردند پیر مردے ظریف جہاندیدہ بشنید بخندید و گفت
شیطان کو فرشتوں کا معلم کیوں بنا دیا ایک بڈھے خوشمزاج اور تجربہ کار نے یہ بات سنی ہنسا اور بولا

مثنوی

بادشاہی پسر بمکتب داد	لوح سیمینش در کنار نہاد
ایک بادشاہ نے اپنے بچے کو مکتب میں بٹھایا	اور ایک چاندی کی تختی اسکی بغل میں دبائی
بر سر لوح او نوشتہ بزر	جور اُستاد بہ ز مہر پدر
اور اسکی تختی کے سرے پر سونے سے لکھا	کہ استاد کا ظلم باپ کی محبت سے اچھا ہے

لہ خرسک ایک کھیل کا نام ہے۔ کہ ایک لکیر کھینچتے ہیں اور ایک لڑکا خط کے درمیان کھڑا ہوتا ہے اور دوسرے لڑکے آکر اس کو مارتے ہیں وہ بھی طرف اپنی ٹانگ اوچھالتا ہے۔ اور پھر جسکے اُس کا پاؤں لگ جاتا ہے۔ وہ اُس کی جگہ کھڑا کر دیا جاتا ہے ۱۲۔
عبد الباری آسی

حکایت

بادشازادۂ را نعمت بیکران از ترکۂ عمان بدست افتاد

ایک بادشاہزادے کو بہت سی دولت چچاؤں کے ترکے میں سے ہاتھ لگی اور

فسق وفجور آغاز کرد و مبذری پیشہ گرفت فی الجملہ نماند از سائر معاصی منکری

بدکاری اور عیاشی شروع کی اور فضول خرچی کا پیشہ اختیار کیا قصہ کوتاہ تمام گناہوں میں سے کوئی بُری بات

کہ نکرد و مسکری کہ نخورد باری بہ نصیحتش گفتم ای فرزند دخل آب روانست

ایسی باقی نہ رہی جو نہ کی اور کوئی نشہ ایسا نہیں رہا جو استعمال نہیں کیا ایکمرتبہ میں نے اُسکو نصیحت کی کہ برخوردار آمدنی چلتے پانی کی طرح ہے

وخرج آسیائے گردان یعنی خرج فراوان کردن مسلم کسے را باشد کہ دخل معین دارد

اور خرچ چلتی ہوئی چکی کی مانند یعنی زیادہ خرچ کرنا اس شخص کے لیے ٹھیک ہے جو کوئی مقررہ آمدنی رکھتا ہو۔

قطعہ

چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن
جب تیری آمدنی نہیں ہے تو خرچ بہت کم کردے

کہ میگویند ملاحان سرودی
کیوں کہ ملاح ایک راگ گایا کرتے ہیں

بکوہستان اگر باران نبارد
کہ پہاڑوں میں اگر پانی نہ برسے

بسالے دجلہ گردد خشک رودے
تو ایک برس میں دجلہ سی ندی سوکھ جائے

عقل وادب پیش گیر ولہو ولعب بگذار کہ چون نعمت سپری شود سختی بری و

عقل اور ادب کا طریقہ اختیار کر اور کھیل کود چھوڑ دے کیونکہ جب دولت ختم ہو جائیگی تو تو سختی

پشیمانی خوری پسر از لذت نای و نوش این سخن در گوش نیاورد و بر قول

اُٹھائیگا اور شرمندہ ہوگا لڑکے نے گانے اور شراب پینے کے مزے کی وجہ سے یہ بات نہیں سنی اور میری بات

من اعتراض کرد و گفت راحت عاجل را بتشویش محنت آجل منغض کردن[1]

پر اعتراض کیا اور جواب دیا موجودہ آرام کو امید کی محنت کی پریشانی سے گدلا کرنا عقلمندوں

خلاف رای خردمندان ست

کی رائے کے خلاف ہے

[1] یعنی کیا موجودہ عیش کو آیندہ کے خلاف سے بین چھوڑ دوں یہ تو کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے ۱۲-

مثنوی خداوندان کام و نیکبختی
دولت مند اور نیک نصیب لوگ
برو شادی کن ای یار دل افروز
جالے یار دل کے روشن کرنیوالے خوش رہ

چرا سختی برند از بیم سختی
تنگدستی کے خیال سے کیوں سختی اٹھائیں
غم فردا نشاید خوردن امروز
کل کا غم آج نہ کھانا چاہیے

فکیف مرا کہ در صدر مروت نشستہ ام و عقد فتوت بستہ و ذکر انعامم در افواہ
پس مجھسے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مروت کی گدی پر بیٹھا ہوں اور جوانمردی کا میں نے عہد کر لیا ہے اور میری بخشش کا ذکر عام
عوام افتادہ **مثنوی**
لوگوں کے زبانوں تک پہنچ چکا ہے

ہر کہ علم شد بسخا و کرم
جو آدمی سخاوت اور بخشش میں مشہور ہو گیا
نام نکوئی چو برون شد بکوی
نیک نام جب کہ گلیوں میں مشہور ہو گیا

بند نشاید کہ نہد بر درم
تو اسکو خزانے کے اوپر مہر نہ لگانی چاہیے
ور نتوانی کہ ببندی بروی
تو یہ ممکن نہیں کہ کسیکے لیے تو دروازہ بند کر دے

دیدم کہ نصیحت نمی پذیرد و دم گرم من در آہن سرد وی اثر نمی کند ترک
میں نے دیکھا کہ نصیحت نہیں مانتا اور میری گرم کی باتیں اسکے ٹھنڈے لوہے میں اثر نہیں کرتیں تو میں نے
مناصحت کردم و روی از مصاحبت بگردانیدم و قول حکما را کار بستم
نصیحت کرنا چھوڑ دیا اور اسکی ہم نشینی سے پرہیز کرنا شروع کیا اور عقلمندوں کے قول پر میں نے عمل کیا
کہ گفتہ اند بَلِّغْ مَا عَلَیْكَ فَاِنْ لَمْ یَقْبَلُوْا مَا عَلَیْكَ
کیونکہ انھوں نے کہا ہے کہ جو بات تیرے ذمہ ہے وہ پہنچا دے پھر اگر قبول نکریں تو تو بری الذمہ ہے

قطعہ گرچہ دانی کہ نشنوند بگوی
اگر تو جانتا ہے کہ سننے والے نہ مانینگے تو
زود باشد کہ خیرہ سر بینی
وہ وقت جلد آئے گا کہ خود سر کو تو دیکھے گا
دست بر دست میزند کہ دریغ
اور وہ ہاتھ مل مل کر افسوس کر رہا ہوگا

ہرچہ دانی تو از نصیحت و پند
جو تجھے نصیحت وغیرہ آتی ہے وہ نہ کہہ
بدو پای اوفتادہ اندر بند
کہ اسکے دونوں پاؤں میں بیڑی ہوگی اور وہ قید میں پڑا ہوگا
نشنیدم حدیث دانشمند
کہ میں نے عقلمند کی بات نہ مانی

تا پس از مدتی آنچه اندیشهٔ من بود از نکبت حالش بصورت بدیدم که پاره
یہان تک کہ ایک مدت کے بعد جو کچھ میرا خیال تھا اسکی بدنصیبی حال سے ویسے ظاہر دیکھا کہ پیوند پر
پاره برہم می دوخت و لقمه لقمه همی اندوخت دلم از ضعف حالش بهم
پیوند لگاتا تھا اور لقمہ لقمہ جمع کرتا تھا میرا دل اسکا پتلا حال دیکھ کر بھر آیا
برآمد و مروت ندیدم درچنان حالی ریش درویش را بملامت خراشیدن
اور یہ بات مجھے اچھی نہ معلوم ہوئی کہ ایسے حال میں فقیرون کے زخم کو ملامت سے اور چھیلون
و نمک پاشیدن پس با خود گفتم

مثنوی

اور نمک چھڑکون لہذا مین نے اپنے دلمیں کہا

حریف سفله در پایان مستی	نیندیشد ز روز تنگدستی
کمینہ ہم نشین مستی کی انتہا مین	مفلسی کے زمانے سے اندیشہ نہین کرتا
درخت اندر بہاران برفشاند	زمستان لاجرم بی برگ ماند
درخت بہار کے زمانے میں پھل بکھیرتا ہے	خواہ نخواہ جاڑون مین بے سامان رہ جاتا ہے

حکایت

پادشاہی پسری را بادیبی داد و گفت تربیتش چنان کن
ایک بادشاہ نے ایک لڑکے کو ایک اتالیق کے سپرد کیا اور کہا کہ اسکو ایسی تعلیم دے
که یکی از فرزندان خود را سالی بروسعی کرد و بجائے نرسید و پسران ادیب
جیسے کسی اپنے لڑکے کو تعلیم دیتے ہین ایک سال تک اسکے اوپر کوشش کی اور اسے کچھ نہ آیا اور اتالیق کے
در فضل و بلاغت منتہی شدند ملک دانشمند را مواخذت کرد و معاتبت فرمود
بیٹے بزرگی اور بلاغت مین کامل ہو گئے بادشاہ نے استاد سے بازپرس کی اور غصہ کیا اور فرمایا کہ
که خلاف کردی و وفا بجا نیاوردی گفت برای خداوند روی زمین
تونے وعدہ خلافی کی اور عہد پورا نہین کیا اسنے عرض کیا کہ اے ملک کے مالک واضح ہو
پوشیده نماند که تربیت یکسانست ولیکن طبائع مختلف

قطعه

کہ تعلیم یکسان ہے لیکن طبیعتین جدا جدا ہیں

گرچه سیم و زر ز سنگ آید همی	در همه سنگی نباشد زر و سیم
اگرچہ چاندی سونا پتھرون ہی سے نکلتا ہے	مگر سب پتھرون میں سونا چاندی نہیں ہوتا

برہمہ عالم ہمے تابد سہیل[1] سہیل تمام دنیا کے اوپر روشنی ڈالتا ہے	جائی انبان میکند جائی ادیم کہین انبان پیدا کرتا ہے اور کہیں ادیم

حکایت یکی را شنیدم از پیران مربی کہ مریدی را ہمی گفت چنانکہ
مربی پیروں میں سے ایک کو مین نے سنا ہے کہ ایک مرید سے کہہ رہا تھا جیسا کہ

تعلق خاطر آدمی زاد ست بروزی اگر بروزی دہ بودے بمقام
انسان کا دل روزی کی طرف لگا رہتا ہے اگر ویسا تعلق روزی دینے والے سے لگا رہتا تو مرتبہ مین فرشتون

از ملائکہ درگذشتی
سے بھی بڑھ جاتا

قطعہ

فراموشت نکرد ایزد دران حال تجھ کو خدا اس حال مین نہین بھولا	کہ بودی نطفۂ مدفون و مدہوش جبکہ تو ایک نطفہ پوشیدہ اور بے ہوش تھا
روانت داد وطبع وعقل وادراک تجھکو جان دی اور طبیعت اور عقل دریافت کرنے کی قوت	جمال ونطق ورای وفکرت وہوش خوبصورتی گویائی اور عقل وفکر اور ہوش دیا
دہ انگشت مرتب کرد برکف تیری دس انگلیان ہاتھ پر بنائین	دو بازویت مرتب ساخت بردوش اور کندھے پر دو بازو تیار کیے
کنون پنداری ای ناچیز ہمت اے تو کم ہمت اب تو یہ خیال کرتا ہے	کہ خواہد کردنت روزی فراموش کہ تجھے رزق پہنچانا بھول جائے گا

حکایت اعرابی را دیدم کہ پسر را ہمی گفت یا بُنَیَّ اِنَّکَ مَسْئُولٌ
مینے ایک بدو کو دیکھا کہ لڑکے سے کہہ رہا تھا کہ اے میرے بیٹے تجھ سے قیامت

[1] سہیل ایک روشن ستارے کا نام جو مغرب مائل ہوتا ہے بجانب جنوب طلوع ہوتا ہے وہ گرمیوں میں دن کو طلوع ہوتا ہے اور سردی کے زمانے مین رات کو نکلتا ہے - لہذا گرمیوں میں نہیں نظر آتا جاڑون مین دکھائی دیتا ہے - اور اسکے ظاہر ہونے کا زمانہ جب ہے کہ آفتاب برج اسد مین سترھوین درجے پر پہنچتا ہے طلوع سہیل تمام زمانے مین نہین ہوتا - مگر بہ لحاظ اکثر جگہ کے یہ کہا گیا ہے - یہ پہلے ملک یمن مین نکلتا ہے کیونکہ یہ ملک دوسری ولایتون سے بلند ہے - یمن کے باشندے بلند مقاموں پر چالیس روز تک چمڑا وغیرہ پھیلاتے ہین - سہیل کی تاثیر سے اسمین رنگ پیدا ہو جاتا ہے ادیم وہی ہے دباغت دیے ہوئے چمڑے کو کہتے ہین - اور اسمین خوشبو نہین ہوتی - بعض لوگ اسکے بنانے اور دباغت دینے مین بھی سہیل کی تاثیر شریک سمجھتے ہین - انبان دباغت دیا ہوا چمڑا جسمین بو ہوتی ہے ۱۲ - عبد الباری آسی

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَاذَا اکْتَسَبْتَ وَلَا یُقَالُ مِنَ انْتَسَبْتَ یعنی ترا خواہند پرسید کہ ہنرت

کے دن تیرے کئے ہوئے کاموں کی پرسش ہوگی یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ تو کس سے نسبت رکھتا ہے یعنی تجھ سے سوال

چیست ونگویند پدرت کیست **قطعہ**

کریں گے کہ تیرا ہنر کیا ہے یہ نہ کہینگے کہ تیرا باپ کون ہے

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند

کعبہ کے غلاف کو جو بوسہ دیتے ہیں

او نہ از کرم پیلہ نامی شد

وہ ریشم کے کیڑے کی وجہ سے مشہور نہیں ہوا

باعزیزی نشستہ روزی چند

ایک عزیز کا چند روز ہم صحبت رہا

لاجرم ہمچو او گرامی شد

خواہ نخواہ اسی کی طرح بزرگ ہوگیا

حکایت در تصانیف حکما آوردہ اند کہ کژدم را ولادت معہود

حکما کی تصانیف میں بیان کیا گیا ہے کہ بچھوؤں کی پیدائش مقررہ طور پر

نیست چنانکہ دیگر حیوانات را بلکہ احشای مادر را بخورند و شکمش را بدرند

نہیں ہوتی ہے جیسا کہ دوسرے حیوانوں کی بلکہ ماں کی آنتیں کھا جاتے ہیں اور اسکے پیٹ کو پھاڑ ڈالتے

و راہ صحرا گیرند و آن پوستہا کہ در خانہ کژدم بینند اثر آنست بارے این

ہیں اور جنگل کا رستہ لیتے ہیں جو کھالیں بچھوؤں کے سوراخوں میں دیکھتے ہیں وہ اس کی دلیل ہے خیر یہ بات

نکتہ پیش بزرگی ہمی گفتم گفت دل من بر صدق این سخن گواہی میدہد

میں ایک بزرگ کے سامنے کہہ رہا تھا کہا میرا دل اس بات کی سچائی پر گواہی دیتا ہے

وجز چنین نشاید بود در حالت خردی با مادر و پدر چنین معاملت کردہ اند

اور اسکے سوا یہ ہونا بھی نہ چاہئے چھٹ پنے میں ماں اور باپ کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہے

لاجرم در بزرگی چنین مقبول و محبوب اند **قطعہ**

خواہ نخواہ بڑے ہو کر ایسے مقبول اور محبوب ہیں

پسرے را پدر وصیت کرد

ایک لڑکے کو باپ نے نصیحت کی

کای جوانمرد یاد گیر این پند

کہ اے جوانمرد اس نصیحت کو یاد رکھ

ہر کہ با اہل خود وفا نکند

جو اپنے عزیزوں کے ساتھ وفا نہیں کرتا

نشود دوست روی دانشمند

وہ عقلمندوں میں محبوب و مقبول نہ ہوگا

شش کژدم را گفتند چرا بزمستان بدر نمی آئے گفت بتابستانم چہ حرمت ست

بچھو سے پوچھا تو جاڑون مین باہر کیون نہین آتا کہا گرمیوں میں میری کیا عزت ہوتی ہے کہ جاڑون مین

کہ بزمستان نیز بیرون آیم

بھی مین باہر نکلون

حکایت

زن درویشی حامله بود مدت حمل بسر آورده درویش را ہمہ

ایک فقیر کی عورت حاملہ تھی ووہ زمانہ حمل کا پورا ہو چکا تھا

عمر فرزند نیامده بود گفت اگر خداوند تعالے مرا پسری بخشد جز این خرقه که

اور فقیر کے ساری عمر اولاد نہین ہوئی تھی کہا اگر اللہ تعالی مجھے بیٹا بخشے تو سوائے اس گدڑی کے

پوشیده ام ہر چه در ملک من است ایثار درویشان کنم اتفاقاً پسر آورد

جو مین پہنے ہون جو چیز میری ملک میں ہے سب فقیرون کو دیدون گا اتفاقاً لڑکا پیدا ہوا موافق

سفره درویشان بموجب شرط نهاد پس از چند سال ز سفر شام باز آمدم

شرط مقررہ کے فقیرون کی دعوت کی چند سال بعد جب مین شام کے سفر سے واپس آیا تو اس

بمحلت آن دوست بر گذشتم واز چگونگی حالش خبر پرسیدم گفتند بزندان

دوست کے محلہ سے گزرا اور اسکی کیفیت حال کی دریافت کی لوگون نے کہا وہ کوتوالی

شحنه در است گفتم سبب چیست گفتند پسرش خمر خورده و عربده کرده و

مین قید ہے مینے کہا کہ اسکا کیا سبب ہے لوگون نے بتایا اسکے لڑکے نے شراب پی اور لڑائی کی اور کسی کو

خون کسی ریخته واز شهر گریخته پدر را بعلت وی سلسله در نای است و بند گران

قتل کر ڈالا اور شہر سے بھاگا اُسی سبب سے باپ کے گلے مین زنجیر ہے اور پاؤن مین ہتکڑی

بر پای گفتم این بلا را وی بحاجت از خدای عزوجل خواسته است۔

پڑی ہے مینے کہا اس بلا کو اُسنے دعا مانگ کر خدائے بزرگ سے لیا ہے۔

قطعہ

زنان باردار ای مرد ہشیار
حاملہ عورتین اے ہوشیار مرد
ازان بہتر بنزدیک خردمند
تو عقلمند کے نزدیک اس سے بہتر ہے

اگر وقت ولادت مار زایند
اگر پیدایش کے وقت سانپ جنین
که فرزندان ناہموار زایند
کہ نالایق لڑکے پیدا کرین

حکایت طفل بودم که بزرگی را پرسیدم از بلوغ گفت در کتب مسطور
میں لڑکا تھا کہ ایک بزرگ سے مینے بالغ ہونے کے متعلق پوچھا کہا کتابوں میں
است که سه نشان دارد یکی پانزده سالگی و دوم احتلام و سوم برآمدن
لکھا ہوا ہے کہ تین علامتیں ہیں ایک پندرہ سال کا ہونا اور دوسرے احتلام اور تیسرے زیرناف
موی زهار اما در حقیقت یک نشان دارد و بس آنکه در رضائے خدائے
بال نکل آنا لیکن حقیقت میں ایک علامت ہے اور بس وہ یہ ہے کہ خدا کی رضا تو میں اس سے
عزوجل بیش ازان باشی که در بند حظ نفس خویش و هر که درو این صفتها موجود نیست
زیادہ رہے جتنا کہ تو اپنے نفس کے فائدہ اٹھانے میں رہے اور وہ شخص جس میں یہ تعریفیں موجود نہیں ہیں
نزد محققان بالغ نشمارندش **قطعه**
تحقیق کرنے والوں کے نزدیک اسکو بالغ نہیں گنتے

بصورت آدمی شد قطرهٔ آب
ظاہر میں آدمی قطرہ پانی کا ہوا
که چل روزش قرار اندر رحم ماند
کہ چالیس دن اس کو رحم میں قرار رہا
وگر چل ساله را عقل و ادب نیست
اور اگر چالیس برس کے لڑکے کو عقل اور ادب نہیں ہے
به تحقیقش نشاید آدمی خواند
تو حقیقت میں اس کو آدمی نہ کہنا چاہئے

قطعه جوانمردی و لطف ست آدمیت
آدمیت سخاوت اور مہربانی سے مراد ہے
همین نقش هیولانی مپندار
یہی ظاہری شکل و صورت آدمیت نہیں ہے
هنر باید که صورت میتوان کرد[لہ]
ہنر چاہئے کہ تصویر بنائی جا سکتی ہے
که بر ایوانها در از شنگرف و زنگار
محلوں پر شنگرف اور زنگار سے
بدست آوردن دنیا هنر نیست
دنیا کو حاصل کر لینا ہنر نہیں ہے
یکی ره گر توانی دلی بدست آر
ایک مرتبہ اگر تجھ سے ہو سکے تو کسی دل کو خوش کر

حکایت سالی نزاعی میان پیادگان حجاج افتاده بود و داعی
ایک سال پیدل سفر کرنے والے حاجیوں میں ایک جھگڑا ہو گیا تھا اور راقم

لہ یعنی اصل میں تو ضرورت ہے کہ ہنر موجود ہو ۔ ورنہ صورت ظاہری اور نقش تو دیواروں پر بھی شنگرف اور زنگار وغیرہ سے بنا سکتے ہیں ۱۲۔

هم دران سفر پیاده بود در سر وروی هم افتادیم وداد فسوق وجدال دادیم

بھی اسی سفر مین پیدل تھا ہم ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے لگے اور گالی گلوج اور لڑائی

کجاوه نشینی را دیدم که باعدیل خویش میگفت یاللعجب پیاده عاج عرصهٔ

بھڑائی کی ہمنے حد کردی ایک شتر سوار کو مین نے دیکھا کہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا عجیب بات ہے

شطرنج را بسر میبرد فرزین میشود یعنی به ازان میشود که بود و پیادگان حاج

کہ ہاتھی دانت کا پیادہ جب شطرنج کی بساط کو طے کرلیتا ہے تو وزیر ہو جاتا ہے یعنی اس سے بہتر ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ

بادیه را بسر بردند و بتر شدند

قطعه

تھا اور حاجی پیادون نے جنگل کا رستہ طے کیا اور بدتر ہو گئے

از من بگوی حاجی مردم گزای را	کو پوستین خلق بآزار مے درد
میری طرف سے لوگون کے ستانے والے حاجی سے کہدو	کہ وہ تکلیف پہنچاکر لوگون کی پردہ دری کرتا ہے
حاجی تو نیستی شترست از برای آنکه	بیچاره خار میخورد و بار مے برد
تو حاجی نہین ہے اونٹ ہے اس سبب سے کہ	بیچارہ کانٹے کھاتا ہے اور بوجھ لیجاتا ہے

حکایت هندوی نفط اندازی می آموخت حکیمی گفت ترا که خانهٔ

ایک ہندو نفط اندازی سیکھ رہا تھا ایک عقلمند نے کہا تیرا گھر کہ نرکل کا بنا ہوا ہے

نئین ست بازی نه اینست

بیت

تجھکو کھیل نکھیلنا چاہیے یہ تیرے لایق نہین ہے

تا ندانی که سخن عین صواب ست مگو	آنچه دانی که نه نیکوش جواب ست مگو
جب تک تو نہ جلنے کہ بات بالکل صحیح ہے نہ کہہ	جسبات کو تو جانتا ہے کہ اُس کا جواب اچھا نہین ہے وہ نہ کہہ

سلہ کجاوہ ایک قسم کی عماری یا حوضہ جو اونٹ کے کوہان پر دونوں طرف لٹکاتے ہین - اور اس میں لوگ سوار ہوتے ہیں ۱۲ سلہ شطرنج کا ہر پیدل جب اپنے پورے خانون کو طے کرلیتا ہے تو وہ وہی مہرہ بنجاتا ہے جسپر وہ ہوتا ہے اسی طرح فرزین کا پیدل وزیر بنجاتا ہے - اور ظاہر ہے کہ پیادے اور فرزین مین زمین وآسمان کا فرق ہوا کرتا ہے ۱۲ سلہ نفط انداز ے - آتشبازی کا یا آتشین اسلحہ کا کام - نیز نفط اندازی اسکو بھی کہتے ہین کہ نفط ایک روغن ہوتا ہے کہ وہ اگر پانی مین بھی پڑتا ہے تو آگ لگجاتی ہے - لڑتے وقت اُسے شیشیون میں بھر کر دشمن پر پھینکتے ہین جیسے وہ اُسکے جسم پر پڑتا ہے اُس کا بدن جل جاتا ہے - ۱۲

عبد الباری آسی

حکایت

مردکے را چشم درد خاست پیش بیطارے رفت تا دوا
ایک بیوقوف کی آنکھ میں درد ہوا وہ ایک سلوتری کے پاس گیا تاکہ دوا
کند بیطار از انچہ در چشم چہار پایان میکرد در دیدهٔ او کشید کور شد
کرے سلوتری نے جو کچھ چارپایوں کی آنکھ میں دوا ڈالتا تھا اُس کی آنکھ میں ڈالدی اندھا ہوگیا حاکم کے
حکومت پیش داور بردند گفت برو هیچ تاوان نیست اگر این خر نبودی پیش
سامنے دعوے کیا حاکم نے کہا اُسپر کوئی ڈانڈ نہیں پڑسکتا اگر یہ گدھا نہ ہوتا تو سلوتری کے پاس نجاتا
بیطار نرفتی مقصود ازین سخن آنست تا بدانی کہ ہرکہ ناآزمودہ را کار بزرگ
مطلب اس قصہ سے یہ بات ہے کہ تو سمجھ لے کہ جو کوئی ناتجربہ کار کو بڑے کام سونپ دے گا
فرماید با آنکہ ندامت برد بنزدیک خردمندان بخفت رائے منسوب گردد
وہ شرمندگی اُٹھاویگا اور عقلمندوں کے سامنے خفیف العقلی سے منسوب ہوگا

قطعہ

ندہد ہوشمند روشن رائے
ہوشیار تیز عقل والا آدمی
بفرومایہ کارہائے خطیر
کمینے کو بڑے بڑے کام نہیں دیتا
بوریاباف گرچہ بافندہ است
بوریا بننے والا اگرچہ بننے والا ہے
نبرندش بکارگاہ حریر
مگر اسکو ریشمی کپڑے کے کرگھے میں نبٹھائینگے

حکایت

یکی از بزرگان ائمہ را پسری وفات یافت پرسیدند کہ بر
بڑے اماموں بزرگوں میں سے ایک امام کے لڑکے کا انتقال ہوگیا پوچھا اسکی گور کے
صندوق گورش چہ نویسیم گفت آیات کتاب مجید را عزت بیش ازان ست
تابوت پر میں کیا لکھوں کہا قرآن شریف کی آیتوں کی عزت اس سے زیادہ ہے کہ ایسی
کہ روا باشد بر چنین جایگاہ نوشتن کہ بروزگار سودہ گردد و خلایق برو
جگہ پر لکھنے کو جائز رکھا جائے کیونکہ ایک زمانے میں گھس پس جائے گی اور مخلوق اسپر
گذرند و سگان بروشاشند اگر بضرورت چیزی نویسند این بیت
سے گذرے گی اور کتے اسپر پیشاب کرینگے اگر ضرورت کیوجہ سے کچھ لکھیں تو یہ شعر
کفایت می کند
کافی ہے

ئے بیطار وہ جو چوپایوں کا علاج کرتے ہیں ۱۲۔ عبدالباری آسی

قطعہ

وہ کہ ہر گہ کہ سبزہ در بستان	بدمیدی چہ خوش بدی دل من
ابا جب کہ سبزہ باغ میں	اگتا تھا تو میرا جی کیسا خوش ہوتا تھا
بگذر ای دوست تا بوقت بہار	سبزہ بینی دمیدہ بر گل من
اے دوست گزر کرتا کہ بہار کے وقت	تو میری قبر پر سبزہ اگا ہوا دیکھے

حکایت پارسائی بریکی از خداوندان نعمت گذر کرد کہ بندہ را

ایک پارسا ایک مالدار کے پاس سے ہو کر گزرا کہ غلام کے ہاتھ اور

دست و پای بستہ عقوبت ہمی کرد گفت ای پسر ہمچو تو مخلوقی را خدای

پاؤں باندھ کر عذاب دے رہا تھا کہا اے لڑکے تیری ہی ایسی مخلوق کو خدا نے تیرے

عز و جل اسیر حکم تو گردانیدہ است و ترا بروی فضیلت دادہ شکر

حکم کا مطیع بنا دیا ہے اور تجھے اُسکے اوپر بزرگی دی ہے خدائے تعالیٰ

نعمت باری تعالےٰ بجا آر و چندین جفا بروی مپسند نباید کہ فردائے

کی نعمت کا شکر کر اور اتنا ظلم اسپر پسند نہ کر یہ اچھی بات نہیں کہ کل قیامت کے

قیامت بہ از تو باشد و شرمساری بری **مثنوی**

دن وہ تجھ سے بہتر ہو اور تو شرمندگی اٹھائے

بر بندہ مگیر خشم بسیار	جورش مکن و دلش میازار
غلام پر زیادہ غصہ نہ کر	اسپر ظلم نہ کر اور اس کا دل آزردہ نہ کر
او را تو بدہ درم خریدی	آخر نہ بقدرت آفریدی
اسکو تو نے دس درم قیمت دیکر خریدا تھا	مگر کوئی اپنی قدرت سے تو تو نے پیدا نہیں کیا
این حکم و غرور و خشم تا چند	ہست از تو بزرگتر خداوند
یہ حکم اور غرور اور غصہ کب تک	تجھ سے زیادہ بزرگ خدا ہے
اے خواجۂ ارسلانؔ و آغوش	فرمان دہ خود مکن فراموش
اے ارسلان اور آغوش کے مالک	اپنے حاکم کو مت بھول

لہ ارسلان اور آغوش دو غلاموں اور دو غلام مالکوں کے نام ہیں ۱۲۔ عبدالباری آسی

در خبرست از سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ گفت بزرگترین حسرتی در روز
حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑی حسرت
قیامت آن بود کہ بندۂ صالح را بہ بہشت برند و خداوندگار فاسق
قیامت کے دن وہ ہو گی کہ نیک غلام کو بہشت میں لیجائیں اور بدکار مالک کو
را بدوزخ
دوزخ میں

قطعہ

بر غلامی کہ طوع خدمت تست	**خشم بیحد مران و طیرہ مگیر**
اس غلام پر کہ جو تیرا خدمتگار و تابعدار ہے	زیادہ غصہ نہ کر اور سختی نہ کر
کہ فضیحت بود بروز شمار	**بندہ آزاد و خواجہ در زنجیر**
کہ قیامت کے دن فضیحت ہوگی	جب غلام آزاد ہوگا اور مالک زنجیر میں ہوگا

حکایت

سالی از بلخ بامیانم سفر بود و راہ از حرامیان پُر خطر
ایک سال بلخ بامیان سے میرا سفر تھا اور راستہ ڈاکوؤں سے خطرناک
جوانی بہ بدرقہ ہمراہ ما شد نیزہ باز چرخ انداز سلحشور بیش زور کہ دہ مرد
تھا ایک جوان رہبری کے لئے ہمارے ساتھ ہوا نیزہ باز سخت کمان ہتیار چلانے والا زوردار دس طاقتور
توانا کمان او را بزہ نکردندی و زورآوران روی زمین پشت او را در عرصۂ کار
اُس کی کمان کو چڑھا نہ سکتے اور دنیا کے بڑے بڑے پہلوان اسکو اکھاڑے میں چت نہ کرسکتے
بر زمین نیاوردندی اما چنانکہ دانی متنعم بود و سایہ پروردہ نہ جہان دیدہ
اور پشت زمین پر نہ لگا سکتے لیکن جیسا کہ طریقہ ہے ناز پروردہ تھا اور سایہ میں پرورش پائی تھی جہاندیدہ
و سفر کردہ رعد کوس دلاوران بگوشش نرسیدہ و برق شمشیر سواران ندیدہ
اور سفر کردہ نہ تھا دلیروں کے نقارے کی گرج اُسکے کان تک پہنچی تھی اور سواروں کی تلوار کی چمک نہیں دیکھی تھی۔

شعر نیفتادہ در دست دشمن اسیر	**بگردش نباریدہ باران تیر**
دشمن کے ہاتھ میں کبھی قید نہیں ہوا تھا	اور اُسکے پاس کبھی تیروں کا مینھ نہ برسا تھا

لہ بامیان ایک شہر کا نام ہے جو بلخ اور غزنیں کے درمیان واقع ہے۔ بعض نسخوں میں از بلخ باشامیانم ہے۔ اُسکے یہ معنے ہیں کہ چند شامی جو بلخ میں ٹھہرے تھے اُن کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا۔ ۱۲ عبدالباری آسی

اتفاقاً من واین جوان هر دو در پے هم دوان هر دیوار قدیمش که پیش آمدی

اتفاقاً مین اور یہ جوان دونون ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوے جو پرانی دیوار اسکے سامنے آتی

بقوت بازو بیفگندی و هر درخت عظیم که دیدے به نیروے سر پنجہ

قوت بازو سے گرا دیتا اور جو بڑا درخت کہ دیکھتا اپنے ہاتھ کی طاقت سے

برکندے وتفاخر کنان گفتے

بیت

اکھاڑ ڈالتا اور فخر کرتا ہوا کہتا

پیل کو تا کتف و بازوے گردان بیند ہاتھی کہان ہے کہ پہلوانون کے ڈنڑ اور بازو دیکھے	شیر کو تا کف و سرپنجۂ مردان بیند شیر کہان ہے کہ مردون کے ہاتھ اور پنجے دیکھے

مادرین حالت که دو هندو از پس سنگے سر بر آوردند و آهنگ قتال

ہم اسی حالت میں تھے کہ دو چوروں نے ایک پتھر کے پیچھے سے سر نکالا اور ہمارے قتل کا ارادہ

ما کردند بدست یکی چوبے و در بغل دیگر کلوخ کوبے جوان را گفتم

کیا ایک کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا اور دوسرے کی بغل میں موگری میں نے جوان سے

چه پائی که دشمن آمد

بیت

کہا کیا دیر ہے کیونکہ دشمن آگیا

بیار آنچه داری ز مردی و زور دکھا جو تجھ میں مردانگی اور زور ہے	که دشمن بپای خود آمد بگور کیونکہ دشمن اپنے پاؤں سے قبر میں آگیا

فرد

تیر و کمان را دیدم از دست جوان افتاده و لرزه بر استخوان

میں نے تیر و کمان کو دیکھا کہ جوان کے ہاتھ سے گر گئی تھی اور بدن بھر تھرا رہا تھا

نه هر که موی شگافد بتیر جوشن خاے ایسا نہیں ہے کہ جو چار آئنہ توڑنے والے تیر سے بال کو چیر ڈالے	بروز حملهٔ جنگ آوران بدارد پاے تو وہ تجربہ کار لڑنے والون کے مقابلے پر بھی ٹھہرا رہے

چاره جز آن ندیدم که رخت و سلاح و جامه رها کردیم و جان بسلامت

اس کے سوائے مین نے کوئی چارہ کار نہین دیکھا کہ اسباب اور کپڑے ہم نے چھوڑے اور جان سلامتی

بدر آوردیم

کے ساتھ بچا لائے

قطعہ

بکارہای گران مرد کاردیدہ فرست	کہ شیر شرزہ در آرد بزیر خم کمند
بڑے کامون مین تجربہ کار آدمی کو بھیج	کہ طاقتور شیر کو کمند کے حلقہ مین پھانس لیگا
جوان اگرچہ قوی بال و پیلتن باشد	بجنگ دشمنش از ہول بگسلد پیوند
جوان اگرچہ قوی باز و اور توانا ہو	دشمن کی لڑائی مین خوف سے اُسکے ہاتھ پاؤن ڈھیلے پڑجاتے ہین
نبرد پیش مصاف آزمودہ معلوم ست	چنانکہ مسئلہ شرع پیش دانشمند
لڑائی کسی جنگ آزمودہ کے سامنے سمجھی ہوئی چیز ہے	جسطرح کہ شرع کا مسئلہ عقلمند کے سامنے

حکایت

توانگرزادہ را دیدم بر سر گور پدر نشستہ و با درویش بچہ
مینے ایک امیرزادے کو دیکھا باپ کی قبر پر بیٹھا ہوا اور ایک فقیر کے لڑکے سے
مناظرہ درپیوستہ کہ صندوق تربت پدرم سنگین ست و کتابہ رنگین و
بحث کرتا ہوا کہ میرے باپ کی قبر کا تعویذ پتھر کا ہے اور اسپر رنگین کتبہ ہے اور
فرش رخام انداختہ و خشت پیروزہ درو ساختہ بگور پدرت چہ ماند
پتھر کا فرش بچھا ہوا ہے اور فیروزہ کے رنگ کی اینٹین اسمین لگی ہوئی ہیں وہ تیرے باپ کی قبر
خشتی دو فراہم نہادہ و مشتی دو خاک بروپاشیدہ درویش پسر این بشنید
کی کیا برابر ہوگی دو اینٹین جمع کرکے رکھدین اور اسپر دو مٹھی خاک چھڑک دی فقیر بچے نے یہ بات
وگفت تا پدرت در زیر آن سنگہاے گران برخود بجنبد پدر من بہ بہشت رسیدہ بود
سنی اور کہا تیرا باپ جب تک اُن بھاری پتھروں کے نیچے ذرا ہلے جلے میرا باپ بہشت میں پہنچ گیا ہوگا

فرد خرکہ بروی نہند کمتر بار	بیشک آسودہ تر کند رفتار
جس گدھے پر کم بوجھ لادتے ہین	بے شک وہ آرام سے چل سکتا ہے
قطعہ مرد درویش کہ بار ستم فاقہ کشید	بدر مرگ ہمانا کہ سبکبار آید
جس آدمی نے فاقہ کی محنت کا بوجھ اُٹھایا	وہ یقینی موت کے دروازے پر ہلکا ہو کر آئے گا
وانکہ در دولت و نعمت و آسانی زیست	مردنش زین ہمہ شک نیست کہ دشوار آید
اور جس آدمی نے دولت و نعمت اور آسانی مین زندگی گزاری	اسکو مرنا اس مین شک نہین کہ دشوار ہوگا

خوشتر ز عیش و کامرانی اسیری که گرفتار آید	بہمہ حال اسیری کہ ز بندی بجہد
اُسکو اُس اسیر سے اچھا سمجھ جو گرفتار ہو جائے	ہر حالت مین جو قیدی کہ قید سے چھوٹے

حکایت

بزرگے را پرسیدم از معنی این حدیث اَعْدیٰ عَدُوِّكَ
ایک بزرگ سے مینے اس حدیث کے معنے پوچھے تیرے دشمنون مین سب سے
نَفْسُكَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ گفت بحکم آنکہ ہر آن دشمنے کہ باوی احسان
بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے جو تیرے دونون پہلوؤں میں ہے۔ کہا اس سبب سے کہ جس دشمن کے ساتھ تو احسان
کنی دوست گردد مگر نفس را چندانکہ مدارا بیش کنی مخالفت زیادہ کند۔
کرے وہ دوست ہو جاوے گا مگر نفس کی جتنی خاطر زیادہ کرے گا اتنی ہی وہ دشمنی زیادہ کرے گا

قطعہ

وگر خورد چو بہائم بیوفتد چو جماد	فرشتہ خوی شود آدمی بکم خوردن
اور اگر چوپایوں کی طرح کھائیگا تو پتھر کی طرح گرے گا	آدمی کم کھانے سے فرشتہ خصلت ہو جاتا ہے
خلاف نفس کہ فرمان دہد چو یافت مراد	مراد ہر کہ برآری مطیع امر تو گشت
یہ خلاف نفس کے کہ وہ اپنی مراد پاتا ہے تو اور الٹا حکم کرتا ہے	جسکی مراد تو پوری کرے گا وہ تیرے حکم کا تابعدار ہو گا

جدال سعدی با مدعی در بیان توانگری و درویشی

یکی بر صورت درویشان نہ بر صفت ایشان در محفلے دیدم نشستہ و شنعتی
ایک شخص کو درویشون کی صورت بنائے ہوئے نہ کہ انکی اصلی صفات پر مینے ایک محفل میں دیکھا بیٹھا ہوا تھا اور
در پیوستہ و دفتر شکایت باز کردہ و ذم توانگران آغاز نہادہ سخن بدینجا
بیہودہ بیان کرتا اور شکایت کا دفتر کھولے ہوئے اور مالدارون کی برائیون کا انبار لگائے
رسانیدہ کہ درویش را دست قدرت بستہ است و توانگران را پای
ہوئے اور بات یہان تک پہنچائے ہوئے تھا کہ فقیر کا قدرت کا ہاتھ بندھا ہے اور دولتمندون کا

ارادت شکسته بیت

ارادت وخواہش کا پاؤن ٹوٹا ہوا ہے

خداوندان نعمت را کرم نیست اور پیسے والوں میں بخشش کی عادت نہیں	کریمان را بدست اندر درم نیست کرم کرنے والون کے پاس پیسہ نہیں

مرا که پرورده نعمت بزرگانم این سخن سخت آمد گفتم اے یار توانگران

مجھے چونکہ میں دولتمندون کی دولت کا پلا ہوا ہون یہ بات گران گذری ہے کہا اے یار مالدار لوگ

دخل مسکینانند و ذخیره گوشه نشینان و مقصد زائران و کہف مسافران

غریبوں کی آمدنی کا ذریعہ ہیں اور گوشہ نشینوں کے ذخیرہ کا سبب ہیں اور زیارت کرنیوالون کا مقصد اور

و محمل بار گران از بہر راحت دگران دست بطعام آنگه برند که متعلقان

مسافرون کی پناہ ہین اور بھاری بوجھ کے اُٹھانے والے دوسروں کے آرام پہنچانے کی وجہ سے کھانے کو اسوقت ہاتھ

و زیر دستان بخورند و فضلهٔ مکارم ایشان به ارامل و پیران و اقارب

اٹھاتے ہین جبکہ ملازمین اور متعلقین اور عاجز کھا لیتے ہین اور اُنکی بخششوں کی پس خوردہ بیواؤں اور بڈھوں اور رشتہ دارون

و جیران رسد نظم

اور پڑوسیون کو تقسیم ہوتا ہے

زکوة و فطره و عتاق و ہدی و قربانی زکوۃ ہے فطرہ ہے آزاد کرنا غلام کا اور جانور قربانی کے جز ین دو رکعت و آنہم بصد پریشانی سوائے ان دو رکعتون کے اور وہ بھی سینکڑوں پریشانیوں کے ساتھ	توانگران را وقف ست و نذر و مہمانی مالداروں کے اختیار مین وقف ہے نذر ہے مہمانی ہے تو کی بدولت ایشان رسی که نتوانی تو کب انکی برابر ہو سکتا ہے کہ ممکن نہین

اگر قدرت جودست و اگر قوت سجود توانگران را بهتر میسر مے شود که مال

اگر بخشش کی قدرت ہے اور اگر سجدوں کی طاقت ہے مالداروں کو اچھی طرح میسر ہوتی ہے کیونکہ اُن کے پاس

مزکی دارند و جامهٔ پاک و عرض مصئون و دل فارغ و قوت طاعت

پاک مال ہے پاک کپڑے ہین اور محفوظ آبرو اور دل بے فکر ہے اور عبادت کی قوت عمدہ

در لقمهٔ لطیف ست و صحت عبادت در کسوت نظیف پیدا است

کھانے میں ہے اور عبادت کی درستی پاک لباس مین یہ ظاہر ہے کہ خالی

کہ از معدۂ خالی چہ قوت آید و از دست تہی چہ مروت و از پای بستہ چہ سیر
معدہ سے قوت کی کیا امید ہے اور خالی ہاتھ سے کیا مروت ہو سکتی ہے اور بندھے ہوئے پاؤن کیا سیر
و از دست گرسنہ چہ خیر **قطعہ**
کر سکتے ہین اور بھوکے کے ہاتھ سے کیا خیرات ہو سکتی ہے

شب پراگندہ خسپد آنکہ پدید
وہ شخص رات کو پریشان ہوتا ہے
نبود وجہ بامدادانش
جسکے صبح کے کھانے کا سامان مہیا نہین

مور گرد آورد بتابستان
چیونٹی گرمی کے موسم مین ذخیرہ جمع کرتی ہے
تا فراغت بود زمستانش
تاکہ اُسے جاڑے مین اطمینان نصیب ہو

فراغت با فاقہ نہ پیوندد و جمعیت در تنگدستی صورت نہ بندد یکی تحریمہ
اطمینان فاقہ مین حاصل نہین ہوتا اور دلجمعی مفلسی مین ممکن نہین ایک تو عشا کی نماز کی نیت باندھے
عشا بستہ و دیگری منتظر عشا نشستہ ہرگز این بدان کی ماند **بیت**
ہوئے ہے اور دوسرا رات کے کھانے کے انتظار مین بیٹھا ہے ہرگز نہین یہ اُسکی برابر کب ہو سکتا ہے

خداوند روزی بحق مشتغل
جسکو روزی میسر ہے خدا کی یاد مین مشغول ہے
پراگندہ روزی پراگندہ دل
پریشان روزی والے کا دل بھی پریشان ہوتا ہے

پس عبادت ایشان بقبول نزدیکتر است کہ جمعند و حاضر نہ پریشان و
اسی لیئے اُن کی عبادت قبولیت سے زیادہ نزدیک ہے کہ با اطمینان ہین اور حضور قلب انھین حاصل ہے نہ خود
پراگندہ خاطر اسباب معیشت ساختہ و بہ اوراد عبادت پرداختہ عرب
پریشان ہین اور نہ دل پریشان زندگی بسر کرنے کے اسباب تیار ہین اور عبادت کے وظیفون مین مشغول ہین
گوید اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الفَقرِ المُکِبِّ وَجوارِ مَن لَا یُحِبُّ. در خبر است
عرب کا قول ہے ۔ مین خدا سے پناہ مانگتا ہون اوندھے منھ گرانیوالی فقیری سے اور ایسے پڑوسی سے جو محبت نہ کرتا ہو حدیث
اَلفَقرُ سَوَادُ الوَجھِ فِی الدَّارَینِ گفت این شنیدی و آن نشنیدی کہ فرمودہ
شریف مین ہے فقیری دونون جہان کی روسیاہی ہے کہا یہ تونے سنا ہے اور وہ نہین سنا ہے کہ رسول اللہ نے
اَلفَقرُ فَخرِی گفتم خاموش کہ اشارت سید عالم علیہ السّلام بفقر طائفہ ایست
فرمایا ہے کہ فقیری میرا فخر ہے مینے کہا چپ رہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اشارہ فقیری سے اُس گروہ کے لیئے ہے کہ خاکی

که مرد میدان رضا اند و هدف تیر قضا نه اینان که خرقهٔ ابرار پوشند و لقمهٔ
مرضی کے مرد میدان ہیں اور تقدیر کے تیر کا نشانہ ہیں وہ یہ لوگ نہیں ہیں کہ فقیروں کی گدڑی پہنتے ہیں اور
ادرار فروشند
خیرات کے ٹکڑے بیچتے ہیں

رباعی

ای طبل بلند بانگ در باطن هیچ
اے اونچی آواز کے نقارے تو اندر سے خالی ہے
بی توشه چه تدبیر کنی وقت بسیج
بغیر توشہ کے تو سفر کے وقت کیا تدبیر کرے گا
روی طمع از خلق بپیچ ار مردی
طمع کا منہ مخلوق کی طرف سے پھیر لے اگر تو مرد ہے
تسبیح هزار دانه بر دست مپیچ
ہزار دانہ کی تسبیح ہاتھ پر مت لپیٹ

درویش بی معرفت نیارامد تا کارش بکفر نینجامد کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا
بے معرفت درویش اس وقت تک آرام نہیں لیتا جب تک اس کا کام کفر سے نہ مل جائے کیونکہ حدیث ہے کہ فقیری کفر ہو جائے
و نشاید جز بوجود نعمت برهنه را پوشیدن یا در استخلاص گرفتاری کوشیدن
اور بغیر نعمت اور دولت کے ننگے کو کپڑا پہنانا یا کسی قیدی کے چھڑانے میں کوشش کرنا ممکن نہیں ہے
ابنای جنس ما را بمرتبهٔ ایشان که رساند و ید علیا بید سفلی چه ماند نه بینی که حق
ہم سے آدمیوں کو ان لوگوں کے مرتبہ پر کون پہنچائے اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے کیا مشابہت رکھتا ہے کیا تو
جل شانه در محکم تنزیل از نعیم اهل بهشت خبر میدهد اُولٰٓئِکَ[۱] لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ
دیکھتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اہل بہشت کی نعمتوں کی خبر دیتا ہے وہ لوگ ان کے لئے مقرر کردہ روزی ہے

فرد

تشنگان را نماید اندر خواب
پیاسوں کو خواب میں
همه عالم بچشم چشمهٔ آب
تمام دنیا پانی کا چشمہ معلوم ہوتی ہے

حالی که من این سخن بگفتم عنان طاقت درویش از دست تحمل برفت تیغ زبان
جیسے ہی کہ میں نے یہ بات کہی فقیر کی طاقت کی باگ تحمل اور برداشت کے ہاتھ سے چھوٹ گئی زبان کی تلوار کھینچ
برکشید و اسپ فصاحت بمیدان وقاحت جهانید و گفت چندان مبالغت
لی اور فصاحت کا گھوڑا بے شرمی کے میدان میں کدایا۔ اور بولا۔ اُن لوگوں کی تعریف میں تو نے اتنی زیادتی

[۱] یہ آیت بہشتیوں کی شان میں ہے اور مصنف نے افضلیت کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ ان کے لئے رزق مقرر ہے۔ اور رزق کا مقرر ہونا ہی سبب اطمینان اور باعث افضلیت ہے ۱۲۔ عبد الباری آسی

در وصف ایشان کردی وسخنهای پریشان گفتی که وہم تصور کند که تریاق اند
کی اور فضول بکواس کی کہ وہم کو یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ تریاق ہیں یا رزق کے
یا کلید خانۂ ارزاق مشتی متکبر مغرور معجب نفور مشتغل مال و نعمت و مفتتن جاہ
گھر کی کنجی ایک چھوٹی جماعت مغرور خود بین نفرت کرنے والی مال اور دولت میں مشغول اور مرتبہ اور
و ثروت که سخن نگویند الا بشفاعت و نظر نکنند الا بکراہت علما را بگدائی
دولت میں مبتلا کہ سفارش کے بغیر بات نہیں کرتے اور کراہت کے سوا نظر نہیں کرتے عالموں کو
منسوب کنند و فقرا را به بی سروپائی طعنه زنند بعلت مالیکه دارند و عزت
گدائی کی طرف نسبت دیتے ہیں اور فقیروں کو بے سامانی کا طعنہ دیتے ہیں تھوڑا سا مال جو انھیں میسر ہے اور
جاهی که پندارند بر تر از همه نشینند نه آن در سر دارند که بکسی بر دارند بے خبر
تھوڑا سا مرتبہ اور عزت جو حاصل ہے تو اس خیال میں رہتے ہیں کہ سب سے اوپر بیٹھیں یہ بات ان کے دماغ میں نہیں آتی کہ کسی کی طرف
از قول حکیمان که گفته اند هر که بطاعت از دیگران کم ست و بنعمت بیش
سر اٹھائیں حکیموں کے مقولہ سے بے خبر ہیں کہ انھوں نے کہا ہے جو کوئی عبادت میں دوسروں سے کم ہے اور
بصورت توانگرست و بمعنی درویش

بیت

دولت میں زیادہ ظاہر میں وہ مالدار ہے اور حقیقت میں فقیر ہے

گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم اگر بے ہنر مال کی وجہ سے عقلمند کیساتھ مغرورانہ پیش آئے	کون خرش شمار اگر گاو عنبرست تو اسکو احمق جان جاہے وہ عنبر کی گائے ہو

گفتم مذمت اینان روا مدار که خداوند کرم اند گفت غلط گفتی که بندۂ درم
میں نے کہا ان لوگوں کی مذمت نہ کر کیونکہ سخی ہوتے ہیں کہا تو نے یہ بات غلط کہی ایسا نہیں بلکہ روپیہ
اند چه فائده که ابر آذر اند و نمی بارند و چشمۂ آفتاب اند و بر کس نمیتابند و بر
کے غلام ہیں کیا فائدہ ہے کہ بہار کی گھٹا ہیں اور برستے نہیں ہیں اور آفتاب کا چشمہ ہیں اور کسی پر روشنی نہیں
مرکب استطاعت سوارند و نمیرانند قدمی بهر خدا ننهند و درمی بی من و اذی
کرتے اور مقدور کے گھوڑے پر سوار ہیں اور چلاتے نہیں ہیں خدا کے لئے ایک قدم نہیں رکھتے اور ایک درم بغیر
ندهند مالی بمشقت فراهم آرند و بخست نگاه دارند و بحسرت بگذارند چنانچه
احسان کئے اور تکلیف دئے نہیں دیتے مال محنت کیساتھ جمع کرتے ہیں اور بخیلی کرکے اسکو بچاتے ہیں اور حسرت کے ساتھ چھوڑ جاتے

بزرگان گفته اند سیم بخیل از خاک وقتی بر آید که وی در خاک رود شعر

ہین جیساکہ بزرگ لوگون نے کہا ہے کہ بخیل کا روپیہ خاک سے اسوقت نکلتا ہے جب وہ خاک مین چلاجاتا ہے۔

برنج وسعی کسی نعمتی بچنگ آرد	دگرکس آید وبی رنج وسعی بر دارد
تکلیف اور کوشش سے ایک آدمی دولت جمع کرتا ہے	اور دوسرا آدمی آتا ہے اور بغیر رنج وکوشش کے لیجاتا ہے

جواب گفتمش بر بخل خداوندان نعمت وقوف نیافتہ الا بعلت گدائی وگرنہ

مینے اسے جواب دیا تونے دولتمندون کی بخیلی کی خبر نہین پائی ہے مگر اس علت سے کہ بھیک مانگی ہے نہین تو

ہرکہ طمع یکسو نہد کریم وبخیلش یکے نماید محک داند کہ زر چیست وگدا داند کہ

جوکوئی حرص کو الگ رکھدے اوسکے لئے کریم اور بخیل دونون ایک ہین کسوٹی جانتی ہے کہ زر کیا ہے اور فقیر کو

ممسک کیست گفتا بتجربت آن میگویم کہ متعلقان بر در دارند وغلیظان

معلوم ہے کہ کون ہے اُسنے کہا مین اس تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہون کہ امیر لوگ دروازے پر دربان رکھتے ہین

شدید را بگمارند تا بار عزیزان ندہند ودست جفا بر سینۂ صاحبان

اور سخت بیرحم لوگون کو دروازہ پر مقرر کرتے ہین تاکہ لوگون کو داخل نہ دین اور ظلم کے ہاتھ نیک اور عقلمند لوگون کے سینہ پر

واہل تمیز نہند وگویند کس اینجا نیست وبحقیقت راست گفتہ باشند۔

مارین اور کہدین کوئی یہان نہین ہے اور حقیقت مین سچی بات ہوتی ہے

بیت

آنرا کہ عقل وہمت وتدبیر ورای نیست	خوش گفت پردہ دار کہ کس در سرای نیست
جسکے پاس عقل ہمت اور تدبیر اور رائے نہین	سچ کہا دربان نے کہ کوئی گھر مین نہین ہے

گفتم بعذر آنکہ از دست متوقعان بجان آمدہ اند واز رقعہ گدایان بفغان

مینے کہا اسکے بعد کہ مانگنے والون کے ہاتھ سے جان سے عاجز آگئے ہین اور بھیک منگون کے خطون سے چلا اُٹھے

ومحال عقل ست کہ اگر ریگ بیابان دُر شود چشم گدایان پُر شود شعر

ہین اور یہ بات عقل کے نزدیک محال ہے کہ اگر جنگل کا ریت موتی ہوجائے تو بھی فقیرونکی نگاہ سیر ہوجائے

۱ یعنی دربانوں کا کام ہی یہ ہے۔ کہ لوگون کو آنے نہ دین اور لوگون کو مارین اور آنے والون سے کہدیا کرین کہ کوئی گھر مین نہین ہے ۱۲ ۲ یعنی درحقیقت دربان سچ بھی کہتے ہین جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ کوئی اور نہین ہے کیونکہ یہ مالدار لوگ ایسے ہین کہ نہایت بے وقوف ہین اور انکا عدم وجود برابر ہے ۱۲ عبد الہادی آسی

شعر دیدهٔ اہل طمع بنعمت دنیا | پر نشود ہمچنان کہ چاہ بہ شبنم
حرص کرنے والون کی آنکھ دنیا کی نعمت سے | بھر نہین سکتی جیسے کہ کنواں اوس سے

ہر کجا سختی دیدهٔ تلخی کشیدهٔ را بینی خود را بہ شره در کارہای مخوف اندازد
جہان کہین کسی سختی اٹھائے ہوئے اور تلخی چکھے ہوئے آدمی کو تو دیکھے گا یہی دیکھے گا کہ حرص کی وجہ سے اپنے آپ کو خطرناک
واز عقوبت آخرت نہ ہراسد وحلال از حرام نشناسد
کامون مین ڈالدے گا اور آخرت کے عذاب سے نہ ڈرے گا اور حلال حرام کی پروا نکرے گا

قطعہ

سگی را گر کلوخی بر سر آید | ز شادی بر جہد کان استخوانی ست
ایک کتے کے اگر ایک ڈھیلا سر پر لگے | تو خوشی سے کودے یہ سمجھکر کہ وہ ایک ہڈی ہے
اگر نعشی دو کس بر دوش گیرند | لئیم الطبع پندارد کہ خوانی ست
اگر کوئی لاش دو آدمی کندھے پر اٹھائین | تو ایک بھک منگا یہی سمجھے گا کہ خوان آرہا ہے

اما صاحب دنیا بعین عنایت حق ملحوظ ست وبحلال از حرام محفوظ من
لیکن مالدار آدمی کہ اسپر خداوند تعالے کی عنایت کی نظر ہے اور حلال میسر ہونے کی وجہ سے حرام سے بچا ہوا ہے
ہمان انگار کہ تقریر این سخن نہ کرده ام وبیان وبرہان نیاوردم انصاف
یہ خیال کر کہ اس بات کی تقریر مین نے نہین کی ہے اور بیان اور دلیل بھی نہین لایا کہ مین تجھسے انصاف
از تو توقع دارم کہ ہرگز دیدی دست دعائی منعمی بر کتف بستہ یا بینوائی
کی توقع رکھتا ہوں کبھی تو نے دیکھا ہے کہ کسی مالدار کا دعا کا ہاتھ مونڈھے پر بندھا ہو
بزندان در نشستہ یا پردهٔ معصومی دریده یا کفے از معصم بریده الا بعلت
یا کسی بینوا کو قید میں بیٹھا ہوا یا پردہ کسی معصوم کا چاک کیا ہوا یا کوئی ہاتھ پہنچے سے کٹا ہوا مگر بسبب درویشی
درویشی شیر مردان را بحکم ضرورت در نقبہا گرفتہ اند وکعبہا سفتہ و
کے دلیرون کو ضرورت کیوجہ سے نقب دیتے ہوئے پکڑا ہے اور ٹخنون مین سوراخ کیے ہوئے
محتمل ست اینکہ یکی را از درویشان نفس امارہ مرادی طلب کند چون
دیکھے ہین احتمال یہ ہوتا ہے کہ کسی فقیر کا نفس بد کسی بات کی خواہش کرے جب شادی کی قوت اس میں
قوت احصانش نباشد بعصیان مبتلا گردد کہ بطن وفرج توام اندیعنے
اتی نہ ہے تو گناہ میں مبتلا ہوجائے کیونکہ پیٹ اور شرم گاہ دونون ساتھ پیدا ہوے ہیں یعنے

دو فرزند یک شکم مادام کہ این یکی برجای ست آن دیگر برپای شنیده ام

دونوں لڑکے ایک پیٹ کے ہیں جب تک کہ یہ اپنی جگہ پر ہے وہ دوسرا بھی قایم ہے میں نے سُنا ہے

کہ درویشی را با حدثی بر خبثی بدیدند با آنکہ شرمساری بردبیم سنگساری بود

کہ ایک فقیر کو ایک لڑکے کے ساتھ بدفعلی کرتے دیکھا باوجودیکہ شرمندہ ہوا پھر بھی سنگسار ہونے کا خوف تھا

گفت ای مسلمانان قوت ندارم کہ زن کنم وطاقت نہ کہ صبر چہ کنم لَا رَهْبَانِيَّةَ

کہا اے مسلمانو مجھ مین قوت نہین ہے کہ شادی کروں اور یہ بھی طاقت نہین کہ صبر کرون پھر کیا کرون اسلام مین رُہبانیت

فِی الْاِسْلَامِ واز جملہ مواجب سکون وجمعیت درون کہ توانگران را میسر

نہیں ہے اور تمام اسباب سے جو طمانیت اور دلجپسی کہ مالداروں کو میسر ہوتی ہے

می شود یکی آنکہ ہر شب صنمی در بر گیرند و ہر روز جوانی از سر کہ صبح

ایک یہ ہے کہ ہر رات کو ایک ایسا معشوق بغل مین لیتے ہیں اور ہر روز ایسی نئی جوانی حاصل کرتے ہیں

تابان را دست از صباحت او بر دل و سرو خرامان را پای از خجالت

کہ صبح کے روشن وقت کو اسکی خوبصورتی کیوجہ سے دل پر ہاتھ رہتا ہے اور سرو خرامان کا پاوں اُسکی شرمندگی

او در گل

بیت

کیوجہ سے مٹی میں دبا رہتا

بخون عزیزان فرو برده چنگ	سر انگشتہا کرده عناب رنگ
دوستوں کے خون مین ہاتھ ڈبوے ہوئے	اور انگلیوں کے پورے عنابی کئے ہوئے
محال ست کہ با حسن طلعت او گرد مناہی گردد یا رای تباہی زند	
مشکل بات ہے کہ باوجود اس اچھی صورت کے ناجائز باتوں کے قریب پھرے یا کوئی بُری بات کہے	

سلہ رُہبانیت۔ نصرانیت۔ چونکہ نصرانی لوگ اس غرض سے کہ بے خوف ہو کر فراغت کے ساتھ عبادت کریں اپنے آپ کو خصی کرا لیتے تھے۔ اور اسی قسم کی اور حرکتین کرتے تھے۔ اسلام نے اُن سب باتوں کو ناجائز اور ترک ممنوع قرار دیا۔ تو مطلب اس فقرہ کا یہ ہوا کہ میرے قوائے شہوانیہ برقرار ہین اور مین شادی کی استطاعت نہین رکھتا۔ اور اسلام مین رُہبانیت ناجائز ہے پھر آخر اور کیا کرتا ۱۲۔

سلہ سرو خرامان صنم ایک دعائے شاعرانہ کے طور پر کہا گیا ہے۔ یعنے سرو پہلے خرامان تھا اب شرمندگی کیوجہ سے زمین مین گڑ گیا ہے ۱۲۔ سلہ صفت معشوق مذکورہ بالا ۱۲۔ عبد الباری آسی

شعر دلی کہ حور بہشتی ربود و یغما کرد ¹ — کی التفات کند بر بتانِ یغمائی

وہ دل کہ بہشت کی حور لے گیا اور لوٹا — وہ کب یغمائی معشوقون کی طرف توجہ کرسکتا ہے

شعر مَن کانَ بَینَ یَدَیہِ مَا اشتَھیٰ رُطَبٌ — یُغنِیہِ ذٰلِکَ مِن رَجمِ العِنَاقِیدِ

ایسا آدمی جسکے سامنے جتنی کہ وہ چاہے ترکھجورین موجود ہین — یہ بات اسکو انگورون کے اوپر پتھر پھینکنے سے بے نیاز کردیگی

اغلب تہیدستان دامن عصمت بہ معصیت آلایند و گرسنگان نان ربایند **بیت**

اکثر مفلس لوگ عصمت کا دامن گناہ مین آلودہ کرتے ہین اور اکثر بھوکے روٹی اُچک لیجاتے ہین۔

چون سگ درندہ گوشت یافت نپرسد — کین شتر صالح ² است یا خر دجال ³

جب درندے کتے نے گوشت پایا تو وہ نہ پوچھیگا — کہ یہ صالح کی اونٹنی ہے یا دجال کا گدھا

چہ مایہ مستوران بعلت درویشی در عین فساد افتادہ اند و عرض گرامی را بباد زشت نامی بر دادہ **فرد**

کیا کہا جاوے کس قدر پرہیزگار لوگ محتاجی کے سبب سے عین فساد مین پڑے ہین اور ناموس بزرگ کو بدنامی کی ہوا میں اُڑا دیا ہے

باگرسنگی قوت پرہیز نماند — افلاس عنان از کف تقوی بستاند

بھوک کے ساتھ پرہیز کی قوت نہین رہتی — مفلسی پرہیزگاری کے ہاتھ سے باگ چھڑا لیتی ہے

آنچہ گفتی در بر روی مسکینان بہ بندند حاتم طائی کہ بیابان نشین بود اگر شہرے

اور وہ جو تو نے کہا کہ مسکینون کے اوپر دروازہ بند کردیتے ہین حاتم طائی جو جنگل کا رہنے والا تھا اگر شہر کا

---

¹ بتان یغمائی یغما کے رہنے والے معشوق۔ یغما ایک شہر کا نام جو ترکستان مین ہے پہلے یغما کے معنے لوٹ کے ہین مطلب یہ ہے کہ جس کو لوٹ یعنی بوس و کنار کے لئے حور ملجائے وہ یغما کے معشوقون کی طرف کیا متوجہ ہوگا۔ واضح ہو کہ یغما کے لوگوں کو حسین مانا گیا ہے۔ یعنے مالدار کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایسی نامعقول باتون میں پڑے اور ایسے مجرمانہ امور کا ارتکاب کرے جنمین فقیر اور نادار پھنستے ہیں۔ عربی کا شعر بھی اسی کا مؤید ہے ۱۲ ² شتر صالح حضرت صالح کی اونٹنی۔ صالح ایک پیغمبر کا نام کہ اُن کی دُعا سے ایک اونٹنی پتھر کے درمیان سے پیدا ہوئی تھی ۱۲۔ ³ دجال ایک کافر کا نام جو قرب قیامت میں پیدا ہوگا اور اس کی سواری میں گدھا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ جب ایک نادار اپنی شہوت رانی کا موقع پاتا ہے تو اُسکو حرام و حلال کی پروا باقی نہین رہتی ۱۲۔ عبدالباری آسی

بودے از جوش گدایان بیچارہ شدے و جامہ بر و پارہ کردندی چنانکہ

کہنے والا ہوتا فقیروں کی بھیڑ سے عاجز ہو جاتا اور یہ فقیر اسکے لتے سے ڈالتے جیسا کہ

در طیبات آمدہ است **شعر**

طیبات میں آیا ہے

در من منگر تا دگران چشم ندارند
میری طرف نہ دیکھ تاکہ دوسرے امید نہ رکھیں

کز دست گدایان نتوان کرد ثوابی
کیونکہ فقیروں کی وجہ سے کوئی کار ثواب نہیں کرسکتے

گفتا نہ کہ من بر حال ایشان رحمت می برم گفتم نہ کہ بر مال ایشان حسرت

کہا ایسا نہیں ہے بلکہ میں اُن کے حال پر رحم کرتا ہوں میں نے کہا کہ نہیں بلکہ اُن کے مال پر تجھے حسرت آتی ہے

میخوری ما درین گفتار و ہر دو بہم گرفتار ہر بیذقی کہ براندی بدفع آن

ہم دونوں اسی گفتگو میں پڑے تھے اور دونوں ایک دوسرے سے اُلجھے ہوئے تھے جو پیدل وہ چلتا میں اُسکی

کوشیدمی و ہر شاہی کہ بخواندی بفرزین بپوشیدمی تا نقد کیسہ ہمت درباخت

دفعیہ کی تدبیر میں کوشش کرتا اور وہ جو شہ دیتا میں فرزیں کو اعراب میں دیدیتا۔ یہانتک کہ ہمت کی تھیلی کا نقد

وتیر جعبہ حجت ہمہ بینداخت **قطعہ**

وہ ہار گیا اور دلیل کے ترکش کے تیر سب چلا چکا

ہان تا سپر نیفگنی از حملۂ فصیح
خبردار فصیح اور چرب زبان کے حملے سے عاجز نہ ہونا

دیگر نرد معرفت تحنہ ان سجع گوئی
ور معرفت قبول کر اور معرفت کر سجع کہنے والا اشاعرہ

کو را جز این مبالغہ مستعار نیست
کہ اسکے پاس سوائے اس استعارہ کئے ہوئے مبالغہ کے کچھ نہیں ہے

بر در سلاح دارد و کس در حصار نیست
دروازے پر ہتھیار لگائے ہے اور گھر میں کوئی نہیں

تا عاقبۃ الامر دلیلش نماند و ذلیلش کردم دست تعدی دراز کرد و بیہودہ

یہانتک کہ آخرکار اسکے پاس دلیل نہیں رہی اور میں نے اسکو ذلیل کیا مار پیٹ کے لئے ہاتھ اٹھایا اور بیہودہ کہنا

گفتن آغاز و سنت جاہلان ست کہ چون بدلیل از خصم فرو مانند سلسلۂ

شروع کیا اور جاہلوں کا یہی طریقہ ہے کہ جب دلیل سے مخالف کے سامنے عاجز ہوتے ہیں

ل؎ سجع کلام مقفےٰ ۱۲-

عبد الباری آسی

خصومت بجنبانند چون آزر بت تراش که بحجت با پسر بر نیامد بجنگ برخاست

دشمنی کی زنجیر ہلاتے ہیں آزر بت تراش کی طرح کہ دلیلوں سے لڑکے سے نہ جیت سکا لڑنے کے لئے اُٹھا

ایها لئن لم تنته لارجمنک دشنام داد سقطش گفتم گریبانم درید

کہ اے ابراہیم اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کردونگا اُسنے مجھے گالی دی مینے اُسے سخت سُست کہا میرا گریبان

زنخدانش شکستم

قطعہ

پھاڑا میں نے اُسکی ٹھڈی پر مارا

او در من و من درو فتاده	خلق از پی مادوان و خندان
وہ مجھسے اور میں اس سے لپٹا ہوا	اور لوگ ہمارے پیچھے دوڑتے اور ہنستے ہوئے
انگشت تعجب جہانے	از گفت و شنید ما بدندان
ایک زمانہ کی تعجب کی وجہ سے	ہماری گفتگو سنکر دانتوں میں انگلیاں تھیں

القصه مرافعت این سخن پیش قاضی بردیم و بحکومت عدل راضی شدیم

آخرکار اس بات کے قضیہ کو ہم قاضی کے سامنے لے گئے اور انصاف کی حکومت پر راضی ہو گئے کہ

تا حاکم مسلمانان مصلحتے بجوید و میان توانگران و درویشان فرقی بجوید قاضی

مسلمانوں کا حاکم کوئی مصلحت ڈھونڈے اور فقیروں اور مالداروں کے درمیان کوئی فرق بتائے۔ قاضی

چون حالت ما بدید و منطق بشنید سر بجیب تفکر فرو برد و پس از تامل بسیار سر بر

نے جب ہماری حالت دیکھی اور گفتگو سنی تامل کرکے سر جھکا لیا اور بہت سوچنے کے بعد سر اُٹھایا

آورد و گفت ایکه توانگران را ثنا گفتی و بر درویشان جفا روا داشتی بدانکه

اور کہا کہ اے وہ شخص کہ تو نے مالداروں کی تعریف کی اور فقیروں پر ظلم کو جائز سمجھا یہ سمجھ لے کہ

هر جا که گل است خار است و با خمر خمار است و بر سر گنج مار است آنجا که

جہاں پر کوئی پھول ہوتا ہے کانٹا بھی ہوتا ہے اور شراب کے ساتھ خمار اور خزانے کے سر پر سانپ ہوتا ہے

؎ آزر بت تراش حضرت ابراہیم کے باپ کا اور بعض کے نزدیک اُن کے چچا کا نام تھا حضرت ابراہیم نے جب آزر کو بت پرستی سے منع فرمایا اور بتوں کی مذمت کی تو وہ اُن کے سامنے پرستش کی کوئی دلیل بیان نہ کرسکا تو حضرت سے کہا کہ اگر تو نہ مانے گا تو میں تجھے سنگسار کرونگا اور ایک زمانے کے لئے تمکو جدا کردونگا اسی طرح جب وہ فقیری کے افضل ہونے کی دلیل نہ دے سکا تو گالیاں دینے لگا ۱۲- عبدالباری آسی

درشاہوارست نہنگ مردم خوارست لذت عیش دینار الدغۂ اجل دری است

جہان قیمتی موتی ہے وہان آدمی کا پھاڑ ڈالنے والا گھڑیال بھی ہے دنیا کے عیش کے مزے کے پیچھے موت کا ڈنک ہے

و نعیم بہشت را دیوار مکارہ در پیش بیت

اور بہشت کی نعمتوں کے سامنے مکروہات کی دیوار ہے

جور دشمن چہ کند گر نکشد طالب دوست	گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بہم اند
اگر دوست کا طلبگار دشمن کا ظلم نہ اٹھائے تو کیا کرے	خزانہ اور سانپ و پھول اور کانٹا اور رنج اور خوشی ساتھ ہین

نظر نکنی در بستان کہ بید مشک ست و چوب خشک ہمچنین در زمرۂ توانگران

کیا تو باغ مین دیکھتا نہیں کہ بید مشک ہے اور خشک لکڑی اور اسیطرح مالدارون کے فرقے مین شکر کرنیوالے

شاکرند و کفور و در حلقۂ درویشان صابرند و ضجور شعر

ہیں اور ناشکرے بھی اور فقیرون کی جماعت مین صبر کرنے والے ہیں اور بے صبر بھی

اگر ژالہ ہر قطرہ دُر شدی	چو خرمہرہ بازار ازو پر شدی
اگر اولے کا ہر قطرہ موتی ہو جاتا	تو کوڑیون کی طرح اس سے بازار بھر جاتا

مقربان حضرت جل و علا توانگرانند درویش سیرت و درویشانند توانگر

اکثر خدا کے پیارے مالدار ہین مگر انکی عادت فقیرون کی سی ہے اور فقیر ہین مگر ہمت

ہمت و مہین توانگران آنست کہ غم درویش خورد و بہین درویشان

امیرون کی سی ہے اور سب سے بڑا مالدار وہ ہے کہ فقیر کا غم کرے اور بہتر فقیرون مین

آنکہ کم توانگران گیرد و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ پس روی عتاب از

وہ ہے کہ توانگرون کی پروا کم کرے اور جو شخص کہ خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اسکو کافی ہے پھر غصہ کا چہرا

من بجانب درویش کرد و گفت ای کہ گفتی توانگران مشتغل اند بمناہی و

میری طرف سے پھیر کر درویش کی طرف کیا اور کہا اے وہ شخص کہ تو نے کہا ہے مالدار امور ممنوعہ

مست ملاہی نعم طائفہ ہستند برین صفت کہ بیان کردی قاصر ہمت کافر

اور کھیل کود مین مشغول ہین ہان ایک جماعت اسی طرح کی ہے جیسا کہ تو نے بیان کیا کم ہمت

نعمت کہ ببرند و بنہند و نخورند و ندہند و اگر بمثل باران نبارد و یا طوفان

ناشکرے کہ لیجاتے ہین اور رکھدیتے ہیں اور نہین کھاتے اور نہین دیتے اور مثلا اگر بارش نہ ہو یا طوفان

جهان را بردارد باعتماد مکنت خویش از محنت درویش بپرسند و از

دنیا کو تباہ کر ڈالے تو اپنی مالداری کے غرور میں فقیروں کی تکلیف کی بات نہ پوچھیں گے اور

خدای تعالی نترسند شعر

خدای تعالی کا خوف نہ کریں گے

گر از نیستی دیگری شد ہلاک

جو مفلسی کی وجہ سے دوسرا مرگیا

مرا ہست بط را ز طوفان چہ باک

ہمارے پاس تو ہے بط کو طوفان کا کیا غم

شعر وَرَاکِبَاتٌ نِیَاقًا فِی ہَوَاجِہَا

اور اونٹنیوں پر سوار ہونیوالیاں جو اپنے ہودجوں میں

لَمْ یَلْتَفِتْنَ اِلٰی مَنْ غَاصَ فِی الْکُثُبِ

وہ اس شخص کی طرف توجہ نہیں کرتیں جو ریت کے ٹیلوں میں گھس گیا ہے

فرد دونان چو گلیم خویش بیرون بردند

اوچھے لوگ جب اپنی کملی بچالے گئے

گویند چہ غم گر ہمہ عالم مردند

تو کہتے ہیں کیا غم ہے اگر ساری دنیا مرگئی

قومی بدین نمط ہستند کہ شنیدی و طائفہ خوان نعمت نہادہ و دست کرم

ایک جماعت اس طرح کی ہے جیسا کہ تونے سنا اور ایک جماعت نعمت کا دسترخوان بچھائے ہے اور بخشش اور

کشادہ طالب نام اند و مغفرت و صاحب دنیا و آخرت چون بندگان

سخاوت کا ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے اور نام کی طلبگار ہے اور خدا کی مغفرت کی خواہان ہے اور دنیا اور آخرت کی مالک

حضرت پادشاہ عالم عادل مؤید مظفر مالک ازمۂ انام حامی ثغور اسلام

ہے جیسے حضرت بادشاہ کے غلاموں کے مانند عالم عادل تائید کیے گئے فتحمند اور دنیا کی باگوں کے مالک اسلام کے

وارث ملک سلیمان اعدل ملوک زمان مظفر الدنیا والدین اتابک

سرحدوں کے حامی سلیمان کے ملک کے وارث بادشاہوں میں سب سے زیادہ انصاف والے دنیا اور دین کے فتحمند

قطعہ

اَبُوْ بَکْرِ بْنِ سَعْدٍ زَنْگِی اَدَامَ اللّٰہُ اَیَّامَہُمْ وَنَصَرَ اَعْلَامَہُمْ

اتابک ابوبکر بن سعد زنگی خدا ان کا زمانہ برقرار رکھے اور ان کے جھنڈوں کو فتحمند کرے

پدر بجای پسر ہرگز این کرم نکند

باپ اپنے بیٹے کے ساتھ ہرگز یہ بخشش نہ کریگا

کہ دست جود تو با خاندان آدم کرد

جو کچھ تیری سخاوت کے ہاتھ نے آدم کی اولاد کیساتھ کیا

خدای خواست کہ بر عالمی ببخشاید

خدا نے چاہا تھا کہ دنیا کے اوپر بخشش کرے

ترا برحمت خود پادشاہ عالم کرد

تجھے اپنی رحمت سے دنیا کا بادشاہ بنا دیا

قاضی چون سخن بدین غایت برسانید واز حد قیاس ما اسپ مبالغت

قاضی نے جب یہ بات اس حد تک پہونچادی اور ہمارے قیاس سے زیادہ مبالغے کا گھوڑا دوڑایا

درگذرانید بمقتضائے حکم قضا رضا دادیم واز مامضی درگذشتیم وبعد از

شرعی فیصلے کے مطابق ہم راضی ہوگئے اور گذری ہوئی باتون سے درگذرے اور ایک دوسرے

مجازا طریق مدارا گرفتیم وسر تدارک برقدم یکدیگر نہادیم و بوسہ

سے لڑکر صلح کا راستہ اختیار کیا اور تلافی مافات کے لئے ایک دوسرے کے قدم پر سر رکھا اور ایک دوسرے

برسر وروی ہم دادیم وختم سخن برین دو بیت کردیم قطعہ

کے سر اور چہرے کے بوسے لیے اور یہ جھگڑا ان دو شعرون پر ختم کردیا

مکن زگردش گیتی شکایت اے درویش زمانے کی گردش کی اے فقیر شکایت نہ کر	کہ تیرہ بختی اگر ہم برین نسق مردی کہ تو کم بخت ہے اگر اسی حال مین مرگیا
توانگرا چو دل و دست کامرانت ہست اے مالدار جب تیرا دل اور ہاتھ مقصد ور ہے	بخور ببخش کہ دنیا و آخرت بردی تو کھا اور بخشش کر کہ دنیا اور آخرت تونے حاصل کرلی

باب ہشتم در آداب[۱] صحبت

مال از بہر آسایش عمرست نہ عمر از بہر گرد کردن مال عاقلی را پرسیدند

مال عمر آرام سے بسر کرنے کے لئے ہے نہ کہ عمر مال جمع کرنے کے لئے ایک عقلمند سے پوچھا

نیکبخت[۲] کیست و بدبخت چیست گفت نیکبخت آنکہ خورد و کشت[۳]

نیکبخت کون ہے اور بدبخت کون ہے کہا نیکبخت وہ ہے جسنے کھایا اور بویا اور

و بدبخت آنکہ مرد و ہشت شعر

بدبخت وہ ہے جو مرگیا اور چھوڑ گیا

مکن[۴] نماز بران ہیچکس کہ ہیچ نکرد اس شخص کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو کہ اسنے کچھ نہین کیا	کہ عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد کہ عمر مال کے حاصل کرنے مین کھودی اور کچھ نہ کھایا

۱ آداب صحبت یعنی آپس مین رہنے سہنے کے لئے کیا باتین ضروری مین ۱۲ ۲ نیک بخت۔ نیک نصیب۔ بدبخت بدنصیب
۳ کشت یعنی بویا۔ مراد یہ کہ آخرت کے لئے کچھ بخشش اور سخاوت کی ۱۲ ۴ مکن نماز۔ یہان صرف تہدید کے لئے ہے نہ کہ حکم شرعی ۱۲

حکمت موسیٰ علیہ السلام قارون را نصیحت کرد کہ اَحۡسِنۡ کَمَآ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ
موسےٰ علیہ السّلام نے قارون کو نصیحت کی کہ احسان کر جیسا کہ خدا نے تجھ پر احسان کیا

نشنید عاقبتش شنیدی قطعہ
اُسنے نہ سنا اوس کا انجام تونے سنا

آنکس کہ بدینار و درم خیر نیندوخت	سر عاقبت اندر سر دینار و درم کرد
جس شخص نے دینار اور درم کے بدلے نیکی نہ جمع کی	آخر کار دینار اور درم کے خیال میں اسکا خاتمہ ہوا
خواہی متمتع شوی از نعمت دنیا	با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد
اگر تو چاہے کہ دنیا کی نعمت سے فائدہ اٹھائے	تو مخلوق پر مہربانی کر جیسے خدا نے تجھ پر مہربانی کی

عرب گوید جُد وَلَا تَمۡنُنۡ لِاَنَّ الۡفَائِدَۃَ اِلَیۡکَ عَائِدَۃٌ یعنی
عرب کا قول ہے بخشش کر اور احسان مت جتا اس لئے کہ اس کا فائدہ تیرے طرف پلٹ آئے گا یعنے

بخش و منت منہ کہ نفع آن بتو باز میگردد قطعہ
بخش اور احسان نہ رکھ کیونکہ اس کا فائدہ تیری طرف پھر آتا ہے

درخت کرم ہر کجا بیخ کرد	گذشت از فلک شاخ و بالای او
سخاوت کے درخت نے جہاں جڑ پکڑ لی	تو آسمان سے بھی اوسکی ٹہنیاں اور پھونگ گزر گئی
گر امیدواری کزو برخوری	بمنت منہ ارہ بر پاے او
اگر تجھے خیال ہے کہ تو اس درخت کا پھل کھائے	تو احسان کر کے اسکی جڑ پر آرہ نہ چلا

قطعہ

شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیر	ز انعام و فضل او نہ معطل گذاشتت
خدا کا شکر کر کہ تو نیکی کے لئے توفیق دیا گیا ہوا	انعام اور مہربانی سے اُسنے تجھے بیکار نہ چھوڑا
منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیکنی	منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت
یہ احسان نہ رکھ کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے	بادشاہ کا احسان مان کہ اسنے تجھے اپنی خدمت کیلئے رکھا

ف ۱ یعنی خدا نے اپنے فضل و کرم سے تجھے مالدار بنایا ہے ۱۲ ف ۲ یعنی مشہور ہے تمام خزانہ اُسکی جہانی پر رکھدیا گیا اور وہ زمین میں دھنس گیا۔ اور دھنستا جارہا ہے ۱۲ ف ۳ کسی کے ساتھ نیکی کر کے اسکا احسان جتانا اُس نیکی کو برباد کر دیتا ہے

حکمت دو کس رنج بیہودہ بردند و سعی بیفائدہ کردند یکی آنکہ اندوخت و
دو آدمیون نے بیکار محنت کی اور بیفائدہ کوشش کی ایک وہ جسنے جمع کیا اور
نخورد و دیگر آنکہ آموخت و نکرد مثنوی
کھایا نہین اور دوسرا وہ جسنے علم سیکھا اور اسپر عمل نہین کیا

علم چندانکہ بیشتر خوانی	چون عمل در تو نیست نادانی
علم تو جتنا بھی زیادہ پڑھے	جب تجھ مین عمل نہین ہے تو تو بیوقوف ہے
نہ محقق بود نہ دانشمند	چارپائے برو کتابے چند
نہ وہ تحقیق کرنے والا ہے اور نہ عقلمند ہے	بلکہ ایک حیوان ہے جسپر چند کتابین لدی ہوئی ہین
آن تہی مغز را چہ علم و خبر	کہ برو ہیزم ست یا دفتر
اس چارپایہ کو کیا معلوم علم کیا اور اسکو کیا خبر	کہ اُسکے اوپر لکڑیان لدی ہین یا دفتر ہے

حکمت علم از بہر دین پروردن ست نہ از بہر دنیا خوردن شعر
علم دین کو محفوظ رکھنے کے واسطے ہے نہ کہ دنیا کا نفع اُٹھانے کے لئے

ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت	خرمنی گرد کرد و پاک بسوخت
جس کسی نے کہ پرہیز اور علم اور تقوی کو بیچا	تو اُسنے گویا کھلیان جمع کیا اور بالکل جلا دیا

پند عالم ناپرہیزگار کور مشعلہ دار است یَهْدِي بِهٖ وَهُوَ لَا یَهْتَدِي۔
عالم جو پرہیز نہین کرتا وہ اندھا ہے کہ مشعل رکھتا ہے جس سے ہدایت کی جاتی ہے اور وہ خود ہدایت نہیں پاتا

بیت بی فائدہ ہر کہ عمر درباخت	چیزی نخرید و زر بینداخت
بے فائدہ جسنے کہ عمر ضایع کردی	گویا اُسنے روپیہ پھینکدیا اور کچھ نہیں خریدا

پند ملک از خردمندان جمال گیرد و دین از پرہیزگاران کمال یابد
ملک کی زینت عقلمند لوگوں سے ہوتی ہے اور دین پرہیزگارون سے کمال پاتا ہے
پادشاہان بنصیحت خردمندان ازان محتاج ترانند کہ خردمندان بقربت
بادشاہ عقلمندونکی نصیحت کے اُس سے زیادہ محتاج ہین جتنے کہ عقلمند بادشاہون کی
پادشاہان
مصاحبت کے

قطعه

بندہ اگر بشنوی ای پادشاہ	در ہمہ دفتر بہ ازین پند نیست
اے بادشاہ اگر تو ایک نصیحت سن لے	تو ساری کتاب مین اس سے اچھی نصیحت نہین ہے
جز بخردمند مفرما عمل	گرچہ عمل کار خردمند نیست
عقلمند کے سوا کسی کو نوکر نر کھ	اگرچہ نوکری کرنا عقلمند کا کام نہین ہے

حکمت سہ چیز پایدار نماند مال بی تجارت و علم بی بحث و ملک بی سیاست
تین چیزین ٹہرتی نہین ہین مال بغیر تجارت کے اور علم بغیر بحث کے اور ملک بغیر دبدبے کے

قطعه

وقتی بلطف گوی و مدارا و مردمی	باشد کہ در کمند قبول آوری دلے
ایک وقت مہربانی اور صلح اور مروت سے بات کر	ممکن ہے کہ قبولیت کی کمند مین کسی دل کو پھنسائے
وقتی بقہر گوی کہ صد کوزہ نبات	گہ گہ چنان بکار نیاید کہ حنظلے
ایک وقت غصہ سے بات کر کیونکہ مصری کے سو کوزے	کبھی کبھی اتنا کام نہین دیتے جتنا کہ ایک اندراین کا پھل

حکمت رحم آوردن بر بدان ستم است بر نیکان و عفو کردن از ظالمان
بدون پر رحم کرنا نیکون پر ظلم کرنا ہے اور ظالمون کو معاف کرنا فقیرون
جور است بر درویشان
اور غریبون پر ظلم کرنا ہے

بیت

خبیث را چو تعہد کنی و بنوازی	بدولت تو گنہ میکند بانبازی
خبیث کو تو جب ملازم رکھے اور اسپر مہربانی کرے	تو وہ تیری دولت کا شریک ہو کر گناہ کرتا ہے

پند بر دوستی پادشاہان اعتماد نتوان کرد و بر آواز خوش کودکان کہ
بادشاہون کی دوستی پر بھروسہ کرنا نہ چاہیے اور لڑکون کی اچھی آواز پر کیونکہ بادشاہ
آن بخیالی مبدل شود و این بخوابی متغیر گردد
کی دوستی ایک ذرا سے خیال مین بدلجاتی ہے اور یہ ایک رات مین -

شعر

معشوق ہزار دوست را دل ندہی	ور میدہی آن دل بجدائی بنہی
وہ معشوق جسکے ہزار دوست ہون ہمکو تو دل نہ دے	اور اگر تو دیتا ہے تو اس دل کو جدائی کی تکلیف سہنے پر

پند ہر آن سری کہ داری با دوست درمیان منہ واگرچہ دوست مخلص
جو بھید تیرے دل میں ہو اس کو دوست کے سامنے نہ کہہ دوست خالص ہی
باشد چہ دانی کہ وقتی دشمن گردد وہرگز ندے کہ توانی بدشمن مرسان کہ
کیون نہ ہو۔ تجھے کیا معلوم کہ کسی وقت دشمن ہو جائے اور جو نقصان کہ تو پہنچا سکتا ہے دشمن کو نہ پہونچا
باشد کہ وقتی دوست گردد
کیونکہ ممکن ہے کہ کسی وقت دوست ہو جائے

پند رازی کہ نہان خواہی باکس درمیان منہ واگرچہ دوست باشد
تو جس راز کو راز رکھنا چاہے اُسکا کسی کے سامنے ذکر نہ کر اگرچہ وہ دوست ہی ہو کیونکہ
کہ مر آن دوست را نیز دوستان باشند وہم چنین مسلسل **قطعہ**
اس دوست کے بھی دوست ہونگے اور ایسے ہی سلسلہ نکلتا چلا جائے گا

خامشی بہ کہ ضمیر دل خویش
چپ رہنا اچھا ہے بمقابلہ اسکے کہ اپنی دلکا بھید
باکسی گفتن وگفتن کہ مگوے
کسی سے بیان کرنا اور یہ کہنا کہ کہنا نہیں
ای سلیم[1] آب ز سرچشمہ[2] ببند
اے عقل سلیم والے پانی سرچشمہ کی حالت میں بند کر
کہ چو پر شد نتوان بستن جوے
کہ جب وہ بڑا ہو گیا تو ندی کو بند نہیں کیا جا سکتا
فرد سخنی درنہان نباید گفت
وہ بات چھپ کر بھی نہ کہنی چاہیئے
کان سخن برملا نشاید گفت
جو بات سامنے نہ کہی جا سکے

حکمت دشمن ضعیف کہ درطاعت آید ودوستی نماید مقصود وی جز این
کمزور دشمن جو تابعدار ہو جائے اور دوستی ظاہر کرے اسکا مطلب اسکے سوائے اور نہیں ہے
نیست کہ دشمن قوی گردد وگفتہ اند بر دوستی دوستان اعتماد نیست تا بہ
کہ مضبوط دشمن بنجائے اور عقلمندون نے کہا ہے کہ دوستوں کی دوستی پر بھروسہ نہیں ہے تو دشمنون
تملق دشمنان چہ رسد وہر کہ دشمن کوچک را حقیر شمارد بدان ماند کہ آتش
کی خوشامد کی تو حقیقت کیا ہے اور جو شخص کہ چھوٹے دشمن کو حقیر سمجھتا ہے اُسکی ایسی مثال ہے کہ تھوڑی

[1] یعنے اے سلیم۔ سلیم کے معنے درست مزاج۔ اور بیوقوف دونوں کے لئے ہیں اور یہاں دونوں معنے لئے جاسکتے ہیں ۱۲ [2] سرچشمہ ابتداے کار سے مراد ہے ۱۲

اندک راتحمل میگذارد **قطعہ**

سی آگ کو یونہی چھوڑ دیتا ہے

امروز بکشش چو میتوان کشت	کاتش چو بلند شد جہان سوخت
ذرا بجھا دے اگر بجھا سکتا ہے	کیونکہ آگ جب بھڑک اٹھی تو ایک جہان جل گیا
مگذار کہ زہ کند کمان را	دشمن کہ بہ تیر میتوان دوخت

اتنی مہلت نہ دے کر وہ کمان کو کھینچ سکے جس دشمن کو کہ تیر سے بیندھا جا سکتا ہے

حکمت سخن درمیان دو دشمن چنان گوئی کہ اگر دوست گردند

دو دشمنوں کے درمیان ایسی بات کہنا چاہئے کہ وہ دونوں آپسمیں دوست ہوجائیں

شرمزدہ نباشی **ابیات**

تو تو شرمندہ نہ ہو

میان دو کس جنگ چون آتش ست	سخن چین بدبخت ہیزم کش ست
دو آدمیوں کے درمیان لڑائی آگ کی طرح ہے	اور چغل خور بدنصیب لکڑیاں جمع کرنے والا ہے
کنند این و آن خوش دگر بارہ دل	وی اندر میان کور بخت و خجل
یہ اور وہ دوسری بار مل جائیں گے	اور وہ درمیان میں بدنصیب و شرمندہ ہوگا
میان دو کس آتش افروختن	نہ عقل ست خود درمیان سوختن
دو آدمیوں میں لڑانے کی آگ لگا کر	عقلمندی نہیں کہ اپنے آپ کو درمیان میں ڈالکر جلادے
قطعہ درسخن با دوستان آہستہ باش	تا ندارد دشمن خونخوار گوش
دوستوں سے آہستہ بات کرنی چاہئے	تاکہ خونخوار دشمن کان نہ لگا سکے
پیش دیوار انچہ گوئی ہوش دار	تا نباشد در پس دیوار گوش
دیوار کے سامنے تو جو کچھ کہے سمجھ کر کہہ	تاکہ دیوار کے پیچھے کان لگا ہوا نہ ہو

حکمت ہر کہ با دشمنان صلح میکند سر آزار دوستان دارد۔

جو کوئی دشمنوں کے ساتھ صلح کرتا ہے وہ دوستوں کے ستانے کا خیال رکھتا ہے

لہ یعنی دو آدمی لڑرہے ہیں اور ایک آدمی ادھر کی ادھر ادھر کی ادھر لگاتا ہے تو اسکی ایسی مثال ہے کہ آگ جل رہی ہے اور یہ لکڑیاں چنکر اس میں ڈالتا۔ اور آگ کو بھڑکاتا ہے ۱۲

ٹہ ظاہر ہے کہ دشمن اس کو تکلیف دے گا اور دوستوں کو اس سے رنج ہوگا۔ یا دشمن سے ملنے پر دوستوں کو تکلیف ہوگی ۱۲

شعر

بشوی ای خردمند زان دوست دست ‌ ‌ ‌ که با دشمنانت بود هم نشست
اے عقلمند اس دوست سے ہاتھ دھولے ‌ ‌ ‌ جو تیرے دشمنوں کے پاس جا کر بیٹھے

پند چون در امضای کاری متردد باشی آن طرف اختیار کن ۔
جب تو کسی کام کے جاری کرنے کے لئے فکر مند ہو تو وہ پہلو اختیار کر کہ

کہ بے آزار تو بر آید **شعر**
تیری تکلیف کے بغیر پورا ہو جائے
با آنکہ در صلح زند جنگ مجوی
جو صلح چاہے اس سے لڑائی نہ ٹھان

با مردم سہل گوی دشوار مگوی
نرم گفتگو کرنے والے سے سخت گفتگو نہ کر

حکمت تا کار بزر بر می آید
جب تک روپیہ سے کام بنے

جان در خطر افگندن نشاید عرب گوید آخر الحیل السیف **شعر**
جان کو خطرہ مین ڈالنا نہ چاہیئے عربی کا قول ہے سب حیلون کا آخری حیلہ تلوار ہے

چو دست از ہمہ حیلتی در گسست ‌ ‌ ‌ حلال است بردن بشمشیر دست
جب تمام حیلون سے عاجز ہو جائے ‌ ‌ ‌ تو تلوار پر ہاتھ ڈالنا جائز ہے

حکمت بر عجز دشمن رحمت مکن کہ اگر قادر شود بر تو نبخشاید **بیت**
دشمن کی عاجزی پر رحم نہ کر کیونکہ اگر وہ اختیار والا ہو جائیگا تو تجھ پر رحم نہ کریگا

دشمن چو بینی ناتوان لاف از بروت خود مزن ‌ ‌ ‌ مغزیست در ہر استخوان مردیست در ہر پیرہن
دشمن کو اگر تو کمزور دیکھے تو اپنی موچھو پر تاؤ نہ دے ‌ ‌ ‌ کیونکہ ہر ہڈی مین گودا ہوتا ہے اور ہر لباس مین ایک آدمی

حکمت ہر کہ بدی را بکشد خلق را از بلای وی برہاند و وی را از عذاب خدای
جو کوئی کسی برے آدمی کو مار ڈالے تو مخلوق کو اسکے شر سے اور اسکو خدا کے عذاب سے چھڑا دیتا ہے ۔

قطعہ پسندیدہ است بخشایش ولیکن ‌ ‌ ‌ منہ بر ریش خلق آزار مرہم
معاف کرنا اچھی بات ہے مگر ‌ ‌ ‌ دنیا کے ستانے والے کے زخم پر مرہم نہ رکھ
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار ‌ ‌ ‌ کہ آن ظلم است بر فرزند آدم
جسنے سانپ پر رحم کیا یہ نہیں جانا ‌ ‌ ‌ کہ وہ اولاد آدم پر ظلم کرنا ہے

حکمت نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست ولیکن شنیدن رواست

نصیحت دشمن سے سنکر اسکا قبول کرنا غلطی ہے۔ مگر سننا جایز ہے کہ تو

کہ بخلاف آن کار کنی کہ عین صواب ست

اس کے خلاف عمل کر سکے کہ یہ بات بالکل درست ہے

مثنوی

حذر کن زانچہ دشمن گوید آن کن ۔۔۔ کہ بر زانو زنی دست تغابن

دشمن جس کام کے کرنیکو کہے اس سے پرہیز کر ۔۔۔ کیونکہ پھر تو گھٹنوں پر افسوس کرکے ہاتھ مارے گا

گرت راہی نماید راست چون تیر ۔۔۔ ازان برگرد وراہ دست چپ گیر

اگر تجھکو تیر کی طرح سیدھا راستہ دکھائے ۔۔۔ اس رستہ سے پھر جا اور الٹے ہاتھ کیطرف کا راستہ چل

پند خشم بیش از حد گرفتن وحشت آرد و لطف بیوقت ہیبت ببرد نہ

حد سے زیادہ غصہ کرنا وحشت پیدا کرتا ہے اور بے وقت کی مہربانی خوف کا خاتمہ کر دیتی ہے

چندان درشتی کن کہ از تو سیر گردند و نہ چندان نرمی کہ بر تو دلیر

نہ اتنی سختی کر کہ تجھ سے بیزار ہو جائیں نہ اتنی نرمی برت کہ تجھ پر دلیر ہو جائیں

ابیات

درشتی و نرمی بہم در بہ است ۔۔۔ چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

سختی اور نرمی دونوں ملی ہوئی اچھی ہیں ۔۔۔ فصد کرنے والے کیطرح کہ وہ زخم بھی کرتا ہے مرہم بھی رکھتا

درشتی نگیرد خردمند پیش ۔۔۔ نہ سستی کہ ناقص کند قدر خویش

عقلمند سختی سے کام نہیں لیتا ۔۔۔ نہ سستی کرتا ہے کہ اپنی قدر گھٹا دیتا ہے

نہ مر خویشتن را فزونی نہد ۔۔۔ نہ یکبارہ تن در مذلت دہد

نہ صرف اپنے آپ کو مرتبہ میں بڑھاتا ہے ۔۔۔ نہ ایک دم اپنے آپ کو ذلیل کر دیتا ہے

نظم جوانی با پدر گفت ای خردمند ۔۔۔ مرا تعلیم کن پیرانہ یک پند

ایک جوان نے باپ سے کہا کہ اے عقلمند ۔۔۔ مجھے بڈھوں کی سی ایک نصیحت کر

بگفتا نیکمردی کن نہ چندان ۔۔۔ کہ گردد چیرہ گرگ تیز دندان

کہا نیکی کر مگر نہ اتنی ۔۔۔ کہ تیز دانتوں والا بھیڑیا غالب ہو جائے

حکمت دو کس دشمن ملک و دین اند پادشاہ بی حلم و زاہد بی علم

دو آدمی ملک اور دین کے دشمن ہیں وہ بادشاہ جسمیں بردباری نہیں وہ زاہد جس میں علم نہیں۔

شعر

بر سر ملک مباد آن ملک فرمانده	که خدا را نبود بندۂ فرمان بردار
خدا کرے وہ بادشاہ ملک کا مالک نہ رہے	جو کہ خدا کا حکم ماننے والا بندہ نہ ہو

پند پادشاہ را باید کہ تا حدی خشم بر دشمنان نراند کہ دوستان را اعتماد
بادشاہ کو چاہئے کہ اس حد تک دشمنوں پر غصہ نہ کرے کہ دوستوں کو بھروسہ نرہے
نماند آتش خشم اول در خداوند خشم افتد پس انگہ زبانہ بخصم رسد یا نرسد
غصہ کی آگ پہلے غصہ کرنے والے میں لگجاتی ہے بعد اسکے اُس کا شعلہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے

مثنوی

نشاید بنی آدم خاک زاد	کہ در سر کند کبر و تندی و باد
آدم کی اولاد خاک سے بنی ہوئی کو یہ نہ چاہئے	کہ وہ اپنے سر مین غرور غصہ اور تکبر رکھے
ترا با چنین تندی و سرکشی	نہ پندارم از خاکی از آتشی
تجھ کو اتنی تیزی اور غرور ہوتے ہوئے	مین نہیں سمجھتا کہ تو خاک سے بنا ہے یا آگ سے

قطعہ

در خاک بیلقان[1] برسیدم بعابدی	گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن
مین بیلقان کی سرزمین میں ایک عابد کے پاس پہنچا	اس سے مین نے کہا کہ مجھے تعلیم دے کر جہالت سے پاک کیجئے
گفتا برو چو خاک تحمل کن اے فقیہ	یا ہرچہ خواندہ ہمہ در زیر خاک کن
انھون نے کہا کہ اے عالم خاک کیطرح بردباری کر	یا تونے جو کچھ پڑھا ہے وہ سب خاک میں دفن کردے

حکمت بدخوی بدست دشمنی گرفتار است کہ ہر جا کہ رود از چنگ
بُری عادت والا ایک دشمن کے ہاتھ میں قید ہے جہان کہین جائیگا اُسکے عذاب دینے والے

عقوبت او خلاص نیابد بیت	اگر ز دست بلا بر فلک رود بدخوے
ہاتھ سے نجات نہ پائے گا	اگر بلا کے ہاتھ سے بُری عادت والا آسمان پر جائے

[1] بیلقان ایران میں ایک شہر کا نام ۔ جو شروان اور آذربائجان کے درمیان میں واقع ہے

ز دست خوی بد خویش در بلا باشد	حکمت چو بینی که در سپاه دشمن
اپنی بری عادت کے ہاتھ سے بلا میں رہیگا	جب تو دیکھے کہ دشمن کی فوج میں

تفرقه افتاد تو جمع باش واگر جمع شوند از پریشانی اندیشه کن **قطعه**

بل چل پڑ گئی تو تو اکٹھا رہ اور اگر وہ لوگ جمع ہو جائیں تو اپنی پریشانی سے ڈرتا رہ

برو با دوستان آسوده بنشین	چو بینی در میان دشمنان جنگ
جا دوستوں کے ساتھ مزے سے بیٹھ	جب تو دشمنوں میں لڑائی دیکھے
وگر بینی که باهم یک زبانند	کمان را زه کن و بر باره بر سنگ
اور اگر تو دیکھے کہ سب متفق اور ایک خیال ہیں	تو کماں کو چڑھائے رہ اور فصیل پر پتھر تیار رکھ

حکمت دشمن چو از همه حیلتی فرو ماند سلسله دوستی بجنباند آنگه بدوستی

دشمن جب سب حیلوں سے عاجز ہو جاتا ہے تو دوستی کی سلسلہ جنبانی کرتا ہے اسوقت دوستی میں

کارهائی کند که هیچ دشمن نتواند کرد حکمت سر مار بدست دشمن کوب که از

ایسے ایسے کام کرتا ہے کہ کوئی دشمن نہیں کر سکتا سانپ کا پھن دشمن سے کچلوا کیونکہ یہ دو خوبیوں سے خالی

احدی الحسنیین خالی نباشد اگر این غالب آمد مار کشتی واگر آن از دشمن رستی

نہ ہوگا اگر یہ غالب آیا تو تو نے سانپ مارا اور اگر وہ تو تو دشمن سے چھٹا۔

فرد بروز معرکه ایمن مشو ز خصم ضعیف	که مغز شیر بر آرد چو دل ز جان برداشت
معرکے کے دن ضعیف دشمن سے بےخوف نہ ہو	کہ جب جان سے ہاتھ دھوئے تو شیر کا بھیجا نکال لے گا

حکمت خبری که دانی دل بیازارد تو خاموش باش تا دیگری بیارد۔

جس خبر کو تو سمجھے کہ دل دکھائے گی تو تو خاموش رہ کہ دوسرا آدمی وہ خبر لائے۔

فرد بلبلا مژده بهار بیار	خبر بد به بوم شوم گذار
اے بلبل بہار کی خوشخبری سنا	بری خبر منحوس الو کے لیے چھوڑ دے

نکته پادشاه را بر خیانت کسی واقف مگردان مگر آنگه که بر قبول کلی واثق

بادشاہ کو کسی شخص کی خیانت کی اطلاع نہ دے مگر جب تک کہ اس بات کے قبول ہونے

باشی وگرنه در هلاک خود سعی می کنی

پر تجھے پکا بھروسا ہو اور نہیں تو تو اپنے ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے

مثنوی

بپیچ سخن گفتن آنگاه کن
بات کہنے کا ارادہ اس وقت کر
کہ بینی کہ در کار گیرد سخن
جب تو یہ معلوم کرے کہ بات اثر کرے گی

کمال است در نفس انسان سخن
انسان کی ذات میں نطق ایک کمال ہے
تو خود را بگفتار ناقص مکن
تو بات کہکر اپنے آپ کو ناقص ثابت نہ کر

پند ہر کہ نصیحت خود رائی میکند او خود بہ نصیحت گری محتاج است۔
جو آدمی کسی خود رائے آدمی کو نصیحت کرتا ہے وہ خود نصیحت کا محتاج ہے۔

پند فریب دشمن مخور و غرور مداح مخر کہ این دام زرق نہادہ است
دشمن کا فریب نہ کھا۔ اور تعریف کرنے والے کا غرور نہ خرید کیونکہ اس نے مکر کا جال بچھا رکھا ہے
وآن دامن طمع کشادہ
اور اپنے طمع کا دامن پھیلا رکھا ہے

پند احمق را ستایش خوش آید چون لاشہ کہ در کعبش دمی فربہ نماید **قطعہ**
بیوقوف آدمی کو تعریف اچھی معلوم ہوتی ہے جیسے دبلا گدھا کہ اسکو ٹانگوں کے پاس دم موٹی معلوم ہوتی ہے۔

الا تا نشنوی مدح سخنگوے
خبردار ہو ہرگز اس بات کہنے والے کی تعریف نہ سن
کہ اندک مایہ نفعی از تو دارد
جو تھوڑا سا نفع تجھ سے پاتا ہے

اگر روزی مرادش بر نیاری
اگر ایک دن تجھ سے اپنی مراد نہ پائے
دو صد چندان عیوبت بر شمارد
تو تیرے دو سو عیب شمار کرے

حکمت متکلم را تا کسی عیب نگیرد سخنش صلاح نپذیرد **شعر**
بات کہنے والے کا عیب جب تک پکڑا نہ جائے تو اسکی بات درست نہیں ہو سکتی۔

مشو غرہ بر حسن گفتار خویش
اپنی اچھی گفتگو پر مغرور نہ ہو
بتحسین نادان و پندار خویش
ناواقف کی تعریف اور اپنے غرور کی وجہ سے

حکمت ہمہ کس را عقل خود بکمال نماید و فرزند خود بجمال۔
سب آدمیوں کو اپنی عقل کامل معلوم ہوتی ہے اور اپنی اولاد خوب صورت۔

لہ لاشہ جانور کا مردہ بدن جسم لاغر کعبتین دو گوٹ یعنی ٹخنوں کے پاس دم معلوم ہوتا ہے ۱۲

نظم

یکی جہود و مسلمان مناظرہ کردند
ایک یہودی اور مسلمان بحث کر رہے تھے
چنانکہ خندہ گرفت از نزاع ایشانم
اسطرح پر کہ مجھے اُن کے جھگڑے سے ہنسی آگئی

بطنز گفت مسلمان گر این قبالۂ من
مسلمان نے طنز سے کہا کہ اگر یہ میری دستاویز
درست نیست خدایا جہود میرانم
صحیح نہیں ہے تو یا خدا میں یہودی ہو کر مروں

جہود گفت بتوریت میخورم سوگند
یہودی نے کہا کہ میں توریت کی قسم کھاتا ہوں
وگر خلاف بود ہمچو تو مسلمانم
اور اگر یہ بات خلاف ہو تو میں تیری طرح مسلمان ہوں

گر از بساط زمین عقل منعدم گردد
اگر دنیا کے فرش سے عقل بالکل معدوم ہو جائے
بخود گمان نبرد ہیچکس کہ نادانم
تو بھی کوئی آدمی اپنے آپکو نادان نہ سمجھے گا

حکمت

دہ آدمی بر سفرۂ بخورند و دو سگ بر مرداری بہم بسر نبرند
دس آدمی ایک دسترخوان پر کھا سکتے ہیں اور دو کتے ایک مردار پر گزارہ نہیں کر سکتے
حریص بجہانی گرسنہ و قانع بنانی سیر حکما گفتہ اند درویشی بقناعت بہ از توانگری بہ بضاعت
حرص کرنے والا ایک جہان لیکر بھی بھوکا ہے اور قناعت کرنے والا ایک روٹی سے پیٹ بھرا ہوا عقلمندوں کا قول ہے فقیری جو قناعت کیساتھ ہو وہ اس تونگری سے اچھی ہو جو کچھ سرمایہ ہو

شعر

رودۂ تنگ بیک نان تہی پر گردد
تنگ آنت ایک روکھی روٹی سے بھر جائے گی
نعمت روی زمین پر نکند دیدۂ تنگ
دنیا بھر کی نعمت حریص آنکھ کو بھر نہیں سکتی

مثنوی

پدر چون دور عمرش منقضی گشت
والد صاحب نے جب انکی عمر کا زمانہ آخر ہوا
مرا این یک نصیحت کرد و بگذشت
مجھے ایک یہ نصیحت کی اور گزر گئے

کہ شہوت آتش است از وی بپرہیز
کہ شہوت ایک آگ ہے اس سے پرہیز کر
بخود بر آتش دوزخ مکن تیز
اپنے اوپر دوزخ کی آگ تیز نہ کر

دران آتش نداری طاقت سوز
اُس آگ میں تو جلنے کی طاقت نہیں رکھتا

بصبر آبی برین آتش زن امروز
صبر کا پانی اس آگ پر آج چھڑک دے

پند **شعر**

ہر کہ در حال توانائی نکوئی نکند در وقت ناتوانی سختی بیند
جو شخص اچھے زمانے میں نیکی نہیں کرتا تو وہ کمزوری کے زمانہ میں سختی اٹھاتا ہے۔

بداختر تر از مردم آزار نیست
ظالم سے زیادہ کوئی بدنصیب نہیں

کہ روز مصیبت کسش یار نیست
کہ اس کا مصیبت کے زمانے میں کوئی دوست نہیں

حکمت **قطعہ**

ہر چہ زود بر آید دیر نپاید
جو چیز جلد حاصل ہو جاتی ہے دیر تک نہیں ٹھہرتی

خاک مشرق[1] شنیدہ ام کہ کنند
میں نے سنا ہے کہ مشرق کی مٹی سے

صد بروزی کنند در مردشت[2]
اور مردشت میں ایک دن میں سو پیالے بناتے ہیں

بچہل سال کاسۂ چینی
چالیس سال میں چینی کا پیالہ بناتے ہیں

لاجرم قیمتش ہمے بینی
خواہ مخواہ اس کی قیمت تم دیکھتے ہو

قطعہ

مرغک از بیضہ برون آید و روزی طلبد
پرندہ کا بچہ انڈے سے نکلتا ہے اور فوراً روزی مانگتا ہے

آدمی زادہ ندارد خرد و عقل و تمیز
آدمی کے بچے میں عقل ہوش اور تمیز نہیں ہوتی

آنکہ ناگاہ کسی گشت بجیزی نرسید
وہ کہ بچا ایکی ہوشیار ہو گیا تو کسی درجہ پر نہ پہنچا

وین بتمکین و فضیلت بگذشت از ہمہ چیز
اور یہ خود داری اور فضیلت میں تمام چیزوں سے سبقت لے گیا

آبگینہ ہمہ جا یابی از ان بیقدر ست
شیشہ تو سب جگہ پاتا ہے اس سبب بیقدر ہے

لعل دشوار بدست آید ازانست عزیز
لعل دشواری سے ہاتھ آتا ہے اس سبب پیارا ہے

[1] خاک مشرق سے مراد ملک چین ہے کیونکہ وہ تمام ملکوں سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ خاک کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ مصنوعی ہوتی اور کسی تجو وغیرہ سے تیار کی جاتی ہے یا وہاں کی مٹی مراد ہے ۱۲ [2] مردشت ایک شہر کا نام بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے صد بروزے کنند سفالاں یعنی کمہار ایک دن میں سو بنا لیتے ہیں پھر اُس کی ویسی ہی قدر بھی ہوتی ہے ۱۲۔

حکمت

مثنوی کارہا بہ صبر بر آید و مستعجل بسر در آید

بہت سے کام صبر سے نکلتے ہیں و جلدی کرنے والا سر کے بل گرتا ہے

بچشم خویش دیدم در بیابان
میں نے جنگل میں اپنی آنکھ سے دیکھا ہے

کہ آہستہ سبق برد از شتابان
کہ آہستہ چلنے والا دوڑنے والے سے سبقت لیگیا

سمند بادپا از تگ فرو ماند
تیز چلنے والا گھوڑا چلنے سے عاجز ہوگیا

شتربان ہمچنان آہستہ میراند
اور اونٹ والا ویسے ہی ہانک رہا تھا

پند نادان را بہ از خاموشی نیست و اگر این مصلحت بدانستی نادان نبودے

ناداں کے لئے چپ رہنے سے بہتر کوئی بات نہیں اور اگر یہ مصلحت جانتا تو نادان نہ ہوتا

قطعہ

چون نداری کمال و فضل آن بہ
جب تو کمال و بزرگی نہیں رکھتا تو یہ بہتر ہے

کہ زبان در دہان نگہداری
کہ زبان کو منہ میں چپ رکھے

آدمی را زبان فضیحہ کند
آدمی کو زبان رُسوا کرتی

جوز بیمغز را سبکساری
اور بغیر گری کے اخروٹ کو ہلکا پن

ابیات

خری را ابلہی تعلیم میداد
ایک گدہے کو ایک بیوقوف تعلیم دے رہا تھا

برو بر صرف کردی سعی دائم
اور اسپر اپنی ہمیشہ کوشش صرف کر رہا تھا

حکیمے گفتش ای نادان چہ کوشی
ایک عقلمند نے اس سے کہا کہ اے نادان تو کیا کوشش کرتا ہے

درین سودا بترس از لوم لائم
اس خبط میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈر

نیاموزد بہائم از تو گفتار
چوپایہ تجھ سے بولنا نہ سیکھے گا

تو خاموشی بیاموز از بہائم
تو چوپایوں سے خاموشی سیکھ

ایضاً

ہر کہ تامل نکند در جواب
جو کوئی جواب دینے میں فکر نہیں کرتا

بیشتر آید سخنش ناصواب
تو اسکی اکثر باتیں مہمل اور غلط ہوتی ہیں

یا سخن آرای چو مردم بہوش
یا آدمیوں کی طرح سوچ کر بات کہہ

یا بنشین ہمچو بہائم خموش
یا چوپایوں کی طرح خاموش بیٹھ

پند ہر کہ با دانا تر از خود جدل کند تا بدانند کہ داناست بدانند کہ نادانست

جو اپنے سے زیادہ جاننے والے سے اس لئے بحث کرے کہ لوگ عقلمند سمجھیں تو وہ اسے بیوقوف سمجھ لیں گے۔

فرد چون درآمد بہ از تو ئی سخن جب تجھ سے کوئی تقریر کرتے ہیں بہتر ہو	اگرچہ بہ دانی اعتراض مکن تو اگرچہ تجھے بہتر معلوم ہو اعتراض نہ کر

حکمت ہر کہ با بدان نشیند نکوئی نہ بیند **ابیات**
جو کوئی بدوں میں بیٹھے گا نیکی نہ دیکھے گا

گر نشیند فرشتہ با دیو اگر فرشتہ دیو کی صحبت میں بیٹھے از بدان جز بدی نیاموزے بدوں سے سوائے بدی کے کوئی بات نہ سیکھے گا	وحشت آموزد و خیانت و ریو تو وحشت خیانت اور مکر سیکھے گا نکند گرگ پوستین دوزے کیونکہ بھیڑیا پوستین نہیں سی سکتا۔

پند مردم را عیب نہانی پیدا مکن کہ مر ایشانرا رسوا کنی و خود را بے اعتماد
لوگوں کے چھپے ہوئے عیب ظاہر نہ کر کیونکہ انکو تو ذلیل کرے گا اور اپنے آپ کو بے اعتبار

پند ہر کہ علم خواند و عمل نکرد بدان ماند کہ گاو راند و تخم نیفشاند **حکمت**
جسنے علم پڑھا اور عمل نہیں کیا اسکی مثال ایسی ہے کہ ہل چلاتا ہے اور بیج نہیں ڈالتا۔

از تن بیدل طاعت نیاید و پوست بی مغز بضاعت را نشاید نکتہ نہ ہر
بے ہمت جسم سے عبادت نہیں ہو سکتی اور چھلکا بغیر مغز کے پونجی کے سزاوار نہیں ہے۔

کہ در مجادلت چست در معاملت درست **بیت**
جو لڑنے میں چالاک ہے یہ ضروری نہیں کہ معاملے میں بھی ٹھیک ہو

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد بہت سے اچھے قد کہ چادر میں چھپے ہوئے ہیں	چون باز کنی مادر مادر باشد جب تو اُنھیں کھول کر دیکھے تو وہ نانی معلوم ہونگے

حکمت اگر شبہا ہمہ شب قدر بودی شب قدر بیقدر بودے **شعر**
اگر راتیں سب شب قدر ہوتیں تو شب قدر بے قدر ہو کر رہ جاتی۔

گر سنگ ہمہ لعل بدخشان بودے اگر پتھر سب لعل بدخشان ہوتے	پس قیمت لعل و سنگ یکسان بودے تو قیمت لعل اور پتھر کی ایک سی ہوتی

حکمت نہ ہر کہ بصورت نیکوست سیرت زیبا دروست کار اندرون دارد نہ پوست
یہ ضروری نہیں کہ جو شکل صورت میں اچھا ہے اسکی عادت بھی اچھی ہو کام گودے حصہ سے ہے نہ کہ چھلکے سے

قطعہ

توان شناخت بیکروز از شمائل مرد	کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم
ایک دن میں آدمی کی عادتوں سے پہچانا جا سکتا ہے	کہ اسکی علمی قابلیت کہاں تک پہونچی ہے
ولی ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو	کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم
مگر اسکے دل کے حالات سے بیخوف نہ ہو اور مغرور نہ ہو	کیونکہ ذاتی خباثت برسوں میں بھی معلوم نہیں ہوتی

پند ہر کہ با بزرگان ستیزد خون خود می ریزد

جو کوئی بڑے لوگوں سے لڑتا ہے وہ اپنا خون آپ کرتا ہے

قطعہ

خویشتن را بزرگ پنداری	راست گفتند یک دو بیند لوچ
تو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے	سچ کہا ہے بھینگا ایک کے دو دیکھتا ہے۔
زود بینی شکستہ پیشانی	تو کہ بازی بسر کنی با غوچ
تو جلد اپنا ماتھا پھوٹا ہوا دیکھے گا	جب تو مینڈھوں سے ٹکر میں لڑائے گا

حکمت پنجہ با شیر انداختن و مشت بر شمشیر زدن کار خردمندان نیست۔

شیر سے پنجہ لڑانا اور تلوار پر گھونسا مارنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔

بیت

جنگ و زور آوری مکن با مست	پیش سرپنجہ در بغل نہ دست
لڑائی اور ہیکڑی مست سے نہ کر	بلکہ طاقت ور کے سامنے بغل میں ہاتھ دبالے

پند ضعیفی کہ با قوی دلاوری کند یار دشمنست در ہلاک خویش

وہ کمزور جو زبردست کے ساتھ دلیری سے پیش آئے اپنے ہلاک کرنے میں اپنے دشمن کا خود مددگار ہے

قطعہ

سایہ پروردہ را چہ طاقت آن	کہ رود با مبارزان بقتال
نازپروردہ کی کیا طاقت ہے کہ وہ	دلیروں کے ساتھ جنگ میں جائے
سست بازو بجہل می فگند	پنجہ با مرد آہنین چنگال
کمزور بازو والا جہالت کیوجہ سے	قوی پنجہ والے کے ساتھ پنجہ ڈالتا ہے

حکمت ہر کہ نصیحت نشنود سر ملامت شنیدن دارد۔

جو کوئی نصیحت نہیں سنتا وہ ملامت سننے کا شوق رکھتا ہے۔

شعر چون نیاید نصیحت در گوش — اگرت سرزنش کنم خاموش
جب تو نصیحت نہیں سنتا ہے — تو اگر تجھکو ملامت کروں تو چپ رہ

حکمت بی ہنران ہنرمندان را نتوانند دید ہمچنان سگ بازاری
بے ہنر لوگ کو ہنرمند لوگوں کو نہیں دیکھ سکتے ایسے ہی بازاری
سگ صیدی را مشغلہ بر آرند و پیش آمدن نیارند یعنی چون سفلہ بہ ہنر
کتے شکاری کتے کو دیکھکر بھونکتے ہیں اور سامنے نہیں آسکتے یعنی کمینہ آدمی جب
باکسی بر نیاید بخبثش در پوستین افتد بیت
ہنر میں کسی کی برابری نہیں کرسکتا تو خباثت سے اسکی نکتہ چینی کرتا ہے

کند ہر آئینہ غیبت حسود کوتہ دست — کہ در مقابلہ گنگش بود زبان مقال
یقینی حاسد جو عاجز ہوتا ہے غیبت کرتا ہے — کیونکہ مقابلہ میں اسکی زبان گونگی ہوتی ہے

حکمت اگر جور شکم نیستی ہیچ مرغ در دام صیاد نیفتادی بلکہ صیاد خود دام ننہادی
اگر پیٹ کا ظلم نہ ہوتا تو کوئی جانور جال میں نہ پڑتا بلکہ شکاری خود جال نہ بچھاتا۔

بیت شکم بند دست است و زنجیر پای — شکم بندہ نادر پرستد خدای
پیٹ ہاتھ کی ہتھکڑی اور پاؤں کی زنجیر ہے — پیٹ کا غلام بہت کم خدا کو پوجتا ہے

پند حکیمان دیر دیر خورند و عابدان نیم سیر و زاہدان سدّ رمق و جوانان
عقلمند لوگ دیر دیر میں کھاتے ہیں اور عبادت کرنے والے آدھی بھوک اور زاہد اتنا کہ زندہ رہ سکیں اور جوان جبتک
تا طبق برگیرند و پیران تا عرق بکنند اما قلندران[ع] چندان بخورند کہ در معدہ جای
کہ طباق خالی کردیں اور بڈھے جب تک کہ پسینہ آئے لیکن بے شرع فقیر اتنا کھاتے ہیں کہ معدہ میں سانس لینے
نفس نماند و بر سفرہ روزی کس شعر
کی جگہ نہ رہے اور دسترخوان پر کسی کی روزی نہ باقی رہے

اسیر بند شکم را دو شب نگیرد خواب — شبی ز معدہ سنگی شبی ز دل تنگی
پیٹ کے قیدی کو دو رات نیند نہیں آتی — ایک رات معدے کے بھاری ہونے سے دوسری رات بھینچی کیوجہ سے

له یعنی نصیحت نہ مان کر ایسے کام کرے گا کہ لوگ اس کو آخر کار ملامت کرینگے ۱۲۔ عه قلندروں سے مراد یہان رند و اوباش ہیں ۱۲ عه یعنے اندرون کا حصہ بھی خود ہی ہڑپ کر جاتے ہیں ۱۲۔

حکمت مشورت بازنان تباہ است وسخاوت بامفسدان گناہ **شعر**
عورتوں سے صلاح لینی بربادی ہے اور فسادیوں کے ساتھ سخاوت کرنا گناہ ہے

فرد

ترحم بر پلنگ تیز دندان	ستمگاری بود بر گوسفندان
تیز دانتوں والے تیندوے پر رحم کرنا	بکریوں پر ظلم کرنا ہے
خبیث را چو تعہد کنی و بنوازی	بدولت تو گنہ میکند بانبازی[1]
ظالم کو جو تو عہدہ دے اور اسپر مہربانی کرے	تو وہ تیری دولت کا شریک ہو کر گناہ کرتا ہے

حکمت ہر کرا دشمن پیش ست اگر نکشد دشمن خویش ست **بیت**
جس کسی کا دشمن مقابلہ پر ہے اگر وہ نہ مارے تو اپنا دشمن ہے

سنگ در دست و مار بر سر سنگ	خیرہ رائی بود قیاس و درنگ
ہاتھ میں پتھر اور سانپ پتھر کے اوپر	پھر ایسی حالت مین سوچنا اور دیر کرنا بیوقوفی ہے

وگروہی بخلاف این مصلحت دیدہ اند وگفتہ اند کہ در کشتن بندیان تامل اولی
اور ایک گروہ نے اسکے خلاف مصلحت دیکھی ہے اور کہا ہے کہ قیدیوں کے قتل کرنے میں دیر کرنا زیادہ
ترست بحکم آنکہ اختیار باقی ست توان کشت و توان ہشت اگر بی تامل
اچھا ہے اس لیئے کہ اختیار ہے مار بھی سکتے ہین اور چھوڑ بھی سکتے ہین اگر بے تامل ارے
کشتہ شود محتمل ست کہ مصلحتے فوت شود و تدارک مثل آن ممتنع باشد
جائیں تو احتمال ہے کہ کوئی مصلحت فوت ہو جائے اور اس کا علاج اس طرح ناممکن ہو۔

مثنوی

نیک سہل ست زندہ بیجان کرد	کشتہ را باز زندہ نتوان کرد
بہت آسان ہے زندہ کو مار ڈالنا	مرے ہوے کو پھر زندہ نہین کر سکتے
شرط عقل ست صبر تیر انداز	کہ چو رفت از کمان نیاید باز
تیر چلانے والے کا صبر کرنا عقل کی بات ہے	کیونکہ تیر کمان سے جاکر پھر واپس نہین آتا

حکمت حکیمی کہ با جہال در افتد باید کہ توقع عزت ندارد و اگر جاہلی
جو عقلمند کہ جاہلون کے ساتھ اُنجھے اُسکو چاہیئے کہ عزت کی اُمید نہ رکھے اور کوئی جاہل زبان

[1] یعنی جونکہ وہ تیرا ملازم ہے تو دولت تیری صرف ہوتی ہے اور مزا وہ اڑاتا ہے ۱۲۔

بزبان آوری برحکیمی غالب آید عجب نیست کہ سنگی ست کہ گوہر رامی شکند

زبان درازی کر کے کسی عقلمند پر غالب آئے تو کوئی تعجب نہین کہ وہ گویا ایک پتھر ہے جو موتی کو توڑتا ہے

بیت

نہ عجب گر فرو رود نفسش — عندلیبی غراب ہم قفسش

کیا تعجب ہے اگر اس کا دم بند ہو جائے — جس بلبل کا ہم قفس کوا ہو

قطعہ

اگر ہنرمند از اوباش جفائی بیند — تا دل خویش نیازارد و درہم نشود

اگر ہنرمند کمینوں کی کوئی زیادتی دیکھے — ہرگز اپنا دل نہ آزردہ کرے اور رنجیدہ نہ ہو

سنگ بد گوہر اگر کاسہ زرین شکند — قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

بدذات پتھر اگر سونے کے پیالے کو توڑے — تو پتھر کی قیمت نہین بڑھے گی اور سونے کی قدر کم نہو گی

حکمت خردمندی را کہ در زمرہ اجلاف سخن صورت نہ بندد شگفت

جو عقلمند کمینے لوگوں میں بیٹھا ہو۔ اس کا کوئی تعجب نہ کر اگر اس سے بات نہ کیجائے کیونکہ

مدار کہ آواز بربط با غلبہ دہل بر نیاید و بوئے عبیر از گند سیر وماند مثنوی

بربط کی آواز ڈھول کی بلند آواز کا مقابلہ نہین کر سکتی اور عبیر کی خوشبو لہسن کی بدبو سے دب جاتی ہے۔

بلند آواز نادان گردن افراخت — کہ دانا را بہ بی شرمی بینداخت

بلند آواز نادان نے گردن بلند کی — کہ عقلمند کو بے شرمی سے دبا لیا

نمیداند کہ آہنگ حجازی — فرو ماند ز بانگ طبل غازی

نہین جانتا کہ حجازی سُر کی آواز — نٹ کے ڈھول سے دب جاتی ہے

حکمت جوہر اگر در خلاب افتد ہمان نفیس ست و غبار اگر بر فلک رود

جوہر اگر کیچڑ میں گر جائے تو وہ ویسی طرح نفیس ہے اور غبار اگر آسمان پر چلا جائے

ہمان خسیس استعداد بی تربیت دریغ ست و تربیت نا مستعد ضائع خاکستر

تو وہ اسی طرح کمینہ ہے ذہانت بغیر تعلیم کے قابل افسوس ہے اور تعلیم بغیر آمادگی کے ضایع ہے

۱؎ عبیر ایک قسم کی خشک خوشبو جو کپڑون پر چھڑکی جاتی ہے ۱۲ ۲؎ آہنگ حجازی موسیقی کے ایک سُر کا نام ۱۲

۳؎ یعنی اگر سمجھنے کی قوت ہے اور تعلیم نہیں تو بھی بیکار اور اگر سمجھنے کی قوت نہین ہے اور تعلیم ہو تو بھی فضول کہ سمجھنے کیلئے تیار نہیں ہے ۱۲

نسبتی عالی دارد کہ آتش جوہر علوی ست ولیکن چون بنفس خود ہنرے نداد
نسبت بلند رکھتی ہے کیونکہ آگ جوہر بلندی ہے ولیکن چونکہ وہ اپنی ذات میں کوئی ہنر نہیں رکھتی وہ
باخاک برابرست وقیمت شکر نہ از نی ست کہ آن خود خاصیت وی ست
خاک کی برابر ہے اور شکر کی قیمت گنے کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ وہ تو خود اس کی خاصیت ہے۔

مثنوی

چو کنعان را طبیعت بی ہنر بود
چونکہ کنعان کی طبیعت بے ہنر تھی
ہنر بنماے گرداری نہ گوہر
اگر تجھ میں موجود ہے تو ہنر دکھا نہ کہ ذات

پیمبر زادگی قدرش نیفزود
تو پیمبر کا بیٹا ہونے نے اسکی قدر نہیں بڑھائی
گل از خارست ابراہیم از آزر
پھول کانٹوں میں ہوتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام آزر سے پیدا ہے

حکمت

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید دانا چون طبلہ عطارست
مشک وہ ہے کہ خود خوشبو دے نہ کہ عطار تعریف بیان کرے عقلمند عطر بیچنے والے کے ڈبے کی طرح
خاموش وہنر نمای و نادان چون طبل غازی بلند آواز ومیان تہی

قطعہ

ہے خاموش اور ہنر ظاہر کرنے والا اور نادان نٹ کے ڈھول کی طرح ہے بلند آواز اور اندر سے خالی۔

عالم اندر میانۂ جہال
عالم کے جاہلوں کے گروہ میں ہونے پر
شاہدی درمیان کوران ست
کہ وہ اندھوں میں ایک خوبصورت معشوق ہے

مثلے گفتہ اند صدیقان
سچے لوگوں نے ایک ضرب المثل کہی ہے
مصحفے در کنشت زندیقان
اور کافروں کے عبادت خانے میں ایک قرآن شریف ہے

پند

دوستی را کہ بعمری فرا چنگ آرند نشاید کہ بیکدم بیازارند

بیت

جس دوست کو ایک عمر میں حاصل کریں یہ نہ چاہیے کہ دم بھر میں اُسے رنجیدہ کریں

سنگے بچند سال شود لعل پارہ
ایک پتھر برسوں میں لعل کا ٹکڑا بنتا ہے

زنہار تا بیک نفسش نشکنی بسنگ
ہرگز اُسکو ایک دم پتھر سے نہ توڑنا چاہیے

لہ کنعان حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا نام ۱۲۔ (عبد الباری آسی)

حکمت عقل در دست نفس چنان گرفتارست کہ مرد عاجز در دست زن گریز
عقل نفس کے قبضے مین ایسی گرفتار ہے کہ عاجز مرد فریبی عورت کے قبضے مین

شعر در خرمی بر سرای ببند خوشی کا دروازہ اس گھر پر بند کر دو	کہ بانگ زن ازوی برآید بلند جہان سے عورت کی آواز زور سے نکلے

پند رای بیقوت مکر و فسون ست و قوت بی رای جہل و جنون شعر
رائے بغیر قوت کے مکر اور منتر کی طرح ہو اور طاقت بغیر رائے کے جہالت اور جنون ہے۔

تمیز باید و تدبیر و عقل و انگہ ملک تیز چاہیئے اور تدبیر اور عقل اسکے بعد ملک	کہ ملک و دولت نادان سلاح جنگ خداست کہ نادان کا ملک اور دولت خدا سے لڑنے کے ہتھیار ہین

حکمت جوانمرد کہ بخورد و بدہد بہ از عابد کہ بخورد و بنہد۔
وہ سخی آدمی جو کھاتا ہے اور لوگوں کو دیتا ہے اُس عابد سے بہتر ہے جو لیجاتا ہے اور جمع کرتا ہے۔

پند ہر کہ ترک شہوت از بہر قبول خلق دادہ است از شہوت حلال
جسنے خواہشات کو دنیا کی مقبولیت کے لئے چھوڑ دیا ہے وہ جایز خواہش سے حرام

در شہوت حرام افتادہ است شعر
خواہش میں پھنس گیا ہے

عابد کہ نہ از بہر خدا گوشہ نشیند وہ عبادت کرنے والا جو خدا کے لئے گوشہ مین نہین بیٹھتا	بیچارہ در آئینہ تاریک چہ بیند بیچارہ اندھے آئینے میں کیا دیکھے گا

حکمت اندک اندک خیلی شود و قطرہ قطرہ سیلی گردد یعنی آنکہ دست قوت
تھوڑا تھوڑا بہت ہوجاتا ہے اور قطرہ قطرہ رد ہوجاتا ہے یعنی جس آدمی میں طاقت نہین
ندارد سنگ خوردہ نگاہ میدارد تا وقت فرصت و مار از دماغ خصم برآرد
ہے وہ اس پتھر کو احتیاط سے رکھتا ہے جو اسکے لگا ہے تاکہ فرصت کے وقت دشمن کے دماغ سے بھیجا نکال اڑا دے

شعر قطر علی قطر اذا اتفقت نہر قطرہ قطرہ جب جمع ہوتا ہے تو نہر ہوجاتا ہے	و نہر الی نہر اذا اجتمعت بحر اور نہر جب نہر سے مل جاتی ہے تو دریا ہوجاتی ہے

لہ یعنی عقلمند اور عالم اگرچہ خاموش ہو پھر بھی لوگ اس سے فائدہ اٹھائین گے ۱۲ سلہ رائے بے قوت سے مراد یہ کہ صرف رائے ہی رائے ہے مگر طاقت اور قوت نہین ہے ۱۲ سلہ شہوت حلال یعنی وہ چیزین کہ ضروری ہین اور انسان اسکے لئے مجبور ہے وہ سب اسکے لئے جائز اور حلال ہین اچھا کھانا اور پہننا جائز نہین مگر دکھانے کیلئے کھانا پہننا چھوڑ دینا حرام ہے

اندک اندک بہم شود بسیار تھوڑا تھوڑا جمع ہو کر بہت ہو جاتا ہے	دانہ دانہ ست غلہ در انبار انبار میں غلہ دانہ دانہ ہے

حکمت عالم را نشاید کہ سفاہت از عامی بحلم در گذارد کہ ہر دو طرف
عالم کو نہ چاہیے کہ بے شعوری کو کسی عام آدمی سے بردباری کر کے معاف کردے کیونکہ
را زیان دارد ہیبت آن کم شود و جہل آن مستحکم **شعر**
دونوں طرف کیلئے نقصان کی بات ہے اُسکا خوف کم ہوجائیگا اور اسکی جہالت مضبوط ہوجائیگی۔

چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی اگر تو کمینے آدمی سے نرمی اور خوشی سے باتیں کریگا	فزون گردش کبر و گردن کشی تو اسکا غرور اور تکبر زیادہ ہوجائے گا

حکمت معصیت از ہر کہ صادر شود ناپسندست و از علما ناخوب تر کہ
گناہ جس کسی سے بھی سرزد ہو بُرا ہے اور عالموں سے بہت ہی بُرا کیونکہ
علم سلاح جنگ شیطان ست و خداوند سلاح را چون باسیری برند شرمساری
علم شیطان کی لڑائی کا ہتیار ہے اور ہتیار رکھنے والے کو جب قید کریں تو وہ شرمندگی زیادہ
بیش برد **مثنوی**
اٹھائے گا۔

عامی نادان پریشان روزگار جاہل نادان پریشان حال	بہ ز دانشمند ناپرہیزگار فاسق فاجر عقلمند سے بہتر ہے
کان بنابینائی از راہ اوفتاد کیونکہ وہ اندھا ہونیکی وجہ سے راستہ سے بھٹکا	وین دو چشمش بود در چاہ اوفتاد اور اس کے دو آنکھیں تھیں اور کنوئیں میں گرگیا

حکمت جان در[۱] حمایت یکدم ست و دنیا وجودی میان دو عدم دین
جان ایک سانس کی حمایت میں ہے اور دنیا ایک وجود ہے دو عدم کے درمیان دین کو
بدنیا فروشان خرند یوسف را فروشند تا چہ خرند الم اعہد الیکم
دنیا کے بدلے بیچنے والے گدھے ہیں یوسف کو بیچ رہے ہیں پھر کیا خریدینگے کیا اے آدم کی اولاد تم سے میں نے

۱ یعنی حیات کا مدار صرف سانس پر ہے۔ اور دنیا دو عدم کے درمیان ہے۔ یعنی اسکے پہلے بھی عدم
تھا اور بعد کو بھی عدم ہوگا ۱۲۔ عبدالباری آسی

يَا بَنِيْ آدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ **بیت**
عہد نہیں لیا کہ شیطان کی پرستش نہ کرنا

بقول دشمن[1] پیمان دوست بشکستی	ببین کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی
دشمن کے کہنے سے تونے دوست کا عہد توڑ دیا	ذرا دیکھ کہ تونے کس سے قطع تعلق کیا اور کس سے ملا

حکمت شیطان با مخلصان[2] برنیاید و سلطان با مفلسان **مثنوی**
شیطان مخلص لوگوں پر غالب نہیں آ سکتا اور بادشاہ مفلسوں پر

وامش مدہ[3] آنکہ بی نماز است	گرچہ دہنش ز فاقہ باز است
جو بے نماز ہے اس کو قرض نہ دے	اگرچہ فاقہ سے اس کا منھ کھلا ہوا ہو
کو فرض خدا نمی گزارد	از قرض تو نیز غم ندارد
کیونکہ وہ خدا کا فرض ادا نہیں کرتا ہے	تو تیرے قرض کی بھی پروا نہ کرے گا
فرد امروز دو مردہ پیش گیر مکن	فردا گوید ترا بے از ینجا برکن
آج بقدر دو آدمیوں کے بوجھ تک ہیر اٹھاتا ہے	اور کل کہتا ہی یہاں سے مولی اکھاڑ لے

حکمت ہر کہ بزندگی[4] نانش نخورند چون بمیرد نامش نبرند لذت انگور
جس آدمی کی زندگی میں روٹی نہیں کھاتے ہیں جب مرجاتا ہے تو اسکا نام نہیں لیتے
بیوہ داند نہ خداوند میوہ یوسف صدیق علیہ السلام در خشک سال سیر
انگور کا مزہ بیوہ عورت جانتی ہے نہ کہ میوے کا مالک۔ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام قحط سالی کے زمانے
نخوردی تا گرسنگان را فراموش نکند **مثنوی**
مین پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتے تھے تاکہ بھوکوں کو بھول نہ جائین

آنکہ در راحت و نعم زیست	او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست
جس شخص نے آرام اور عیش میں زندگی بسر کی	وہ کیا جانے کہ بھوکے کا کیا حال ہے
حال درماندگان کسی داند	کہ باحوال خویش درماند
عاجزوں کا حال وہی جانتا ہے	جو خود مصیبت میں مبتلا ہو جائے

[1] دشمن سے مراد شیطان اور دوست سے مراد خداوند جل شانہ ۱۲ [2] مخلص وہ جو خالص خدا کے پوجنے والے اور خدا کی عبادت محض خدا کے لئے کرنے والے ہیں ۱۲ [3] یہ حکم از راہ تہدید ہے نہ کہ از راہ شرع ۱۲ [4] یعنے زندگی میں جس سے فیض نہیں ہونچ سکتا اسکے مرنے کے بعد کوئی اس کا نام بھی نہیں لیتا ۱۲۔

قطعه

ایکه بر مرکب تازنده سواری ہشدار — که خر خارکش سوخته در آب و گل ست

اے وہ شخص کہ تو دوڑنے والے گھوڑے پر سوار ہو ہوشیار رہ — کہ غریب لکڑہارے کا گدھا کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے

آتش از خانهٔ همسایهٔ درویش مخواه — کانچه از روزن او میگذرد دود دلست

غریب ہمسایہ کے گھر سے آگ مانگنے نہ جا — کیونکہ دھواں جو اُسکے گھر کے روزن سے نکل رہا ہے وہ دل کی آہ ہے

پند درویش ضعیف حال را در خشکی تنگ سال مپرس که چونی الا بشرط

غریب پریشاں حال کو قحط سالی کے زمانہ میں مت پوچھ کہ تو کیسا ہے مگر اس شرط پر کہ

آنکه مرهمی بر ریش نهی و معلومی پیش

تو اُسکے زخم پر مرہم لگائے اور کچھ نقد اُسکے سامنے رکھے

قطعه

خری که بینی و باری بگل درافتاده — بدل برو شفقت کن ولی مرو بسرش

جو گدھا کیچڑ میں پھنسا ہوا دیکھے اور مٹی میں سامان گرا ہوا — تو اس پر دل سے مہربانی کر لیکن اسکے پاس نہ جا

کنونکه رفتی و پرسیدیش که چون افتاد — میان ببند و چو مردان بگیر دنب خرش

اور اب اگر تو چلا ہی گیا اور اس سے تونے پوچھا کہ کیسے گر گیا — تو کمر باندھ اور مردوں کی طرح اسکے گدھے کی دم پکڑ کر اُٹھا

حکمت دو چیز مخالف عقل ست خوردن بیش از رزق مقسوم و مردن

دو باتیں عقل کے خلاف اور محال ہیں اپنی قسمت کے رزق سے زیادہ کھانا اور

پیش از وقت معلوم

وقت مقرر سے پہلے مرنا

قطعه

قضا دگر نشود در هزار ناله و آه — بشکر یا بشکایت بر آید از دهنی

تقدیر ہزار نالہ و آہ سے بھی نہیں بدلتی — چاہے کسی کے منہ سے شکر نکلے یا شکایت نکلے

فرشته‌ای که وکیل ست بر خزائن باد — چه غم کند که بمیرد چراغ پیرزنی

جو فرشتہ کہ ہوا کے خزانے پر وکیل ہے — وہ کیا غم کریگا کہ کسی بڑھیا کا چراغ گل ہو جائے

پند ای طالب روزی بنشین که بخوری وای مطلوب اجل مرو که جان نبری

اے رزق کے طلب گار بیٹھ کہ تو روزی کھائے گا اور اے موت کے مطلوب مت بھاگ کہ تو جان نہیں بچا سکتا

قطعه

چه بندق ارکنی وگر نکنی

روزی کی کوشش چاہے تو کرے اور چاہے نہ کرے

برساند خدای عزوجل

خدائے بزرگ و برتر تجھے پہنچائے گا

در بروی در دہان شیر و پلنگ

اور اگر تو شیر اور تیندوے کے منہ میں جائے

نخورندت مگر بروز اجل

تو وہ تجھ کو نہ کھائیں گے مگر موت کے دن

حکمت

توانگر فاسق کلوخ زر اندود ست و درویش صالح شاہد خاک آلود و این یکی دلق موسی ست مرقع و آن ریش فرعون مرصع و لیکن شدت

بدکار مالدار سونے کا ملمع کیا ہوا ڈھیلا ہے اور غریب پرہیزگار معشوق گرد آلود ہے اور یہ موسیٰ کی گدڑی کی طرح ہے پیوند لگی ہوئی اور وہ فرعون کی موتی پروئی ہوئی داڑھی مگر نیکوں کی

قطعه

نیکان روی در فرج دارد و دولت بدان سر در نشیب

سختی کا رخ خوشی کی طرف ہے اور بدون کی دولت پستی کی طرف جا رہی ہے

هر کرا جاه و دولت ست بدان

جسکے پاس مرتبہ اور دولت ہے اسکی وجہ سے

خاطر خسته در نخواهد یافت

ٹوٹے ہوئے دلوں کی پروا نہ کرے گا

خبرش ده که هیچ دولت و جاه

اس کو خبر کر دو کہ کوئی دولت اور مرتبہ

بسرای دگر نخواهد یافت

دوسرے گھر یعنی قبر میں نہ پائیگا

حکمت

حسود از نعمت حق بخیل ست و بنده بیگناه را دشمن میدارد

حسد کرنے والا خدا کی دی ہوئی نعمت میں بخیل ہے کہ بے گناہ بندے سے دشمنی رکھتا ہے

قطعه

مردکی خشک مغز را دیدم

میں نے ایک دیوانے آدمی کو دیکھا

رفته در پوستین صاحب جاه

کہ وہ ایک بلند مرتبہ آدمی کی عیب جوئی کر رہا تھا

گفتم ای خواجه گر تو بدبختی

میں نے اس سے کہا کہ اے سردار اگر تو بدنصیب ہے

مردم نیکبخت را چه گناه

تو نیک نصیب آدمی کی کیا خطا ہے

قطعه

الا تا نخواهی بلا بر حسود

خبردار حسد کرنے والے پر بلا کی خواہش نہ کر

که آن بخت برگشته خود در بلاست

کہ وہ بدنصیب آپ ہی مصیبت میں ہے

چه حاجت که با وی کنی دشمنی

کیا ضرورت ہے کہ تو اس سے دشمنی کرے

که وی را چنان دشمن اندر قفاست

کہ اسکے پیچھے ایسا دشمن لگا ہوا ہے

حکمت تلمیذ بی ارادت عاشق بی زر است و رونده بی معرفت
شاگرد بد عقیدہ ایک مفلس عاشق کی طرح ہے اور رستہ نہ جاننے والا مسافر
مرغ بے پر و عالم بی عمل درخت بی بر و زاہد بی علم خانۂ بی در مراد از نزول
بے پر پرندہ کی مانند اور عالم بے عمل بے پھل کے درخت کی طرح اور زاہد بے علم بے دروازے کے گھر کی
قرآن تحصیل سیرت خوب ست نہ ترتیل سورت مکتوب عامی متعبد پیادہ
مانند قرآن شریف کے نازل ہونے سے اچھی عادت کا حاصل کرنا ہے نہ کہ لکھی ہوئی سورۃ کا قرات سے پڑھنا
رفتہ است و عالم متہاون سوار خفتہ عاصی کہ دست بر دارد بہ از عابد کہ
جاہل عبادت گزار پیدل چلنے والے کی مانند ہے اور عالم سستی کرنے والا سوئے ہوئے سوار کی مانند گنہگار جو خدا کے سامنے

در سر دارد **بیت**

عاجزی سے ہاتھ اٹھاتا ہے اس عابد سے اچھا ہے جو مغرور ہے۔

سرہنگ لطیف خوی دلدار	بہتر ز فقیہ مردم آزار
سپاہی نرم عادت والا دلجوئی کرنیوالا	آدمیوں کے ستانے والے عالم سے بہتر ہے

قول یکی را گفتند عالم بی عمل بچہ ماند گفت بزنبور بی عسل **بیت**
ایک آدمی سے پوچھا عالم بے عمل کس سے مشابہ ہے کہا بغیر شہد والی بھڑ سے

زنبور درشت بی مروت را گوی	باری چو عسل نمیدہی نیش مزن
بھڑ سخت اور بیمروت سے کہدے	جو تو شہد نہیں دیتی تو ڈنک بھی نہ مار

قول مرد بی مروت زن ست و عابد با طمع راہزن **قطعہ**
مرد بے مروت عورت ہے اور عابد لالچی ڈاکو ہے

ای بناموس جامہ کردہ سپید	بہر پندار خلق و نامہ سیاہ
اے مکاری سے سفید کپڑے پہننے والے	خلقت کو دھوکا دینے کے لئے اور نامۂ اعمال سیاہ کرنے والے
دست کوتاہ باید از دنیا	آستین[1] چہ دراز و چہ کوتاہ
دنیا سے ہاتھ کو تاہ کرنا چاہیے	آستین لمبی ہو یا چھوٹی ہو

[1] اکثر عابد زاہد لوگ وضو کی آسانی کے لئے آستینیں چھوٹی رکھتے ہیں۔ اور امراء اور دولت مند زیب و زینت کے لئے لمبی آستین رکھتے ہیں۔ تو شیخ کا مطلب یہ ہے کہ آستین چاہے چھوٹی ہو اور چاہے لمبی ہو۔ اس سے کام نہیں چلتا نہ اس کی ضرورت بلکہ دنیا سے ہاتھ کو تاہ کرنا اصل چیز ہے ۱۲۔

حکمت دو کس را حسرت از دل نرود و پای تغابن از گل بر نیاید تاجر
دو آدمیوں کے دل سے حسرت نہ جائے گی اور افسوس کا پاؤں مٹی سے نہ نکلے گا
قطعہ کشتی شکستہ و وارث با قلندران نشستہ
وہ سوداگر جس کی کشتی ٹوٹ گئی ہو - اور وہ جسکا وارث قلندروں میں بیٹھا ہو

پیش درویشان بود خونت مباح	گر نباشد در میان مالت سبیل
فقیروں کے مذہب میں تیرا خون بہانا جائز ہے	اگر تیرے مال میں کوئی راستہ نہیں ہے
یا مرو با یار ازرق پیرہن	یا بکش بر خان و مان انگشت نیل
یا تو نیلے کرتے والے دوست کے ساتھ نہ جا	اور یا خاندان پر نیل کا ٹیکا لگا دے
یا مکن با پیلبانان دوستی	یا بنا کن خانۂ در خورد پیل
یا فیلبانوں سے دوستی نہ کر	اور یا ہاتھی کے لایق گھر بنا

حکمت خلعت سلطان اگرچہ عزیز است جامۂ خلقان خود ازان بعزت تر
بادشاہ کا دیا ہوا خلعت اگرچہ بہت پیارا ہوتا ہے مگر اپنا پُرانا کپڑا اس سے عزت میں
تربیت و خوان بزرگان اگرچہ لذیذ خردۂ انبان خویش ازان بلذت
زیادہ ہے - بڑے لوگوں کے دسترخوان پر اگرچہ بہت مزیدار کھانا ہوتا ہے مگر اپنی جھولی کے ٹکڑے اس سے مزے میں زیادہ ہیں -

سرکہ از دست رنج خویش و تره	بهتر از نان دہ خدای و بره
اپنی محنت کا پیدا کیا ہوا سرکہ اور سبزی	گانوں کے مالک کی روٹی اور بکری کے گوشت سے اچھا ہے

حکمت خلاف راہ صواب ست و عکس رای اولو الالباب دارو بگمان
یہ بات طریقۂ صواب کے اور عقلمندوں کی رائے کے خلاف ہے دوا اٹکل کی صورت میں
خوردن و راہ نادیدہ بی کاروان رفتن امام غزالی را رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند
کھانا اور بغیر رستہ دیکھے بغیر قافلے کے سفر کرنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ

ل قلندروں سے مراد وہی اوباش اور بد معاش لوگ ہیں ۱۲ ۲ یعنی اگر تجھ سے فقیروں کو کوئی فیض نہیں پہنچا تو تیرا خون بہانا اُن کے نزدیک جائز ہے - یہ از روے تہدید ہے نہ کہ شرعاً یعنی یا تو بد معاشوں میں نہ بیٹھ اور یا پھر خاندان کو برباد اور بدنام کر دے ۱۲ ۳ امام غزالی - آپ کا نام محمد تھا - غزالہ جو ایک گانوں ملک ایران میں شہر طوس کے ملحقات اور توابعات میں تھا اُن کے آپ رہنے والے تھے - اسی واسطے اس سے منسوب ہیں - آپ اکابر اہل سنت سے ہیں - اور احیاء العلوم کیمیاے سعادت وغیرہ بہت سی کتب آپکی تصانیف سے ہیں آپکا انتقال پانسو پانچ ہجری میں ہوا

کہ چگونہ رسیدے بدین منزلت در علوم گفت بدانکہ ہرچہ ندانستم از

آپ اس درجہ پر کیونکر پہنچا علموں میں کیونکر پہنچے کہا اس سبب سے کہ جو کچھ مجھے معلوم نہ تھا

پرسیدن آن ننگ نداشتم

اُسکے پوچھنے سے مینے شرم نہین کی

قطعہ

امید عافیت انگہ بود موافق عقل

امید صحت کی عقل کے موافق اسوقت ہوتی ہے

کہ نبض را بہ طبیعت شناس بنمائی

کہ نبض کو طبیعت پہچاننے والے کو دکھائے

بپرس ہرچہ ندانی کہ ذل پرسیدن

جو تو نہین جانتا وہ پوچھ لے کیونکہ پوچھنے کی ذلت

دلیل راہ تو باشد بعز دانائی

تجھے عزت اور عقلمندی کیطرف رستہ دکھانے والی ہوگی

حکمت ہرچہ دانی کہ ہر آئینہ معلوم تو خواہد شد بپرسیدن آن تعجیل مکن

جس بات کے لئے تو جانے کہ یقینی تجھے معلوم ہو جائیگی تو اسکے پوچھنے میں جلدی نہ کر

کہ ہیبت سلطنت را زیان دارد

کیونکہ سلطنت کے وقار کو اس سے نقصان پہنچتا ہے

قطعہ

چو لقمان[1] دید کاندر دست داؤد[2]

جب لقمان نے دیکھا کہ داؤد کے ہاتھ میں

ہمین آہن بمعجز موم گردد

یہ لوہا معجزے سے موم ہو جاتا ہے

نپرسیدش چہ میسازی کہ دانست

تو اُن سے پوچھا نہین کہ کیا کرتے ہو کیونکہ انہیں معلوم تھا

کہ بی پرسیدنش معلوم گردد

کہ اسکے پوچھے بغیر یہ بات معلوم ہو جائیگی

قول ہرکہ با بدان نشیند اگرچہ طبیعت ایشان تگیرد لیکن بطریق ایشان

جو کوئی بدون کے پاس بیٹھتا ہے اگرچہ اُن کی عادت اس مین اثر نہ کرے پھر بھی اُنکے طریقہ

متہم گردد چنانکہ اگر شخصے بخرابات رود بنماز کردن منسوب گردد بخمر

پر متہم ہو جائیگا جیساکہ اگر ایک آدمی شراب خانہ مین نماز پڑھنے جاوے تو وہ شراب پینے سے

خوردن

نسبت کیا جائیگا

---

[1] لقمان ایک بہت بڑے حکیم کا نام تھا بعض آپ کو نبی جانتے ہین ۱۲ [2] حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد کا نام تھا آپ نبی تھے اور آپ کا معجزہ یہ تھا کہ لوہا آپکے ہاتھ مین نرم ہو جاتا تھا اسی لئے زرہ سازی آپکا کسب و حرفہ تھا ۱۲

مثنوی

رقم بر خود بنادانی کشیدی	کہ نادان را بصحبت برگزیدی
تو نے نادانی سے اپنے اوپر کلنک کا ٹیکا لگا دیا	جب کہ نادان کو تو نے صحبت کے لئے پسند کیا
طلب کردم ز دانایان یکی پند	مرا گفتند با نادان مپیوند
میں نے عقلمندوں سے ایک نصیحت کی خواہش کی	تو مجھ سے کہا بیوقوف سے نہ مل
کہ گر دانای دہری خر باشی	وگر نادانی ابلہ تر باشی
کہ اگر تو عقلمند ہوگا تو بیوقوف ہو جائے گا	اور اگر بیوقوف ہے تو اور زیادہ بیوقوف ہو جائیگا

حکمت حلم شتر چنانچہ معلوم ست اگر طفلی مہارش گیرد و صد فرسنگ
اونٹ کی بردباری جیسا کہ معلوم ہے اگر ایک بچہ اسکی نکیل پکڑے اور سو کوس لیجائے
برد گردن از متابعتش بر نہ پیچد اما اگر درہٴ ہولناک پیش آید کہ موجب ہلاک
تو اسکی تابعداری سے گردن نہ موڑے گا لیکن اگر کوئی خطرناک گھاٹی سامنے آجائیگی جہان ہلاک ہونے کا اندیشہ
باشد و طفل آنجا بنادانی خواہد رفتن زمام از کفش در گسلاند و دیگر مطاوعت
ہوگا اور بچہ اس جگہ بیوقوفی سے جانا چاہے گا تو باگ اسکے ہاتھ سے چھڑا لے گا اور پھر فرمانبرداری
نکند کہ ہنگام درشتی ملاطفت مذموم ست و گویند دشمن بملاطفت دوست
نکرے گا کیونکہ سختی کے وقت نرمی بری ہے اور کہتے ہیں دشمن نرمی کرنے سے دوست
نگردد بلکہ طمع دشمنی زیادت کند
نہیں ہوتا بلکہ دشمنی کی طمع زیادہ کرتا ہے

قطعہ

کسی کہ لطف کند با تو خاک پایش باش	وگر خلاف کند در دو چشمش آگن خاک
جو تجھ پر مہربانی کرے اُسکے پاؤں کی خاک بنا رہ	اور اگر دشمنی کرے اسکی دونوں آنکھوں میں خاک جھونک دے
سخن بلطف و کرم با درشت خوی مگوی	کہ زنگ خوردہ نگردد مگر بسوہان پاک
نرمی اور مہربانی کیساتھ بُری عادت والے سے بات نہ کر	کہ زنگ لگا ہوا لوہا سوائے ریتی کے صاف نہیں ہوتا

حکمت ہر کہ در پیش سخن دیگران افتد تا مایہٴ فضلش بدانند پایہٴ جہلش بشناسند
جو دوسروں کی بات میں بولتا ہے کہ اسکی فضیلت معلوم ہو جائے لوگ الٹی اسکی جہالت کا اندازہ کر لیتے ہیں

قطعه

ندہد مرد ہوشمند جواب عقلمند آدمی جواب نہین دیتا	مگر آنگہ کزو سوال کنند مگر جب کہ اس سے بات پوچھتے ہین
گرچہ بر حق بود فراخ سخن اگرچہ بکی آدمی سچی بات ہی کہہ رہا ہو	حمل دعویش بر محال کنند مگر سب اُسکے دعوے کو جھوٹ سمجھین گے

حکمت ریشی درون جامہ داشتم و شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز پرسیدی
میرے ایک زخم ایسی جگہ تھا جسے چھپانا چاہیے اور میرے پیر رحمۃ اللہ علیہ روزانہ پوچھتے تھے کہ
کہ چونست و نپرسیدی کہ کجاست دانستم کہ ازان احتراز می کند کہ ذکر ہمہ
کیسا ہے اور یہ نہ پوچھتے کہ کہاں ہے مین نے سمجھ لیا کہ اس سے پرہیز کرتے ہین کہ سب اعضا کا ذکر
عضوی روا نباشد و خردمندان گفتہ اند ہر کہ سخن نسنجد از جواب برنجد
کرنا جائز نہین ہے اور عقلمندوں کا قول ہے کہ جو کوئی بات سمجھ کر نہین کہتا جواب سے رنجیدہ ہوتا ہے

قطعہ

تا نیک ندانی کہ سخن عین صوابست جبتک تو یہ نہ سمجھ لے کہ یہ بات بالکل ٹھیک ہے	باید کہ بگفتن دہن از ہم نکشائی چاہیے کہ کہنے کے لیے منھ نہ کھولے
گر راست سخن گوئی و در بند بمانی اگر تو سچ بات کہے اور جو تو قید مین رہے	بہ زانکہ دروغت دہد از بند رہائی اس سے بہتر ہے کہ تجھے جھوٹ قید سے چھڑائے

حکمت دروغ گفتن بضربت لازم بماند کہ اگر نیز جراحت درست شود
جھوٹ بولنا کاری چوٹ سے مشابہ ہے کہ اگر زخم بھی اچھا بھی ہو جائے
نشان بماند نہ بینی کہ برادران یوسف علیہ السلام بدروغی کہ موسوم شدند
تو نشان باقی رہے گا کیا تو نے دیکھا نہین کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی جس جھوٹ سے کہ منسوب ہوئے

لہ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے بھائیون نے کنوین مین ڈالکر اپنے باپ یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام سے آکر یہ کہدیا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ اور یہ ایک جھوٹ تھا تو دوبارہ جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے فرمانروا ہوئے اور سات سال کا قحط پڑا تو آپ نے ضرورتمندون کو غلہ تقسیم کرانا شروع کیا۔ حضرت یوسف کے بھائی یہ شہرہ سنکر غلہ لینے مصر گئے۔ تو دوسری دفعہ بنیامین جو آنحضرت کے چھوٹے بھائی تھے وہ بھی ۲

بر راست گفتن ایشان اعتماد نماند قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا

ان کے سچ کہنے پر بھروسہ نہیں رہا کہا بلکہ سنواری مقالمے نفسوں نے مقالمے لئے ایک بات

قطعہ

یکی راکہ عادت بود راستی

ایک شخص جسکو بولنے کی عادت ہو

خطائے رود درگذارند ازو

اگر اس سے کوئی غلطی ہو تو اسکو معاف کردینگے

وگر نامور شد بنا راستی

اور اگر وہ جھوٹ بولنے مین مشہور ہوگیا

وگر راست باور ندارند ازو

تو پھر لوگ اُسکے سچ کا بھی یقین نہ کرینگے

حکمت

اَجَلِّ کائنات از روی ظاہر آدمی ست و اَذَلِّ موجودات سگ و

دنیا مین سب سے زیادہ بزرگ از روئے ظاہر آدمی ہے اور دنیا کی بہت ذلیل ہستی کتا ہے اور

باتفاق خردمندان سگِ حق شناس بہ از آدمی ناسپاس **قطعہ**

عقلمندون کے اتفاق کی مطابق حق شناس کتا ناشکرے آدمی سے بہتر ہے

سگے را لقمۂ ہرگز فراموش

ایک کتے کو ایک لقمہ ہرگز نہین بھولتا

نگردد گر زنی صد نوبتش سنگ

اور چاہے تو اُسے سو مرتبہ پتھر سے مارے

وگر عمرے نوازی سفلۂ را

اور اگر عمر بھر ایک کمینے سے تو مہربانی کرے

بکمتر چیزے آید با تو در جنگ

تو ایک معمولی بات پر وہ تجھ سے لڑنے لگے گا

حکمت

از نفس پرور ہنر پروری نیاید و بی ہنر سروری را نشاید **مثنوی**

نفس کے مطیع سے ہنر پروری نہیں ہو سکتی اور بے ہنر سرداری کے لایق نہین ہے -

مکن رحم بر مرد بسیار خوار

بہت زیادہ کھانے والے پر رحم نہ کر

کہ بسیار خوار است بسیار خوار

کیونکہ بہت کھانے والا بہت ذلیل ہے

چو گاؤ ار ہمی بایدت فربہی

اگر بیل کی طرح تجھے موٹا پا چاہئے

چو خر تن بجور کسان در دہی

تو گدھے کی طرح لوگون کا ظلم تجھے اٹھانا پڑے گا

۴ اُن کے ساتھ گئے آپ نے ایک چاندی کا پیمانہ اُن کے بار مین رکھوا دیا - چونکہ اس زمانہ مین قاعدہ یہ تھا کہ جو چور ہوتا اُسکو اس مال کے نکلنے پر روک لیا جاتا تھا اسی قاعدہ کے مطابق اُن کو روک لیا - جب سب بھائی کنعان واپس گئے اور یہ واقعہ ظاہر کیا تو حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اس بات کو بھی سچ نہ جانا - اور پہلے کی طرح فرمایا - قال بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل - بلکہ آراستہ است نفسہاے شما برائے شما کارہا پس صبر بہتر است ۱۲-

حکمت در انجیل آمدہ است کہ ای فرزند آدم اگر تو انگری دہمت
انجیل میں حکم ہوا ہے کہ اے آدم کی اولاد میں اگر تجھے مالداری دوں تو تو
مشتغل شوی بمال از من و اگر درویش کنمت تنگدل نشینی پس حلاوت ذکر
مجھے بھولکر مال میں مشغول ہو جائے گا اور اگر میں تجھے فقیر کردوں تو تو مجھسے رنجیدہ ہوکر بیٹھ جائے گا پس میرے ذکر کا
من کجا دریابی و بعبادت من کی شتابی **قطعہ**
مزا تو کہاں پائے گا اور میری عبادت میں تو کب دوڑے گا

گہ اندر نعمتی مغرور و غافل کبھی تو دولت کی وجہ سے مغرور اور غافل ہے	گہ اندر تنگدستی خستہ و ریش کبھی تو تنگدستی میں رنجیدہ دل اور زخمی ہے
چو در سرا و ضرا حالت اینست جب خوشی اور رنج میں تیرا یہ حال ہے	ندانم کی بحق پردازی از خویش تو میں نہیں سمجھتا کہ اپنے آپکو چھوڑکر تو خدا کی عبادت کریگا

حکمت ارادت بیچون یکی را از تخت شاہی فرو آرد و دیگری را در شکم
خدائے تعالیٰ کا حکم ایک کو بادشاہی کے تخت سے نیچے اتار دیتا ہے اور ایک کو
ماہی نکو دارد **بیت**
مچھلی کے پیٹ میں زندہ رکھتا ہے

وقت ست خوش آنرا کہ بود ذکر تو مونس اسکا حال بڑا اچھا ہے ذکر جس کا مونس ہو	ور خود بود اندر شکم حوت چو یونس اور چاہے وہ مچھلی کے پیٹ میں ہو یونس کی طرح

حکمت اگر تیغ قہر بر کشد نبی و ولی سر در کشد و اگر غمزہ لطف بجنباند
اگر غصے کی تلوار کھینچ لے تو نبی اور ولی سر کھینچ لیں اور اگر مہربانی کا اشارہ کرے تو
بدان را بہ نیکان در رساند **قطعہ**
بدوں کو نیکوں کے درجہ پر پہنچادے

گر بہ محشر خطاب قہر کند اگر قیامت میں غصہ سے خطاب کرے	انبیا را چہ جای معذرت ست تو نبیوں کو کیا عذر کا مقام ہے

لہ انجیل وہ کتاب آسمانی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ۱۲ تہ پہلے فقرہ میں تلمیح ہے قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرف۔ اور دوسرے میں حضرت یونس علیہ السلام کی طرف ۱۲ سہ اگر محشر میں وہ غصہ کرکے خطاب کرے تو انبیا اور اولیا بھی لرز جائیں اور اگر وہ مہربانی کرے تو شیطان کو بھی رحمت کی امید ہو جائے ۱۲
۵ بہ تہدید گر برکشد تیغ حکم - بمانند کروبیان صم و بکم - عزازیل گوید نصیبے برم ——— عبد الباری آسی

پردہ از روی لطف گو بردار
پردہ مہربانی کرکے کہدو کہ اُٹھادے

کاشقیارا امید مغفرت ست
کہ شقی لوگوں کو امید بخشے جانے کی ہے

حکمت ہرکہ بتادیب دنیا راہ صواب برنگیرد بتعذیب عقبیٰ گرفتار آید
جو شخص دنیا کے ادب سکھانے سے سیدھی راہ اختیار نہیں کرتا وہ آخرت کے عذاب میں گرفتار

فرد وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ
ہوتا ہے اور البتہ ہم انکو چکھاتے ہیں چھوٹا عذاب بڑے عذاب کے علاوہ

پندست خطاب مہتران انگہ بند
پہلے سرداروں کا حکم بصورت نصیحت کے ہوتا ہے پھر بصورت قید کے

چون پند دہند و نشنوی بند نہند
جب نصیحت کریں اور تو نہ سنے پھر قید کرتے ہیں

پند نیکبختان بحکایت و امثال پیشینگان پند گیرند از ان پیش کہ پسینان بواقعہ
نیک نصیب اگلے لوگوں کے قصے اور مثالوں سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اس سے پہلے کہ بعد کے لوگ
مثل زنند و دزدان دست کوتاہ نکنند تا دست شان کوتاہ نکنند **قطعہ**
اُن کے قصہ کو مثالا بیان کریں اور چور اپنا ہاتھ اسوقت تک نہیں روکتے جب تک اُن کا ہاتھ کاٹا نہ جائے۔

نرود مرغ سوے دانہ فراز
پرندہ دانے کے سامنے نہیں جاتا

چون دگر مرغ بیند اندر بند
جب دوسرے پرندکو وہ قید میں دیکھتا ہے

پند گیر از مصائب دگران
دوسروں کی مصیبت سے نصیحت حاصل کر

تا نگیرند دیگران بتو پند
تاکہ دوسرے تجھ سے نصیحت حاصل نہ کریں

حکمت آنراکہ گوش ارادت گران آفریدہ اند چون کند کہ بشنود
جسکے عقیدہ کے کان بہرے پیدا کئے ہیں وہ کیا ترکیب کرے کہ سنے اور
و آنراکہ کمند سعادت می برد چہ کند کہ نرود **قطعہ**
جس کو مرضی الٰہی کی کمند کھینچے لئے جاتی ہے وہ نہ جاوے تو کیا کرے

شب تاریک دوستان خدای
تاریک رات میں خدا کے دوست

می بتابد چو روز رخشندہ
چمکتے دن کی طرح روشن ہوتے ہیں

وین سعادت بزور بازو نیست
اور یہ نیک بختی اپنی اختیار کی بات نہیں ہے

تا نبخشد خدای بخشندہ
جب تک کہ بخشنے والا خدا بخشتا نہیں ہے

رباعی

از تو بکہ نالم کہ دگر داور نیست	وز دست تو ہیچ دست بالاتر نیست
تیری فریاد مین کسکے پاس کرون کہ اور کوئی حاکم نہین	اور تیری طاقت سے زیادہ کوئی طاقت نہین
آنرا کہ تو رہ دہی کسی گم نکند	وانرا کہ تو گم کنی کسی رہبر نیست
جسکو تو راستہ بتا دیتا ہے اسکو کوئی بھلا نہین سکتا	اور جسکو تو گمراہ کرتا ہے کوئی اسکو رستہ نہین بتا سکتا

حکمت گدای نیک انجام بہ از بادشاہ نافرجام **بیت**

وہ فقیر جس کا انجام اچھا ہو وہ برا انجام بادشاہ سے بہتر ہے

غمی کز پیش شادمانی بری	بہ از شادیی کز پسش غم خوری
وہ رنج جسکے بعد مین تجھے خوشی حاصل ہو	وہ اس خوشی سے بہتر کہ اسکے بعد مین تو رنج اٹھائے

حکمت زمین را از آسمان نثارست و آسمان را از زمین غبار کل اناء

زمین پر آسمان سے نچھاور ہوتی ہے اور آسمان کو زمین سے غبار ملتا ہے ہر برتن سے

فرد یترشح بما فیہ

وہی چیز ٹپکتی ہے جو اسمین ہوتی ہے

گرت خوی من آمد ناسزاوار	تو خوی نیک خویش از دست مگذار
اگر تجھکو میری عادت نالایق دکھائی دے	تو تو اپنی اچھی عادت کو نہ چھوڑ

حکمت خداوند تبارک و تعالی می بیند و می پوشد و ہمسایہ نمی بیند و می

خدا بزرگ و برتر دیکھتا ہے اور چھپاتا ہے اور پڑوسی نہین دیکھتا ہے

خروشد بیت

اور غل مچاتا ہے

نعوذ باللہ اگر خلق غیب دان بودے	کسی بحال خود از دست کس نیاسودے
پناہ خدا کی اگر مخلوق غیب دان ہوتی	تو کوئی اپنے حال مین کسی کے ہاتھ سے آرام سے نہ رہتا

حکمت زر از معدن بکان کندن بدر آید و از دست بخیل بجان کندن

سونا کان سے کان کھودنے پر باہر نکلتا ہے اور بخیل کے ہاتھ سے جان کنی کی حالت مین۔

قطعه دو نان نخورند گوش دارند	گویند امید به که خورده
کمینے لوگ نہیں کھاتے اور حفاظت کرتے ہیں	کہتے ہیں کھالینے سے امید بہتر ہے
روزی بینے بکام دشمن	زر مانده و خاکسار مرده
ایک روز تو دشمنوں کی آمند کی مطابق یہ دیکھے گا	کہ روپیہ رکھا رہ گیا اور غریب مرگیا

حکمت هر که بر زیردستان نبخشاید بجور زبردستان گرفتار آید **مثنوی**

جو کوئی غریبوں پر رحم نہیں کرتا وہ زبردستوں کے ظلم میں گرفتار ہوتا ہے۔

نه هر بازو که در وی قوتی هست	بمردی عاجزان را بشکند دست
ایسا نہیں چاہئے کہ جس بازو میں زور ہو	وہ مردانگی سے عاجزوں کا ہاتھ توڑے
ضعیفان را کمن بر دل گزندی	که درمانی بجور زورمندی
کمزوروں کے دل کو کوئی صدمہ نہ پہنچا	کہ تو کسی زبردست کے ظلم سے عاجز ہوجائے گا

حکایت درویشی بمناجات درمیگفت یارب بر بدان رحمت کن

ایک درویش دعا مانگنے میں کہہ رہا تھا کہ اے خدا بدوں کے اوپر رحم کر

که بر نیکان خود رحمت کرده که مر ایشان را نیک آفریده۔

کہ تو نے نیکوں کے اوپر رحم فرمایا ہے کیونکہ ان کو نیک پیدا کیا ہے۔

حکمت عاقل چون خلاف درمیان آید بجهد و چون صلح بیند لنگر بنهد

جب لڑائی ہونے لگتی ہے تو عقلمند چلدیتا ہے اور جب دوستی اور صلح دیکھتا ہے

که آنجا سلامت برکنارست و اینجا حلاوت درمیان۔

تو ٹھہر جاتا ہے کیونکہ وہاں خیریت علیحدہ رہنے میں ہے اور یہاں مزا درمیان میں رہنے میں۔

حکمت مقامر را سه شش میباید ولیکن سه یک برمی آید **بیت**

جواری کو تین اور چھ چاہئیں مگر تین اور ایک کا داؤ آتا ہے۔

هزار بار چراگاه بهتر از میدان	ولیک اسپ ندارد بدست خویش عنان
ہزار درجے چراگاہ میدان سے اچھی ہے	مگر اپنی باگ گھوڑے کے ہاتھ میں نہیں ہے

حکایت اول کسی که علم بر جامه کرد و انگشتری در دست چپ

پہلی بار جس کسی نے کپڑے پر چھاپے لگائے اور انگوٹھی الٹے ہاتھ میں پہنی

جمشید[1] بود گفتندش چرا زینت بچپ دادی که فضیلت راست راست

وہ جمشید بادشاہ تھا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تو نے اُلٹے ہاتھ کو آرایش کیوں دی کیونکہ فضیلت سیدھے

گفت راست را زینت راستی تمام است **قطعہ**

ہاتھ کی ثابت ہے کہا سیدھے ہاتھ کو سیدھا ہاتھ ہونے کی زینت کافی ہے

فریدون گفت نقاشان[2] چین را	که پیرامون خرگاهش بدوزند
فریدون نے چین کے سینے والوں سے کہا	کہ اسکے خیمے کے گرد اگرد نقش بنا دیں
بدان را نیک دار ای مرد هشیار	که نیکان خود بزرگ و نیک روزند
اے ہوشیار آدمی بدوں کو اچھا رکھ	کہ اچھے خود ہی بزرگ اور سعید ہیں

حکایت بزرگی را پرسیدند که چندین فضیلت که دست راست

ایک بزرگ سے پوچھا باوجودیکہ اتنی فضیلت سیدھے ہاتھ کو میسر ہے

راست خاتم در دست چپ چرا می کنند گفت ندانی که اہل فضیلت

انگوٹھی اُلٹے ہاتھ میں کیوں پہنتے ہیں جواب دیا کہ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ فضیلت

ہمیشہ محروم باشند **شعر**

رکھنے والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں

آنکہ حظ آفرید و روزی سخت	یا فضیلت ہمی دہد یا بخت
جس نے نصیب پیدا کیا اور سخت روزی	وہ یا فضیلت دیتا ہے اور یا نصیب

حکمت نصیحت پادشاہان مسلم کسی راست که بیم سر ندارد یا امید زر

بادشاہوں کو نصیحت کرنا اس آدمی کیلئے ضروری ہے جسکو سر کا خوف نہ ہو یا اسے نفع کا خیال نہ ہو

مثنوی

موحد[3] چہ در پای ریزی زرش	چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
موحد اگرچہ تو اُسکے قدموں پر سونا بکھیر دے	اور یا اُسکے سر پر تلوار ہندی رکھدے

[1] جمشید ایک بہت بڑے بادشاہ کا نام ۱۲ - [2] نقاشان چین سے مراد خیاط وغیرہ ہیں ۱۲ -

[3] موحد خدا کو ایک جان کر اُسی پر بھروسا رکھنے والا ۱۲ - عبد الباری آسی

اُمید و ہراسش نباشد ز کس	بر ینست بنیاد توحید و بس
اُسکو ڈر اور اُمید کسی سے نہ ہوگی	اور اسی پر توحید کی بنیاد ہے اور بس

حکمت شاہ از بہر دفع ستمکارانست و شحنہ برای خون خوخواران و قاضی مصلحت جوے طراران

بادشاہ ظالموں کے دفع کرنے کے لئے ہے اور کوتوال خونخواروں کا خون پینے کے لئے اور قاضی گرہ کٹوں کا فیصلہ کرنے کے لئے

قطعہ ہرگز دو خصم بحق راضی نروند پیش قاضی

ہرگز دو مخالف حق پہ راضی قاضی کے سامنے نہ جاوینگے

چو حق معائنہ دانی کہ می بباید داد	بلطف بہ کہ بجنگ آوری و دلتنگی
جب حق کے متعلق تو جانتا ہے کہ دینا پڑے گا	نرمی سے دنیا بہتر کہ لڑائی اور رنجیدگی سے
خراج اگر نگذارد کسی بطیب نفس	بقہر از و بستانند و مزد سرہنگی
مالگذاری اگر خوش دلی سے کوئی ادا نہ کرے	تو سپاہی اُس سے زبردستی وصول کرینگے

حکمت ہمہ کس را دندان بترشی کند گردد مگر قاضیان را کہ بشیرینی

سب آدمیوں کے دانت کھٹائی سے کند ہوتے ہیں مگر قاضیوں کے مٹھائی سے

فرد

قاضی کہ برشوت بخورد پنج خیار	ثابت کند از بہر تو صد خربزہ زار
جو قاضی کہ رشوت میں ادنی چیز کھائے	تو تیرے لئے سو خربوزے کے کھیت ثابت کرے گا

حکمت قحبۂ پیر از نابکاری چہ کند کہ توبہ نکند و شحنۂ معزول از مردم آزاری

فاحشہ بڑھیا نابکاری سے اگر توبہ نکرے تو کیا کرے اور معطل کوتوال اگر دل آزاری سے توبہ نکرے تو کیا کرے

بیت

جوان گوشہ نشین شیر مرد راہ خداست	کہ پیر خود نتواند ز گوشہ برخاست
جوان گوشہ نشین راہ خدا کا شیر ہے	کیونکہ بڈھا خود ہی گوشہ سے نہیں اُٹھ سکتا
فرد جوان سخت می باید کہ از شہوت بپرہیزد	کہ پیر سست رغبت خود آلت برنخیزد
مضبوط جوان کو چاہیے کہ شہوت سے پرہیز کرے	کہ سست رغبت بڈھا خود ہی معذور ہے

لہ یعنی قاضی ایک کے خلاف ضرور فیصلہ کرے گا ۱۲ ٢ہ یہ شیرینی سے اس فقرہ میں مراد رشوت ہے ۱۲ ٣ہ یعنی قاضی اگر تجھ سے کچھ رشوت کھائے گا تو تیرے لئے بہت سے حقوق صحیح و غیر صحیح ثابت کر دے گا ۱۲-

حکمت حکیمی ناموررا پرسیدند که درختانرا که خدای عزوجل آفریده است

ایک حکیم مشہور سے پوچھا کہ درختوں کو خدائے بزرگ نے پیدا کیا ہے

بلند و برومند ہیچ یک را آزاد نخوانده اند مگر سرو را که ثمره ندارد گوئی درین

بلند اور پھلدار ہیں اور کسی ایک کو آزاد نہیں کہا ہے مگر سرو کو کیونکہ اسمیں پھل نہیں آتا بتایئے اس بات

چه حکمت است گفت ہر یکی را دخلی معین ہست بوقتی معلوم گہی بوجود

میں کیا حکمت ہے کہا ہر ایک کی ایک وقت معلوم پر مقررہ آمدنی ہے کبھی اس آمدنی

آن تازه اند و گاہی بعدم آن پژمرده و سرو را ہیچ ازین نیست و ہمه وقت

کے ملنے پر تازہ ہیں اور کبھی اسکے نہ ہونے پر مرجھائے ہوئے اور سرو کو ان باتوں کی پابندی نہیں ہے اور ہر وقت

خوش ست و اینست صفت آزادگان

خوش و خرم ہے اور یہی آزاد لوگوں کی شان ہے

قطعه

برآنچه میگذرد دل منه که دجله بسی

جو چیز گذرنے ہی والی ہے اس سے دل نہ لگا کہ دجلہ بہت عرصہ تک

پس از خلیفه بخواهد گذشت در بغداد

خلیفہ ہارون الرشید کے بعد بھی بغداد سے گزرے گا

گرت ز دست برآید چو نخل باش کریم

اگر تجھ سے ہو سکے تو درخت کی طرح بخشش کر

ورت ز دست نیاید چو سرو باش آزاد

اور اگر تجھ سے نہ ہو سکے تو سرو کی طرح آزاد رہ

حکمت دو کس مردند و تحسر بردند یکی آنکه داشت و نخورد دیگر آنکه

دو آدمی مرگئے اور ارمان لے گئے ایک وہ جسکے پاس تھا اور اسنے کھایا نہیں اور دوسرا

دانست و نکرد

جو جانتا تھا اور اسنے عمل نہیں کیا

قطعه

کس نه بیند بخیل فاضل را

تو فاضل بخیل کے متعلق کسی کو نہ دیکھے گا

که نه در عیب گفتنش کوشد

جو اسکی برائی بیان کرنے کی کوشش نہ کرے

ور کریمی دو صد گنه دارد

اور اگر کوئی سخی ہے اور اس میں دو سو عیب ہیں

کرمش عیبها فروپوشد

اسکی سخاوت عیبوں کو چھپالے گی

تمت الکتاب تمام شد کتاب گلستان والله المستعان بتوفیق

باری عز اسمه درین جمله چنانکه رسم مولفانست از

شعر متقدمان تلفیقی نرفت بیت

کهن خرقهٔ خویش پیراستن	به از جامهٔ عاریت خواستن

غالب گفتار سعدی طرب انگیزست وطیبت آمیز کوته نظرانرا بدین زبان طعن دراز گردد که مغز دماغ بیهوده بردن ودود چراغ بیفائده خوردن کار خردمندان نیست ولیکن بر رائے روشن صاحبدلان که روی سخن در ایشان ست پوشیده نماند که دُرِ موعظتهاے شافی در سلک عبارت کشیده است وداروی تلخ نصیحت بشهد ظرافت بر آمیخته تا طبع ملولِ انسان از دولت قبول محروم نماند الحمد لله رب العالمین

مثنوی

ما نصیحت بجای خود کردیم	روزگاری درین بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس	بر رسولان بلاغ باشد وبس
یا ناظراً فیه سل بالله مرحمة	علی المصنف واستغفر لصاحبه
واطلب لنفسک من خیر تریدها	من بعد ذلک غفراناً لکاتبه
لو ان لی یوم التلاق مکانة	عند الرؤف لقلت یا مولانا
وانا المسیٔ وانت مولیٰ محسن	ها قد اسأت واطلب الاحسانا

تمت

نام کتاب	قیمت
بہار بوستان - بوستاں کی نہایت محققانہ شرح ہے - از ٹیک چند بہار۔	۸ہر
خارستان - گلستان کے طرز پر جہاں اور بہت سی کتابیں لکھی گئیں وہاں ایک یہ بھی ہے - مگر یہ واقعہ ہے کہ اسکے مصنف ملا مجد الدین خوافی اس اتباع میں بہت زیادہ کامیاب ہوئے ہیں اور اسی لئے گلستاں کے دیکھنے والوں کو اس کتاب کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔	۸/
بہارستان جامی - گلستاں کے طرز پر مولانا جامی علیہ الرحمہ کی نہایت شگفتہ اور دلچسپ تصنیف ہے۔ اسمیں مولانا کا لکھا ہوا تذکرۂ شعرا اور لطائف و ظرائف بھی شامل ہیں۔	۵/
اخلاق جلالی - مع حاشیہ	عر
اخلاق محسنی - ملا حسین واعظ کاشفی	عر
تہذیب و اخلاق کے جواہر پارے	
زبان اردو میں	
جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی نہایت سہل اور عام فہم ترجمہ ہے۔	عہر
محبوب الاخلاق - اخلاق محسنی کا ترجمہ	
ریاض رضوان - شیخ سعدی کی گلستان	عہ ۱/

نام کتاب	قیمت
کی لاجواب شرح اردو میں -	۱۰/
گلدستہ جناں - یہ بھی گلستان سعدی کی عام فہم شرح اردو میں ہے۔	عہ ۱۲/
حدیقۃ الاخلاق - منشی پیارے لال شاکر نے اخلاقی مضامین کا ایک بے مثل مجموعہ مرتب کیا ہے۔	۱۰/
اوقات عزیزی - یہ کتاب دیکھئے گا تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ وقت کیا ہے اور اسکی قدر و قیمت کتنی ہے۔	۶/
رسالۂ شرافت - دیکھیے اور دیکھ کر معلوم کیجئے کہ شرافت نفس کے معنی کیا ہیں۔	۸/
تہذیب احسانی - اسمیں تہذیب کے متعلق ایسی دلچسپ بحث ہے کہ پڑھکر مزا آجاتا ہے۔	۴/
آبحیات - ذرا سی کتاب ہے مگر دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ آدمی کیونکر حیات ابدی حاصل کر سکتا ہے اور کیونکر دنیا میں اسکا نام رہ سکتا ہے۔	۴/
کیمیائے حکمت - اسمیں بتایا گیا ہے کہ علم اور ادب کو دنیا کی ہر چیز پر کسقدر فضیلت حاصل ہے۔	۳/

المشتہر
منیجر نول کشور پریس صیغۂ بکڈپو لکھنؤ

CC-0. Shri Krishna Museum Kurukshetra. Digitized by eGangotri

ملنے کا پتہ:-

